باسمہٖ تعالیٰ

نَومولُود کے احکام
و
اسلامی نام

(مع متعلّقہ فضائل)



مصنِّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

نَومَوْلُوْد کے احکام

و

اسلامی نام

(مع متعلّقہ فضائل)

لڑکے اورلڑکی کی ولادت وکفالت اور پرورش کے فضائل واحکام
نومولود کے کان میں اذان دینے ،نومولود کی تحنیک کرنے ،نومولود کا نام تجویز کرنے
نومولود کے عقیقہ اور ختنہ وغیرہ کے مدلّل ومفصّل احکام اورمتعلّقہ فضائل
نام تجویز کرنے سے متعلق اسلامی ہدایات واحکامات ،اوراسلامی ناموں کی فہرست

تصنیف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

نام کتاب: نومولود کے احکام واسلامی نام

مصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اول: شعبان ۱۴۳۱ھ جولائی 2010ء

صفحات: ۴۹۶

قیمت: روپے

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی، پاکستان۔ فون:051-5507270

کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی فون:051-5771798

اسلامی کتاب گھر: خیابان سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی فون:051-4830451

مکتبہ صفدریہ: دکان نمبر 6، المدد پلازہ، مصریال روڈ، چوہڑ چوک، راولپنڈی فون:051-5461469

اکلیل پبلشنگ ہاؤس: فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی فون:051-5553248

قرآن محل: اقبال روڈ، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی فون: 0321-5123698

ادارۂ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔ فون:042-7353255

مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور فون:o427228272

مکتبہ قاسمیہ: الفضل مارکیٹ ۱۷، اردو بازار، لاہور۔ فون:042-7232536

ملت پبلیکیشنز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد فون: 051-2254111

مکتبہ العارفی: جامعہ امدادیہ اسلامیہ، گلشن امداد، احمد آباد، ستیانہ روڈ، فیصل آباد فون:041-8715856

مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد فون:041-2601919

مکتبہ سراجیہ: بالمقابل جامعہ مفتاح العلوم، چوک سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا فون048-3226559

ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان فون:061-4540513

ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان فون:061-4514929

دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔ فون:021-2631861

مکتبۃ القرآن: دوکان نمبر 30، گوردمندر علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی فون:021-4856701

ادارۃ المعارف: احاطہ دارالعلوم کراچی فون:021-5032020

مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد فون:0992-340112

مکتبہ سرحد: خیبر بازار، پشاور فون:091-2212535

فہرست



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر اور پھر ان کے واسطہ سے ان کی زوجۂ مطہرہ حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا فرما کر انسانوں کے توالد وتناسل کا سلسلہ جاری فرمایا، جس کے نتیجہ میں ہزاروں، لاکھوں انسان وجود میں آئے، یہاں تک کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام اربوں، کھربوں انسان، حضرت آدم وحواء علیہا السلام کی واسطہ در واسطہ اولاد ہیں۔

اسی وجہ سے وہ بنی آدم کہلاتے ہیں، اور نہ جانے کتنے بنی آدم فوت ہو چکے ہیں، اور کتنے آئندہ پیدا ہونے والے ہیں۔

یہ تمام بنی آدم ہونے کے باوجود مختلف مذہبوں، قبیلوں اور خاندانوں میں منقسم ہیں، اور اپنے اپنے مخصوص ناموں کے اعتبار سے اپنی اپنی شناخت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اور شیطان انسان کی پیدائش ہی سے اس مقصود میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش شروع کر دیتا ہے۔

اس لئے ضروری ہوا کہ بچہ کی پیدائش کے ساتھ ان ہدایات واحکامات پر عمل شروع کر دیا جائے، جو انسان کی پیدائش کے مقصود میں معین ومددگار ہوں، اور اس کے برعکس شیطانی کوششوں میں مانع ورکاوٹ ہوں۔

اور اگرچہ انسان شرعی احکام کا پوری طرح مکلف اور پابند تو بالغ ہونے کے بعد ہوتا ہے، لیکن کچھ صلاحیتیں انسان پیدائش ہی سے اپنے ساتھ لے کر آتا ہے، جو غیر محسوس طریقہ پر اپنی کاروائی میں مصروف ہو جاتی ہیں۔

اس لئے شریعت کی طرف سے بچہ کی پیدائش ہی سے ایسے احکامات وہدایات کا سلسلہ جاری وساری فرمادیا گیا کہ ان کو اختیار کرنے سے دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی کی تمہید قائم ہو جاتی ہے، اور اس تمہید پر مرتب ہونے والی تعمیر مضبوط وپائیدار ہوتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں نومولود سے متعلق شریعت کی پیش کردہ پاکیزہ تعلیمات وہدایات کو کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اس کتاب کو بندہ نے دو حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

پہلا حصہ ایک مقدمہ، چھ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، جس میں نومولود کے متعلق احکامات اوران کے فضائل وفوائد کو ذکر کیا گیا ہے۔

اور دوسرے حصہ میں اسلامی نام سے متعلق فضائل واحکام اور اسلامی ناموں کی فہرست کو ذکر کیا ہے۔

ایک عرصہ سے دیکھنے میں آرہا ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو نومولود سے متعلق شریعت کی ہدایات کا علم نہیں، اور اگر کچھ علم بھی ہے تو وہ رسمی حد تک ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ ہر مسلمان نومولود سے متعلق شریعت کی پاکیزہ تعلیمات کو سیکھ اور سمجھ کر ان پر عمل کرے، تاکہ اس کی اولاد نیک صالح ہو، اور دنیا وآخرت کے اعتبار سے اس کی فلاح وصلاح کا ذریعہ بنے اور معاشرہ کو آنے والے وقت میں اچھی بنیاد حاصل ہو۔

اسی ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے زیرِ نظر کتاب کو ترتیب دیا گیا ہے۔

اگر بچہ کی ولادت پر مختلف غیر شرعی ہنگامہ آرائیوں کے بجائے اس کتاب کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے، اور کسی عزیز ورفیق کے ہاں بچہ کی ولادت پر مختلف ہدایا وتحائف کے بجائے اس جیسی کتابوں کو ہدیہ میں پیش کیا جائے، تو بہت سعادت مندی حاصل ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، تمام مسلمانوں کو نومولود سے متعلق شرعی احکامات پر عمل کر کے ان کے دنیاوی واخروی فضائل وفوائد سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

محمد رضوان

مورخہ ۱۹/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ 02/ جولائی/ 2011ء بروز جمعہ

ادارہ غفران، راولپنڈی

پہلا حصّہ

نومولود کے احکام

(مع متعلقہ فضائل)

نومولود سے متعلق شریعت کی پاکیزہ ہدایات وتعلیمات
اوران کے فضائل وفوائد

مقدمہ

اولاد کے حصول کی فضیلت واہمیت

سب سے پہلے ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہونا ضروری ہے کہ اسلام میں اولاد کا جائز طریقہ پر حصول صرف کوئی دنیاوی معاملہ یا صرف نفسانی تقاضے کی تکمیل کا نتیجہ نہیں، بلکہ شریعت کی نظر میں یہ ایک اہم عبادت ہے، اور اس کی فضیلت واہمیت پر شریعت نے مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔

اس لئے اس سے پہلے کہ ہم نومولود سے متعلق احکام ذکر کریں، اولاد کے حصول کے چند فضائل وفوائد کو ذکر کیا جاتا ہے۔

تا کہ ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہو کہ اولاد کے حصول کی صورت میں اس کو کس کس طریقہ سے اجر وثواب اور فضائل وفوائد حاصل ہوتے ہیں، اور اس لئے وہ شروع ہی سے اس کی اہمیت کو سمجھے اور اپنی نیت اور عمل کو درست رکھے۔

اولاد کا حصول عظیم نعمت ہے

کسی مسلمان کو اولاد کا حاصل ہونا، خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی، یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور عطیہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ [1]

---

[1] السَّتُّونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ وَهِيَ قِيَامُ الرَّجُلِ عَلَى وَلَدِهِ وَأَهْلِهِ وَتَعْلِيمُهُ إِيَّاهُمْ مِنْ أُمُورِ دِينِهِمْ مَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ، فَأَمَّا الْوَلَدُ فَالْأَصْلُ فِيهِ أَنَّهُ نِعْمَةٌ مِنَ اللهِ وَمَوْهِبَةٌ وَكَرَامَةٌ، قَالَ اللهُ تَعَالَى :(وَاللهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً)وَقَالَ :(يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ) فَامْتَنَّ عَلَيْنَا بِأَنْ أَخْرَجَ مِنْ أَصْلَابِنَا أَمْثَالَنَا، وَأَخْبَرَ أَنَّ الْأُنْثَى مِنَ الْأَوْلَادِ مَوْهِبَةٌ وَعَطِيَّةٌ كَالذَّكَرِ مِنْهُمْ، وَذَمَّ قَوْمًا تَسُوؤُهُمُ الْبَنَاتُ، فَيَتَوَارَوْنَ مِنَ الْقَوْمِ لِئَلَّا يَذْكُرُوهُنَّ لَهُمْ، قَالَ :(وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ) فَكُلُّ مَنْ وُلِدَ لَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَدٌ ذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى فَعَلَيْهِ أَنْ يَحْمَدَ اللهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ عَلَى أَنْ أَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ نَسَمَةً مِثْلَهُ تُدْعَى لَهُ، وَتُنْسَبُ إِلَيْهِ، فَيَعْبُدُ اللهَ لِعِبَادَتِهِ، وَيُكَثِّرُ بِهِ فِي الْأَرْضِ أَهْلَ طَاعَتِهِ(شعب الایمان للبیهقی ، بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ إِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ (سورة الشورى آيت ۴۹، ۵۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں، لڑکیاں ہبہ فرماتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے ہبہ فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اللہ تعالیٰ نے لڑکی اور لڑکے دونوں کو ہبہ قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اولاد خواہ نرینہ ہو، یا غیر نرینہ، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہبہ اور عطیہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةُ اللّٰهِ لَكُمْ، يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ إِنَاثًا، وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ (مستدرك حاكم حديث نمبر ۳۰۷۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تمہاری اولاد تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کا ہبہ ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں، لڑکیاں ہبہ فرماتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں، لڑکے ہبہ فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت کثیر بن عبید سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِذَا وُلِدَ فِيْهِمْ مَوْلُوْدٌ -يَعْنِيْ: فِيْ أَهْلِهَا- لَا تَسْأَلُ: غُلَامًا وَلَا جَارِيَةً، تَقُوْلُ: خُلِقَ سَوِيًّا؟ فَإِذَا قِيْلَ: نَعَمْ، قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (الأدب المفرد للبخاری، باب من حمد الله عند الولادة إذا كان سويا ولم يبال ذكرا أو انثى، حديث نمبر ۱۲۹۸) [2]

---

[1] قال الحاكم: "هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، هٰكَذَا إِنَّمَا اتَّفَقَا عَلٰى حَدِيْثِ عَائِشَةَ ": أَطْيَبُ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ"

قال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

[2] قلتُ: كثير بن عبيد التيمي مولاهم رضيع عائشة نزل الكوفة مقبول من الثالثة، كذافي تقريب التهذيب. وفيه عبد الله بن ذكين وهو أبو عمر الكوفي البغدادي مختلف فيه، فالحديث حسن، ان شاء الله تعالىٰ. محمد رضوان.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلقین میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا، تو وہ یہ معلوم نہ کرتی تھیں کہ بیٹا پیدا ہوا ہے یا بیٹی؟ بلکہ یہ معلوم کیا کرتی تھیں کہ کیا ٹھیک طریقے سے پیدا ہو گیا؟ جب جواب میں کہا جاتا کہ جی ہاں! تو فرماتیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ معمول اس وجہ سے تھا کہ بیٹے کی پیدائش ہو، یا بیٹی کی؛ اُس کا سلامتی کے ساتھ پیدا ہو جانا ہی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس لیے اس پر شکر کی ضرورت ہے۔

اولاد کا حصول مطلوب اور نکاح کے مقاصد میں سے ہے

قرآن وسنت سے یہ بات ثابت ہے کہ اولاد کا حصول شریعت کی نظر میں مطلوب ہے، بلکہ نکاح کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

اور اولاد کے حصول میں علاوہ دوسرے فوائد کے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کی امت کی کثرت کا باعث ہے، اور حضور ﷺ کی امت کی کثرت حضور ﷺ کے لئے فخر ومسرت کا باعث ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَتَزَوَّجُوْا فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهٗ وِجَاءٌ (سنن ابن ماجة حديث نمبر ۱۸۴۶، كتاب النكاح، باب ماجاء فى فضل النكاح)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے، اور جو میری سنت پر عمل نہیں کرے گا، تو وہ مجھ (یعنی میری امت میں) سے نہیں، اور تم نکاح کیا کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے (قیامت کے دن) دوسری امتوں پر فخر کروں گا، اور تم میں سے جو طاقت رکھتا ہو، تو اسے چاہئے کہ نکاح کرے، اور جسے طاقت نہ ہو، تو وہ روزوں

کا اہتمام کرے، کیونکہ روزہ اس کے لئے وِجاء (شہوت کو توڑنا) ہے (ترجمہ ختم)

وِجاء سے مراد شہوت کے غلبہ کو توڑنا ہے۔

اگر کسی کو شہوت کا زیادہ غلبہ ہو، تو اس کو نکاح کر کے جائز طریقہ سے شہوت پوری کرنا چاہئے، اور جائز طریقہ میسر نہ ہو، تو حضور ﷺ نے اس کا علاج روزے رکھنے سے بیان فرمایا۔

اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم -فَقَالَ إِنِّيْ أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ وَإِنَّهَا لا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا قَالَ لا .ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ .(ابوداؤد حديث نمبر ۲۰۵۲، كتاب النكاح، باب النهى عن تزويج من لم يلد من النساء، واللفظ لهٗ، سنن نسائى حديث نمبر ۳۲۲۷، باب كراهية تزويج العقيم،السنن الكبرىٰ للنسائى حديث نمبر ۵۳۴۲، المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۱۶۹۰۲،صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۴۰۵۶،مستدرک حاكم حديث نمبر ۲۶۳۵،سنن البيهقى حديث نمبر ۱۳۸۵۷)

ترجمہ: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ میں نے ایک ایسی عورت کو پایا ہے، جو کہ بڑے نسب اور حسن والی ہے (اور بعض روایات میں منصب اور مال والی ہونے کا بھی ذکر ہے) لیکن اس کے اولاد نہیں ہوتی، تو کیا میں اس سے نکاح کرلوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، پھر وہ شخص دوسری مرتبہ حاضر ہوا، پھر بھی نبی ﷺ نے اسے اس عورت سے نکاح کرنے سے منع فرمایا، پھر تیسری مرتبہ وہ شخص حاضر ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی عورتوں سے نکاح کرو، کیونکہ میں (قیامت کے دن) تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے شریعت کی نظر میں اولاد کے حصول کی اہمیت معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ نے حسن

وجمال اور حسب ونسب والی عورت کے مقابلہ میں اولاد کی صلاحیت والی عورت سے نکاح کو ترجیح دی، اور ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان فرمائی۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ ، وَيَنْهَى عَنِ التَّبَتُّلِ نَهْيًا شَدِيْدًا، وَيَقُوْلُ " :تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ ، إِنِّيْ مُكَاثِرٌ الْأَنْبِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "(مسند احمد حديث نمبر ۱۲۶۱۳ ، واللفظ لهٗ، المعجم الاوسط للطبراني حديث نمبر ۵۰۹۹، شعب الايمان للبيهقي حديث نمبر ۵۰۹۹،سنن البيهقي حديث نمبر ۱۳۸۵۸ ،صحيح ابن حبان حديث نمبر ۴۰۲۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جماع پر قدرت رکھنے والے کو نکاح کا حکم فرمایا کرتے تھے، اور نکاح نہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تم محبت کرنے والی اور خوب بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو، بے شک میں اپنی امت کی کثرت کی وجہ سے دوسرے نبیوں کی امتوں پر قیامت کے روز فخر کروں گا (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی امت کی مقدار کو بڑھانا شریعت میں مطلوب ہے، اور اس کا صحیح راستہ اولاد پیدا ہونے کی صلاحیت والی عورتوں سے نکاح کرنا ہے۔

اس لئے اولاد کا حصول نکاح کے مقاصد میں سے ہوا۔ [1]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ (میرے بیٹے) انس آپ کے خادم ہیں، ان کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کردیجئے، تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی:

---

[1] تزوجوا الودود أي التي تحب زوجها الولود أي التي تكثر ولادتها وقيد بهذين لأن الولود إذا لم تكن ودودا لم يرغب الزوج فيها والودود إذا لم تكن ولودا لم يحصل المطلوب وهو تكثير الأمة بكثرة التوالد ويعرف هذان الوصفان في الأبكار من أقاربهن إذ الغالب سراية طباع الأقارب بعضهن إلى بعض ويحتمل وا لله تعالى أعلم (مرقاة، كتاب النكاح)

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِکْ لَهٗ فِیْمَا أَعْطَیْتَهٗ (بخاری، حدیث نمبر ۵۹۰۱، کتاب الدعوات، باب الدعاء بکثرۃ المال مع البرکۃ، واللفظ لہٗ؛ مسلم حدیث نمبر ۶۵۲۷)

ترجمہ: یااللہ! ان کے مال کو اور اولاد کو زیادہ فرمادیجئے، اور آپ نے جو نعمتیں (مال وغیرہ کی شکل میں) ان کو عطا فرما رکھی ہیں، ان میں برکت عطا فرمائیے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی کثرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ومرغوب تھی، اسی لئے آپ نے اس کی دعا فرمائی۔ [1]

اور شریعت کی نظر میں اولاد کے حصول کے مطلوب ہونے کی وجہ سے بچے کی پیدائش کی صلاحیت واستعداد کو ختم کرنا، خواہ نسبندی کر کے ہو، یا خصیتین وغیرہ نکال کر، یا اُن کو مَسل کر، وہ جائز نہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ لَنَا شَیْءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِیْ فَنَھَانَا عَنْ ذٰلِکَ (بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من التبتل والخصاء)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے، اور ہمارے پاس کوئی چیز (یعنی بیوی وباندی جس سے جائز طریقے پر شہوت پوری کی جاسکے) نہیں ہوتی تھی، تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کر لیں (جس سے ہماری شہوت کا تقاضا ختم ہوجائے) تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی ہونے سے منع فرمادیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں:

أَرَادَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ أَنْ یَّتَبَتَّلَ فَنَھَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۔صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

[1] اللھم أکثر مالہ وولدہ بفتحتین وضم فسکون أی أولادہ وبارک لہ فیما أعطیتہ أی من المال والولد والبرکۃ زیادۃ النماء فی إفادۃ النعماء (مرقاۃ المفاتیح ،کتاب المناقب، باب جامع المناقب)

وَلَوْ أَجَازَ لَهُ ذٰلِكَ لَاخْتَصَيْنَا (مسلم، حديث نمبر ۳۴۷۲، كتاب النكاح،باب اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ وَوَجَدَ مُؤْنَةَ الخ،واللفظ له، بخارى، بَاب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ)

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے دنیا سے بے تعلق ہونے اور نکاح نہ کرنے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس سے منع فرمادیا، اور اگر رسول اللہ ﷺ اُن کو اس کی اجازت دیدیتے، تو ہم اپنے آپ کو خصی کرلیتے (ترجمہ ختم)

اور ابنِ شہاب سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ أَرَادَ أَنْ يَّخْتَصِيَ وَيَسِيْحَ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم :أَلَيْسَ لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ فَأَنَا آتِي النِّسَاءَ وَآكُلُ اللَّحْمَ وَأَصُوْمُ وَأُفْطِرُ، إِنَّ خِصَاءَ أُمَّتِيَ الصِّيَامُ وَلَيْسَ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ خَصٰى أَوْ اِخْتَصٰى (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ج۳ص ۳۹۴، تحت ترجمة عثمان بن مظعون،ومن بنى جمح بن عمرو بن هصيص بن كعب بن لؤى عثمان بن مظعون)

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے خصی ہونے اور (دنیا سے بے تعلق ہوکر) زمین میں سیاحت کرنے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا آپ کو میرے اندر اُسوۂ حسنہ نظر نہیں آتا؛ میں بیویوں کے پاس آتا ہوں، اور گوشت کھاتا ہوں، اور روزہ رکھتا ہوں، اور افطار کرتا ہوں، بے شک میری امت کا خصی ہونا روزے رکھنا ہے؛ اور جو خصی ہوا، یا جس نے خصی ہونے کو طلب کیا، وہ میری امت میں سے نہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعد بن مسعود سے روایت ہے:

أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ :اِئْذَنْ لَنَا بِالْإِخْتِصَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصٰى

وَلَا اخْتَصٰی ، إِنَّ خِصَاءَ أُمَّتِیَ الصِّيَامُ ، فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللهِ ، إِئْذَنْ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ ، فَقَالَ :إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِيَ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللهِ ، إِئْذَنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ ، فَقَالَ :إِنَّ تَرَهُّبَ أُمَّتِيَ اَلْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ ، اِنْتِظَارَ الصَّلَاةِ " (الزهد والرقائق لابن المبارك، حديث نمبر ۸۴۲؛باب التواضع، شرح السنة، باب فضل القعود في المسجد لانتظار الصلاة)

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، اور کہا کہ ہمیں خصی ہونے کی اجازت دے دیجیے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ انسان ہم میں سے نہیں، جو خصی ہو، اور نہ وہ جو خصی ہونے کو طلب کرے، بے شک میری امت کا خصی ہونا روزے رکھنا ہے۔

پھر انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں (لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر) زمین میں سیاحت کی اجازت دیجیے؟

تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی سیاحت اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے؛

حضرت عثمان بن مظعون نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں ترہُّب (یعنی لوگوں سے لاتعلق ہو کر عبادت) کی اجازت دیجیے؟

تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا ترہُّب مساجد میں بیٹھنا، نماز کا انتظار کرنا ہے

(ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَزْلِ "أَنْتَ تَخْلُقُهُ، أَنْتَ تَرْزُقُهُ، أَقِرَّهُ قَرَارَهُ ، فَإِنَّمَا ذٰلِكَ الْقَدَرُ" (مسند احمد ، حديث نمبر ۱۱۵۰۳، واللفظ له؛ المعجم الاوسط للطبراني، حديث نمبر ۱۷۶۶؛ مسند الشاميين للطبراني، حديث نمبر ۱۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عزل کے بارے میں فرمایا، آپ اس کو پیدا کرو گے؟

آپ اس کو رزق دو گے؟ اُس کو اپنی جگہ رہنے دو، کیونکہ یہ تو تقدیر کا معاملہ ہے (ترجمہ ختم)

اسی قسم کی حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [۱]

عزل کا مطلب یہ ہے کہ بیوی سے جماع کرتے ہوئے اِنزال کے وقت علیحدہ ہو جائے، اور منی اندر خارج کرنے کے بجائے باہر خارج کرے، تاکہ اولاد پیدا نہ ہو۔

مذکورہ حدیث میں حضور ﷺ نے عزل کی ممانعت کو یہ کہہ کر منع فرمایا کہ اولاد کا پیدا کرنا اور اس کو رزق دینا انسان کا کام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے، جس سے معلوم ہوا کہ رزق کے ڈر اور تنگدستی کے خوف کی وجہ سے عزل کرنا جائز نہیں۔

اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (سورۃ الھود، آیت ۶)

ترجمہ: اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے، جس کا رزق اللہ نے اپنے (فضل سے) ذمے نہ لے رکھا ہو (ترجمہ ختم) [۲]

اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(سورۃ العنکبوت، آیت ۶۰)

ترجمہ: اور کتنے جانور ہیں، جو اپنا رزق اُٹھا نہیں پاتے، اللہ انہیں بھی رزق دیتا ہے،

---

[۱] حدثنا بكر بن سهل ، ثنا عبد الله بن صالح ، حدثني معاوية بن صالح ، عن أبي مريم الأنصاري ، عن جابر بن عبد الله ، عن النبي ﷺ أنه جاءه رجل من الأنصار فقال : يا رسول الله ما ترى في العزل ؟ فقال النبي ﷺ : أنت تخلقه وأنت ترزقه ؟ أقره مقره فإنما هو القدر (مسند الشاميين للطبراني، حديث نمبر ۱۸۸۵)

حدثنا ابن مخلد ، قال : حدثنا أحمد بن منصور الرمادي ، قال : حدثنا عبد الله بن صالح ، قال : حدثني معاوية بن صالح ، قال : حدثني أبو مريم الأنصاري ، عن جابر بن عبد الله ، قال : جاء رجل من الأنصار إلى رسول الله ﷺ قال : ما ترى في العزل ؟ فقال له رسول الله ﷺ : أنت تخلقه ؟ أنت ترزقه ؟ أقره مقره فإنما هو القدر (الابانة الكبرىٰ لابن بطة، حديث نمبر ۱۴۱۶)

[۲] (وَمَا مِنْ) زائدة (دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ) هي ما دَبَّ عليها (إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا) تكفل به فضلاً منه تعالى (تفسير الجلالين، تحت آيت ۶ من سورة الهود)

اور تمہیں بھی، اور وہ ہر بات کو سننے والا ہے، جاننے والا ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ رزق کے خوف کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا جائز نہیں، اور اگر عزل اس بنیاد پر ہو، تو وہ بھی ناجائز ہے۔ [1]

اور اسی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں جو بہت سے لوگ تنگدستی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس سے منع فرمایا، اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ رزق دینا ہمارا کام ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)

ترجمہ: اور تم اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں، اور اُن کو بھی رزق دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ (سورۃ الاسراء، آیت ۳۱)

ترجمہ: اور تم اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں، اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيْقَهَا (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا) اَلْآيَةَ (بخاری حدیث نمبر

[1] (وَكَأَيِّنْ) كم (مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا) لضعفها (اللهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ) (تفسير الجلالين، تحت آيت ٦٠ من سورة العنكبوت)

۶۳۵۴، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالی ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جھنم، واللفظ لہٗ، ترمذی حدیث نمبر ۳۱۰۶، نسائی حدیث نمبر ۴۰۲۴، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۷۱۹)

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ٹھہراؤ، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا ہے، اُس آدمی نے عرض کیا کہ پھر کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کہ آپ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کریں کہ وہ آپ کے ساتھ کھائے پئے گی، اس آدمی نے عرض کیا کہ پھر کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کہ آپ اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اور (رحمٰن کے مخصوص بندے) وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کو شریک نہیں کرتے، اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اُسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ زنا کرتے ہیں، اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا، اُسے اپنے گناہ کے وبال کا سامنا کرنا پڑے گا (سورۃ الفرقان، آیت ۶۸)

مذکورہ آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ رزق کی تنگی کی وجہ سے اولاد کا قتل حرام ہے، پس جو عزل تنگ دستی کے خوف کی وجہ سے ہوگا، وہ بھی قرآن وسنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ [1]

---

[1] اور یہ شبہ کرنا درست نہیں کہ ان آیات اور حدیث میں تو اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت کو بیان فرمایا گیا ہے، نہ کہ عزل کی ممانعت کو۔

کیونکہ اولاد کو قتل کرنا تو ویسے بھی جائز نہیں، اور جب اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت کو بیان کرتے ہوئے تنگ دستی کے خوف کی علت کو بھی ذکر فرمادیا گیا، اور ''نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ'' نیز ''نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ'' اور ''خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ'' فرما کر اس علت کو بھی باطل قرار دے دیا گیا، تو اس سے مذکورہ علت پرمبنی عزل کا ناجائز ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

حضرت جدامۃ بنتِ وہب رضی اللہ عنہا ایک لمبی حدیث میں فرماتی ہیں:

ثُمَّ سَأَلُوْهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ذٰلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ (مسلم، حدیث نمبر ۳۶۳۸، کتاب النکاح، باب جواز الغیلة وھی وطء المرضع و کراھة العزل)

ترجمہ: پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ خفیہ زندہ درگور کرنا ہے (ترجمہ ختم)

زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنے یہاں پیدا ہونے والی بیٹی کو شرم وعار اور تنگدستی کے خوف کی وجہ سے زندہ حالت میں دفن کر دیا کرتے تھے، جس کو زندہ درگور کرنا کہا جاتا ہے، اور اس کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ تکویر میں کیا گیا ہے۔ [1]

لہٰذا عزل کو خفیہ زندہ درگور قرار دینے کا مطلب یہی ہے کہ اگر عزل اس بنیاد پر ہو، جس بنیاد پر پیدا ہونے والی بیٹی کو زمانۂ جاہلیت میں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، یعنی شرم وعار اور تنگ دستی کے خوف کی وجہ سے، تو اس بنیاد پر عزل کرنا بھی خفیہ زندہ درگور کرنے کا حکم رکھتا ہے۔

اور کیونکہ پیدا ہونے کے بعد درگور کرنے کا عمل تو ظاہر میں نظر آنے والا ہے، مگر عزل میں بظاہر زندہ درگور کرنا نہیں پایا جاتا، لیکن جو عزل شرم وعار یا تنگدستی کے خوف کی علت پر مبنی ہو، اور دل میں نیت اور غرض وہی ہو، جس پر ظاہری زندہ درگور کرنے کا عمل مبنی تھا، تو علت کے دونوں جگہ مشترک ہونے کی وجہ سے دونوں کا حکم ناجائز ہوگا، اس فرق کے ساتھ کہ ایک خفیہ عمل ہے، اور دوسرا ظاہری۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اولاد کا حصول شریعت میں مطلوب ہے، اور نکاح کے اہم مقاصد میں سے ہے، اور اس مقصود کو فوت کرنا جائز نہیں۔

لہٰذا مرد یا عورت کا خصی ہونا اور کوئی ایسی تدبیر اختیار کرنا کہ جس سے ہمیشہ کے لیے اولاد پیدا

---

[1] (وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ) الجارية تدفن حية خوف العار والحاجة (سُئِلَتْ) تبكيتاً لقاتلها (تفسير الجلالين تحت آیت ۹ من سورة التكوير)

ثم سالوه عن العزل أى عن جوازه مطلقا أو حين الإرضاع أو حال الحبل فقال رسول الله ذلك أى العزل الوأد الخفى قال النووى الوأد دفن البنت حية وكانت العرب تفعل ذلك خشية الإملاق والعار (مرقاة، كتاب النكاح، باب المباشرة)

کرنے کی صلاحیت واستعداد ضائع وختم ہوجائے، وہ جائز نہیں۔ [1]

اوراسی طرح بچہ پیدا ہونے کے بعد یا حمل ٹھہرنے کی اتنی مدت بعد کہ حمل میں جان پڑگئی ہو(جو کہ چار مہینے کی مدت ہے) ایسے حمل کو ساقط کرنا حرام ہے، کیونکہ جان پڑنے کے بعد اس کو ساقط کرنا قتل کرنے کے مترادف ہے، خواہ پیدا ہونے والے بچے کے معذور ہونے کا خدشہ ہو، تب بھی اُس کا اسقاط جائز نہیں۔

اورعزل اور عارضی مانعِ حمل تدابیر (مثلاً مخصوص غبارہ، گولیاں، انجکشن، چھلا وغیرہ) اگرایسی غرض پر مبنی ہوں کہ جوشریعت سے متصادم اور شریعت کے خلاف ہوں، مثلاً تنگدستی اور افلاس کا خوف، تو ایسی غرض سے عزل کرنا اور مانعِ حمل تدابیر کا اختیار کرنا حرام ہے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

اوراگر کسی مجبوری اور ایسی ضرورت کی وجہ سے، کہ جس کا شریعت اعتبار کرتی ہو، عزل یا عارضی مانعِ حمل تدابیر کو اختیار کیا جائے، مثلاً عورت بہت کمزور ہے، اور ماہر اطباء کی رائے میں استقرارِ حمل یا ولادت کی وجہ سے شدید تکلیف لاحق ہونے یا پیدا ہونے والے بچے کے غیر معمولی کمزور وناقص ہونے کا قوی اندیشہ ہے، یا پیدا شدہ بچہ ابھی بہت چھوٹا ہے، اوراتنی جلدی دوسری مرتبہ استقرارِ حمل کی وجہ سے، پہلے سے موجود بچے کی تربیت وپرورش میں غیر معمولی مشکلات کا سامنا ہے، تو ایسی صورت میں عزل یا عارضی مانعِ حمل تدابیر کا اختیار کرنا جائز ہے۔

اورجب نہ تو کوئی فاسد غرض ہو، اور نہ ہی کوئی مجبوری اور معتبر ضرورت ہو، تو پھر عزل یا عارضی مانعِ حمل تدابیر کا اختیار کرنا مکروہ ہے۔ [2]

---

[1] وجعل الإنسان خصيا أو مجبوبا حرام وإن كان مملوكا ويعزر مرتكبه(نِصَابُ الِاحْتِسَابِ، الْبَابُ الأربعون في الاحتساب على أهل الاكتساب)

قوله فنهانا عن ذلك يعني عن الاختصاء وفيه تحريم الاختصاء لما فيه من تغيير خلق الله تعالى ولما فيه من قطع النسل وتعذيب الحيوان(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، سورة المائدة، باب قوله يا أيها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما أحل الله لكم)

[2] چنانچہ امداد الفتاویٰ میں ہے:

خلاصہ یہ کہ سب میں اشد حملِ حی کا اسقاط اور اس سے کم حملِ غیر حی کا اسقاط، اور اس سے کم مانعِ حمل کا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جن عذر کی صورتوں میں عارضی مانعِ حمل تدابیر کا اختیار کرنا جائز ہے، اُن صورتوں میں حمل

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

استعمال؛ البتہ عذر مقبول سے دو اَمر آخر کے جائز ہیں، اور اَمر اوّل ہر حال میں حرام (امداد الفتاویٰ، جلد ۴، صفحہ ۲۰۴، احکام متعلقہ علاج ودواء وغیرہ)

ملحوظ رہے کہ فقہائے کرام نے عزل کی جائز صورتوں میں جواز کو زوجہ حرہ کی اجازت سے مشروط کیا ہے، اور اس پر مندرجہ ذیل احادیث وآثار سے استدلال کیا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (سنن ابن ماجة، حديث نمبر ۱۹۱۸؛ كتاب النكاح، باب العزل، مسند أحمد، حديث نمبر ۲۱۲)

هذا إسناد ضعيف لضعف ابن لهيعة.......... وله شاهد من حديث ابن عمر ومن حديث ابن عباس (مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجة؛ كتاب النكاح، باب العزل)

عن ابن عباس قال تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۱۲۵۶۲، كتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة)

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ تُسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ يُعْزَلُ عَنِ الْأَمَةِ (ابن أبي شيبة، حديث نمبر ۱۶۸۴۶، كتاب النكاح، باب من قال: يعزل ,عن الأمة وتستأمر الحرة)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: يَعْزِلُ عَنِ الْأَمَةِ وَيَسْتَأْمِرُ الْحُرَّةَ (السنن الكبرى للبيهقي، حديث نمبر ۱۴۷۱۵، كتاب النكاح، باب من قال يعزل عن الحرة بإذنها وعن الجارية بغير إذنها)

عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَا يُعْزَلُ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا (ابن أبي شيبة، حديث نمبر ۱۶۸۴۴، كتاب النكاح، باب من قال: يعزل ,عن الأمة وتستأمر الحرة)

أبو بشر يحيى بن إسماعيل قال سألت الحسين عن العزل فقال أما للأمة فانت أملك بها وأما الحرة فاستأمرها (الكنى والأسماء للدولابي، حديث نمبر ۵۳۰)

عن عطاء أنه كره أن يعزل عن الحرة إلا بأمرها يقول هو من حقها (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۱۲۵۶۱، كتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة)

جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ سَأَلْتُ عَطَاءً عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ عَنِ الْحُرَّةِ بِرِضَاهَا وَأَمَّا الْأَمَةُ فَذَاكَ إِلَيْكَ (السنن الكبرى للبيهقي، حديث نمبر ۱۴۷۱۶، كتاب النكاح، باب من قال يعزل عن الحرة بإذنها وعن الجارية بغير إذنها)

عن سعيد بن جبير قال لا يعزل الحرة إلا بأمرها (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۱۲۵۶۳، كتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة؛ ابن أبي شيبة حديث نمبر ۱۶۸۴۵)

عن عكرمة قال لا بأس أن يعزل الرجل عن امرأته إذا استأمرها فأذنت له (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۱۲۵۶۴، كتاب الطلاق، باب تستأمر الحرة في العزل ولا تستأمر الأمة)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: تُسْتَأْمَرُ الْحُرَّةُ فِي الْعَزْلِ وَلَا تُسْتَأْمَرُ الْأَمَةُ (السنن الكبرى للبيهقي، حديث نمبر ۱۴۷۱۳، كتاب النكاح، باب من قال يعزل عن الحرة بإذنها وعن الجارية بغير إذنها)

ٹھہرنے کے بعد اُس میں جان پڑنے یعنی چار مہینے سے پہلے، اُس کا اسقاط کرنا بھی جائز ہے۔[1]

گزشتہ مدلل ومفصل بحث سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آج کل جو خاندانی منصوبہ بندی کے عنوان سے ادارے قائم ہیں، اور وہ تنگدستی کے خوف کی وجہ سے نسلِ انسانی کی کمی کی عمومی کوششیں کرتے اور اس کی دعوت دیتے ہیں، اُن کا مقصود اور غرض شرعی اُصولوں کے منافی اور ناجائز ہے۔

جہاں تک مجبوری کے وقت انفرادی طور پر عارضی مانعِ حمل تدابیر کا تعلق ہے، تو اس کی نوعیت خاندانی منصوبہ بندی کے موجودہ اداروں سے بالکل الگ ہے، اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

اولاد پر بنیتِ ثواب خرچ کرنے کی فضیلت

گذشتہ دلائل سے اصولی انداز میں اولاد کے حصول کی اہمیت وفضیلت واضح ہوچکی۔

اور اولاد کے حصول کے بعد ان کی کفالت وتربیت کرنے کے الگ اور مستقل فضائل ہیں۔

چنانچہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً (بخاری،

---

[1] ويكره أن تسقى لإسقاط حملها وجاز لعذر حيث لا يتصور (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة)

(قوله ويكره إلخ) أى مطلقا قبل التصور وبعده على ما اختاره فى الخانية كما قدمناه قبيل الاستبراء وقال إلا أنها لا تأثم إثم القتل (قوله وجاز لعذر) كالمرضعة إذا ظهر بها الحبل وانقطع لبنها وليس لأبى الصبى ما يستأجر به الظئر ويخاف هلاك الولد قالوا يباح لها أن تعالج فى استنزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة ولم يخلق له عضو وقدروا تلك المدة بمائة وعشرين يوما ، وجاز لأنه ليس بآدمى وفيه صيانة الآدمى خانية (قوله حيث لا يتصور) قيد لقوله :وجاز لعذر والتصور كما فى القنية أن يظهر له شعر أو أصبع أو رجل أو نحو ذلك (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة)

وجاز عزله عن أمته بغير إذنها، وعن زوجته بإذنها، وجاز لهما سدُّ فم رحمهما لئلا تحبل بإذنه، وإلا لا يجوز .ويكره لها أن تشرب دواءً لإسقاط حملها، قبلَ التصور وبعده، إلا لعذر -كالمرضعة إذا ظهر بها الحمل، وانقطع لبنها، وليس لأبى الصبى ما يستأجر به المرضعة، ويخاف هلاكَ الولد، ما دام الحمل مضغةً، أو علقةً، ولم يخلق له عضو(الدرر المباحة فى الحظر والإباحة، الباب الثالث فى النظر والمسّ .مطلب فى العزل عن الأمة، والزوجة)

حدیث نمبر ۲۳۲۲ کتاب النفقات، باب فضل النفقة علی الأهل، واللفظ لهٗ؛ مسلم)

ترجمہ: جب مسلمان اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے، تو وہ اُس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے (ترجمہ ختم)

گھر والوں میں بیوی اور بچے سب داخل ہیں۔ [۱]

اور حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا أُطْعَمْتَ نَفْسَکَ، فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَکَ، فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَمَا أُطْعَمْتَ زَوْجَتَکَ، فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ، وَمَا أُطْعَمْتَ خَادِمَکَ، فَهُوَ لَکَ صَدَقَةٌ (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۱۷۹؛ الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۸۲) [۲]

ترجمہ: جو آپ (ثواب کی غرض سے) اپنے آپ کو کھلائیں، وہ آپ کے لیے صدقہ

---

[۱] یعنی: مروهم بالخير وانهوهم عن الشر وعلّموهم وأدّبوهم تقوهُمْ بذلک نارًا (تفسير البغوی، تحت آیت ٦ من سورة التحريم)

ووقاية النفس عن النار بترک المعاصی وفعل الطاعات ، ووقاية الأهل بحملهم على ذلک بالنصح والتأديب ....والمراد بالأهل على ما قيل :ما يشمل الزوجة والولد والعبد والأمة .واستدل بها على أنه يجب على الرجل تعلم ما يجب من الفرائض وتعليمه لهؤلاء ، وأدخل بعضهم الأولاد فی الأنفس لأن الولد بعض من أبيه (تفسير روح المعانی ، تحت آیت ٦ من سورة التحريم)

أی :مروهم بالمعروف، وانهوهم عن المنكر، ولا تدعوهم مهملا فتأكلهم النار يوم القيامة (ابن كثير، جزء۵ صفحه ۲۴۰)

وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عَلَيْنَا تَعْلِيمَ أَوْلَادِنَا وَأَهْلِينَا الدِّينَ وَالْخَيْرَ وَمَا لَا يُسْتَغْنَى عَنْهُ مِنَ الْآدَابِ ....قَوْلِهِ تَعَالَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :(وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَکَ الْأَقْرَبِينَ) وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ لِلْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ مِنَّا مَزِيَّةٌ بِهِ فِی لُزُومِنَا تَعْلِيمَهُمْ وَأَمْرَهُمْ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالَى (احكام القرآن جصاص، سورة التحريم آیت ٦)

[۲] قال الهيثمی:

رواه أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج۳ص ۱۱۹ ،باب فی نفقة الرجل على نفسه وأهله وغير ذلک)

وقال المنذری:

رواه أحمد بإسناد جيد (الترغيب والترهيب تحت حديث رقم ۳۰۰۲، كتاب النكاح)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فوت ہوجائے، یا اُس کو نعوذ باللہ تعالیٰ طلاق ہوجائے، اور اُس لڑکی کا والد کے علاوہ کوئی کمانے والا نہ ہو، تو اُس کے اوپر خرچ کرنا، اور اس کی کفالت کرنا یہ افضل صدقے میں داخل ہے۔ [1]

خلاصہ یہ کہ اولاد پر بنیتِ ثواب حلال مال خرچ کرنے سے انسان کو صدقہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے، خواہ نابالغ اولاد پر خرچ کرے، یا بالغ ضرورت منداولاد پر، بلکہ بچہ کی ولادت و پیدائش پر، جو کچھ خرچ ہوتا ہے، اس میں بھی اگر ثواب اور رضائے الٰہی کی نیت کی جائے، تو وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ صدقہ میں شمار ہوگا۔

مگر یاد رہے کہ یہ حکم ضروری، مفید اور جائز اخراجات کا ہے، ناجائز اور گناہ کے کاموں میں خرچ کرنے میں ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

لڑکیوں کی پیدائش و پرورش کی فضیلت

یوں تو کسی مسلمان کو اولاد کا حاصل ہونا اور اس کی پرورش کرنا اور اس پر خرچ کرنا بہت بڑی نعمت ہے، خواہ اولاد نرینہ یعنی لڑکا ہو، یا غیر نرینہ یعنی لڑکی۔

لیکن نرینہ اولاد کے مقابلے میں غیر نرینہ اولاد یعنی لڑکی کی پیدائش اور اس کی پرورش کی اسلام میں زیادہ اہمیت و فضیلت ہے۔

اس لیے لڑکی کی پیدائش پر غمگین ہونے کے بجائے خوش ہونا چاہیے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیے۔ [2]

---

[1] ابنتک بالرفع ای هو صدقتها مردودة بالنصب على الحالية ای مطلقة راجعة إليک ليس لها كاسب ای منفق عليها غيرک بالرفع على الوصفية وفی نسخة بالنصب على الاستثناء لكنه ضعيف لأن الصحيح فی ذی الحال أن يكون معرفة هذا وفی النهاية المردودة هی التی تطلق وترد إلى بيت أبيها وأراد الا أدلک على أفضل أهل الصدقة فحذف المضاف قال الطيبی ويمكن أن تقدر صدقة تستحقها ابنتک فی حال ردها إليک وليس لها كاسب غيرک وهما حالان إما مترادفان أو متداخلتان والله أعلم(مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق)

[2] الأول "أن لا يكثر فرحه بالذكر وحزنه بالأنثى، فإنه لا يدری الخيرة له فی أيهما، فكم من صاحب ابن يتمنى أن لا يكون له، أو يتمنى أن يكون بنتاً، بل السلامة منهن أكثر والثواب فيهن أجزل (احياء العلوم للغزالی ج ا ص ۴۰۴)

لڑکوں کی پیدائش پر خوش ہونا، اور لڑکیوں کی پیدائش پر غمگین ہونا، زمانۂ جاہلیت کے طریقوں میں سے ہے، جس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں کھینچا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (سورۃ النحل آیت ۵۸،۵۹)

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی (پیدائش) کی خوشخبری دی جاتی ہے، تو اُس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے، اور وہ دِل ہی دِل میں کڑھتا رہتا ہے۔

اس خوشخبری کو بُرا سمجھ کر لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے کہ) ذلت برداشت کر کے اسے اپنے پاس رہنے دے، یا اُسے زمین میں گاڑ دے، دیکھو انہوں نے کتنی بُری باتیں طے کر رکھی ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ وُلِدَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ -يَعْنِي الذَّكَرَ- عَلَيْهَا، أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ

(مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۷۴۵۶، واللفظ لہ؛ شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر ۸۳۲۶؛ الآداب للبیہقی، حدیث نمبر ۲۴؛ مصنف ابنِ ابی شیبۃ، کتاب الادب، باب فِي الْعَطْفِ عَلَى الْبَنَاتِ، حدیث نمبر ۲۵۹۴۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے بیٹی پیدا ہوئی، اور اس نے اُس کو زندہ نہیں گاڑا، اور نہ ہی اس کی توہین و تذلیل کی، اور نہ ہی اُس کو لڑکے پر ترجیح دی، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اُس بیٹی کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

---

[1] قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ
وقال الذھبی فی التلخیص: صحیح

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم "لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ "(مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۳۷۳؛ المعجم الكبير للطبرانی، حدیث نمبر ۱۴۲۷۲؛ شعب الایمان للبیهقی، حدیث نمبر ۵۳۹۲؛ معرفة الصحابة لابی نعیم، حدیث نمبر ۵۳۹۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ اُنسیت (اور وحشت دُور) کرنے والی اور (اَجر وثواب کے اعتبار سے) قیمتی ہوتی ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت سعید بن ابی ھند سے مرسلاً روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْمُجَمِّلَاتُ "(شعب الایمان للبیهقی، حدیث نمبر ۸۳۲۸، باب فی حقوق الاولاد والاهلين)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ اُنسیت (اور وحشت دُور) کرنے والی اور (گھر بلکہ مرد کے ایمان کو) زینت بخشنے والی ہوتی ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُجَهِّزَاتُ الْمُؤْنِسَاتُ" (شعب الایمان، حدیث نمبر ۸۳۲۹، باب فی حقوق الاولاد والاهلين، البر والصلة للحسين بن حرب، حديث نمبر ۱۳۸، عن سالم بن أبي الجعد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ (آخرت کی)

---

[1] قال الهيثمي:
رواه أحمد والطبراني وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۸ص۱۵۶)
وقال الالباني:
أن رواية قتيبة بن سعيد عن ابن لهيعة ملحقة -من حيث الصحة- برواية العبادلة عنه كما بينه الحافظ الذهبي في "السير" (السلسلة الصحيحة،تحت حديث رقم ۳۲۰۶)

تیاری کرانے والی اور اُنسیت (اور وحشت دُور) کرنے والی ہوتی ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنِ ابْتُلِيَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ (مسلم حديث نمبر ۶۸۶۲، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات؛ ترمذي، ابواب البر والصلة عن رسول ﷺ، باب ما جاء في النفقة على البنات والأخوات)

ترجمہ: جو شخص لڑکیوں کی طرف سے کسی آزمائش میں ڈالا گیا، پھر اس نے (صبر کیا، اور) اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو وہ لڑکیاں اُس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی (ترجمہ ختم)

آزمائش میں ڈالے جانے سے مراد یہ ہے کہ عام طور پر لڑکیوں کی پیدائش کو بُرا سمجھا جاتا ہے، جو کہ شریعت کی نظر میں غلط ہے۔

لہٰذا لڑکیوں کی پیدائش سے انسان کا امتحان ہوتا ہے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی اور خوش ہوتا ہے، اور صبر و ہمت سے کام لے کر لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، تو وہ جہنم سے آزادی کی کامیابی حاصل کرتا ہے، اور اس کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں ناکام ہوجاتا ہے۔ [1]

---

[1] قوله ﷺ: (من ابتلى من البنات بشيء). إنما سماه ابتلاء لأن الناس يكرهونهن في العادة وقال الله تعالى: (وإذا بشر أحدهم بالأنثى ظل وجهه مسودا وهو كظيم) (شرح النووي، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات)

(من ابتلى) البلاء الامتحان يعني من امتحن (من هذه) الإشارة إلى أمثال المذكورات في السبب الآتي في الفاقة أو جنس البنات مطلقا (البنات بشيء) من أحوالهن أو من أنفسهن لينظر هل يحسن أو يسيء ، وعد نفس وجودهن بلاء لما ينشأ عنهن من العار تارة والشر تارة والفتن بين الأصهار أخرى (فأحسن إليهن) بالقيام بهن على الوجه الزائد عن الواجب من نحو إنفاق وتجهيز وغير ذلك بما يليق بأمثالهن على الكمال المطلوب (كن له سترا) أي حجابا وأراد بالستر الجنس الشامل للقليل والكثير وإلا لقال أستارا (من النار) جزاء ا وفاقا فمن سترهن بالإحسان جوزي بالستر من النيران ، وأفاد تأكيد حق البنات لضعفهن غالبا بخلاف الذكور لما لهم من القوة وجودة الرأي وإمكان التصرف غالبا.

(تنبيه) قال الزين العراقي: لم يقيد هذه الرواية بالاحتساب وقيده في أخرى به والظاهر حمل المطلق على المقيد (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۸۲۷۸)

اور حضرت ابی الرواع سے روایت ہے:

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ :أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَهُ ، وَلَهُ بَنَاتٌ فَتَمَنّٰى مَوْتَهُنَّ ، فَغَضِبَ اِبْنُ عُمَرَ فَقَالَ :أَنْتَ تَرْزُقُهُنَّ ؟ (الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۸۳،باب من کرہ أن یعمنی موت البنات)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی تھا، جس کی بیٹیاں تھیں، اُس آدمی نے اُن بیٹیوں کی موت کی تمنا کی، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سخت غصہ ہوئے، اور اس سے فرمایا کہ کیا تو اُن کو رزق دیتا ہے؟ (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ والدین اور اولاد سب کو رزق دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، لہٰذا بیٹیوں کی موت کی تمنا کرنے کا کوئی جواز نہیں۔

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ (ترمذی، ابواب البر والصلة عن رسول ﷺ، باب ما جاء فی النفقة علی البنات والأخوات، واللفظ لہ؛ الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۸۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں، پھر وہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (ترجمہ ختم)

تین بیٹیاں یا بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی فضیلت دو اور ایک بیٹی و بہن کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے زیادہ ہے، اس لیے مذکورہ حدیث میں تین بیٹیوں و بہنوں کا ذکر کیا گیا۔

ورنہ دو بیٹیوں بلکہ ایک بیٹی کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی فضیلت بھی کچھ کم نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُدْرِكُهُ اِبْنَتَانِ فَيُحْسِنُ صُحْبَتَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ (الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر

۷۸، بـاب مـن عـال جـاريتين أو واحـدة،والـلـفظ لـهٔ؛ مصنف ابن ابى شيبة، كتاب الادب،باب فِى الْعَطْفِ عَلَى الْبَنَاتِ؛ مسند احمد، ۳۴۲۴؛ ابن ماجة، حديث نمبر ۳۶۷۰؛ مستدرک حاكم، حديث نمبر ۷۳۵۹) ۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کو دو بیٹیاں حاصل ہوئیں، پھر اس نے اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو وہ دونوں بیٹیاں اُس کے لیے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنیں گی (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم - مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ .وَضَمَّ أَصَابِعَهُ .(مسلم حديث نمبر ۲۸۶۴، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الإحسان إلى البنات، واللفظ لهٗ؛ مصنف ابن ابى شيبة، حديث نمبر ۲۵۹۴۸؛ المعجم الاوسط للطبرانى، حديث نمبر ۵۵۷؛ مسند احمد، حديث نمبر ۱۲۴۹۸؛ مستدرک حاكم، حديث نمبر ۷۳۵۸؛ ترمذى، ابواب البر والصلة عن رسول ﷺ، باب ما جاء فى النفقة على البنات والأخوات؛ مصنف ابن ابى شيبة، كتاب الادب،باب فِى الْعَطْفِ عَلَى الْبَنَاتِ) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، تو وہ شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ ساتھ ساتھ ہوں گے، یہ فرماتے ہوئے (سمجھانے کی غرض سے) آپ ﷺ نے اپنی دونوں

---

۱ وقال الهيثمى:
قلت رواه ابن ماجة إلا أنه قال ابنتان بدل أختان -رواه أحمد وفيه شرحبيل بن سعد وثقه ابن حبان وضعفه جمهور الائمة، وبقية رجاله ثقات .(مجمع الزوائد ج۸ص۱۵۷)
اقول: هذا حديث جيد لأن له شواهد كثيرة. محمد رضوان

۲ قال الحاكم: " "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ
وقال الذهبى فى التلخيص :صحيح

انگلیوں کو ملا دیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَنْ کُنَّ لَـہٗ ثَـلَاثُ بَنَاتٍ یُؤْوِیْہِنَّ ، وَیَرْحَمُہُنَّ، وَیَکْفُلُہُنَّ ، وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ اَلْبَتَّۃَ "قَالَ :قِیْلَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ :فَإِنْ کَانَتْ اثْنَتَیْنِ ؟ قَالَ "وَإِنْ کَانَتْ اثْنَتَیْنِ " قَالَ :فَرَاٰی بَعْضُ الْقَوْمِ، أَنْ لَوْ قَالُوْا لَـہٗ وَاحِدَۃً، لَقَالَ "وَاحِدَۃً " (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۴۲۴۷) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کی تین بیٹیاں ہوں، اور وہ اُن کو ٹھکانہ دے، اور اُن پر رحم کرے، اور اُن کی کفالت کرے، تو اُس کے لیے ضرور جنت ثابت ہو جاتی ہے، راوی نے کہا کہ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اگر دو بیٹیاں ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کی وجہ سے بھی، راوی کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر ایک کا سوال کرتے تو رسول اللہ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی جواب دیتے (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَنْ عَالَ ثَـلَاثًا مِنْ بَنَاتٍ یَکْفِیْہِنَّ وَیَرْحَمُہُنَّ وَیَرْفُقُ بِہِنَّ فَہُوَ فِی الْجَنَّۃِ ، فَقَالَ رَجُلٌ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاثْنَتَیْنِ ؟ قَالَ : وَاثْنَتَیْنِ حَتّٰی قُلْنَا :إِنَّ إِنْسَانًا لَوْ قَالَ :وَاحِدَۃً ، لَقَالَ : وَاحِدَۃً (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۲۱۵۶) ۲؎

۱؎ قال الهیثمی:
رواہ أحمد والبزار والطبرانی فی الاوسط بنحوہ وزاد ویزوجهن من طرق واسناد أحمد جید (مجمع الزوائد ج۸ ص۱۵۷)

۲؎ قال البوصیری:
رواہ مسدد مرسلا، واحمد بن منیع و أبو یعلی بسند صحیح (اتحاف الخیرة المهرة، باب ما جاء فی الإحسان إلی البنات والأخوات)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، اُن کی ضروریات کو پورا کیا، اور اُن پر رحم کیا اور ان کے ساتھ نرمی کی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اگر دو بیٹیاں ہوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کی وجہ سے بھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے دل میں کہا کہ اگر کوئی انسان ایک کا سوال کرتا تو رسول اللہ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی جواب دیتے (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں ایک بیٹی کے بارے میں بھی حضور ﷺ کے ارشاد کی صراحت ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهِنَّ، وَضَرَّائِهِنَّ، وَسَرَّائِهِنَّ، أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ " فَقَالَ رَجُلٌ :أَوْ ثِنْتَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ " أَوْ اثْنَتَانِ " فَقَالَ رَجُلٌ :أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ "أَوْ وَاحِدَةٌ (مسند احمد، حديث نمبر ۸۴۲۵؛ مصنف ابن ابی شيبة، كتاب الادب، باب فِي الْعَطْفِ عَلَى الْبَنَاتِ)

ترجمہ: جس کی تین بیٹیاں ہوں، پھر وہ اُن کی سختیوں اور رنجوں اور خوشیوں (سب پر) صبر کرے، تو اللہ تعالیٰ اُس کو اُن بچیوں پر رحم کرنے کی برکت سے جنت میں داخل فرمائیں گے، ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا دو بیٹیوں کی وجہ سے بھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کی وجہ سے بھی، پھر ایک آدمی نے کہا کہ کیا اے اللہ کے رسول! ایک بیٹی کی وجہ سے بھی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بیٹی کی وجہ سے بھی (ترجمہ ختم)

حضور ﷺ نے تین بیٹیوں کی تربیت اور ان پر رحم کرنے کی تو بطورِ خود فضیلت بیان فرمائی، اور دو اور ایک بیٹی کی فضیلت کو سوال کے بعد جواب میں بیان فرمایا۔

جس سے معلوم ہوا کہ تین بیٹیوں کی فضیلت دو اور ایک سے زیادہ ہے۔

اور اسی کے ساتھ حضور ﷺ نے اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ ایک بیٹی کی ولادت پر اکتفاء نہ کیا جائے۔

ان احادیث وروایات سے لڑکیوں کی پیدائش اور اُن کی اچھے طریقے پر محبت اور پیار کے ساتھ پرورش اور تربیت کرنے کی فضیلت اور اَجر وثواب واضح ہوا۔

لہٰذا لڑکیوں کی پیدائش کو حقیر ومکروہ سمجھنے کے بجائے باعثِ اعزاز واکرام سمجھنا چاہیے۔

آج کل بعض لوگ زمانۂ حمل میں جدید طبی ذرائع سے تشخیص کراتے ہیں، اور اگر حمل کے بارے میں لڑکی کا ہونا معلوم ہوتا ہے، تو اسے ضائع کرادیتے ہیں، یہ طرزِ عمل جائز نہیں۔

بیٹے اور بیٹی کی ولادت پر مبارک باد

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ اولاد کا حصول خواہ بیٹا ہو یا بیٹی، اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور بیٹی کی فضیلت بعض جہات سے بیٹے کے مقابلہ میں زیادہ ہے، تو اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ کسی مسلمان کو اس نعمت کے حاصل ہونے پر مبارک باد دینا بھی مستحب ہے۔

اور جس طرح لڑکے کی ولادت پر مبارک باد کا دینا مستحب ہے، اسی طرح لڑکی کی پیدائش پر بھی مبارک باد دینا مستحب ہے۔

اور لڑکے کی ولادت پر تو مبارک باد دینا اور لڑکی کی ولادت پر مبارک باد دینے سے کنارہ کشی اور اعراض کرنا نامناسب طریقہ ہے، جو زمانۂ جاہلیت سے میل کھاتا ہے۔ [1]

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ

---

[1] يستحب ان يهنأ الوالد بالولد. قال اصحابنا ويستحب ان يهنأ بما جاء عن الحسين رضى الله عنه (انه علم انسانا التهنئة فقال قل بارك الله لك فى الموهوب لك وشكرت الواهب وبلغ اشده ورزقت بره) ويستحب ان يرد المهنأ على المهنىء فيقول بارك الله لك وبارك عليك أو جزاك الله خيرا أو رزقك الله مثله أو احسن الله ثوابك وجزاءك ونحو هذا (المجموع شرح المهذب ج٨ص ٤٤٣)

ولا ينبغى للرجل أن يهنىء بالابن ولا يهنىء بالبنت بل يهنىء بهما أو يترك التهنئة ليتخلص من سنة الجاهلية (تحفة المودود باحكام المولود لابن القيم ص ٢٠)

عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۴۳، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه الخ، واللفظ له، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۰۸، مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۲۳۹۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس نومولود بچوں کو لایا جاتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے، اور ان کی تحنیک فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

تحنیک کے بارے میں تفصیل آگے آتی ہے، اور برکت کی دعا سے مراد مبارک باد دینا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ بچے کی ولادت پر مبارک باد دینا سنت سے ثابت ہے۔

برکت کے معنیٰ خیر کے حصول اور اس کی کثرت کے ہیں، لہٰذا اس قسم کے الفاظ سے دعا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو خیر کے حصول اور خیر کی کثرت کا ذریعہ بنائیں۔ [1]

اور ایک حدیث میں حضور ﷺ سے مبارک بادی ان الفاظ میں منقول ہے:

بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِيْهِ ، وَجَعَلَهٗ بَرًّا تَقِيًّا

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس بچے میں برکت فرمائیں، اور اس کو فرمانبردار اور متقی بنائیں

(مسند البزار حدیث نمبر ۷۳۱۰)

اور بعض اسلاف سے بچے کی ولادت پر مبارک باد ان الفاظ میں منقول ہے:

جَعَلَهُ اللّٰهُ مُبَارَكًا عَلَيْکَ وَعَلٰى اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اس بچے کو اللہ تعالیٰ آپ پر اور امتِ محمد ﷺ پر مبارک فرمائیں۔ [2]

---

[1] يؤتى بالصبيان وكذا بالصبيات ففيه تغليب فيبرك عليه بتشديد الراء أى يدعو لهم بالبركة بأن يقول للمولود بارك الله عليك فى أساس البلاغة يقال بارك الله فيه وبارك له وبارك عليه وباركه وبرك على الطعام وبرك فيه إذا دعا له بالبركة قال الطيبى بارك عليه أبلغ فإن فيه تصوير صب البركات وإفاضتها من السماء كما قال تعالى لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض الأعراف ويحنكهم بتشديد النون أى يمضغ التمر أو شيئا حلوا ثم يدلك به حنكه (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

[2] حدثنا يحيى بن عثمان بن صالح ، ثنا عمرو بن الربيع بن طارق ، ثنا السرى بن يحيى ، أن رجلا ممن كان يجالس الحسن ولد له ابن فهناه رجل فقال : ليهنك الفارس

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور اگر اس سے ملتے جلتے دوسرے الفاظ کہہ دیئے جائیں، یا عربی زبان کے بجائے کسی بھی دوسری زبان میں اس طرح کے دعائیہ کلمات کہہ دیئے جائیں، تو بھی کوئی حرج نہیں۔ ۱

اور بچے کے والدین وسرپرستوں کو مبارک باد دینے والے کے جواب میں ''جزاک اللہ خیرا'' وغیرہ کہہ دینا چاہئے۔ ۲

مسئلہ......: شریعت کے مطابق مبارک باد دینے کے لئے زبان سے اخلاص کے ساتھ مبارک بادی کے الفاظ کہنا کافی ہے، ساتھ میں کوئی تحفہ وہدیہ دینا ضروری نہیں۔

لہٰذا بعض لوگوں کا تحفے وہدیہ کو لازم سمجھنا اور اس کے بغیر مبارک بادی کو ناکافی قرار دینا اور ضروری وواجبی حقوق فوت کر کے بلکہ قرض وغیرہ تک لے کر بچے کی پیدائش پر تحفے وہدیہ کا انتظام کرنا۔

یہ سب غیر شرعی طریقے اور شرعی حدود سے تجاوز ہے۔

مسئلہ......: آج کل بعض لوگ اپنے یہاں بیٹے کی ولادت پر تو خوب زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اور لوگوں میں ہدایا وتحائف بھی تقسیم کرتے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں بیٹی کی پیدائش پر خوشی کا اظہار نہیں کرتے، بلکہ دوسروں کے سامنے اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی جان چراتے ہیں، اور اگر کوئی بیٹی کی ولادت پر مبارک باد پیش کرے، تو اس پر ''جزاک اللہ'' وغیرہ بھی نہیں کہتے۔

یہ طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہے۔

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقال الحسن : وما يدريك أنه فارس لعله نجار ، لعله خياط قال :فكيف أقول ؟ قال: قل جعله الله مباركا عليك وعلى أمة محمد ﷺ (الدعاء للطبراني حديث نمبر ۸۷۰)

حدثنا محمد بن علي بن شعيب السمسار ، ثنا خالد بن خداش ، ثنا حماد بن زيد ، قال : كان أيوب إذا هنأ رجلا بمولود قال : جعله الله مباركا عليك وعلى أمة محمد ﷺ (الدعاء للطبراني، حديث نمبر ۸۷۱)

۱ اخرج ابن عساكر عن كلثوم بن جوشن قال :جاء رجل عند الحسن وقد ولد له مولود فقيل له يهنيك الفارس فقال الحسن :وما يدريك أفارس هو ؟ قالوا :كيف نقول يا أبا سعيد ؟ قال :تقول بورك لك في الموهوب وشكرت الواهب ورزقت بره وبلغ أشده . (الحاوي للفتاوي في الفقه، باب التهنئة بالمولود)

۲ يُندَبُ التَّهنِئَةُ فِي الوَلَدِ لِلوَالِدِ وَنَحوِهِ بِنَحوِ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيهِ وَبَلَّغَهُ رُشدَهُ وَرَزَقَكَ بِرَّهُ وَالرَّدُّ بِنَحوِ جَزَاكَ اللهُ خَيرًا (حاشيتا قليوبي -وعميرة، فَصلٌ فِي العَقِيقَةِ)

اولاد کے نیک عمل اور والدین کے لیے دعا کا اَجر وثواب

اولاد کے حصول کے فضائل تو اپنی جگہ ہیں، اسی کے ساتھ اولاد کے ذریعہ سے انسان اپنے نامۂ اعمال میں بہت سی نیکیوں کا ذخیرہ بھی جمع کرسکتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ (مسلم، حدیث نمبر ۲۳۳۱، کتاب الحج، باب صحة حج الصبی وأجر من حج به، واللفظ لہ؛ ترمذی، باب ماجاء فی حج الصبی؛ نسائی، باب الحج بالصغیر؛ ابنِ ماجه، بَاب حَجِّ الصَّبِيِّ؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۳۱۹۵)

ترجمہ: پھر ایک عورت نے حضور ﷺ کی طرف ایک بچے کو اُٹھا کر عرض کیا، کہ کیا اس کے لیے بھی حج ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک، اور آپ کے لیے اَجر ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ اگر بچے کو بھی حج کرایا جائے، تو حج کرانے والے والدین کو بھی اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچے کو نیک عمل کرنے پر ثواب ملتا ہے، اور بچے کے لئے نیک عمل کا سبب بننے والے والدین کو بھی ثواب ملتا ہے۔ [1]

اور والدین تو ویسے ہی اولاد کے دنیا میں آنے کا سبب بنتے ہیں، پھر اگر وہ اپنی اولاد کو نیک عمل پر

---

[1] قالت ألهذا ای یحصل لهذا الصغیر حج أی ثوابه قال نعم ای له حج النفل ولک اجر ای اجر السببیة وهو تعلیمه إن کان ممیزا أو اجر النیابة فی الإحرام والرمی والإیقاف والحمل فی الطواف والسعی إن لم یکن ممیزا (مرقاة، کتاب المناسک)

لکن الصحیح أن حسنات الصبی له ولوالدیه ثواب التعلیم ولذا ذکر اللقانی أنه تکتب حسناته فمقتضاه أن له کاتب حسنات (ردالمحتار، کتاب الطهارة، مطلب هل یفارقه الملکان)

وفی البزازی إذا عمل الصبی حسنات قبل البلوغ فثوابه له لا لأبویه ولهما ثواب التعلیم إن علماه وقیل ثواب الطاعة له مع أبویه (لسان الحکام، الفصل التاسع عشر فی الهبة)

ڈالیں، تو اولاد کے نیک عمل سے اولاد کو تو ثواب حاصل ہوتا ہی ہے، اسی کے ساتھ والدین کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْماً عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَداً صَالِحاً تَرَكَهٗ وَمُصْحَفاً وَرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِداً بَنَاهُ اَوْبَيْتاً لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْنَهْراً اَجْرَاهُ اَوْصَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ يَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ (ابن ماجة، حديث نمبر ۲۳۸، باب ثواب معلم الناس الخير؛ شعب الايمان للبيهقي، باب ممايلحق المؤمن من عمله، حديث نمبر ۳۲۹۴؛ ابن خزيمه، باب جماع أبواب الصدقات، حديث نمبر ۲۲۹۳)

ترجمہ: ''مومن کو اس کے جن نیک اعمال کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے وہ یہ ہیں:

وہ دین کا علم جو اس نے کسی کو سکھایا اور پھیلایا۔

اور وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔

اور قرآن مجید کا نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا۔

یا مسجد یا مسافر خانہ یا نہر (یعنی تالاب، کنواں جو خلقِ خدا کی نفع رسانی کے لئے اپنی زندگی میں) بنوا گیا، یا کوئی اور صدقہ جس کو اُس نے اپنے مال میں سے اپنی صحت اور حیات کی حالت میں نکالا تھا (اور خلقِ خدا کو بعد میں بھی اُس سے نفع پہنچتا رہا) تو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی اُس کو پہنچتا رہے گا'' (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد انسان کے لیے صدقۂ جاریہ ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍصَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ (مسلم، حديث نمبر ۴۳۱۰، كتاب

الوصية، باب مايلحق الانسان من الثواب بعدوفاته، وفاته واللفظ لهٗ) [1]

ترجمہ: (مسلمان) انسان (خواہ مرد ہو یا عورت) جب فوت ہوجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے، لیکن (اُصولی طور پر) تین (اعمال ایسے ہیں کہ اُن) کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا (اُن میں سے) ایک صدقۂ جاریہ ہے۔

دوسرے ایسا علم ہے جس سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔

تیسرے نیک صالح اولاد ہے جو اس (فوت ہونے والے) کے لئے دعا کرتی ہے (ترجمہ مکمل)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد جو مرحوم والدین کے لئے دعاء واستغفار کرتی ہے، وہ ان کے لیے صدقۂ جاریہ ہے، اول تو اولاد کو نیک صالح بنانا ہی مستقل صدقۂ جاریہ ہے کہ جب تک وہ کوئی نیک کام کرے گی والدین کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

پھر اگر وہ اولاد والدین کے لئے دعا بھی کرتی رہے تو یہ والدین کے لئے ایک اور مستقل ذخیرہ ہے۔ [2]

---

[1] ورواه ابوداوٗد، حديث نمبر ۲۴۹۴؛ ترمذی، حديث نمبر ۱۲۹۷ قال أبوعيسى هذا حديث حسن صحيح؛؛ نسائی، حديث نمبر ۳۵۹۱؛ مسند احمد، حديث نمبر ۸۴۸۹؛ شعب الايمان للبيهقى، حديث نمبر ۳۲۹۳؛ سنن الدارمى، حديث نمبر ۵۷۰؛ مسند ابويعلىٰ الموصلى، حديث نمبر ۶۳۲۶؛ صحيح ابنِ حبان، حديث نمبر ۳۰۸۰؛ صحيح ابنِ خزيمه، حديث نمبر ۲۲۹۷؛ مستخرج ابوعوانة، حديث نمبر ۴۷۰۷؛ الادب المفرد للبخارى، حديث نمبر ۳۹.

[2] ولد صالح وجعل الولد من العمل لأنه السبب فى وجوده (مرقاة، كتاب العلم، الفصل الاول)

الولد من كسبه (شرح النووى، كتاب الوصية، باب مايلحق الانسان من الثواب بعدوفاته)

(او ولد صالح) اى مسلم (يدعو له) لأنه هو السبب لوجوده وصلاحه وإرشاده إلى الهدى وفائدة تقييده بالولد مع أن دعاء غيره ينفعه تحريض الولد على الدعاء للوالد. وقيد بالصالح اى المسلم، لأن الأجر لا يحصل من غيره (فيض القدير للمناوى، تحت رقم حديث ۸۵۰)

اولاد کے فوت ہونے پر فضیلت

پھر اولاد کے حصول کی فضیلت اس پر موقوف نہیں کہ اولاد پیدا ہونے کے بعد زندہ بھی رہے، بلکہ اگر پیدا ہونے کے بعد فوت ہو جائے، اور اس پر صبر سے کام لیا جائے، تو شریعت نے اس پر بھی عظیم الشان فضیلت اور اجر وانعام کو مقرر کیا ہے۔

چنانچہ حضرت قرۃ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَتُحِبُّهُ؟ "فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَحَبَّكَ اللَّهُ كَمَا أُحِبُّهُ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ مَا فَعَلَ ابْنُ فُلَانٍ؟ "قَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيهِ "أَمَا تُحِبُّ أَنْ لَا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، إِلَّا وَجَدْتَهُ يَنْتَظِرُكَ؟ "فَقَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَهُ خَاصَّةً أَمْ لِكُلِّنَا؟ قَالَ " بَلْ لِكُلِّكُمْ "

(مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۵۹۵؛ مسند البزار، حدیث نمبر ۳۳۰۲؛ مسند الطیالسی، حدیث نمبر ۱۱۵۸؛ المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۱۵۳۹۷؛ مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۱۳۶۷، وقال صحیح الاسناد؛ ابن حبان، ذکر رجاء نوال الجنان لمن قدم ابنا واحدا محتسبا فیه، حدیث نمبر ۲۹۴۷) [1]

---

[1] قال البوصیری:
رواه أبو داود الطيالسي ، وأحمد بن حنبل بسند الصحيح ، وابن حبان في صحيحه (اتحاف الخيرة المهرة، كتاب المساجد، حديث نمبر ۱۸۵۴)

وقال الهيثمي:
رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج۳ص ۱۰، باب فيمن مات له ابنان)

وقال المنذري:
رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح وابن حبان في صحيحه باختصار قول الرجل أله خاصة إلى آخره (الترغيب والترهيب، حديث نمبر ۲۰۰۷، كتاب الجهاد)

ترجمہ: ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس آدمی کے ساتھ اس کا ایک بیٹا تھا، پس اس سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ تو اُس آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ سے ایسی محبت فرمائیں جیسی کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں (یعنی میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں) پھر (چند دن بعد) نبی ﷺ نے اس بچے کو مفقود (یعنی غیر موجود) پایا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ فلاں کے بیٹے کو کیا ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ فوت ہوگیا، تو نبی ﷺ نے اس کے والد سے فرمایا کہ کیا آپ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ آپ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے پر بھی آئیں، تو آپ اپنے بیٹے کو اُس دروازے پر اپنا منتظر پائیں (یعنی یہ بات یقیناً تمہیں پسند ہے)

تو ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ فضیلت اس آدمی کے لیے خاص ہے، یا ہم سب کے لیے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب کے لیے ہے (ترجمہ ختم)

اور بعض صحابۂ کرام سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّهُ يُقَالُ لِلْوِلْدَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ :اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ . "قَالَ " :فَيَقُولُونَ :يَا رَبِّ حَتّٰى يَدْخُلَ آبَاؤُنَا وَأُمَّهَاتُنَا "، قَالَ " :فَيَأْبُوْنَ ، قَالَ "فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :مَا لِيْ أَرَاهُمْ مُحْبَنْطِئِيْنَ ، اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ " قَالَ "فَيَقُولُونَ :يَا رَبِّ آبَاؤُنَا " قَالَ " فَيَقُولُ :اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ (مسند احمد، حَدِيثُ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حدیث نمبر ۱۶۹۷۱؛ معرفة الصحابة لابی نعیم، حدیث نمبر ۷۲۲۹) [1]

ترجمہ: قیامت کے دن بچوں کو جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا، تو وہ بچے عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہم اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے، جب تک کہ ہمارے ماں باپ جنت میں داخل نہ ہوں، وہ بچے جنت میں داخل ہونے

---

[1] قال الهيثمي:
رواه أحمد ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد، ج۳ص ۱۱، باب فيمن مات له ابنان)

سے انکار کریں گے، پھر (کچھ وقفہ کے بعد) اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ یہ جنت میں داخل ہونے میں کیوں دیر لگا رہے ہیں، تم جنت میں داخل ہو جاؤ، تو وہ بچے کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے ماں باپ؟ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اور تمہارے ماں باپ سب جنت میں داخل ہو جاؤ (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ " فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ :قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ ؟ قَالَ "وَاثْنَيْنِ " فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَبُو الْمُنْذِرِ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ :قَدَّمْتُ وَاحِدًا ؟ قَالَ "وَوَاحِدٌ، وَلَكِنْ ذَاكَ فِي أَوَّلِ صَدْمَةٍ " (مسند احمد، حدیث نمبر ۴۰۷۷ واللفظ لہ؛ ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۵۹۵)

ترجمہ: جس نے تین نابالغ بچوں کو آگے بھیج دیا (یعنی تین نابالغ بچوں کے فوت ہونے پر صبر کیا) تو وہ اس کے لیے جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ثابت ہوں گے، حضرت ابوالدرداء نے عرض کیا کہ میں نے تو دو بھیجے ہیں (یعنی میں نے تو دو نابالغ بچوں کے فوت ہونے پر صبر کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو بھی جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ثابت ہوں گے، پھر حضرت ابی بن کعب؛ ابوالمنذر سید القراء نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک بھیجا ہے (یعنی میں نے تو ایک نابالغ بچے کے فوت ہونے پر صبر کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بھی جہنم سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ثابت ہو گا، لیکن یہ فضیلت اس وقت ہے، جب ابتدائی صدمہ پہنچنے کے وقت صبر کیا ہو (ترجمہ ختم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَاحْتَسَبَهُمْ، دَخَلَ الْجَنَّةَ " قَالَ :قُلْنَا :يَا رَسُولَ اللَّهِ :وَاثْنَانِ ؟ قَالَ "وَاثْنَانِ " قَالَ مَحْمُودٌ :فَقُلْتُ لِجَابِرٍ :أَرَاكُمْ لَوْ قُلْتُمْ وَاحِدًا، لَقَالَ :وَاحِدٌ، قَالَ "وَأَنَا وَاللَّهِ أَظُنُّ ذَاكَ (مسند

احمد،حدیث نمبر ۱۴۲۸۵، مُسْنَدُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ؛ شعب الایمان للبیهقی، باب فی الصبر علی المصائب؛ صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۲۹۴۶) [1]

ترجمہ: جس کے تین بچے فوت ہوگئے، اور اس نے اُن کے فوت ہونے پر صبر کیا، تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائیں گے؛ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر دو فوت ہوجائیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کے فوت ہونے پر بھی؛ حضرت محمود راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اگر تم ایک کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے تو رسول اللہ ﷺ ایک کے بارے میں بھی یہی فضیلت بیان فرماتے؛ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرا گمان بھی یہی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفَّى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمَا "فَقَالُوا :يَا رَسُولَ اللهِ أَوْ اِثْنَانِ ؟ قَالَ " أَوْ اِثْنَانِ "قَالُوا :أَوْ وَاحِدٌ؟ قَالَ " أَوْ وَاحِدٌ "ثُمَّ قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ أُمَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا احْتَسَبَتْهُ " (مسند احمد،حدیث نمبر ۲۲۰۹۰ حدیث معاذ بن جبل؛ المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۱۶۷۲۰؛ مسند عبد بن حمید، حدیث نمبر ۱۲۵) [2]

ترجمہ: جو بھی دو مسلمان (یعنی میاں، بیوی) ایسے ہوں، کہ اُن کی تین اولادیں فوت

---

[1] قال الهيثمي:
رواه أحمد ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد، ج۳ص۷، باب فيمن مات له ابنان)

[2] قال الهيثمي:
رواه أحمد والطبراني في الكبير وفيه يحيى بن عبدالله التيمي ولم أجد من وثقه ولا جرحه (مجمع الزوائد، ج۳ص۹، باب فيمن مات له ابنان)

وقال المنذري:
رواه أحمد والطبراني وإسناد أحمد حسن أو قريب من الحسن (الترغيب والترهيب، كتاب النكاح وما يتعلق بها)

ہوگئیں، تو اللہ تعالیٰ اُن دونوں (والدین) کو اُن بچوں کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی وجہ سے اپنی رحمت کے فضل سے جنت میں داخل فرمائیں گے، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر دو بچے فوت ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو فوت ہوں تو تب بھی، پھر لوگوں نے عرض کیا کہ اگر ایک فوت ہو تو؟ رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک فوت ہو تو تب بھی؛ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ساقط شدہ حمل اپنی ماں کو اپنی نال کے ذریعے سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا، جبکہ اُس کی ماں نے حمل کے ساقط ہونے پر صبر کیا ہو (ترجمہ ختم)

نال، ناف کے ساتھ وابستہ اُس نالی کو کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے سے جنین کے پیٹ میں غذاء پہنچتی ہے۔ ۱

پس جس عورت کا حمل معتدبہ زمانہ گزرنے کے بعد ساقط ہو جائے، اور وہ اُس پر صبر کرے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَجر کی اُمیدوار رہے، تو وہ حمل اُس کو جنت میں پہنچانے کا ذریعہ ہوگا۔ ۲

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچپن اور نابالغی کی حالت میں جس مسلمان کی اولاد فوت ہو جائے، وہ اس کے لیے آخرت میں بخشش و مغفرت کا ذریعہ اور عظیم فضیلت کا باعث ہوگی، اور دو اولادوں کے فوت ہونے پر ایک کے فوت ہونے سے زیادہ اور تین اولادوں کے فوت ہونے پر دو کے فوت ہونے سے زیادہ فضیلت حاصل ہوگی؛ کیونکہ تین کے فوت ہونے پر زیادہ بڑا صدمہ اور دو کے فوت

---

۱ والسرر: بسين مهملة وراء محركا هو ما تقطعه القابلة، وما بقي بعد القطع فهو السرة (اتحاف الخيرة المهرة، باب موت الاولاد)

۲ السقط بالكسر أشهر من أخويه وهو مولود غير تام ليجر أمه أي ليسحبها بسرره بفتحتين وكسرها لغة في السين وهو ما تقطعه القابلة من السرة كما في القاموس وفي النهاية ما يبقى بعد القطع اه والأول أظهر لأن الله تعالى يعيد جميع أجزاء الميت كالأظفار المقلوعة والأشعار المقطوعة والقلفة وغيرها إلى الجنة وفيه إشارة بالغة إلى أن هذا الطفل الذي ليس له بالقلب كبير تعلق إذا كان هذا ثوابه فكيف بثواب من تعلق به تعلقا كليا حتى صار أعز من النفس عندها وأما تفسير ابن حجر السرر بالمصران المتصل بسرته وبطن أمه فغريب مخالف للغة إذا احتسبه أي إذا عدت أمه موته ثوابا وصبرت على فراقه احتسابا (مرقاة، كتاب الجنائز، باب البكاء)

ہونے پر اس سے کم اور ایک کے فوت ہونے پر اس سے بھی کم صدمہ ہوتا ہے، اور جتنا بڑا صدمہ ہو، اس پر صبر کا اُسی کے اعتبار سے اَجر ہوتا ہے۔

یہ فضیلت تو نابالغ اولاد کے فوت ہونے کی صورت میں ہے، اور اگر بالغ اولاد ہو، اور وہ فوت ہوجائے، تو اس پر صبر کرنے پر بھی اجروثواب ہے، خاص طور پر جبکہ وہ نیک بھی ہو، تو اس کا ثواب بہت عظیم ہے، چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

بَخٍ بَخٍ، لَخَمْسٌ مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ :لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يُتَوَفّٰى فَيَحْتَسِبُهُ وَالِدَاهُ

(مسند احمد، حَدِيثُ مَوْلًى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حدیث نمبر ۱۵۶۶۲، واللفظ لہٗ؛ مستدرک حاکم علیٰ صحیحین، حدیث نمبر ۱۸۳۹؛ شعب الایمان حدیث نمبر ۹۲۹۹؛ صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۸۳۳؛ المعجم الکبیر حدیث نمبر ۱۸۳۱۰) [1]

ترجمہ: خوشخبری سُن لو، خوشخبری سُن لو، میزانِ عمل میں پانچ چیزیں بہت زیادہ بھاری ہیں، ایک لآ الٰہ الا اللہ، اور دوسرے اللہ اکبر، اور تیسرے سبحان اللہ، اور چوتھے الحمدللہ، اور پانچویں نیک اولاد جو فوت ہوجائے، اور اُس پر اس کے والدین ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے صبر کریں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے بالغ اور صالح اولاد کے فوت ہونے پر صبر کرنے کی عظیمُ الشان فضیلت معلوم ہوئی۔ [2]

---

[1] قال الحاكم: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الهيثمي:

رواه أحمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۴۹، باب في الايمان بالله واليوم الآخر)

[2] (بخ بخ كلمة تقال للمدح والرضا وتكرر للمبالغة فإن وصلت جرت ونونت وربما شددت (لخمس) من الكلمات (ما أثقلهن) أي أرجحهن (في الميزان) التي توزن بها أعمال العباد يوم التناد (لا إله إلا الله وسبحان الله والحمد لله والله أكبر)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَطَبَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ ، فَقَالَتْ لَهُ : مَا مِثْلُكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ يُرَدُّ وَلٰكِنِّي اِمْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ ، وَأَنْتَ رَجُلٌ كَافِرٌ ، وَلَا يَحِلُّ لِيْ أَنْ أَتَزَوَّجَكَ ، فَإِنْ تُسْلِمَ فَذٰلِكَ مَهْرِيْ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ ، فَأَسْلَمَ ، فَكَانَتْ لَهُ فَدَخَلَ بِهَا ، فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا صَبِيحًا ، وَكَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ يُحِبُّهُ حُبًّا شَدِيْدًا ، فَعَاشَ حَتّٰى تَحَرَّكَ فَمَرِضَ ، فَحَزِنَ عَلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ حُزْنًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَضَعْضَعَ ، قَالَ : وَأَبُوْ طَلْحَةَ يَغْدُوْ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرُوْحُ ، فَرَاحَ رَوْحَةً وَمَاتَ الصَّبِيُّ ، فَعَمَدَتْ إِلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ ، فَطَيَّبَتْهُ وَنَظَّفَتْهُ وَجَعَلَتْهُ فِيْ مِخْدَعِنَا ، فَأَتٰى أَبُوْ طَلْحَةَ ، فَقَالَ : كَيْفَ أَمْسٰى بُنَيَّ ؟ قَالَتْ : بِخَيْرٍ مَا كَانَ مُنْذُ اِشْتَكٰى أَسْكَنَ مِنْهُ اللَّيْلَةَ ، قَالَ : فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسُرَّ بِذٰلِكَ ، فَقَرَّبَتْ لَهُ عَشَاءَهُ ، فَتَعَشّٰى ثُمَّ مَسَّتْ شَيْئًا مِنْ طِيْبٍ ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ حَتّٰى وَاقَعَ بِهَا ، فَلَمَّا تَعَشّٰى وَأَصَابَ مِنْ أَهْلِهِ، قَالَتْ : يَا أَبَا طَلْحَةَ رَأَيْتَ لَوْ أَنَّ جَارًا لَكَ أَعَارَكَ عَارِيَةً ، فَاسْتَمْتَعْتَ بِهَا ، ثُمَّ أَرَادَ أَخْذَهَا مِنْكَ أَكُنْتَ رَادَّهَا عَلَيْهِ ؟ فَقَالَ : إِيْ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

يعني أن ثوابهن يجسد ثم يوزن فيرجح على سائر الأعمال وكذا يقال في قوله (والولد الصالح) أي المسلم (يتوفى للمرء المسلم فيحتسبه) عند الله تعالى قال الديلمي : الاحتساب أن يحتسب الرجل الأجر بصبره على ما أصابه من المصيبة (البزار) في مسنده (عن ثوبان) مولى النبي ﷺ قال الهيثمي : حسن يعني البزار إسناده إلا أن شيخه العباس ابن عبد العزيز البالساني لم أعرفه (ن حب ك) في الدعاء والذكر (عن أبي سلمى) راعي رسول الله ﷺ حمصي له صحبة وحديث في أهل الشام ورواه عنه أيضا ابن عساكر وقال : يعرف بكنيته ولم يقف على اسمه وقال غيره اسمه حريث (حم عن أبي أمامة) قال الحاكم : صحيح وأقره الذهبي ورواه أيضا الطبراني من حديث سفينة قال المنذري : ورجاله رجال الصحيح(فيض القدير شرح الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير،المؤلف :العلامة محمد عبد الرؤوف المناوي، تحت رقم حديث ۳۱۲۹)

وَاللّٰهِ ، إِنِّيْ كُنْتُ لَرَادُهَا عَلَيْهِ ، قَالَتْ :طَيِّبَةٌ بِهَا نَفْسُكَ ؟ قَالَ :طَيِّبَةٌ بِهَا نَفْسِيْ ، قَالَتْ :فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعَارَكَ بُنَيَّ وَمَتَّعَكَ بِهِ مَا شَاءَ ، ثُمَّ قُبِضَ إِلَيْهِ ، فَاصْبِرْ وَاحْتَسِبْ ، قَالَ :فَاسْتَرْجَعَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَصَبَرَ ، ثُمَّ أَصْبَحَ غَادِيًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَحَدَّثَهُ حَدِيْثَ أُمِّ سُلَيْمٍ كَيْفَ صَنَعَتْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ لَيْلَتِكُمَا ، قَالَ :وَحَمَلَتْ تِلْكَ الْوَاقِعَةَ فَأَثْقَلَتْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ :إِذَا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَجِئْنِيْ بِوَلَدِهَا ، فَحَمَلَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ خِرْقَةٍ ، فَجَاءَ بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ :فَمَضَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً ، فَمَجَّهَا فِيْ فِيْهِ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ :حُبُّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ فَحَنَّكَهُ وَسَمّٰى عَلَيْهِ ، وَدَعَا لَهُ ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ(صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۷۱۸۷، واللفظ لہ، مسلم حدیث نمبر ۶۴۷۶، مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۰۶۵)

ترجمہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سُلیم کو نکاح کا پیغام بھیجا، تو حضرت ام سُلیم نے جواب میں کہا کہ اے ابوطلحہ آپ جیسے شخص کا مجھے ملنا خوش بختی ہے، لیکن میں مسلمان عورت ہوں، اور آپ کافر شخص ہیں، اور میرے لئے یہ حلال نہیں کہ آپ سے نکاح کروں، اگر آپ اسلام لے آئیں، تو میرا مہر یہی ہے (اس وقت نکاح میں اس طرح سے مہر مقرر کرنا جائز تھا) اور میں کسی چیز کا آپ سے سوال نہیں کرونگی، تو حضرت ابوطلحہ اسلام لے آئے، اور حضرت ام سُلیم ان کی بیوی بن گئی، حضرت ابوطلحہ نے (نکاح کے بعد) ان سے ہمبستری کی، جس سے وہ حاملہ ہوگئیں، پھر ان کے یہاں ایک خوبصورت بچہ پیدا ہوا، اور حضرت ابوطلحہ اپنے اس بچے سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، اس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی زندگی عطا فرمائی، کہ وہ چلنے جلنے لگا، پھر وہ بیمار

ہوگیا، جس پر حضرت ابوطلحہ کو شدید غم ہوا، یہاں تک کہ حضرت ابوطلحہ کمزور ہو گئے، اور حضرت ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صبح کو تشریف لے جاتے تھے، اور شام کو واپس آیا کرتے تھے، ایک دن وہ شام کو واپس آئے، اور (ان کی آمد سے پہلے) بچہ فوت ہو چکا تھا، حضرت ام سُلیم نے اس بچے کو خوشبو لگائی، اور اسے صاف ستھرا کیا، اور ایک کپڑے میں لپیٹ دیا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آ کر پوچھا کہ میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ تو حضرت ام سُلیم نے کہا خیریت کے ساتھ ہے، جو کل تک تکلیف تھی، رات ہونے پر اس سے سکون مل گیا ہے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس پر شکر ادا کیا، اور اس سے خوش ہو گئے، پھر حضرت ام سُلیم نے ان کو شام کا کھانا پیش کیا، جس کو انہوں نے تناول کیا، پھر حضرت ام سُلیم نے اپنے آپ کو خوشبو لگائی، اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں، اور دونوں نے ہمبستری فرمائی، جب ان چیزوں سے فارغ ہو گئے، تو حضرت ام سُلیم نے حضرت ابوطلحہ سے کہا کہ اگر آپ کے پڑوسی نے آپ کو کوئی چیز عاریتاً (وامانتاً) دی ہو، اور آپ نے اس سے فائدہ اٹھالیا ہو، پھر وہ پڑوسی آپ سے اس چیز کو واپس لینا چاہے، تو کیا آپ اس کو وہ چیز لوٹا دیں گے، تو حضرت ابوطلحہ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ کی قسم میں اس کو ضرور بالضرور لوٹا دوں گا، حضرت ام سُلیم نے کہا کہ آپ خوش دلی کے ساتھ اس کو لوٹا دیں گے؟ تو حضرت ابوطلحہ نے فرمایا کہ ہاں بالکل خوش دلی کے ساتھ اس کو لوٹا دوں گا، حضرت ام سُلیم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرا بیٹا عاریتاً (وامانتاً) دیا تھا، اور آپ نے جتنا چاہا اس سے فائدہ اٹھالیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو واپس لے لیا، تو آپ صبر کیجئے، اور ثواب کی امید رکھئے، یہ سن کر حضرت ابوطلحہ نے انا للہ پڑھا، اور صبر کیا، پھر صبح ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ام سُلیم کے اس طرزِ عمل کا ذکر کیا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لئے تمہاری گذشتہ رات میں برکت فرمائے، اس رات کے واقعہ سے حضرت ام سُلیم کو حمل ہو گیا، چند دن گزرنے کے بعد (جب رسول اللہ ﷺ کو اس

کی اطلاع دی گئی تو) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ سے فرمایا کہ جب ام سُلیم کے ولادت ہوجائے، تو ان کے بچے کو میرے پاس لانا، پھر جب بچے کی ولادت ہوگئی، تو حضرت ابوطلحہ نے اس کو ایک کپڑے میں لپیٹا، اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے، رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو چبایا، پھر وہ کھجور بچے کے منہ میں دی، جس کو وہ بچہ چوسنے لگا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ سے فرمایا کہ انصار کو کھجور پسند ہے (اور یہ بیٹا انصار کا ہے) اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ کی تحنیک فرمائی، اور اس کا نام رکھا، اور اس کے لئے دعا فرمائی، اور اس کا نام عبداللہ رکھا (ترجمہ ختم)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اولاد کے فوت ہونے پر صبر کرنے کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ بے بہا ثواب عطا فرماتے ہیں، بلکہ اس کے ساتھ دنیا میں بھی اس کا نعم البدل عطا فرماتے ہیں۔

بچے کی تحنیک کی تفصیل آگے آتی ہے۔

آج کل بعض لوگ اور خاص کر خواتین، ایسی عورت بلکہ ایسے گھرانے کو، جس کے یہاں چند بچے پیدا ہوکر فوت ہوجائیں، منحوس سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ ایسی عورت اور ایسے گھر میں کسی نئی دلہن کا بھی جانا درست نہیں سمجھتے، اور کہتے ہیں کہ وہاں جانے سے ''مرت بیائی'' لگ جائے گی۔

یہ سوچ اور طرزِ عمل سراسر اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے، کیونکہ اسلام کی رُو سے ولادت کے بعد بچوں کی فوتگی منحوس چیز نہیں، بلکہ باعثِ فضیلت چیز ہے، جیسا کہ احادیث سے معلوم ہو چکا۔

مسئلہ......: جس بچہ میں پیدائش کے وقت زندگی کے آثار وعلامات ہوں، اور وہ بعد میں فوت ہوجائے، تو اس کو سنت کے مطابق کفن دفن دینا، اور اس کا نام رکھنا، اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھنا، یہ ساری چیزیں سنت ہیں۔

البتہ اگر اس بچے کا عقیقہ یا ختنہ نہ ہوئی ہوں، یا سر کے بال نہ مونڈے گئے ہوں، تو فوتگی کے بعد ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ [1]

---

[1] حتى يستهل فى النهاية إستهلال الصبى تصويعه عند ولادته وهذا مثال والمدار على ما يعلم به حياته وقد تقدم عن ابن الهمام ما ينفعك فى هذا المقام(مرقاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب المشى بالجنازة) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ

پس گزشتہ تمام تر تفصیل سے معلوم ہوا کہ اولاد کا حصول شریعت کی نظر میں پسندیدہ اور مختلف فضائل وفوائد کا حامل ہے۔

اور یہ فضیلت نرینہ اولاد کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ لڑکیوں کے ذریعہ سے بھی فضیلت حاصل ہوتی ہے، بلکہ لڑکیوں کا حصول، لڑکوں کے مقابلہ میں کئی اعتبار سے زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

اور اولاد کے ذریعہ سے انسان اپنے لئے صدقۂ جاریہ اور آخرت کا بڑا ذخیرہ جمع کرسکتا ہے، خواہ اولاد بڑے ہونے تک زندہ رہے، یا فوت ہوجائے، بہرحال شریعت کے بتلائے ہوئے اصولوں کو اختیار کرنے سے بہرصورت فضیلتیں وخوبیاں حاصل ہوتی ہیں۔

اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت کو اولاد کے حصول پر شکر کرنا چاہئے، اور شرعی احکامات وہدایات پر عمل کرنا چاہئے۔

نومولود اور نوزائیدہ بچے سے متعلق شریعت نے جو ہدایات واحکامات ذکر فرمائے ہیں، آگے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

إذا استهل الصبی ای رفع صوته یعنی علم حیاته صلی علیه ای بعد غسله وتکفینه ثم دفن کسائر أموات المسلمین وورث بضم فتشدید راء مکسورة ای جعل وارثا ای جعل وارثا فی شرح السنة لو مات إنسان ووارثه حمل فی البطن یوقف له المیراث فإن خرج حیا کان له وإن خرج میتا فلا یورث منه بل لسائر ورثة الأول فإن خرج حیا ثم مات یورث منه سواء استهل أو لم یستهل بعد أن وجدت فیه إمارة الحیاة من عطاس أو تنفس أو حرکة دالة علی الحیاة سوی اختلاج الخارج عن المضیق وهو الثوری والأوزاعی والشافعی وأصحاب أبی حنیفة رحمهم الله تعالی(مرقاة المفاتیح، کتاب الفرائض والوصایا،باب الفرائض)

قال ابن العربی :وهذا باب لیس للنظر فیه مدخل وإنما هو موقوف علی الأثر (والسقط یصلی علیه) إذا تیقنت حیاته أو إذا استهل (ویدعی لوالدیه بالمغفرة والرحمة) ای فی حال الصلاة علیه وفیه أدعیة مأثورة مشهورة مبینة فی الفروع وغیرها(فیض القدیر للمناوی، تحت حدیث رقم ۴۴۹۲)

نومولود کے متعلق احکام اور ان کے فضائل

شریعت نے نومولود کے جو احکام بیان کئے ہیں، وہ انتہائی فطرت کے مطابق ہیں، اور ان پر مرتب ہونے والے فضائل وفوائد بھی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

نومولود کی پیدائش کے بعد جو احکام اس سے متعلق ہیں، وہ مجموعی طور پر چھ احکام ہیں۔

(۱)...... نومولود کے کان میں اذان دینا (۲)...... نومولود کی تحنیک کرنا (۳)......نومولود کا نام رکھنا (۴)......نومولود کا عقیقہ کرنا (۵)......نومولود کے سر کے پیدائشی بال مونڈنا، اور ان کے عوض صدقہ کرنا (۶)......نومولود کی ختنہ کرنا۔

اور بچے کے سمجھدار ہونے کے بعد والدین وسرپرستوں کے ذمہ اس کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ہے۔[1]

ایمان کے بعد عبادات تین قسم کی ہیں، ایک بدنی، دوسرے مالی، اور تیسرے دونوں کا مجموعہ۔

---

[1] دلائل کی رُو سے افضل یہ ہے کہ نام عقیقہ سے پہلے رکھا جائے۔

ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ حِدْثَانَ مَوْلِدِهِ بِعِدَّةِ أَشْيَاءَ :أَوَّلُهَا أَنْ يُؤَذَّنَ فِي أُذُنَيْهِ حِينَ يُولَدُ...... وَالثَّانِيَةُ أَنْ يُحَنَّكَهُ بِتَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِحُلْوٍ يُشْبِهُهُ، وَيَنْبَغِي أَنْ يَتَوَلَّى ذَلِكَ مِنْهُ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَبَرَكَتُهُ "......وَالثَّالِثَةُ أَنْ يَعُقَّ عَنْهُ ......وَالرَّابِعَةُ أَنْ يَحْلِقَ عَقِيقَتَهُ وَهُوَ شَعَرُ رَأْسِهِ الَّذِي وُلِدَ بِهِ ......وَالْخَامِسَةُ أَنْ يُسَمِّيَهُ ......وَالسَّادِسَةُ أَنْ يَخْتِنَهُ ....

قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللهُ :وَأَمَّا التَّعْلِيمُ وَالتَّأْدِيبُ فَوَقْتُهُنَّ أَنْ يَبْلُغَ الْمَوْلُودُ مِنَ السِّنِّ وَالْعَقْلِ مَبْلَغًا يَحْتَمِلُهَا (شعب الايمان للبيهقي ، السِّتُّونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ ملخصاً)

آداب الولادة وهي خمسة " :الأول "أن لا يكثر فرحه بالذكر وحزنه بالأنثى، ......الأدب الثاني :أن يؤذن في أذن الولد ......الأدب الثالث :أن تسميه اسماً حسناً؛ ......الرابع :العقيقة عن الذكر بشاتين، وعن الأنثى بشاة ذكراً كانت أو انثى...... الخامس :أن يحنكه بتمرة أو حلاوة(احياء العلوم للغزالي، ج ا ص ۲۰۴)

ينبغي أن تكون التسمية قبل العق .وعليه :فالسنة التسمية، ثم الذبح، ثم الحلق(إعانة الطالبين،البكري الدمياطي ج ۲ ص ۳۸۴)

نومولود کی ولادت کی فضیلت کا ذکر تو پہلے کیا جا چکا ہے، اور بچے کی تعلیم وتربیت کا درجہ اس کے سمجھدار ہونے کے بعد ہے، اس لئے اس کو ہم نے مذکورہ چھ احکام اور چھ ابواب کے بعد خاتمہ میں ذکر کیا ہے۔

شریعتِ مطہرہ کی طرف سے بچہ کی تینوں قسم کی عبادات کا اس طرح انتظام کیا گیا کہ:

کان میں اذان کے ذریعہ سے بچہ کو شیطان سے محفوظ اور ایمان اور نماز کی طرف متوجہ کیا گیا۔

تحنیک کے ذریعہ سے نیک صالح بننے کی طرف متوجہ کیا گیا۔

اچھے اسلامی نام کے ذریعہ سے اسلام کی ترجمانی اور مزید حسن وخوبیوں کے اثرات پیدا ہونے کا انتظام کیا گیا، یہ سب بدنی عبادات تھیں۔

اور عقیقہ کے ذریعہ سے بدنی اور مالی عبادت کے مجموعہ کو ادا کیا گیا۔

اور بال کٹا کر اس کے سر سے گندگی کو دور کیا گیا، اس عمل کو حج کی قربانی (دمِ شکر) اور اس کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام سے نکلنے سے مشابہت حاصل ہے۔

اور پھر بالوں کے برابر صدقہ دے کر خالص مالی عبادت کو ادا کیا گیا۔

اور ختنہ کے ذریعہ سے اسلامی شعار کی مہر لگائی گئی اور بیماریوں سے حفاظت کا انتظام کیا گیا۔

اور پھر کچھ شعور پیدا ہونے کے بعد اس کی شریعت کے مطابق تعلیم وتربیت کے ذریعہ سے دنیا وآخرت کی مزید خیر وبھلائی حاصل ہونے اور والدین کے لئے صدقہ جاریہ کا انتظام کیا گیا۔

اس طرح بچے اور نومولود سے متعلق یہ تمام احکام انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، جن کو صدق واخلاص کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

ان احکام اور ان پر مرتب ہونے والے فضائل وفوائد کا آگے فرداً فرداً ابواب کے تحت ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا باب

نومولود کے کان میں اذان کے فضائل واحکام

جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے، تو اس پر شیطان اثر انداز ہوتا ہے، اس لئے شریعت کی طرف سے سب سے پہلے شیطان کی اثر اندازی کو دور کرنے کے لئے یہ انتظام کیا گیا کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں اذان دی جائے، جس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے بچہ شیطان کے اثر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (بخاری، حدیث نمبر ۴۱۸۴، کتاب تفسیر القرآن، باب وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم، صحیح مسلم، باب فَضَائِلِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بچہ بھی ایسا نہیں پیدا ہوتا کہ جس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے ساتھ چھیڑ نہ کرتا ہو، اور وہ بچہ شیطان کی چھیڑ کرنے سے ہی آواز کرتا اور چیختا ہے، مگر حضرت مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ شیطان کی چھیڑ سے محفوظ رہے) پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو، تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو:

وَإِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اور بے شک میں اس بچے (یعنی عیسیٰ) اور اس کی اولاد کو

شیطان مردود کی طرف سے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت مذکورہ دعا کی تھی، جس کی برکت سے وہ شیطان کی چھیڑ سے محفوظ رہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ وَلَدِ آدَمَ الشَّيْطَانُ نَائِلٌ مِنْهُ تِلْكَ الطَّعْنَةَ وَلَهَا يَسْتَهِلُّ الْمَوْلُوْدُ صَارِخًا، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ وَابْنِهَا، فَإِنَّ أُمَّهَا حِيْنَ وَضَعَتْهَا يَعْنِيْ أُمَّهَا قَالَتْ :إِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَضَرَبَ دُوْنَهَا الْحِجَابَ فَطَعَنَ فِيْهِ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۱۲۳، واللفظ لہ، سنن البیهقی حدیث نمبر ۱۲۸۶۳، باب میراث الحمل)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بنی آدم کو شیطان اس طعنہ کے ذریعہ سے چھیڑ کرتا ہے، اور اسی کی وجہ سے پیدائش کے وقت بچہ روتا اور چیختا ہے، سوائے حضرت مریم اور اس کے بیٹے کے، کیونکہ ان کی والدہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے وقت یہ دعا کی تھی:

إِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

”اور بے شک میں اس بچے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کی طرف سے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں“

اس کی برکت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور شیطان کے درمیان ایک حجاب حائل کر دیا گیا، تو شیطان نے اسی حجاب میں طعنہ مار دیا، تو ان کے رب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اچھے طریقے سے قبول فرمالیا، اور ان کی بہتر طریقہ سے نشو ونما فرمائی (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِيْ آدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطَانُ فِيْ جَنْبَيْهِ

بِإِصْبَعِهِ حِينَ يُولَدُ غَيْرَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعُنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ

(بخاری حدیث نمبر ۳۰۴۴، کتاب بدء الخلق ، باب صفة ابلیس وجنوده، واللفظ له،

مسند احمد حدیث نمبر ۱۰۷۷۳، سنن البیهقی، باب میراث الحمل)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر بنی آدم کی پیدائش کے وقت شیطان اپنی انگلی سے اس کے پہلوؤں میں طعنہ مارتا ہے، سوائے عیسیٰ بن مریم کے کہ شیطان ان کے (پہلوؤں میں طعنہ نہیں مارسکا، بلکہ) حجاب میں طعنہ مار کر چلا گیا (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی دعا کی برکت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطان کی چھیڑ سے محفوظ رہے، اور شیطان کی رسائی صرف حجاب یعنی کپڑے تک ہی ہوسکی۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچے کی ولادت کے بعد شیطان بچے کو چھیڑ چھاڑ کرتا ہے، اور اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ [1]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ

---

[1] قوله في الحجاب هو الجلدة التي فيها الجنين وتسمى المشيمة قاله ابن الجوزي وقيل الحجاب الثوب الذي يلف فيه المولود (عمدة القاری، كتاب بدء الخلق ، باب صفة ابليس وجنوده)

ذهب يطعن فطعن في الحجاب أي في المشيمة التي فيها الولد قال القرطبي هذا الطعن من الشيطان هو ابتداء التسليط فحفظ الله مريم وابنها منه ببركة دعوة أمها حيث قالت إني أعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم (فتح الباری لابن حجر، باب قول الله تعالى واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها مكانا شرقيا)

(ما من بني آدم مولود الا يمسه) في رواية ينخسه (الشيطان) أي يطعنه بإصبعه في جنبه (حين يولد فيستهل) أي يرفع المولود صوته (صارخا) أي باكيا (من) ألم (مس الشيطان) بإصبعه وهذا مطرد في كل مولود (غير مريم) بنت عمران (وابنها) روح الله عيسى فانه ذهب ليطعن فطعن في الحجاب الذي في المشيمة وهذا الطعن ابتداء التسليط فحفظ مريم وابنها ببركة استعاذتها (خ عن أبي هريرة) بل هو متفق عليه(التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي، حرف الميم)

بِالصَّلاةِ أَدْبَرَ (بخاری حدیث نمبر ۵۷۳، کتاب الاذان، باب فضل العاذین، واللفظ لہٗ، مسلم حدیث نمبر ۸۸۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۶، سنن نسائی حدیث نمبر ۶۶۹، مسند احمد حدیث نمبر ۸۱۳۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی اذان دی جاتی ہے، تو شیطان آواز کے ساتھ اپنی ہوا خارج کرتے ہوئے بھاگ جاتا ہے، اور وہ اذان کو نہیں سنتا، پھر جب اذان مکمل ہوجاتی ہے، تو پھر آجاتا ہے، یہاں تک کہ جب نماز کی اقامت کہی جاتی ہے، تو پھر بھاگ جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان اذان اور اقامت سے بھاگ جاتا ہے۔ [1]

اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ - حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ - بِالصَّلَاةِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۰۷، کتاب الادب، باب فی الصبی یولد فیؤذن فی أذنه، واللفظ لہٗ، ترمذی حدیث نمبر ۱۴۳۶) [2]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے کان میں نماز والی اذان دی (ترجمہ ختم)

اور مستدرک حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحُسَيْنِ حِينَ

---

[1] حتى إذا ثوب بالصلاة من التثويب وهو الإعلام مرة بعد أخرى والمراد به الإقامة أدبر حتى لا يسمع الإقامة (مرقاة، كتاب الصلاة، باب فضل الاذان واجابة المؤذن)
(حتى إذا ثوب بالصلاة) المراد بالتثويب الإقامة ، وأصله من ثاب إذا رجع ، ومقيم الصلاة راجع إلى الدعاء إليها ، فإن الأذان دعاء إلى الصلاة ، والإقامة دعاء إليها (شرح النووی علی مسلم، كتاب الصلاة ، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه)

[2] قَالَ أَبُو عِيسَى الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (حواله بالا)

وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۸۱۴) لے

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، توان کے کان میں اذان دی (ترجمہ ختم)

بعض روایات میں حضرت حسن اور بعض میں حضرت حسین کے کان میں اذان کا ذکر ہے، اور دونوں روایات اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، کیونکہ دونوں کے کانوں میں آپ ﷺ نے اذان دی تھی۔ ۲

ملحوظ رہے کہ مندرجہ بالا روایت کو بعض نے عاصم بن عبیداللہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، مگر اولاً تو ان کی حدیث میں بعض نے کوئی حرج نہ ہونے کا حکم لگایا ہے، اور امام ترمذی وامام حاکم نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور بعض نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

اور دوسرے ان سے حضرت شعبہ اور حضرت ثوری روایت کرتے ہیں، جو کہ اپنے زمانے کے امام الحدیث ہیں۔ ۳

لے قال الحاکم: " هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

۲ اورایک روایت میں ایک ساتھ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے کانوں میں اذان کا ذکر ہے، مگر اس کی سند کو محدثین نے غیر معمولی ضعیف قرار دیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَوْنُ بن سَلامٍ ح وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بن إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، قَالا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بن شُعَيْبٍ، عَنْ عَاصِمِ بن عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَلِيِّ بن الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حِينَ وُلِدَا، وَأَمَرَ بِهِ، وَاللَّفْظُ لِلْحِمَّانِيِّ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۹۲۱، واللفظ له،معرفة الصحابة لابی نعيم حديث نمبر ۱۷۷۰)

قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الكبير وفيه حماد بن شعيب وهو ضعيف جدا (مجمع الزوائد ج۴ص ۶۰)

اور ہمارا مقصود اس روایت پر موقوف نہیں، اس لئے ہم نے اس روایت کو متن میں شامل نہیں کیا۔

۳ وَقَالَ أحمد بن عبد الله العجلی :لا بأس به. وَقَالَ ابو احمد بن عدی :وقد روى عنه الثوری، وابن عُيَيْنَة، وشعبة وغيرهم من ثقات الناس، وقد احتمله الناس، وهو مع ضعفه يكتب حديثه .... روى له البخاری فی كتاب "أفعال العباد"، والنَّسائی فی "اليوم والليلة"، والباقون سوى مسلم (تهذيب الكمال ج۱۳ ص ۵۰۶)

وَوَقَعَ فِي مُسْتَدْرَكِ الْحَاكِمِ :الْحُسَيْنُ بِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ تَحْتَ، وَذَكَرَهُ فِي تَرْجَمَةِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تیسرے اس حدیث کو امت کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے، اس لئے اس حدیث پر ضعف کا حکم لگا کر اس کی تردید کرنا درست نہیں۔ [1]

اور مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"أَذَّنَ فِيْ أُذُنَي الْحَسَنِ حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ " (مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۸۶۹)

ترجمہ: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسن کی ولادت ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کے دونوں کانوں میں نماز والی اذان دی (ترجمہ ختم)

فقہائے کرام نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کو مستحب قرار دیا ہے، اور اس روایت میں دونوں کانوں میں اذان کا ذکر ہے، اور اذان بول کر اقامت مراد لیا جانا ممکن ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں اذان بول کر اقامت مراد لی گئی ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْحُسَيْنِ بِالْيَاءِ، وَقَالَ: مِمَّا يُقَوِّي عدم التَّصْحِيف. وَكَذَا وَقع فِي نسخ الرَّافِعِيّ كلهَا، وَكِلَاهُمَا صَحِيح .... قَالَ التِّرْمِذِيّ: هَذَا حَدِيث حسن صَحِيح. وَقَالَ الْحَاكِم: هَذَا حَدِيث صَحِيح الْإِسْنَاد. وَسكت عَلَيْهِ أَبُو دَاوُد، وَعبد الْحق فِي أَحْكَامه فَهُوَ إِمَّا حسن أَو صَحِيح (البدر المنير في تخريج الاحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير لابن الملقن، كتاب العقيقة، الحديث العاسع)

وَقَالَ الْبَيْهَقِيّ: عَاصِم غير قوي. وَخَالف الْعجلِيّ، فَقَالَ: لَا بَأْس بِهِ. وَالتِّرْمِذِيّ فصحح حَدِيث الْأَذَان فِي أذن الْحُسَيْن.........ثمَّ نظرت فَإِذا شُعْبَة وَالثَّوْرِي قد رويا عَنهُ، وَيَحْيَى بن سعيد وَعبد الرَّحْمَن بن مهْدي - وهما إِمَامَا أهل زمانهما (البدر المنير في تخريج الاحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير لابن الملقن، كتاب العقيقة، الحديث السادس)

[1] (قلت) وقد جرى عمل الناس بذلك (مواهب الجليل شرح مختصر خليل، كتاب الصلاة، فصل الاذان والاقامة)

[2] چنانچہ محدثین نے متعدد احادیث میں اذان سے اقامت مراد لی ہے۔

قال أنس: قُلْتُ لِزَيْدٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ الأَذَانِ وَالسُّحُورِ؟ قال: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً. الغريب: الأذان: يريد به. الإقامة. ويبين ذلك ما في الصحيحين عن أنس عن زيد قال: تسحرنا مع رسول الله ﷺ، ثم قمنا إلى الصلاة. قلت: كم كان بينهما؟ قال: قدر خمسين

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لہٰذا دونوں کانوں میں اذان سے یہ مراد لینا درست ہے کہ ایک کان میں اذان اور ایک کان میں اقامت کہی، بالخصوص جبکہ اذان و اقامت کے الفاظ میں کوئی معتد بہ فرق بھی نہیں، اقامت میں صرف دو مرتبہ ''قد قامت الصلاۃ'' کا اضافہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور بعض روایات میں دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کا ذکر بھی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

آية(تيسير العلام شرح عمدة الحكام -للبسام، كتاب الصيام)

قال القاضي :المراد بالأذان هنا الإقامة (شرح النووى على مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل مثنىٰ مثنىٰ والوتر ركعة من آخر الليل)

فأراد المؤذن أن يؤذن فقال له أبرد ثم أراد أن يؤذن فقال له أبرد ثم أراد أن يؤذن فقال له أبرد حتى ساوى الظل التلول وقال الكرماني فإن قلت الإبراد إنما هو في الصلاة لا في الأذان قلت كانت عادتهم أنهم لا يتخلفون عند سماع الأذان عن الحضور إلى الجماعة فالإبراد بالأذان إنما هو لغرض الإبراد بالصلاة أو المراد بالتأذين الإقامة قلت يشهد للجواب الثاني رواية الترمذي حيث قال حدثنا محمود بن غيلان قال حدثنا أبو داود قال أنبأنا شعبة عن مهاجر أبي الحسن عن زيد ابن وهب عن أبي ذر أن رسول الله كان في سفر ومعه بلال فأراد أن يقيم فقال رسول الله أبرد ثم أراد أن يقيم فقال رسول الله أبرد في الظهر قال حتى رأينا فيء التلول ثم أقام فصلى فقال رسول الله إن شدة الحر من فيح جهنم فأبردوا عن الصلاة(عمدة القارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في السفر)

بين كل أذانين أي أذان وإقامة فيه تغليب أو المعنى بين إعلامين صلاة قال الطيبي غلب الأذان على الإقامة وسماها باسمه قال الخطابي حمل أحد الاسمين على الآخر شائع(مرقاة، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان وإجابة المؤذن)

فيسمى الأذان إقامة كما يقال :سنة العمرين ، ويراد به سنة أبي بكر وعمر رضي الله عنهما ، وقال :ﷺ (بين كل أذانين صلاة لمن شاء إلا المغرب) ، وأراد به الأذان والإقامة (بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل بيان سنن الحج وبيان الترتيب والعاله)

[1] مگر محدثین کے نزدیک وہ روایات شدید ضعیف ہیں، اس لئے ہم نے ان روایات کو متن میں شامل نہیں کیا، اور ان پر ہمارا مدعا موقوف بھی نہیں۔

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ فِرَاسٍ، بِمَكَّةَ، انا أَبُو حَفْصٍ الْجُمَحِيُّ، نا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، نا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، انا يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ الرَّازِيُّ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْعُقَيْلِيِّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى، وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى رُفِعَتْ عَنْهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ "(شعب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس طرح شیطان اذان سے بھاگتا ہے، اسی طرح اقامت سے بھی بھاگتا ہے، اور اذان واقامت دونوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت کی صورت میں ایمان کا اور اس کے بعد سب سے اہم عمل نماز کا ذکر ہے، لہٰذا اس عمل کے ذریعہ سے شیطان سے حفاظت کا فائدہ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ بچے کو ایمان اور توحید ورسالت کی تلقین بھی ہو جاتی ہے۔

نیز اذان اور اقامت دونوں میں نماز کے عمل کی دعوت بھی ہے، لہٰذا اذان اور اقامت دونوں کے جمع کرنے میں شیطان کے اثرات سے کامل حفاظت کا سامان ہے۔

پھر ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت سے دونوں کانوں کے واسطہ سے شیطان سے حفاظت کا انتظام کیا گیا ہے، اور اذان اقامت سے مقدم ہے، اور دائیں طرف کو بائیں طرف پر فوقیت حاصل ہے، اس لئے پہلے دائیں کان میں اذان اور اس کے بعد بائیں کان میں اقامت کو تجویز کیا گیا ہے۔ [1]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۵۴، واللفظ لہ،مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۶۷۴۴)

قال المناوی:

قال الهيثمي :فيه مروان بن سالم الغفاری وهو متروک وأقول :تعصيبه الجناية برأسه وحده يؤذن بأنه ليس فيه مما يحمل عليه سواه والأمر بخلافه ففيه يحيى بن العلاء البجلی الرازی قال الذهبی فی الضعفاء والمتروكين قال :أحمد كذاب وضاع وقال فی الميزان :قال أحمد :كذاب يضع ثم أورده له أخبارا هذا منها .(فيض القدير تحت حديث رقم ۹۰۸۵)

وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَيْفٍ السَّدُوسِيُّ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُطَيَّبٍ، عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ صَفِيَّةَ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَوْمَ وُلِدَ، فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى، وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى "فِي هَذَيْنِ الْإِسْنَادَيْنِ ضَعْفٌ(شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۲۵۵، واللفظ لہ)

اس روایت کی سند میں محمد بن یونس کدیمی اور حسن بن عمرو ہیں، ان کو بھی محدثین نے غیر معمولی ضعیف قرار دیا ہے۔

[1] قال الطيبی ولعل مناسبة الآية بالأذان أن الأذان أيضا يطرد الشيطان لقوله إذا نودی للصلاة أدبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التأذين وذكر الأذان والتسمية فی باب العقيقة وارد على سبيل الاستطراد اه والأظهر أن حكمة الأذان فی الأذن أنه يطرق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ......: بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں اذان دینا سنت ہے، اور فقہائے کرام کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے۔ [1]

مسئلہ......: افضل یہ ہے کہ پیدائش کے بعد جلد از جلد بچے کے کان میں اذان دے دی جائے، تاکہ بچے کے کان میں اذان واقامت کے کلمات پہلے واقع ہوں۔

اور اگر کسی وجہ سے کچھ تاخیر ہوجائے تو بعد میں دینا بھی درست ہے (کذافی فتاویٰ محمودیہ ج۵ص۴۵۶) [2]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وسمعه أول وهلة ذكر الله تعالى على وجه الدعاء إلى الإيمان والصلاة التي هي أم الأركان رواه الترمذي وأبو داود وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح(مرقاة، كتاب الاطعمة)

(ويقام في اليسرى) والحكمة في ذلك أن الشيطان ينخسه حينئذ فشرع الأذان والإقامة لأنه يدبر عند سماعهما ولم يسلم منه إلا مريم وابنها كما في الأخبار (تحفة الحبيب في شرح الخطيب، ج۵ص ۲۶۰)

وحكمة الأذان في اليمين أن الأذان أفضل من الإقامة لكونه أكثر نفعا ، واليمين أشرف من اليسار فجعل الأشرف للأشرف(حاشية البجيرمي على الخطيب ، كتاب الصلاة، سنن الصلاة)

[1] ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ حِدْثَانَ مَوْلِدِهِ بِعِدَّةِ أَشْيَاءَ :أَوَّلُهَا أَنْ يُؤَذَّنَ فِي أُذُنَيْهِ حِينَ يُولَدُ، وَذَلِكَ بِأَنْ يُؤَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَيُقِيمَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى (شعب الايمان للبيهقي ،السِّتُّونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

(و) يسن أن (يؤذن في أذنه اليمنى) ثم يقام في اليسرى (حين يولد) للخبر الحسن (أنه ﷺ اذن في أذن الحسين حين ولد) وحكمته أن الشيطان ينخسه حينئذ فشرع الأذان والإقامة لأنه يدبر عند سماعهما وروى ابن السني خبر (من ولد له مولود فاذن في أذنه اليمنى وأقام الصلاة في أذنه اليسرى لم تضره أم الصبيان) وهي التابعة من الجن وقيل مرض يلحقهم في الصغر ويسن أن يقرأ في أذنه اليمنى فيما يظهر :(وإني أعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم) ويزيد في الذكر التسمية وورد (أنه ﷺ قرأ في أذن مولود الإخلاص) فيسن ذلك أيضا(تحفة المحتاج في شرح المنهاج ،فصل في العقيقة)

قال جماعة من أصحابنا :يستحب أن يؤذن في أذنه اليمنى ويقيم الصلاة في أذنه اليسرى(الاذكار النووية،باب الأذان في أذن المولود)

روى أن عمر بن عبد العزيز كان يؤذن في اليمنى ويقيم في اليسرى إذا ولد الصبي(شرح السنة للامام البغوي، ج ۱۱ ص ۲۷۳، باب الاذان في اذان المولود)

[2] آج کل بعض اوقات بچے کے کمزور یا طبیعت کے ناساز ہونے کے باعث پیدائش کے فوراً بعد انتہائی نگہداشت کی مشینوں وغیرہ میں رکھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے پیدائش کے فوراً بعد بچے کے کان میں اذان کا موقع میسر نہیں آتا۔ ایسی مجبوری میں بچے کے کان میں بعد میں اذان دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ......: احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کی چھیڑ سے محفوظ رہنے کے لئے جس دعا کو ذکر کیا گیا ہے، مستحب یہ ہے کہ بچے کے کان میں وہ دعا بھی پڑھ لی جائے۔

اور وہ دعا یہ ہے:

إِنِّیْ أُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ [1]

مسئلہ......: حدیث میں نماز کی اذان کا ذکر ہے، اس لئے بچے کے کان میں نماز والی اذان اور نماز والی اقامت کہنی چاہئے۔

البتہ اس اذان میں ''الصلاۃ خیر من النوم'' کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ صرف فجر کی اذان میں سنت ہے، اور اگر کوئی یہ الفاظ کہہ دے، تو بھی گناہ نہیں۔ [2]

مسئلہ......: اگر کوئی دونوں کانوں میں اذان دے دے، یا دائیں کان میں اقامت اور بائیں کان میں اذان کہہ دے۔

تب بھی گناہ نہیں، کیونکہ اذان واقامت کے کلمات میں کوئی معتد بہ فرق نہیں۔

مسئلہ......: نماز کی اذان میں ''حی علی الصلاۃ'' کہتے ہوئے دائیں طرف، اور ''حی علی الفلاح'' کہتے ہوئے بائیں طرف متوجہ ہونا سنت ہے۔

اس لئے بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ بچے کے کان میں اذان دیتے وقت بھی ''حی علی الصلاۃ'' کہتے ہوئے دائیں طرف، اور ''حی علی الفلاح'' کہتے ہوئے بائیں طرف متوجہ ہونا

---

[1] قال النووی فی الروضۃ ویستحب أن یقول فی أذنه إنی أعیذها بک وذریتها من الشیطان الرجیم (مرقاۃ، کتاب الاطعمۃ)

[2] حدیث میں اذانِ صلاۃ کا ذکر ہے، جس سے مطلق اذان مراد ہوگی، جبکہ فجر کی اذان خاص ہے۔

والمعنی أذن بمثل أذان الصلاۃ وھذا یدل علی سنیۃ الأذان فی إذن المولود (مرقاۃ، کتاب الاطعمۃ)

ما نصه :قال المحقق أبو زرعة :إنما یکون ، أی إدباره من أذان شرعی مجتمع الشروط واقع بمحله أرید به الإعلام بالصلاۃ فلا أثر لمجرد صورته اھ .

أقول :ویمکن حمل ما قاله أبو زرعة علی ما فهم من الحدیث من أنه یدبر وله ضراط حتی لا یسمع صوته ، وهو لا ینافی أنه إذا سمع الأذان علی غیر تلک الهیئة یدبر فیکفی شره وإن لم یکن إدباره بتلک الصفة (نهایۃ المحتاج الی شرح المنهاج، فصل فی بیان الاذان والاقامۃ)

سنت ہے۔ [۱]

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز والی اذان میں دائیں بائیں متوجہ ہونے کا مقصد دائیں بائیں طرف کے لوگوں تک آواز پہنچانا ہوتا ہے۔

مگر بچے کے کان میں اذان دینے کا مقصد دائیں بائیں کے لوگوں کو آواز پہنچانا نہیں ہے، بلکہ صرف بچے کے کان میں آواز پہنچانا کافی ہے۔

اس لئے بچے کے کان میں اذان دیتے وقت دائیں بائیں متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ [۲]

بہرحال بچے کے کان میں اذان دیتے وقت ''حی علی الصلاۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کہتے وقت

---

[۱] (ويلتفت فيه) وكذا فيها مطلقا ، وقيل إن المحل متسعا (يمينا ويسارا) فقط ؛ لئلا يستدبر القبلة (بصلاة وفلاح) ولو وحده أو لمولود ؛ لأنه سنة الأذان مطلقا (درمختار)

وفي الشامية: (قوله مطلقا) للمنفرد وغيره والمولود وغيره ط .(ردالمحتار، باب الاذان)

قال السندى رحمه الله تعالى: فيرفع المولود عندالولادة على يديه مستقبل القبلة ويؤذن فى اذنه اليمنى ويقيم فى اليسرى ويلتفت فيهما بالصلاة لجهة اليمين وبالفلاح لجهة اليسار(التحرير المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۴۵)

وما كان دعاء للناس يحول وجهه يميناً وشمالاً، ليعم سماع جميع الناس ذلك، ومن الناس من يقول إذا كان يصلي وحده لا يحول وجهه؛ لأنه لا حاجة إلى الإعلام، وهو قول شمس الأئمة الحلوانى.

والصحيح :أنه يحول على كل حال؛ لأنه صار سنّة الأذان، فيؤتى به على كل حال، قال حتى قالوا فى الذى يؤذن لمولود :ينبغى أن يحول وجهه يمنةً ويسرةً عند هاتين الكلمتين(المحيط البرهانى، باب نوع آخر فى بيان مايفعل فيه اى الاذان)

[۲] وماذكره بعض الفقهاء من تحويل الوجه فى هذا الاذان يمينا وشمالا لم اجد له اصلا ولايصح قياسه على التحويل فى الاذان للصلاة لانه للاعلام ولاحاجة الى مثل هذا الاعلام ههنا كما لايخفى(حاشية اعلاء السنن ج۱۷ ص ۱۲۳)

وأما الأذان فى أذن المولود فيحتمل أنه لا يطلب فيه رفع الصوت ولا الالتفات المذكور لعدم فائدته قاله الشيخ ، ووافق على ذلك شيخنا البلقينى

وقوله :ولا يبعد الالتفات أشار إلى تصحيحه وقوله إنه لا يطلب أشار إلى تصحيحه اهـ (حاشية البجيرمى على الخطيب ، كتاب الصلاة، سنن الصلاة)

أما الأذان فى أذن المولود فلا يطلب فيه رفع ولا التفات لعدم فائدته (اعانة الطالبين،فصل فى الاذان والاقامة)

دائیں بائیں طرف متوجہ ہونے میں بھی حرج نہیں، اور اگر کوئی متوجہ نہ ہو، تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

مسئلہ......: بچے کے کان میں اذان دیتے وقت زیادہ اونچی آواز کرنے اور اذان دینے والے کا منہ بچے کے کان کے بہت زیادہ قریب کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اتنی آواز اور اتنا قرب کافی ہے، جس سے بچے کے کان میں صحیح طریقہ سے آواز پہنچ جائے، اور اس کو تکلیف بھی نہ ہو (کذافی امدادالاحکام ج۱ص۴۱۷) [1]

مسئلہ......: بچے کے کان میں اذان دیتے وقت اذان دینے والے کا اپنے کانوں میں انگلیاں کرنا ضروری نہیں، کیونکہ کانوں میں انگلیاں کرنے کا مقصود آواز کو بلند کرنا ہے، جس کی یہاں ضرورت نہیں۔

البتہ اگر سنت کی اتباع میں کانوں میں انگلیاں رکھ کر اذان دی جائے، تو بہتر ہے۔ [2]

مسئلہ......: بچے کے کان میں اذان واقامت کہتے وقت سنت ہے کہ اذان واقامت کہنے والے کا رخ قبلہ کی طرف ہو، اور کھڑا ہو کر اذان دے، جیسا کہ نماز کی اذان میں بھی کھڑے ہونا، اور قبلہ کی طرف رخ کرنا سنت ہے۔

---

[1] وأما الأذان في أذن المولود فيحتمل أنه لا يطلب فيه رفع الصوت ولا الالتفات المذكور لعدم فائدته قاله الشيخ ، ووافق على ذلك شيخنا البلقيني
وقوله :ولا يبعد الالتفات أشار إلى تصحيحه وقوله إنه لا يطلب أشار إلى تصحيحه ا هـ (حاشية البجيرمي على الخطيب ، كتاب الصلاة، سنن الصلاة)
أما الأذان في أذن المولود فلا يطلب فيه رفع ولا التفات لعدم فائدته (اعانة الطالبين،فصل في الاذان والاقامة)

[2] والأفضل للمؤذن أن يجعل أصبعيه في أذنيه قال عليه السلام (لبلال) رضي الله عنه :إذا أذنت فاجعل أصبعيك في أذنيك، فإنه أندى وأرفع لصوتك، ولأن المقصود من الأذان الإعلام، وذلك برفع الصوت وجعل الإصبعين في الأذنين يزيد في رفع الصوت، وعن هذا قلنا الأولى أن يؤذن حيث يكون أسمع للجيران، وإن ترك ذلك لم يضره(المحيط البرهاني، باب نوع آخر في بيان مايفعل فيه اى الاذان)
(قوله :فإذانه إلخ) تفريع على قوله ندبا .قال في البحر :والأمر أي في الحديث المذكور للندب بقرينة التعليل ، فلذا لو لم يفعل كان حسنا .فإن قيل :ترك السنة فكيف يكون حسنا ؟ .قلنا :إن الأذان معه أحسن ، فإذا تركه بقي الأذان حسنا كذا في الكافي ا هـ فافهم(ردالمحتار،باب الاذان)

تاہم اگر کوئی کسی عذر سے بیٹھ کر اذان دے، یا قبلہ کی طرف رخ نہ کرے، تب بھی کوئی گناہ نہیں (کذا فی امداد الاحکام ج۱ص۴۱۷) ۱؎

مسئلہ......: سنت یہ ہے کہ بچے کے کان میں اذان کوئی نیک صالح اور کلمات کی صحیح ادائیگی اور صحیح تلفظ کرنے والا مرد دے، تاکہ اذان کے صحیح کلمات اور اذان دینے والے کے نیک ہونے کے اثرات بچے پر بھی منتقل ہوں۔

اگر کوئی مرد میسر نہ ہو، تو عورت کا اذان دینا بھی کافی ہے، بشرطیکہ وہ حیض ونفاس کی حالت میں نہ ہو (کذا فی فتاویٰ محمودیہ ج۵ص۴۵۵، ۴۵٦)

اور فاسق وفاجر کا اذان دینا مکروہ ہے۔ ۲؎

۱؎ المستحب للمؤذن أن يستقبل القبلة استقبالاً، هكذا روى عن عبد الله بن زيد رضى الله عنه عن النازل من السماء ، فلأن قوله حيّ على الصلاة حيّ على الفلاح دعاء إلى الصلاة، وخطاب للناس بالحضور، وما قبله وبعده ثناء على الله، فما كان ثناء يستقبل القبلة(المحيط البرهانى، باب نوع آخر فى بيان مايفعل فيه اى الاذان)

قال السندى رحمه الله تعالىٰ: فيرفع المولود عندالولادة على يديه مستقبل القبلة ويؤذن فى اذنه اليمنى ويقيم فى اليسرى(التحرير المختار على هامش ردالمحتارج ۱ ص۴۵)

ويكره الأذان قاعدا لأنه خلاف المتوارث (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

۲؎ ويستحب أن يكون المؤذن صالحا تقيا عالما بالسنة وأوقات الصلوات ، مواظبا على ذلک ، والله أعلم (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

هل يشترط فى أذان غير الصلاة المذكورة أيضا فيحرم على المرأة رفع الصوت به ويباح بدون رفع صوتها لكن لا تحصل السنة فيه نظر ولا يبعد الاشتراط سم عبارة شيخنا ، والمعتمد اشتراط المذكورة فى جميع ذلک كما هو مقتضى كلامهم خلافا لما وقع فى حاشية الشوبرى على المنهج من أنه لا يشترط فى الأذان فى أذن المولود المذكورة ويوافقه ما استظهره بعض المشايخ من أنه تحصل السنة بأذان القابلة فى أذن المولود اهـ(تحفة المحتاج فى شرح المنهاج، فصل فى الاذان والاقامة)

(قول المتن وأن يؤذن) اى ولو من امرأة لأن هذا ليس من الأذان الذى هو من وظيفة الرجال بل المقصود به مجرد الذكر للتبرک (تحفة المحتاج فى شرح المنهاج، فصل فى العقيقة)

وكره أبو حنيفة أن يكون المؤذن فاجرا (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

مسئلہ......: اذان دینے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا ضروری ہے، اور بالغ ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا نابالغ سمجھدار بچے کا اذان دینا بھی درست ہے، اگرچہ افضل یہ ہے کہ بالغ اذان دے۔ [1]

مسئلہ......: افضل یہ ہے کہ بچے کے کان میں اذان دینے والا باوضو ہو، اور اگر وضو کے بغیر اذان دے دی جائے، تو بھی گناہ نہیں ہے۔

البتہ اگر اذان دینے والا جنبی ہو یعنی اس پر غسل واجب ہو (حیض ونفاس والی عورت بھی اس میں داخل ہے) تو اس کا اذان دینا مکروہ ہے، اور اگر کسی ایسے شخص نے اذان دے دی، تو اس کا لوٹانا بہتر ہے۔ [2]

---

[1] (ويجوز) بلا كراهة (أذان صبي مراهق وعبد)(درمختار)

(قوله :صبي مراهق) المراد به العاقل وإن لم يراهق كما هو ظاهر البحر وغيره ، وقيل يكره لكنه خلاف ظاهر الرواية كما في الإمداد وغيره ، وعلى هذا يصح تقريره في وظيفة الأذان بحر(ردالمحتار، باب الاذان)

يكره أذان الصبي الذي يعقل وإن كان جائزا حتى لا يعاد في ظاهر الرواية لحصول المقصود ، وأما الصبي الذي لا يعقل فلا يجزء ويعاد (منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاذان)

ويستحب إعادة أذان الجنب والصبي الذي لا يعقل والمجنون والسكران(الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

[2] (قوله :مندوب) فقد نص في أذان الهداية على استحباب الوضوء لذكر الله تعالى (ردالمحتار، كتاب الطهارة، سنن الغسل)

(ويؤذن ويقيم على طهارة)لأنه ذكر ، فتستحب فيه الطهارة كالقرآن ، فإذا أذن على غير وضوء جاز لحصول المقصود ويكره ....وإن أذن وأقام على غير وضوء لا يعيد (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

أذان الجنب فمكروه رواية واحدة ؛ لأنه يصير داعيا إلى ما لا يجيب إليه وإقامته أولى بالكراهة(البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاذان)

ويستحب إعادة أذان الجنب(الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، باب الاذان)

قال (وينبغي أن يؤذن ويقيم على طهر) ؛ لأن لهما شبها بالصلاة على ما سيأتي ، فإن أذن بغير وضوء جاز بلا كراهة في ظاهر الرواية ؛ لأنه ذكر فكان الوضوء فيه مستحبا كالقراءة ....إلا أنه ليس بصلاة على الحقيقة ، ولو كان صلاة على الحقيقة لم يجز مع الحدث والجنابة فإذا كان مشبها بها كره مع الجنابة اعتبارا للشبه ولم يكره مع الحدث اعتبارا للحقيقة ولم يعكس ؛ لأنا لو اعتبرنا في الحدث جانب الشبه لزمنا اعتباره في الجنابة بطريق الأولى ؛ لأن الجنابة أغلظ الحدثين فكان يتعطل جانب الحقيقة (العناية شرح الهداية، باب الاذان)

مسئلہ......: بچے کے کان میں دی جانے والی اذان واقامت کا سننے والے کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ [1]

مسئلہ......: اذان کے کلمات کھینچ کھینچ کراور ٹھہر ٹھہر کر، اور اقامت کے کلمات، اذان کے کلمات کے مقابلہ میں کھینچے بغیر جلدی جلدی ادا کرنا سنت ہے۔

البتہ نماز والی اذان اور اقامت کا سننے والے کو جواب دینے کی ضرورت ہے۔

اور نماز والی اذان کا مقصود اعلان ہے، اور بچے کے کان میں دی جانے والی اذان میں ان دونوں باتوں کی ضرورت نہیں۔

اس لئے بچے کے کان میں دی جانے والی اذان واقامت کو نماز والی اذان واقامت کی طرح زیادہ ٹھہر ٹھہر کر دینے کی ضرورت نہیں، بلکہ کچھ جلدی کلمات ادا کر دینا بھی درست ہے۔

مسئلہ......: بچے کے کان میں اذان دینے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بچے کو ولادت کے بعد غسل دے دیا گیا ہو۔

البتہ اگر بچے کے جسم پر کوئی نجاست وغلاظت موجود ہو، تو اس کو صاف کر دینا چاہئے۔

مسئلہ......: اذان کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاح حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ

---

[1] ولا تسن إجابة الأذان والإقامة في أذني المولود (حاشية الجمل، باب الاذان والاقامة)

اور اقامت کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ

حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ

حَیَّ عَلَی الْفَـلَاح حَیَّ عَلَی الْفَـلَاح

قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ



دوسرا باب

نومَولُود کی تَحنِیک کے فضائل واحکام

بچے کے کان میں اذان کے بعد نومولود کے لئے شریعت کی طرف سے دوسرا عمل تحنیک کی شکل میں مقرر کیا گیا ہے۔

اور تحنیک کا مطلب یہ ہے کہ کسی نیک صالح آدمی کے منہ میں چبائی ہوئی اور نرم کی ہوئی کھجور وغیرہ کو بچے کے تالو پر لگا دیا جائے، تاکہ بچے کے پیٹ میں نیکی کے اثرات منتقل ہوں۔ [1]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَأَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِیْمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَیَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِیْ مُوْسٰی (مسلم حدیث نمبر ۵۰۴۵، واللفظ لہ، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلی صالح یحنکه، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۵۷۰)

ترجمہ: میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا، تو میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، نبی

---

[1] وَالثَّانِیَةُ أَنْ یُحَنِّكَهُ بِتَمْرٍ (شعب الایمان للبیهقی، السِّتُّوْنَ مِنْ شُعَبِ الْإِیْمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِیْ حُقُوْقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِیْنَ)

والحکم الثانی تحنیک المولود (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود غداة یولد لمن یعق عنه وتحنیکه)

ثم رأیت المنهاج قید الاذان والاقامة بحین الولادة، ولم یقید التحنیک به، بل ذکره بعد القید المذکور، وعبارته مع التحفة :ویسن أن یؤذن فی أذنه الیمنی، ثم یقام فی الیسری حین یولد، وأن یحنکه بتمر. اهـ وهو یفید أن الاذان وما بعده مقدمان علی التحنیک (اعانة الطالبین ج ۲ ص ۳۸۵)

یحنکه بتمرة أو حلاوة (احیاء العلوم للغزالی ج ۱ ص ۴۰۴)

قال أهل اللغة :التحنیک أن یمضغ التمر أو نحوه ثم یدلک به حنک الصغیر، وفیه لغتان مشهورتان حنکته وحنکته بالتخفیف والتشدید، والروایة هنا (شرح النووی علیٰ مسلم، کتاب الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضیع وکیفیة غسله)

ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اس کی کھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی، اور پھر بچہ مجھے دے دیا، اور یہ حضرت ابوموسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۴۳، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه، واللفظ له، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۰۸، مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۲۳۹۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس نومولود بچوں کو لایا جاتا تھا، اور رسول اللہ ﷺ ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے، اور ان کی تحنیک فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نومولود بچوں کو حضور ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا تھا، اور آپ ﷺ ان کی تحنیک فرماتے تھے، اور برکت کی دعا فرماتے تھے، جس کو ہماری زبان میں مبارک باد دینا کہا جاتا ہے۔

مثلاً یہ الفاظ کہتے تھے کہ:

بَارَكَ اللهُ لَكُمْ

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے مبارک فرمائیں

برکت کے معنیٰ خیر کے حصول اور اس کی کثرت کے ہیں، لہٰذا اس قسم کے الفاظ سے دعا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو خیر کے حصول اور خیر کی کثرت کا ذریعہ بنائیں۔ [1]

---

[1] يؤتى بالصبيان وكذا بالصبيات ففيه تغليب فيبرك عليه بتشديد الراء أى يدعو لهم بالبركة بأن يقول للمولود بارك الله عليك فى أساس البلاغة يقال بارك الله فيه وبارك له وبارك عليه وباركه وبرك على الطعام وبرك فيه إذا دعا له بالبركة قال الطيبى بارك عليه أبلغ فإن فيه تصوير صب البركات وإفاضتها من السماء كما قال تعالى لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض الأعراف ويحنكهم بتشديد النون أى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

أَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری حدیث نمبر ۳۶۲۰، کتاب المناقب، باب هجرة النبی ﷺ وأصحابه إلى المدينة)

ترجمہ: (مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مہاجرین) مسلمانوں میں سب سے پہلے پیدا

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يمضغ التمر أو شيئا حلوا ثم يدلك به حنكه(مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

(كان يؤتى بالصبيان فيبرك عليهم) أى يدعو لهم بالبركة ويقرأ عليهم الدعاء بالبركة ذكره القاضى.وقيل يقول بارك الله عليكم (ويحنكهم) بنحو تمر من تمر المدينة المشهود له بالبركة ومزيد الفضل (ويدعو لهم) بالإمداد والإسعاد والهداية إلى طرق الرشاد.وقال الزمخشرى :بارك الله فيه وبارك له وعليه وباركه وبرك على الطعام وبرك فيه إذا دعا له بالبركة.قال الطيبى :وبارك عليه أبلغ فإن فيه تصويب البركات وإفاضتها من السماء ، وفيه ندب التحنيك وكون المحنك ممن يتبرك به(فيض القدير للمناوى ، تحت حديث رقم ٦٩٢٩)

قوله :(فيبرك عليهم) أى :يدعو لهم ويمسح عليهم ، وأصل البركة :ثبوت الخير وكثرته .وقولها :(فيحنكهم) قال أهل اللغة :التحنيك أن يمضغ التمر أو نحوه ثم يدلك به حنك الصغير ، وفيه لغتان مشهورتان حنكته وحنكته بالتخفيف والتشديد ، والرواية هنا (فيحنكهم) بالتشديد وهى أشهر اللغتين .وقولها :(فبال فى حجره) يقال بفتح الحاء وكسرها لغتان مشهورتان .وقولها :(بصبى يرضع) هو بفتح الياء أى رضيع وهو الذى لم يفطم (شرح النووى علىٰ مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

ومعنى :(يُبَرِّكُ عليهم) : أى يدعُوا لهم بذلك ، وخصهُم بذلك لما فيها من معنى النماء والزيادة فى جسمه وعقله وفهمه ونباته لكون الطفل فى مبادء ذلك (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضى عياض، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

وقوله :كان يؤتى بالصبيان فيبرّك عليهم ويحنكهم : يبرّك عليهم : يدعو لهم بالبركة ،ويحنكهم : يمضغ التمر ، ثم يدلكه بحنك الصبى .وكل ذلك تبرُّك بالنبى ﷺ (المفهم لما اشكل فيه كتاب مسلم للقرطبى، كتاب الطهارة، باب نضح بول الرضيع)

ہونے والے بچے حضرت عبداللہ بن زبیر تھے، جن کو ان کے اہلِ خانہ نبی ﷺ کے پاس لائے، نبی ﷺ نے ایک کھجور لی، اور اس کو چبایا، پھر عبداللہ بن زبیر کے منہ میں ڈالا، پس ان کے پیٹ میں سب سے پہلی چیز جو داخل ہوئی، وہ (کھجور کے ساتھ لگا ہوا) نبی ﷺ کا تھوک مبارک تھا (ترجمہ ختم)

تحنیک کے ذریعہ سے نیک صالح انسان کے لعابِ دہن کی برکات بچے کے پیٹ میں پہنچ جاتی ہیں۔

اور سنن البیہقی کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَلَمْ تُرْضِعْهُ حَتّٰى أَتَتْ بِهِ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَحَنَّكَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ (سنن البیهقی حدیث نمبر ۱۲۵۰۷، کتاب اللقطة، باب ذکر بعض من صار مسلما باسلام أبویه أو أحدهما من أولاد الصحابة رضی الله عنهم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ نے ان کو دودھ نہیں پلایا، یہاں تک کہ ان کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اور نبی ﷺ نے ان کی تحنیک فرمائی، اور ان کے لئے دعا کی، اور یہ اسلام میں مدینہ منورہ میں حاضری کے بعد (مہاجرین کا) سب سے پہلے پیدا ہونے والا بچہ تھا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ تحنیک میں افضل یہ ہے کہ اس سے بچے کی غذا کا آغاز کیا جائے۔ [1]

---

[1] وقوله " :ویحنکهم لیکون أول ما یدخل أجوافهم ما أدخله النبی (ﷺ) لا سیما بما مزجه به من ریقه وتفله فی فیه (اکمال المعلم شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض، کتاب الطهارة، باب حکم بول الطفل الرضیع وکیفیة غسله)

وقال الطیبی الفاء جزاء شرط محذوف تعنی أنا هاجرت من مكة وكانت أول امرأة هاجرت حاملا ووضعته بقباء فكان أی عبد الله أول مولود أی من المهاجرین ولد فی الإسلام أی بعد الهجرة إلى المدینة قال النووی یعنی أول من ولد فی الإسلام بالمدینة بعد الهجرة من أولاد المهاجرین وإلا فالنعمان بن بشیر الأنصاری ولد فی الإسلام بالمدینة قبله بعد الهجرة وفیه مناقب كثیرة لعبد الله بن الزبیر منها أن النبی مسح علیه وبارك علیه ودعا له وأول شیء دخل جوفه ریقه علیه السلام (مرقاة، کتاب الصید والذبائح، باب العقیقة)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ غُلَامًا ، فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ :احْمِلْهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَبَعَثَ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :مَعَهُ شَيْءٌ ؟ قَالُوا :نَعَمْ ، تَمَرَاتٌ ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ، ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهُ فِي فِيِّ الصَّبِيِّ ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِهِ ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ(مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۲۳۹۴۷، کتاب الطب، باب فی التمر یحنک به المولود، واللفظ لہٗ،بخاری حدیث نمبر ۵۰۴۸)

ترجمہ: حضرت ام سُلیم کے بیٹا پیدا ہوا، تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اس بچے کو نبی ﷺ کے پاس لے آئے، اور چند کھجوریں بھی ساتھ لائے، نبی ﷺ نے اس بچے کو لیا، اور فرمایا کہ کیا ساتھ میں کچھ ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں، تو کھجوروں کو نبی ﷺ نے لے لیا، اور لے کر اپنے دانتوں سے چبایا، اور ان میں اپنا لعاب مبارک شامل کیا، پھر اس کے بعد بچے کے منہ میں دے دیا، اور اس طرح سے اس بچے کی تحنیک فرمائی، اور اس کا نام عبداللہ رکھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ:

قَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ :احْمِلْهُ فِي خِرْقَةٍ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاحْمِلْ مَعَكَ تَمْرَ عَجْوَةٍ .قَالَ :فَحَمَلْتُهُ فِي خِرْقَةٍ .قَالَ: وَلَمْ يُحَنَّكْ ، وَلَمْ يَذُقْ طَعَامًا وَلَا شَيْئًا، قَالَ :فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ، وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ، قَالَ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ مَا وَلَدَتْ ؟ "قُلْتُ :غُلَامًا، قَالَ ": اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ "، فَقَالَ " :هَاتِهِ إِلَيَّ " فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ، فَحَنَّكَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ " مَعَكَ تَمْرُ عَجْوَةٍ ؟ "قُلْتُ :نَعَمْ،

فَأَخْرَجْتُ تَمَرًا ، فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً وَأَلْقَاهَا فِیْ فِيْهِ، فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْكُهَا حَتّٰى اِخْتَلَطَتْ بِرِيْقِهٖ، ثُمَّ دَفَعَ الصَّبِیَّ . فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ وَجَدَ الصَّبِیُّ حَلَاوَةَ التَّمْرِ جَعَلَ يَمُصُّ حَلَاوَةَ التَّمْرِ وَرِيْقَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَكَانَ أَوَّلُ مَا تَفَتَّحَتْ أَمْعَاءُ ذٰلِكَ الصَّبِیِّ عَلٰى رِيْقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " حُبُّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ "، فَسَمّٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِیْ طَلْحَةَ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۸۶۵، واللفظ لہ، سنن البیهقی حدیث نمبر ۷۳۸۱، مسند الطیالسی ۲۱۵۶)

ترجمہ: مجھے ابوطلحہ نے فرمایا کہ اس بچے کو کپڑے میں اٹھا کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں لے جاؤ، اور اپنے ساتھ عجوہ کھجور بھی لے جاؤ، تو حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں اس بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لے گیا، اور اس وقت تک ان کے تالو کو کوئی چیز نہیں لگائی گئی تھی، اور نہ اس بچے نے کوئی کھانا پینا چکھا تھا، میں نے رسول اللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضرت امِ سُلیم کے ولادت ہوئی ہے، تو رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ اکبر! کس کی ولادت ہوئی ہے؟ تو میں نے کہا کہ بیٹے کی، تو رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ الحمد للہ، پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لے آؤ، حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے اس بچے کو رسول اللہ علیہ السلام کو دے دیا، تو رسول اللہ علیہ السلام نے اس کی تحنیک فرمائی، رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا آپ کے پاس عجوہ کھجور ہے؟ تو میں نے کہا کہ جی ہاں، میں نے کھجور نکالی، جسے رسول اللہ علیہ السلام نے لیا، اور اپنے منہ میں رکھا، اور اس کو چباتے رہے، یہاں تک کہ اس کھجور میں آپ کا لعابِ دہن شامل ہوگیا، پھر وہ بچے کے منہ میں دی، اور اس بچے نے کھجور کی مٹھاس کو محسوس کیا، اور وہ کھجور کی مٹھاس اور رسول اللہ علیہ السلام کے لعابِ دہن کو چوسنے لگا، پس اس بچے کی آنتیں سب سے پہلے رسول اللہ علیہ السلام کے لعابِ دہن پر کھلیں، پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ کھجور انصار کو

محبوب ہے (اور یہ انصار کا بیٹا ہے) اور اس بچے کا نام عبداللہ بن ابی طلحہ رکھا (ترجمہ ختم)

اور مسند بزار کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :اِذْھَبْ یَا أَنَسُ إِلٰی أُمِّکَ ، فَقُلْ لَھَا :إِذَا قَطَعْتِ سِرَارَ ابْنِکِ ، فَلَا تُذِیْقِیْہِ شَیْئًا حَتّٰی تُرْسِلِیْ بِہٖ إِلَیَّ ، قَالَ :فَوَضَعْتُہٗ عَلٰی ذِرَاعِیْ ، حَتّٰی أَتَیْتُ بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، فَوَضَعْتُہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ ، فَقَالَ :ائْتِنِیْ بِثَلَاثِ تَمَرَاتِ عَجْوَۃٍ ، قَالَ : فَجِئْتُہٗ بِھِنَّ ، فَقَذَفَ نَوَاھُنَّ ,ثُمَّ قَذَفَہٗ فِیْ فِیْہِ ، فَلَاکَہٗ ,ثُمَّ فَتَحَ فَا الْغُلَامِ ، فَجَعَلَہٗ فِیْ فِیْہِ ، فَجَعَلَ یَتَلَمَّظُ ، فَقَالَ أَنْصَارِیٌّ یُحِبُّ التَّمَرَ ، فَقَالَ :اِذْھَبْ إِلٰی أُمِّکَ ، فَقُلْ :بَارَکَ اللّٰہُ لَکِ فِیْہِ ، وَجَعَلَہٗ بَرًّا تَقِیًّا (مسند البزار حدیث نمبر ۷۳۱۰) [1]

ترجمہ: پس اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے انس اپنی والدہ (امِ سُلیم) کے پاس جاؤ، اور ان سے کہو کہ جب آپ اپنے بیٹے کی نال کاٹیں، تو اس کو کوئی چیز نہ چکھائیں، یہاں تک کہ اس کو میری طرف بھیج دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ امِ سُلیم نے اس بچے کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دے دیا، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے تین عجوہ کھجوریں دے دو، حضرت انس نے تین عجوہ کھجوریں دے دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کی گٹھلیوں کو نکالا، پھر اپنے منہ میں رکھا، اور ان کو خوب چبایا،

---

[1] قال الھیثمی:

رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح غیر أحمد بن منصور الرمادی وھو ثقۃ وفی روایۃ للبزار أیضا قالت لہ أتزوجک وأنت تعبد خشبۃ یجرھا عبدی فلان قلت فذکر الحدیث ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج۹ ص ۲۶۱)

پھر بچے کا منہ کھولا، اوراس کے منہ میں دے دیا، وہ بچہ کھجوروں کو چوسنے لگا۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ انصاری (بچہ) ہے، جو کھجور کو پسند کرتا ہے، پھر فرمایا کہ اپنی والدہ کی طرف جاؤ، اوران سے کہو:

بَارَکَ اللّٰہُ لَکِ فِیْہِ ، وَجَعَلَہٗ بَرًّا تَقِیًّا

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس بچے میں برکت فرمائیں، اوراس کو فرمانبرداراور متقی بنائیں

(ترجمہ ختم)

ضروری نہیں کہ آپ ﷺ نے وہ تینوں کھجوریں چبا کرایک ہی وقت میں بچے کے منہ میں دے دی ہوں، بلکہ ممکن ہے کہ اس میں سے کچھ مقدار دی ہو، اور باقی بعد میں دی گئی ہوں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچے کی پیدائش کے بعد نیک لوگوں کے ذریعہ سے بچے کی تحنیک کرانی چاہئے۔

تاکہ بچے کے پیٹ میں نیک لوگوں کی تحنیک سے غذا کا آغاز ہو، اوروہ بچے کے لئے ایمان اور نیک عمل کی بنیاد بنے۔ [1]

مسئلہ......:احادیث سے معلوم ہوا کہ تحنیک کا عمل سنت اور بچے کے لئے بہت بابرکت عمل

---

[1] وقوله :(كان يؤتى (ﷺ) بالصبيان فيبرك عليهم ويُحنكهم) : فيه التبرك بأهل الفضل ، والتماس دعائهم ، والاقتداء بهذا الأدب والسيرة متى؟ حمل المولودين إلى الفضلاء عند ولادتهم وعرضهم عليهم ليدعوا لهم (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم للقاضى عياض، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع و كيفية غسله)

والحكمة فيه أنه يتفاء ل له بالإيمان لأن التمر ثمرة الشجرة التى شبهها رسول الله بالمؤمن وبحلاوته أيضا ولا سيما إذا كان المحنك من أهل الفضل والعلماء والصالحين لأنه يصل إلى جوف المولود من ريقهم ألا ترى أن رسول الله لما حنك عبد الله بن الزبير حاز من الفضائل والكمالات ما لا يوصف وكان قارئا للقرآن عفيفا فى الإسلام وكذلك عبد الله بن أبى طلحة كان من أهل العلم والفضل والتقدم فى الخير ببركة ريقه المبارك(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب العقيقة،باب تسمية المولود غداة يولدلمن يعق عنه وتحنيكه)

والتحنيك بالتمر تفاؤل بالإيمان، لأنها ثمرة الشجرة التى شبهها رسول الله ـ ﷺ ـ بالمؤمن ولحلاوتها أيضاً(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب الصبر)

ہے، لہٰذا بچے کے سرپرستوں کو چاہئے کہ بچے کو پیدائش کے بعد کسی نیک شخص کی خدمت میں لے جا کر تحنیک کرائیں، اور ان سے برکت کی دعا حاصل کریں۔ [1]

مسئلہ......: تحنیک کا طریقہ یہ ہے کہ بچے کو ولادت کے بعد احتیاط کے ساتھ کسی نیک صالح بزرگ کی خدمت میں لے جایا جائے، اور ساتھ میں کھجور وغیرہ لے جائی جائے۔

اور وہ بزرگ کھجور کو اپنے منہ میں رکھ کر خوب چبائیں، اور نرم کریں، پھر اس کے بعد کھجور کا کچھ حصہ اپنے داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی پر لے کر بچے کا منہ کھول کر اس کے تالو میں لگا دیں۔ [2]

---

[1] وفی هذا الحديث فوائد منها تحنيك المولود عند ولادته ، وهو سنة بالإجماع كما سبق (شرح النووی علی مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود الخ)

أما أحكام الباب :ففيه :استحباب تحنيك المولود .وفيه :التبرك بأهل الصلاح والفضل .وفيه :استحباب حمل الأطفال إلى أهل الفضل للتبرك بهم ، وسواء في هذا الاستحباب المولود في حال ولادته وبعدها .وفيه :الندب إلى حسن المعاشرة واللين والتواضع والرفق بالصغار وغيرهم (شرح النووی علیٰ مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

وتحنيكهم بالتمر كان سُنَّة معروفة معمولاً بها ، فلا ينبغي أن يعدل عن ذلك اقتداءً بالنبي ـ ﷺ ـ واغتنامًا لبركة الصالحين ، ودعائهم .والتحنيك هنا :جعل مضيغ التمر في حَنَكِ الصَّبِي (اكمال المعلم لما اشكل فيه من تلخيص كتاب مسلم ، كتاب الادب، ومن باب تسمية الصغير وتحنيكه والدعاء له)

وفيه ندب التحنيك وكون المحنك ممن يتبرك به(فيض القدير للمناوی ، تحت حديث رقم ۶۹۲۹)

ويؤخذ منه التبرك بأهل الفضل ، واغتنام أدعيتهم للصبيان عند ولادتهم (المفهم لما اشكل فيه من تلخيص كتاب مسلم للقرطبی، كتاب الطهارة، باب نضح بول الرضيع)

[2] اتفق العلماء على استحباب تحنيك المولود عند ولادته بتمر ، فإن تعذر فما في معناه وقريب منه من الحلو ، فيمضغ المحنك التمر حتى تصير مائعة بحيث تبتلع ، ثم يفتح فم المولود ، ويضعها فيه ليدخل شيء منها جوفه (شرح النووی علیٰ مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه الخ)

قوله ليحنكه من التحنيك وهو أن يمضغ التمرة ويجعلها في فم الصبي ويحنك بها في حنكه بسبابته حتى يتحلل في حنكه والحنك أعلى داخل الفم (عمدة القاری شرح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ......: تحنیک کے بعد ان بزرگ کو چاہئے کہ بچے کے والدین اور سرپرستوں کو مخاطب کرکے مبارک باد کے دعائیہ کلمات کہیں،مثلاً یہ کہیں:

بَارَکَ اللّٰہُ لَکُمْ فِیْہِ ، وَجَعَلَہٗ بَرًّا تَقِیًّا

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اس بچے میں برکت فرمائیں،اوراس کوفرمانبرداراورمتقی بنائیں

اورمبارک بادی کے یہ الفاظ بھی بعض اسلاف سے منقول ہیں:

جَعَلَہُ اللّٰہُ مُبَارَکًا عَلَیْکَ وَعَلٰی اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یعنی اس بچے کو اللہ تعالیٰ آپ پر اور امتِ محمد ﷺ پر مبارک فرمائیں

اوراس سے ملتے جلتے دوسرے الفاظ کہنا بھی درست ہے۔ [۱]

مسئلہ......: افضل یہ ہے کہ تحنیک کھجور سے کی جائے،اوراس میں بھی عجوہ کھجور ہو،تو زیادہ بہتر ہے۔ [۲]

اوراگرکھجور میسر نہ ہوتو چھوارے یا کسی بھی دوسری میٹھی چیز سے تحنیک کردی جائے،اور میٹھی چیز میں شہد کا ہونا بہتر ہے،اوریہ بھی میسر نہ ہوتو کسی دوسری ایسی میٹھی چیز سے تحنیک کردی جائے،جو

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صحیح البخاری،باب وسم الإمام إبل الصدقة بيده)

قوله فحنكه التحنيك إدخال الإصبع فى فم الصغير عند ولادته والحنك باطن أعلى الفم قوله لأحتنكن اى لأستأصلن يقال احتنك فلان ما عند فلان من علم اى استقصاه(فتح البارى لابن حجر، كتاب الاعتصام،الفصل الخامس فى سياق ما فى الكتاب من الألفاظ الغريبة على ترتيب الحروف مشروحا،فصل ح ق)

[۱] وفى النهاية الحجر بالفتح والكسر الثوب ثم دعا بتمرة فمضغها ثم تفل اى وضع والقى ذلك التمر المختلط بريقه فى فيه اى فى فمه ثم حنكه بتشديد النون اى دلك به حنكه ثم دعا له وبرك عليه بتشديد الراء أى قال بارك الله عليك والعطف يحتمل التفسير والتخصيص فكان وفى نسخة صحيحة بالواو(مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

[۲] اوراگرتین کھجوریں ہوں،تو زیادہ بہتر ہے،جیسا کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی تین کھجوروں سے تحنیک فرمائی تھی۔البتہ تینوں کھجوریں ایک ساتھ بچے کوفراہم کرنا ضروری نہیں،بلکہ کچھ مقدار پہلے اور کچھ بعد میں فراہم کی جاسکتی ہے۔محمد رضوان

آگ پر نہ پکی ہو، مثلاً کسی پھل، کیلے وغیرہ سے۔ [1]

مسئلہ......: اگر بچے کی ولادت کے وقت کوئی نیک صالح بزرگ موجود ہوں، تو انہی سے تحنیک کرائی جائے، اور اگر وہاں موجود نہ ہوں، تو مناسب یہی ہے کہ تحنیک کے لئے بچے کو کسی نیک صالح بزرگ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا جائے، اور بزرگوں کو بچے کے پاس آنے کی زحمت نہ دی جائے، جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو تحنیک کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ [2]

---

[1] ویحنکھم بتشدید النون ای یمضغ التمر أو شیئا حلوا ثم یدلک به حنکه (مرقاة، کتاب الصید والذبائح، باب العقیقة)

یُحَنَّکُهُ بِتَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ یَجِدْ فَبِحُلْوٍ یُشْبِهُهُ (شعب الایمان للبیهقی ،السِّتُّونَ مِنْ شُعَبِ الْإِیمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِی حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِینَ)

السنة ان یحنک المولود عند ولادته بتمر بان یمضغه انسان ویدلک به حنک المولود ویفتح فاه حتی ینزل إلی جوفه شیئ منه قال أصحابنا فان لم یکن تمر فبشیئ آخر حلو (المجموع شرح المهذب ج۸ص ۴۴۳)

ومنها التبرک بآثار الصالحین ، وریقهم ، وکل شیء منهم .ومنها کون التحنیک بتمر ، وهو مستحب ، ولو حنک بغیره حصل التحنیک ، ولکن التمر أفضل (شرح النووی علی مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود الخ)

والأولی فیه التمر فإن لم یتیسر فالرطب وإلا فشیء حلو وعسل النحل أولی من غیره ثم ما لم تمسه النار (عمدة القاری ، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود غداة یولدلمن یعق عنه وتحنیکه)

واولاه التمر فإن لم یتیسر تمر فرطب وإلا فشیء حلو وعسل النحل أولی من غیره ثم ما لم تمسه نار کما فی نظیره مما یفطر الصائم علیه (فتح الباری لابن حجر، باب تسمیة المولود غداة یولد لمن لم یعق عنه)

(وقوله :بتمر) فی معناه الرطب.قال فی النهایة :والاوجه تقدیم الرطب علی التمر نظیر ما مر فی الصوم .اهـ.ومثله فی التحفة .(وقوله :فحلو) أی فإن لم یوجد تمر فبحلو لم یمسه النار أی کزبیب(اعانة الطالبین ج۲ص ۳۸۵)

[2] وفیه استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلی صالح یحنکه (عمدة القاری ، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود غداة یولدلمن یعق عنه وتحنیکه)

ویستحب أن یکون المحنک من الصالحین وممن یتبرک به رجلا کان أو امرأة ، فإن لم یکن حاضرا عند المولود حمل إلیه(شرح النووی علیٰ مسلم، کتاب الآداب،باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلی صالح یحنکه الخ)

وفیه تحنیک المولود وأنه یحمل إلی صالح لیحنکه (شرح النووی علیٰ مسلم، کتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل ابی طلحة الانصاری)

البتہ اگر بچے کو لے جانے میں کوئی عذر ہو، تو کسی بزرگ کو بچے کے پاس بلا کر بھی تحنیک کرائی جاسکتی ہے، لیکن بزرگوں کی راحت وآرام کا خیال بہرحال ضروری ہے۔ اور اگر یہ صورت بھی مشکل ہو، تو آخری درجہ میں کسی بزرگ سے کھجور وغیرہ کو منہ میں چبوا کر، بچے کے پاس لے آئیں، اور بچے کا والد یا والدہ یا کوئی اور اس کو اپنی شہادت کی انگلی سے بچے کے تالو میں لگا دیں۔

مسئلہ......: تحنیک کے لئے اگر کوئی نیک صالح مرد میسر نہ ہو، تو کسی نیک صالح عورت سے تحنیک کرالی جائے۔ اگر بچے کا والد نیک صالح ہو، تو وہ خود تحنیک کر دے۔ [1]

مسئلہ......: افضل یہ ہے کہ بچے کی ولادت کے بعد جلد از جلد تحنیک کرالی جائے، اور تحنیک ہی سے بچے کی غذا کا آغاز کرایا جائے۔ [2]

لیکن اگر کسی عذر سے ایسا نہ ہوسکے، تو کچھ بعد میں بھی تحنیک کرالینا درست ہے۔ [3]

---

[1] وَيَنْبَغِي أَنْ يَتَوَلَّى ذَٰلِكَ مِنْهُ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَبَرَكَتُهُ(شعب الایمان،السِّتُّونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ)
وفيه ندب التحنيك وكون المحنك ممن يتبرك به(فيض القدير، تحت حديث رقم ۶۹۲۹)
ومنها أن يحنكه صالح من رجل أو امرأة(النووي كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود الخ)
وينبغي ان يكون المحنك من اهل الخير فان لم يكن رجل فامرأة صالحة(المجموع شرح المهذب ج۸ص ۴۴۳)
(قوله :رجل، فامرأة من أهل الخير) أفاد من كون المحنك له رجلا، فإن لم يوجد فامرأة .وأن يكونا من أهل الخير والصلاح .وعبارة شرح الروض :قال في المجموع :وينبغي أن يكون المحنك له من أهل الخير، فإن لم يكن رجل فامرأة صالحة.اهـ.(اعانة الطالبين ج ۲ ص ۳۸۵)

[2] ملحوظ رہے کہ آج کل بہت سے ڈاکٹر بچے کو سب سے پہلی غذاء ماں کا دودھ ہونے پر زور دیتے ہیں، اور ابتداء میں تحنیک سے منع کرتے ہیں، جبکہ بعض ڈاکٹر کسی دوسرے کے تھوک کے بچے کے پیٹ میں جانے کو طبی اعتبار سے نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ اس قسم کی باتیں شرعی احکام سے ناواقفیت اور شرعی احکام کی اہمیت نہ ہونے کی وجہ سے ہیں، ورنہ تھوڑی مقدار میں کھجور جیسی لطیف غذاء طبی اعتبار سے نقصان دہ نہیں، بلکہ مفید ہے، بالخصوص جبکہ وہ صاف ستھری اور باریک کی ہوئی ہو، اور تالو پر لگادی جائے، تاکہ یکلخت پیٹ میں نہ پہنچے، نیز کسی بزرگ کے لعاب دہن کا سنت کے مطابق کسی بچے کے پیٹ میں پہنچنا ہرگز نقصان دہ نہیں، شرعی حکم کا درجہ ان طبی تحقیقات کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے، جو بدلتی رہتی ہیں۔

[3] وفيه استحباب تحنيك المولود وحمله إلى أهل الصلاح ليكون أول ما يدخل جوفه ريق الصالحين(عمدة القاري، كتاب الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم في الصورة)
وقوله " :ويحنكهم ليكون أول ما يدخل أجوافهم ما أدخله النبي (ﷺ) لا سيما بما مزجه به من ريقه وتفله في فيه (اكمال المعلم ، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)
وفيه :استحباب حمل الأطفال إلى أهل الفضل للتبرك بهم ، وسواء في هذا الاستحباب المولود في حال ولادته وبعدها (شرح النووي كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله)

تیسرا باب

نومولود کے نام کے فضائل واحکام

نومولود سے متعلق تیسرا عمل یہ ہے کہ اس کا اسلامی طریقہ پر نام رکھا جائے۔ [1]
نام سے متعلق تفصیلی فضائل واحکام ہم نے اپنی ایک مستقل تالیف ''اسلامی نام'' میں ذکر کردیئے ہیں، یہاں صرف ضروری درجے کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔
اگر تفصیل مطلوب ہو، تو ہماری مذکورہ تالیف کی طرف رجوع کیا جائے۔ [2]
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوْا أَسْمَاءَ كُمْ (ابوداؤد حديث نمبر ۴۹۵۰، كتاب الادب، باب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، مسند احمد حديث نمبر ۲۱۶۹۳، سنن دارمى حديث نمبر ۲۷۵۰، شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر ۸۲۶۵، مسند عبد بن حميد حديث نمبر ۲۱۵) [3]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے

---

[1] عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت جس دعا کا پڑھنا مستحب ہے، اس میں بچے کے نام کا بھی ذکر ہے۔
اس کا تقاضا یہ ہے کہ بچے کا نام عقیقہ سے پہلے رکھ دینا افضل ہے، اور اسی وجہ سے ہم نے نام کے موضوع کو عقیقہ سے پہلے ذکر کیا ہے۔
ينبغى أن تكون التسمية قبل العق. وعليه: فالسنة التسمية، ثم الذبح، ثم الحلق (إعانة الطالبين، البكرى الدمياطى ج ۲ ص ۳۸۴)

[2] یہ تالیف اس کتاب کے ساتھ بھی دوسرے حصہ میں شاملِ اشاعت ہے۔

[3] قال ابن حجر:
ورجاله ثقات إلا أن فى سنده انقطاعا بين عبد الله بن أبى زكريا راويه عن أبى الدرداء وأبى الدرداء فإنه لم يدركه (فتح البارى باب كان النبى ﷺ إذا سمع الاسم القبيح حوله إلى ما هو أحسن منه)

باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ اس لئے تم اپنے اچھے نام رکھا کرو (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے اچھے نام رکھنے کا حکم معلوم ہوا، اور ساتھ ہی اس کی ایک وجہ بھی اور وہ یہ کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، اور اچھے نام کے اچھے اثرات اور برے نام کے برے اثرات ہونگے۔

ظاہر ہے کہ آخرت کے میدان میں سب کے سامنے کوئی برے نام سے پکارا گیا تو بڑی رسوائی اور خفت ہوگی۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّـهُ كَانَ يَتَفَاءَ لُ وَلَا يَتَطَيَّرُ، وَكَانَ يُحِبُّ الْإِسْمَ الْحَسَنَ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ١١١٣٠، واللفظ له، شرح السنة للبغوى، باب مايكره من الطيرة واصحاب الفال، اخلاق النبى لابى الشيخ الاصبهانى حديث نمبر ٧٣٢، مسند ابن الجعد حديث نمبر ٢٥٤٤) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نیک فال لیا کرتے تھے، اور بدفالی اور بدشگونی سے پرہیز فرماتے تھے، اور اچھے نام کو پسند فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا نام رکھنا سنت ہے، اور برا و مکروہ نام خلافِ سنت ہے۔

یوں تو اچھے اور مستحب نام بے شمار ہیں، لیکن حضور ﷺ نے اصولی انداز میں اچھے اور پسندیدہ ناموں کی نشاندہی فرمادی ہے۔

چنانچہ احادیث روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرف ''عبد'' کی نسبت کر کے نام رکھنا مستحب ہے، خاص طور پر عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔

---

[1] قال الهيثمى:
رواه أحمد والطبرانى وفيه ليث بن أبى سليم وهو ضعيف بغير كذب (مجمع الزوائد، باب الاسماء وما جاء فى الاسماء الحسنة)
قلت: وهذا الحديث مؤيد بحديث بريدة وعبدالله بن شخير. فالحديث حسن لغيره. محمد رضوان

اسی طرح انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی مستحب ہے۔
اوراسی طرح صالحین، اور خاص کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام رکھنا بھی مستحب ہے۔
نیز اچھے اور ایسے معنیٰ پر مشتمل نام رکھنا جو انسان کی حالت کے زیادہ لائق اور مناسب ہوں، وہ بھی مستحب ہیں، مثلاً حارث اور ہمام وغیرہ۔
اور برے اور ناپسندیدہ معنیٰ پر مشتمل ناموں کا رکھنا مناسب نہیں۔

(ماخوذ از''اسلامی نام'' مصنفہ: بندہ محمد رضوان)

بچے کا نام ساتویں دن تجویز کرنا افضل ہے، کیونکہ قولی احادیث میں ساتویں دن نام رکھنے کا ذکر ہے اور ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی حضور علیہ السلام سے ثابت ہے، اس لئے ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی جائز ہے، اور اگر کوئی ساتویں دن تک نام نہ رکھ سکے، تو اس کے بعد رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔

ساتویں دن نام تجویز کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد غور وفکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے، اور بغیر سوچے سمجھے نام رکھنے کے نتیجہ میں نام رکھ کر پھر تشویش میں پڑنے اور تبدیل کرنے کی زحمت سے کافی حد تک نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی پہلے دن یا اس کے بعد ساتویں دن سے پہلے نام تجویز کرے تو اس میں بہتر یہ ہے کہ پوری طرح سے نام طے نہ کرے، خوب غور وفکر کرلے، اور اطمینان ہونے کے بعد ساتویں دن نام طے کردے (ایضاً حوالہ بالا)

یوں تو انسان اور کسی بھی چیز کا نام بظاہر ایک چھوٹی سی چیز معلوم ہوتی ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہر چیز کے نام کے اس پر اچھے اور برے اثرات منتقل ہوتے ہیں، اور وہ اثرات صرف دنیا تک محدود نہیں، بلکہ آخرت سے بھی ان کا تعلق ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں اچھے ناموں کا حکم دیتے وقت یہ فرما کر کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارے ناموں سے پکارا جائے گا، اچھے ناموں کا آخرت سے بھی تعلق ظاہر کردیا گیا۔
اس کے علاوہ مذہب کی شناخت بھی کافی حد تک نام کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے انتہائی اہتمام کے ساتھ انسانوں بلکہ جگہوں کے برے ناموں کو کثرت کے ساتھ تبدیل فرمایا ہے۔

انسان کے اعمال واحوال پر ناموں کے اثرات پڑنے کا کئی احادیث سے ثبوت ملتا ہے۔

حضور ﷺ نے صرف اچھے ناموں کو پسند اور برے ناموں کو ناپسند فرمانے پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ بہت سے برے اور اچھے ناموں کی نشاندہی بھی فرمائی، اور برے ناموں کو بدل کر اچھے ناموں سے تبدیل فرمایا۔

چنانچہ جن ناموں میں کوئی شرکیہ بات پائی جاتی ہو، یا جو نام (عبد کی نسبت لگائے بغیر) اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوں، یا جو شیطان کے نام ہوں، یا شیطان کی طرف منسوب ہوں، یا ان کے معنیٰ اور نسبت غلط اور مکروہ ہو، یا جن ناموں سے اپنی بڑائی یا پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہو، ایسے ناموں کو حضور ﷺ نے تبدیل فرما دیا، اس لئے ایسے نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ......: بچے کا نام اچھے سے اچھا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور نام کے اچھا ہونے کی بنیاد کسی کو صرف پسند آجانا نہیں ہے، بلکہ شریعت کی نظر میں اس نام کے اچھا ہونے پر ہے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ......: بعض حضرات نے فرمایا کہ بچے کا نام کسی نیک صالح انسان سے تجویز کرانا مستحب ہے، تاکہ شرعی ہدایات کا لحاظ بہتر طریقہ پر ہو۔

اور اگر کوئی خود سے شرعی ہدایات کے مطابق نام تجویز کر لے، تو بھی کوئی حرج نہیں (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ......: اگر بچہ نام رکھنے سے پہلے فوت ہو جائے، تب بھی اس کا نام رکھنا مستحب ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس کو دفن کرنے سے پہلے اس کا نام رکھ دیا جائے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ......: جو بچہ مُردہ پیدا ہو، تو اس کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں، البتہ بعض حضرات کے نزدیک اس کا بھی نام رکھ دینا چاہئے، اس لئے اگر نام رکھ دیا جائے، تو اچھا ہے، اور نہ رکھا جائے، تو کوئی حرج نہیں (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ......: بچے کا اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنا اس کے والد اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں

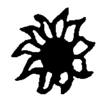
میں سے ہے، اگر انہوں نے کسی بچے کا نام اسلامی اصولوں کے خلاف تجویز کر دیا، تو وہ گناہ گار ہیں، اور ان کو ایسا نام تبدیل کر دینا ضروری ہے۔

اور اگر وہ ایسا نہ کریں، تو بڑے ہونے کے بعد خود انسان کو ممکنہ حد تک اپنے نام کی اصلاح ضروری ہے (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ......: بچے کے نام کا انتخاب شرعی ہدایات کے مطابق کرنا چاہئے، اس کی نسبت اور معنیٰ کو نظر انداز کر کے صرف اپنی پسند پر دارومدار رکھنا یا صرف اس بنیاد پر کوئی نام منتخب کرنا، کہ وہ نام علاقہ اور خاندان میں کسی اور کا نہ ہو، درست نہیں (ایضاً حوالہ بالا)

مسئلہ......: آج کل معاشرہ میں غیر اسلامی ناموں کا رواج ہوتا جا رہا ہے اور اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنے کے بجائے ناول اور افسانوں کی کتابوں بلکہ مختلف ذرائع ابلاغ کے غیر مذہبی وغیر شرعی پروگراموں سے نام رکھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے، جو کہ انتہائی افسوسناک صورتِ حال ہے، اس روش کو چھوڑنا چاہئے (ایضاً حوالہ بالا)

(ناموں سے متعلق مزید تفصیل ہماری تالیف ''اسلامی نام'' میں ملاحظہ فرمائیں)



چوتھا باب

عقیقہ کے فضائل واحکام

نومولود سے متعلق چوتھا عمل یہ ہے کہ اس کا عقیقہ کیا جائے۔ [1]

شریعت کی طرف سے نومولود سے متعلق یہ عمل بھی عظیم الشان ہے۔

عقیقہ سے مراد نومولود کی طرف سے اللہ کے نام پر ایسے جانور کو ذبح کرنا ہے، کہ جس جانور کی قربانی جائز ہو جاتی ہو۔ [2]

عقیقہ کے سنت ومستحب ہونے کا ثبوت مع متعلّقہ مسائل

عقیقہ فرض وواجب درجے کا عمل تو نہیں، البتہ سنت ومستحب درجے کا عمل ہے، یعنی اگر کوئی کرے، تو عظیم ثواب اور بڑے فائدہ کا عمل ہے، اور اگر نہ کرے، تو گناہ نہیں۔

اور عقیقہ کئی احادیث وروایات سے ثابت ہے۔

اور عقیقہ کا اصل رکن مخصوص جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کر کے خون بہانا ہے۔

---

[1] بعض حضرات نے عقیقہ کو نومولود کے تیسرے عمل میں ذکر کیا ہے، اور نام کو اس کے بعد ذکر کیا ہے، جبکہ دلائل کے لحاظ سے نام عقیقہ سے مقدم ہے، اس لئے ہم نے ترتیب میں عقیقہ کو نام کے بعد ذکر کیا ہے۔

وَالثَّالِثَةُ أَنْ يَعُقَّ عَنْهُ (شعب الایمان للبیهقی ، السِّتُّونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

[2] اور اس عمل کے عقیقہ ہونے کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال ہیں۔

وقال الأصمعی العقیقة أصلها الشعر الذی یکون علی رأس الصبی حین یولد وسمیت الشاة التی تذبح عنه فی تلک الحال عقیقة لأنه یحلق عنه ذلک الشعر عند الذبح وقال الخطابی هی اسم الشاة المذبوحة عن الولد وسمیت بها لأنها تعق عن ذابحها أی تشق وتقطع ویقال وربما یسمی الشعر عقیقة بعد الحلق علی الاستعارة وإنما سمی الذبح عن الصبی یوم سابعه عقیقة باسم الشعر لأنه یحلق فی ذلک الیوم وعق عن ابنه یعق عقا حلق عقیقته وذبح عنه شاة وتسمی الشاة التی ذبحت لذلک عقیقة وقال أصل العق الشق فکأنها قیل لها عقیقة أی مشقوقة وکل مولود من البهائم فشعره عقیقة (عمدة القاری للعینی، کتاب العقیقة)

زمانۂ جاہلیت میں عقیقہ دراصل جانور ذبح کر کے اس کا خون نومولود کے سر پر لگانے کا نام تھا، اور اس کو فرض وواجب کی طرح کا ضروری عمل سمجھا جاتا تھا، جس سے اسلام نے منع کیا۔
اور ہمارے جن فقہاء نے عقیقہ کو منسوخ قرار دیا، اس سے مراد جاہلیت والے طریقہ کا عقیقہ ہے، اور یہ مطلب ہے کہ زمانۂ جاہلیت والا عقیقہ اسلام نے منسوخ وختم کردیا ہے، لہٰذا زمانۂ جاہلیت کے طریقہ پر عقیقہ نہیں کرنا چاہئے۔ [1]

---

[1] أما العقيقة فبلغنا أنها كانت في الجاهلية وقد فعلت في أول الإسلام ثم نسخ الأضحى كل ذبح كان قبله ونسخ صوم شهر رمضان كل صوم كان قبله ونسخ غسل الجنابة كل غسل كان قبله ونسخت الزكاة كل صدقة كان قبلها. كذلك بلغنا (مؤطا امام محمد ص ۲۹۱، باب العقيقة)

قال الامام الهمام العلامة ابى الحسنات محمد عبدالحي اللكنوى:

قوله :أما العقيقة: إلخ كأنه يشير إلى عدم مشروعية العقيقة الآن أو إلى كراهته كما تفيده عبارته في الجامع الصغير حيث قال :لا يعق لا عن الغلام ولا عن الجارية .انتهى وحاصل كلامه ههنا أنه بلغه أن العقيقة كانت في الجاهلية وفعلت في ابتداء الإسلام ثم صار منسوخا وأن مشروعية الأضحى نسخت كل ذبح كان قبله ومشروعية صوم رمضان نسخت كل صوم كان قبله ونسخت فرضية غسل الجنابة كل غسل كان قبله ونسخت الزكاة كل صدقة كانت قبلها . وبلاغه الأول قد أخرجه في "كتاب الآثار" عن إبراهيم ومحمد بن الحنفية حيث قال محمد :أنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم : كانت العقيقة في الجاهلية فلما جاء الإسلام رفضت محمد أنا أبو حنيفة نا رجل عن ابن الحنفية أن العقيقة كانت في الجاهلية فلما جاء الإسلام رفضت قال محمد :وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة .انتهى كلامه.......... إذاعرفت هذا كله فاعلم أن في المقام أبحاثا عديدة :الأول :أنه ماذا أريد من كون العقيقة في الجاهلية وكونها متروكة مرفوضة في الإسلام ؟ إن أريد أنها كانت واجبة ولازمة في الجاهلية وكان أهل الجاهلية يوجبونها على أنفسهم فلما جاء الإسلام رفض وجوبه ولزومه فهذا لا يدل على نفي الاستحباب أو المشروعية أو السنية بل على نفي الضرورة فحسب وهو غير مستلزم لعدم المشروعية أو الكراهة وإن أريد أنها كانت في الجاهلية مستحبة أو مشروعة فلما جاء الإسلام رفض استحبابها وشرعيتها فهو غير مسلم .فهذه كتب الحديث المعتبرة مملوءة من أحاديث شرعية العقيقة واستحبابها كما ذكرنا نبذا منها .الثاني :الأحاديث الدالة على استحبابها وشرعيتها لا شك أنها واقعة في الإسلام وهي معارضة لما بلغه من قول النخعي وابن الحنفية ومن المعلوم أن أحاديث النبي صلى الله عليه و سلم أحق بالأخذ من قول غيره كائنا من كان .الثالث :أنه لو كان مطلق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک عقیقہ مسلمانوں میں رائج ہے، یعنی اس

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مشروعية العقيقة مرتفعة عن الإسلام لما عق النبي صلى الله عليه و سلم عن الحسن والحسين فإن ادعى أن ذلك كان في بدء الإسلام احتيج إلى ذكر ما يدل على رفع كونه مشروعا بعد ما كان مشروعا في الإسلام وإذ ليس فليس . الرابع :أنه لو كانت مشروعيتها المطلقة مرتفعة لما اختارها أصحاب النبي صلى الله عليه و سلم بعده وقد اختاروها كما مر من رواية نافع عن ابن عمر وفي "موطأ يحيى : "مالك عن هشام بن عروة أن أباه عروة بن الزبير كان يعق عن بنيه الذكور والإناث بشاة شاة . والخامس :أن مراد ابن الحنفية وإبراهيم من كون العقيقة مرفوضة يحتمل أن يكون رفض عقيقة الجاهلية فإنهم كانوا يذبحون ذبيحة ويلطخون صوفه في دمه ويضعونها على رأس الصبي حتى تسيل عليه قطرات الدم فلما جاء الإسلام أمر النبي صلى الله عليه و سلم أن يجعلوا مكان الدم بزعفران ونحوه وعلى هذا لا يدل كلامهما على نفي مشروعيتها المطلقة بل على نفي الطريقة الخاصة .وبالجملة الحكم بنفي مشروعيتها في الإسلام مطلقا غير صحيح .وترك الأحاديث الصريحة المرفوعة والموقوفة الواردة في هذا الباب بقول محتمل غير معاضل غير نجيح . السادس :أن البلاغ الثاني لا يثبت من طريق محتج به حتى يحتج به .السابع :بعد تسليم ثبوته ظاهره يدل على منسوخية وجوب العقيقة ونحوها فإن معناه نسخ الأضحى لزوم كل ذبح كان قبله كالعقيقة وكالعتيرة وكالرجبية وكانتا في الجاهلية فإنهم كانوا إذا ولدت الناقة أو الشاة ذبحوا أول ولد فأكل وأطعم وكان بعضهم ينذر بأنه إذا بلغ شاته كذا ذبح من كل عشرة شاة وكانوا يذبحون شاة لتعظيم شهر رجب ويدل عليه ضمه بنسخ صوم شهر رمضان كل صوم كان قبله فإنه كان صوم يوم عاشوراء وأيام البيض فرضا فلما نزل صوم رمضان نسخ وجوب ذلك على ما بسطه الحازمي في "كتاب الناسخ والمنسوخ "فكما أن نسخ صوم رمضان لما قبله لم يدل إلا على عدم لزومه ولا على عدم مشروعيته وانتفاء فضيلته كذلك نسخ الأضحى كل ذبح كان قبله لا يدل على انتفاء استحبابه وشرعيته .وقال صاحب "البدائع : "ذكر محمد في "الجامع الصغير : "ولا يعق لا عن الغلام ولا عن الجارية وإنه إشارة إلى الكراهة لأن العقيقة كانت فضيلة ونسخ الفضل فلا يبقى إلا الكراهة بخلاف الصوم والصدقة فإنهما كانتا من الفرائض فإذا نسخت الفرضية يجوز التنفل بهما .انتهى .ورده القاري بقوله :فيه بحث لأن الفضيلة إذا انتفت تبقى الإباحة لأن النسخ ما توجه إلا إلى زيادة .وهذا على تقدير أنه كان فضيلة وإلا فالظاهر من ذكرها مع الصوم والصدقة أنهما على منوالهما في كونهما واجبة . انتهى . فليتأمل في هذا المقام فإنه من مزال الأقدام وانظر ما ذكرنا في هذا البحث في سلك نظائره التي لم يقف عليها الأعلام (التعليق الممجد على مؤطاامام محمد لعبداللحيي اللكنوى ، باب العقيقة)

کوامت کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے، جو اس کے سنت ومستحب ہونے کی دلیل ہے۔ ۱؎
لہٰذا بعض حضرات کا ہمارے فقہائے کرام کی طرف شریعت کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق عقیقہ کے بدعت وناجائز ہونے کو منسوب کرنا درست نہیں۔ ۲؎

۱؎ وَلَيْسَتِ الْعَقِيقَةُ بِوَاجِبَةٍ وَلٰكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِهَا وَهِيَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا فَمَنْ عَقَّ عَنْ وَلَدِهِ فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النُّسُكِ وَالضَّحَايَا لَا يَجُوزُ فِيهَا عَوْرَاءُ وَلَا عَجْفَاءُ وَلَا مَكْسُورَةٌ وَلَا مَرِيضَةٌ وَلَا يُبَاعُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ وَلَا جِلْدُهَا وَيُكْسَرُ عِظَامُهَا وَيَأْكُلُ أَهْلُهَا مِنْ لَحْمِهَا وَيَتَصَدَّقُونَ مِنْهَا وَلَا يُمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِنْ دَمِهَا (مؤطا امام مالک، کتاب العقیقۃ)

وانما اخذ اصحابنا الحنفية فى ذلك بقول الجمهور وقالوا باستحباب العقيقة لما قال ابن المنذر وغيره: ان الدليل عليه الاخبار الثابتة عن رسول الله ﷺ وعن الصحابة والتابعين بعده قالو: وهو امر معمول به فى الحجاز قديما وحديثا، قال:۔ وذكر مالك فى المؤطا : انه الامر الذى لااختلاف فيه عندهم قال: وقال يحيىٰ بن سعيد الانصارى التابعى، ادركت الناس ومايدعون العقيقة عن الغلام والجارية، وممن كان يرى العقيقة ابن عمروابن عباس وعائشة وبريدة الاسلمى والقاسم بن محمد وعروة بن الزبير وعطاء والزهرى وآخرون من اهل العلم يكثر عددهم قال: وانتشر عمل ذلك فى عامة بلاد المسلمين اهـ"شرح المهذب"ملخصاً(۸:۴۲۷) فزعموا ان الامر كان مختلفا فيه بين الصحابة والتابعين ثم اتفق جمهور العلماء وعامة المسلمين على استحبابه، فاخذو به واقتو بالاستحباب ، ووافقوا الجمهور (اعلاء السنن ج۱۷ ص۱۱٦ ، باب العقيقة)

۲؎ ونقل صاحب (التوضيح) عن أبى حنيفة والكوفيين أنها بدعة وكذلك قال بعضهم فى شرحه والذى نقل عنه أنها بدعة أبو حنيفة قلت هذا افتراء فلا يجوز نسبته إلى أبى حنيفة وحاشاه أن يقول مثل هذا وإنما قال ليست بسنة فمراده إما ليست بسنة ثابتة وإما ليست بسنة مؤكدة(عمدة القارى، كتاب العقيقة،باب تسمية المولود غداة يولدلمن يعق عنه وتحنيكه)

نسب إلى أبى حنيفة أنه لا يقول بالعقيقة والموهم إليه عبارة محمد فى موطئه ، والحق أن مذهبنا استحبابها (العرف الشذى للكشميرى ، باب ماجاء فى العقيقة)

وهى مستحبة، كما فى عالمكيرية .وفى البدائع :إنها منسوخة.

قلت :وإنما حملته عليه عبارة محمد فى موطئه قال محمد :العقيقة بلغنا أنها كانت فى الجاهلية، وقد جعلت فى أول الإسلام، ثم نسخ الأضحى كل ذبح كان قبله ...إلخ.
فلم أزل أتردد فى مراد الإمام، حتى رأيت فى كتاب الناسخ والمنسوخ عن الطحاوى أن محمدا قال فى بعض أماليه :إن العقيقة غير مرضية .ثم تبين لى مراده، أنه كان يكره اسم العقيقة، لأنه يوهم العقوق، ولكونه من أسماء الجاهلية، ولأنهم كانوا يفعلون عند

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس تمہید کے بعد اب عقیقہ کے سنت ومستحب اور عبادت ہونے پر چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَأَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيْطُوْا عَنْهُ الْأَذٰى (بخاری حدیث نمبر ۵۰۴۹، کتاب العقیقۃ، باب إِمَاطَةِ الْأَذٰى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ؛ ترمذی، باب ماجاء فی العقیقۃ؛ ابن ماجہ، کتاب العقیقۃ؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۸۷۵)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کا عقیقہ ہے، تو تم اس کی طرف سے (مخصوص جانور ذبح کر کے) خون بہاؤ، اور اس کی گندگی کی دور کرو (ترجمہ ختم)

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العقيقة بعض المحظورات، كتلطخ الأشعار بدم الحيوان، مع ورود الحديث في النهي عن ذلك الاسم أيضا، فكان مراده هذا(فيض الباري شرح البخاري، كتاب العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبي في العقيقة)

(ولنا) أن الجهات -وإن اختلفت صورة -فهي في المعنى واحد ؛ لأن المقصود من الكل التقرب إلى الله -عز شأنه -وكذلك إن أراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل ؛ لأن ذلك جهة التقرب إلى الله(بدائع الصنائع، كتاب التضحية، فصل في شرائط جواز اقامة الواجب في الاضحية)

و لو نوى بعض الشركاء الأضحية و بعضهم هدى المتعة و بعضهم هدى القران و بعضهم جزاء الصيد و بعضهم دم العقيقة لولادة ولد ولد له في عامه ذلك جاز عن الكل في ظاهر الرواية عن محمد رحمه الله تعالى في النوادر كذلك(فتاوىٰ قاضيخان ، كتاب الاضحية)

ولو أرادوا القربة الأضحية أو غيرها من القرب أجزأهم سواء كانت القربة واجبة أو تطوعا أو وجب على البعض دون البعض وسواء اتفقت جهات القربة أو اختلفت بأن أراد بعضهم الأضحية وبعضهم جزاء الصيد وبعضهم هدى الإحصار وبعضهم كفارة عن شيء أصابه في إحرامه وبعضهم هدى التطوع وبعضهم دم المتعة أو القران وهذا قول أصحابنا الثلاثة رحمهم الله تعالى وكذلك إن أراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل كذا ذكر محمد رحمه الله تعالى في نوادر الضحايا (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الاضحية، الباب الثامن)

وهو صريح في كون العقيقة قربة ، فمن عزى الى ابي حنيفة انه قال هي البدعة لايلتفت اليه.

گندگی دور کرنے سے مراد یا تو بال منڈوانا ہے، یا یہ مراد ہے کہ زمانۂ جاہلیت کی طرح عقیقہ کے جانور کا خون سر پر نہ لگاؤ، کیونکہ وہ گندگی اور نجاست ہے، بلکہ اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔
اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے مراد ختنہ ہے، کیونکہ ختنہ کے بغیر کھال میں گندگی (یعنی پیشاب اور میل کچیل) جمع رہتی ہے، جو کہ ختنہ سے دور ہو جاتی ہے۔
اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے عام معنیٰ مراد ہیں، جس میں بال، خون اور ختنہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ ؎

؎ وأميطوا أى أزيلوا وأبعدوا عنه الأذى أى بحلق شعره وقيل بتطهيره عن الأوساخ التى تلطخ به عند الولادة وقيل بالختان(مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)
قوله وأميطوا أى أزيلوا وقد مر فى أول الباب قوله والأذى قيل هو إما الشعر أو الدم أو الختان وقال الخطابى قال محمد بن سيرين لما سمعنا هذا الحديث طلبنا من يعرف معنى إماطة الأذى فلم نجد وقيل المراد بالأذى هو شعره الذى علق به دم الرحم فيماط عنه بالحلق وقيل إنهم كانوا يلطخون برأس الصبى بدم العقيقة وهو أذى فنهى عن ذلك وقد جزم الأصمعى بأنه حلق الرأس وأخرجه أبو داود عن الحسن كذلك والأوجه أن يحمل الأذى على المعنى الأعم ويؤيد ذلك أن فى بعض طرق حديث عمرو بن شعيب ويماط عنه أقذاره رواه أبو الشيخ(عمدة القارى، كتاب العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبى فى العقيقة)
الأذى الذى أمر بإماطته عن رأس المولود هو الدم الذى كان يلطخ به رأسه فى الجاهلية والله أعلم(شرح مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ من قوله وأميطوا عنه الأذى يعنى ما يفعل بالمولود فى يوم سابعه)
قوله وأميطوا أى ازيلوا وزنا ومعنى قوله الأذى وقع عند أبى داود من طريق سعيد بن أبى عروبة وبن عون عن محمد بن سيرين قال أن لم يكن الأذى حلق الرأس فلا أدرى ما هو وأخرج الطحاوى من طريق يزيد بن إبراهيم عن محمد بن سيرين قال لم أجد من يخبرنى عن تفسير الأذى اه وقد جزم الأصمعى بأنه حلق الرأس وأخرجه أبو داود بسند صحيح عن الحسن كذلك ووقع فى حديث عائشة عند الحاكم وأمر أن يماط عن رء وسهما الأذى ولكن لا يتعين ذلك فى حلق الرأس فقد وقع فى حديث بن عباس عند الطبرانى ويماط عنه الأذى ويحلق رأسه فعطفه عليه فالأولى حمل الأذى على ما هو أعم من حلق الرأس ويؤيد ذلك أن فى بعض طرق حديث عمرو بن شعيب ويماط عنه أقذاره رواه أبو الشيخ (فتح البارى لابن حجر، كتاب العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبى فى العقيقة)
قلت: وفى حديث الحاكم "يماط عن رؤسهما الاذى" كما سيجيئ، وقيد الرأس، يترجح معنى اماط الشعر او الدم، والله اعلم. محمد رضوان.

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "إِنَّ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةً فَأَهْرِیْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَأَمِیْطُوْا عَنْهُ الْأَذٰی (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۱) [۱]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کا عقیقہ ہے، تو تم اس کی طرف سے (مخصوص جانور ذبح کرکے) خون بہاؤ، اور اس کی گندگی دور کرو (ترجمہ ختم)

مذکورہ احادیث میں بچے سے نومولود بچہ مراد ہے، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، اور مطلب یہ ہے کہ بچے کا عقیقہ کرنا عبادت اور ثواب ہے۔

اور خون بہانے کے حکم سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عقیقہ کا اصل رکن مخصوص جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرکے خون بہانا ہے۔

لہٰذا عقیقہ کی سنت مخصوص جانور کو ذبح کرنے سے ہی ادا ہوتی ہے، جانور ذبح کئے بغیر صدقہ خیرات کردینے سے یہ سنت ادا نہیں ہوتی، خواہ صدقہ وخیرات کتنی ہی زیادہ مقدار میں کیوں نہ کردیا جائے، اس کا ثواب اپنی جگہ ہے، مگر یہ چیزیں عقیقہ کی حیثیت سے جدا ہیں۔ [۲]

حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے ایک مرفوع حدیث میں یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

---

[۱] قال الحاكم: "هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

[۲] الْمُرَادُ بِالْغُلَامِ الْمَوْلُوْد ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى وَالظَّاهِر أَنَّ الْمُرَادَ بِالْعَقِيْقَةِ هَاهُنَا الشَّعْر أَيْ يَنْبَغِي إِزَالَته مَعَ إِرَاقَة الدَّم وَإِلَيْهِ أَشَارَ فِي قَوْله وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى أَيْ ذٰلِكَ الشَّعْر بِحَلْقِ رَأْسه فَالْحَدِيث يُؤَيِّد قَوْل مَنْ قَالَ الْعَقِيقَة اِسْم لِشَعْرِ الْمَوْلُود وَلَعَلَّ مَنْ قَالَ إِنَّهَا اِسْم لِنَفْسِ الذَّبْح يَقُول لَمَّا كَانَ وُجُود الْغُلَام سَبَبًا لِنَدْبِ الذَّبْح صَارَ كَأَنَّ الذَّبْح مَعَهُ وَهُوَ يَسْتَصْحِبهُ (حاشية السندي على ابن ماجة، باب العقيقة)

مع الغلام أى مع ولادته عقيقة أى ذبيحة مسنونة وهى شاة تذبح عن المولود اليوم السابع من ولادته سميت بذلك لأنها تذبح حين يحلق عقيقه وهو الشعر الذى يكون على المولود حين يولد من العق وهو القطع لأنه يحلق ولا يترك ذكره القاضى وهذا معنى قوله فاهريقوا بسكون الهاء وبفتح أى أريقوا عنه دما يعنى اذبحوا عنه ذبيحة واميطوا أى أزيلوا وابعدوا عنه الأذى أى بحلق شعره وقيل بتطهيره عن الأوساخ التى تلطخ به عند الولادة وقيل بالختان وهو حاصل كلام الشيخ التوربشتى (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُّنْسِكَ عَنْ وَّلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ (مؤطا امام محمد حدیث نمبر ۶۵۸، باب العقیقۃ)

ترجمہ: جس کے کوئی بچہ پیدا ہو، اور وہ یہ بات پسند کرے کہ اس بچہ کی طرف سے جانور ذبح کرے، تو اسے چاہئے کہ وہ ایسا کرلے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے عقیقہ کا فرض وواجب نہ ہونا، اور عقیقہ کا مستحب ہونا معلوم ہوا۔ [1]

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ "لَا أُحِبُّ الْعُقُوْقَ مَنْ وُّلِدَ لَهٗ مِنْكُمْ مَوْلُوْدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يُّنْسِكَ عَنْهُ فَلْيَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۰، واللفظ لہ،ابو داؤد حدیث نمبر ۲۸۴۴، باب فی العقیقۃ، سنن نسائی حدیث نمبر ۴۲۲۳،مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر ۲۴۷۲۷،مسند احمد حدیث نمبر ۶۸۲۲) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عقوق (یعنی نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا، تم میں سے جس کے کوئی بچہ پیدا ہو، اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنے کو پسند کرے، تو اسے چاہئے کہ بیٹے کی طرف سے دو بکریاں اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ کوئی فرض وواجب اور لازم درجے کا عمل نہیں، بلکہ سنت ومستحب

---

[1] فقال لا أحب العقوق ولكن من أحب أن ينسك عن ولده فليفعل قال أبو جعفر فكان ما في هذين الحديثين قد دل أن أمرها قد رد إلى الاختيار لقوله ﷺ من ولد له مولود فأراد أو أحب أن ينسك عنه فليفعل وكان ما قد رويناه قبل ذلك في توكيد أمرها هو على حسب ما كانت عليه في الجاهلية ثم جاء الإسلام فأقرت على ما كانت عليه في الجاهلية فعقلنا بذلك أن ما روي عن النبي ﷺ مما قد خالف ذلك كان طارئا عليه وناسخا له والله الموفق (شرح مشكل الآثار للطحاوي، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله ﷺ في العقيقة وهل هو على الوجوب أو على الاختيار)

[2] قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

درجے کا عمل ہے۔ [1]

عقوق کے معنیٰ نافرمانی کے آتے ہیں۔

اوراس حدیث میں حضور ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ”میں عقوق کو پسند نہیں کرتا“ اس کا مطلب کیا ہے؟

اس سلسلہ میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔

اس کا مطلب زیادہ راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے حضور ﷺ کی مراد یہ ہے کہ میں اولاد کے لئے والدین کی نافرمانی کو پسند نہیں کرتا، اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد بڑی ہوکر نافرمانی نہ کرے، تو اسے چاہئے کہ اپنی اولاد کا بچپن میں عقیقہ کرے، کیونکہ عقیقہ نہ کرنے سے اولاد میں نافرمانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] فالمعنى من ولد له ولد فأحب أن ينسك عن ولده اتباعا للشريعة فليفعل وحينئذ لا دلالة له على نفي السنية على أنه لو سلمنا أنه دال على نفي السنية فليس له دلالة على نفي الاستحباب الشرعي بوجه من الوجوه فإنه معلق بالمشيئة البتة إذ لا حرج في تركه فلا يثبت به الإباحة المعراة عن الاستحباب ومع عزل النظر عن ذلك كله نقول :هذا الحديث إن دل على نفي الاستحباب والسنية دل عليه بإشارته وغيره من الأحاديث دل على الاستحباب بعبارته بل بعضها يدل على الوجوب والاستنان كما مر ذكرها ومن المعلوم أن العبارة مقدمة على الإشارة .ومن النصوص الدالة على الاستحباب(التعليق الممجد على مؤطا امام محمد، باب العقيقة)

[2] لا يحب الله العقوق أي فمن شاء أن لا يكون ولده عاقا له في كبره فليذبح عنه عقيقة في صغره لأن عقوق الوالد يورث عقوق الولد ولا يحب الله العقوق وهذا توطئة لقوله ومن ولد له الخ ،وكأنه أي النبي كره الاسم هذا كلام بعض الرواة أي أنه عليه السلام يستقبح أن يسمى عقيقة لئلا يظن أنها مشتقة من العقوق وأحب أن يسمى بأحسن منه من ذبيحة أو نسيكة على دابه في تغيير الاسم القبيح إلى ما هو أحسن منه كذا في النهاية قال التوربشتي هو كلام غير سديد لأن النبي ذكر العقيقة في عدة أحاديث ولو كان يكره الاسم لعدل عنه إلى غيره ومن عادته تغيير الاسم إذا كرهه أو يشير إلى كراهته بالنهي عنه كقوله لا تقولوا الاسم للعنب الكرم ونحوه من الكلام ،وإنما الوجه فيه أن يقال يحتمل أن السائل إنما سأله عنها لاشتباه تداخله من الكراهة والاستحباب أو الوجوب والندب وأحب أن يعرف الفضيلة فيها ولما كانت العقيقة من الفضيلة بمكان لم يخف على الأمة موقعه من الله وأجابه بما ذكر تنبيها على أن الذي يبغضه الله من هذا الباب هو العقوق لا العقيقة ويحتمل أن يكون السائل ظن أن اشتراك العقيقة مع العقوق في الاشتقاق مما يوهن أمرها فأعلمه أن الأمر بخلاف ذلك ويحتمل أن يكون العقوق في هذا الحديث مستعارا للوالد كما هو حقيقة في المولود وذلك أن المولود إذا لم يعرف حق أبويه وأبى عن أدائه صار عاقا فجعل إباء الوالد عن أداء حق المولود عقوقا على الاتساع فقال لا يحب الله العقوق أي ترك ذلك من الوالد مع قدرته عليه يشبه إضاعة المولود حق أبويه ولا يحب الله ذلك اهـ(مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

اوراس حدیث میں عقیقہ کو نسک وقربانی فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ ان جانوروں کے ساتھ جائز اور ضروری ہے، جن کی قربانی جائز ہوتی ہے۔ [1]

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ (نسائی، حدیث نمبر ۴۲۲۴، کتاب العقیقۃ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۰۰۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ (مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۱۸۹۰، مسند جابر، واللفظ لہٗ، مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر ۲۴۷۱۴) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ سنت عمل ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے اس عمل کو انجام دیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَعُقَّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ (مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر ۲۴۷۲۹، کتاب العقیقۃ، باب فی العقیقۃ: کم عن الغلام، وکم عن الجاریۃ)

---

[1] قلت: هو مختلف فيه حسن الحديث، وفيه انه سماه نسيكة ونسكا وهو يعم الابل والبقر والغنم اجماعا، وفيه دليل لقول الجمهور لايجزئ في العقيقة الا مايجزئ في الاضحى (اعلاء السنن ج۱۷ ص۱۱۷، باب العقيقة)

[2] قال الهيثمي:
رواه ابو يعلى، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج۴ ص۵۷)

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیٹے کی طرف سے دو بکریاں اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کرنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اس طرح کی مزید احادیث آگے آرہی ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ الْيَهُوْدَ تَعُقُّ عَنِ الْغُلَامِ، وَلَا تَعُقُّ عَنِ الْجَارِيَةِ ، فَعُقُّوْا عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً (شعب الایمان للبیھقی، حدیث نمبر ۸۲۵۹ ،السِّتُّونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ، واللفظ لہٗ؛ مسند بزار، حدیث نمبر ۸۸۵۷)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہودی لڑکے کا تو عقیقہ کرتے ہیں، اور لڑکی کا عقیقہ نہیں کرتے، پس تم لڑکے کی طرف سے دو بکریوں کے ساتھ عقیقہ کرو، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کے ساتھ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکی اور لڑکے دونوں کی طرف سے عقیقہ کرنا سنت ہے۔

یہودی تو اگرچہ لڑکے کو اہمیت دیتے ہوں اور لڑکی کو اہمیت نہ دیتے ہوں، مگر اسلام میں لڑکی اور لڑکے کی پیدائش دونوں نعمت ہیں، اور عقیقہ کے جو مقاصد ہیں، ان کی لڑکے اور لڑکی دونوں کو ضرورت ہے۔

اور آگے آتا ہے کہ حضور ﷺ نے نبوت ملنے کے بعد خود اپنا بھی عقیقہ کیا تھا۔

لہٰذا عقیقہ کا سنت و مستحب ہونا حضور ﷺ کی قولی وفعلی، دونوں قسم کی احادیث سے ثابت ہے، اور اس کے سنت و مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

البتہ عقیقہ کو اسلام کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق کرنا ضروری ہے، اور اس میں کوئی جاہلانہ ومشرکانہ چیز شامل کرنا جائز نہیں۔

اب مذکورہ اور اس جیسی احادیث سے ثابت شدہ چند مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ......: عقیقہ فرض وواجب کی طرح کوئی ضروری حکم تو نہیں لیکن سنت و مستحب عمل ضرور ہے اور

بچہ اور والدین کے حق میں دنیا وآخرت کے اعتبار سے بہت فائدے اور ثواب کی چیز ہے لہٰذا جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو اس کو عقیقہ کرنا چاہئے۔ [1]

مسئلہ......: بعض لوگ عقیقہ کو فرض، واجب کی طرح ضروری سمجھتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح عقیقہ کے لئے انتظام کرتے ہیں خواہ اس کے لئے ان کو قرض ہی کیوں نہ لینا پڑے۔

حالانکہ عقیقہ ایک سنت ومستحب عمل ہے، اس کو فرض وواجب کا درجہ دینا یا فرض، واجب جیسا اس کے ساتھ برتاؤ کرنا اور جب تک عقیقہ نہ ہو جائے اپنے آپ کو گناہ گار سمجھنا غلط ہے، ہر چیز کو اس کے درجہ پر رکھنا ضروری ہے۔

مسئلہ......: بعض لوگ عقیقہ کو صرف ایک رسمی چیز سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔

حالانکہ عقیقہ عبادت ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا، لہٰذا عقیقہ کو عبادت سمجھ کر اللہ کی رضاء کے لئے اور سنت طریقہ کے مطابق کرنا چاہئے۔

مسئلہ......: بعض لوگ عقیقہ لوگوں اور خاص کر برادری اور دوست واحباب کے لعن طعن سے بچنے کے لئے کرتے ہیں (نہ کہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور اس کا حکم سمجھ کر) اور سوچتے ہیں کہ اگر عقیقہ نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے؟

ان لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ اگر دنیا میں لوگوں کی لعن طعن سے بچ بھی گئے لیکن آخرت کی رسوائی اور ذلت سے نجات نہ ملی تو کیا فائدہ؟

مسئلہ......: بعض لوگ عقیقہ نام ونمود، شہرت اور اپنا نام اونچا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

جبکہ عبادت میں اگر اخلاص نہ ہو بلکہ جاہ طلبی، نام کمانا اور لوگوں پر اپنی بڑائی ظاہر کرنا اور فوقیت جتلانا مقصود ہو تو پھر عبادت عبادت نہیں رہتی بلکہ گناہ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

لہٰذا عقیقہ میں اخلاص ضروری ہے۔

مسئلہ......: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قربانی کے لئے جانور ذبح کرنا ضروری ہے۔

---

[1] قال فی السراج الوهاج فی کتاب الأضحیة ما نصه مسألة العقیقة تطوع إن شاء فعلها، وإن شاء لم یفعل (العُقُودُ الدُّرِّیَّةُ فِی تَنقِیحِ الفَتَاوَی الحَامِدِیَّةِ، کتاب الذبائح، باب العقیقة)

اسی طرح عقیقہ میں بھی جانور ذبح کرنا ضروری ہے صدقہ کرنے یا گوشت خرید کر غریبوں کو کھلا دینے سے عقیقہ نہیں ہوتا۔

البتہ بغیر جانور ذبح کئے ہوئے کسی چیز کا صدقہ کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے کا الگ ثواب ہے، مگر وہ عقیقہ کے قائم مقام اور عقیقہ کا متبادل نہیں۔ [1]

مسئلہ......: عقیقہ قربانی والے جانوروں کے ساتھ مخصوص ہے، پس جس جانور کی قربانی جائز ہے، اس سے عقیقہ بھی جائز ہے، اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں، اس سے عقیقہ بھی جائز نہیں، اس کی مزید تفصیل آگے ''عقیقہ میں ذبح کئے جانے والے جانوروں'' کے ذیل میں آتی ہے۔

عقیقہ کے مقاصد وفوائد

عقیقہ کے سنت ومستحب درجے کی عبادت ہونے کا ثبوت اور اس کے مسائل تو پہلے ذکر کئے جاچکے ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ عقیقہ کے کیا مقاصد اور فوائد ہیں؟

تو عقیقہ کا سب سے اہم فائدہ اور مقصود تو یہی ہے کہ یہ شریعت کا حکم اور سنت عمل ہے، اور شریعت کے حکم اور سنت عمل میں بے شمار حکمتیں ومصلحتیں اور فائدے اور خوبیاں ہوا کرتی ہیں۔

اور احادیث کی روشنی میں محدثین وفقہائے کرام نے عقیقہ کے کئی مقاصد وفوائد بیان فرمائے ہیں۔

پہلے اس سلسلہ میں حضور ﷺ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] آج کل بہت سے لوگ بیماری، پریشانی یا کسی حادثے کے وقت بکرے کے صدقے اور اس کے ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔

حالانکہ قربانی اور عقیقہ اور حج میں دم کے علاوہ کسی اور جگہ ذبح کرنے کو شریعت نے متعین نہیں کیا۔ کسی پریشانی، مصیبت، یا بیماری وغیرہ سے حفاظت کے لئے احادیث میں صدقہ کرنے کی ترغیب آئی ہے، اور صدقہ اس چیز کا دینا چاہیے جس سے غریب کا زیادہ فائدہ ہو۔

لہٰذا بعض لوگوں کا مصیبت یا پریشانی کے وقت خون بہایا جان کے بدلے کے عنوان سے جانور کے ذبح کی تخصیص کرنا غلط ہے اور اس میں کئی خرابیاں شامل ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ: ''بکرے کے صدقہ کا شرعی حکم'')

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَہَنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ یُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ السَّابِعِ وَیُسَمّٰی وَیُحْلَقُ رَأْسُہٗ (ترمذی،حدیث نمبر ۱۴۴۲، ابواب الاضاحی عن رسول اللہ ﷺ،باب العقیقۃ بشاۃ، واللفظ لہ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن (گروی بندھا ہوا) ہوتا ہے، جو اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

کُلُّ غُلَامٍ رَہِیْنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ تُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ سَابِعِہٖ وَیُحْلَقُ رَأْسُہٗ وَیُسَمّٰی (نسائی حدیث نمبر ۴۲۳۱، باب متی یعق ، واللفظ لہ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۰۱۳۹)

ترجمہ: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن ہوتا ہے، اس کی طرف سے عقیقہ میں ساتویں دن جانور کو ذبح کیا جائے، اور اس کے سر کے بال مونڈے جائیں، اور اس کا نام رکھا جائے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں بچے سے مراد نومولود نوزائیدہ بچہ ہے، خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ [2]

اور اس حدیث میں بچے کو عقیقہ کے ساتھ رہن فرمایا گیا ہے، اور رہن اس امانت کو کہا جاتا ہے، جو قرض لینے کے عوض میں دوسرے کے پاس محفوظ رکھی جاتی ہے، اور قرض کی ادائیگی سے اس کو چھڑا لیا جاتا ہے۔

عقیقہ کے ساتھ بچے کے رہن ہونے اور بعض دوسری روایات میں غور وفکر کرتے ہوئے فقہاء ومحدثین نے اپنے اپنے طور پر عقیقہ کے کئی مقاصد وفوائد بیان کئے ہیں۔

---

[1] وقال الترمذی: ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ
وقال الذہبی فی التلخیص: صحیح

[2] قولہ (کل غلام)أرید بہ مطلق المولود ذکرا کان أو أنثی(حاشیۃ السندی علی النسائی، باب متی یعق)

جن کا خلاصہ نمبروار ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

(۱)...... بچے کا حصول اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور اس نعمت کے شکرانہ کے لئے عقیقہ مقرر کیا گیا ہے، پس عقیقہ کے ذریعہ سے اس نعمت کے شکر کی ادائیگی ہوتی ہے۔

(۲)...... بچہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جان کا عطیہ حاصل ہوتا ہے، لہٰذا عقیقہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک جان پیش کر کے شکر ادا کیا جاتا ہے، جیسا کہ قربانی میں، اور اسی وجہ سے قربانی کی طرح عقیقہ میں عیب سے پاک صحیح سالم جانور ضروری ہے۔

البتہ قربانی سنوی یعنی سالانہ عبادت ہے، اور عقیقہ عمری یعنی عمر بھر میں ایک مرتبہ کی عبادت ہے۔ [1]

(۳)...... عقیقہ بچے کے اوپر شیطان کے تسلط سے خلاصی اور نجات وحفاظت کا ذریعہ ہے۔ [2]

(۴)...... اولاد کا عقیقہ کرنے کی برکت سے بچہ میں والدین کی نافرمانی کے جذبے سے خلاصی حاصل ہوتی ہے۔ [3]

(۵)...... بچے کی آفات اور بلیات سے سلامتی اور اچھے طریقہ پر نشو ونما عقیقہ کے ساتھ رہن ہوتی ہے، اور عقیقہ کے ذریعہ سے وہ آفات وبلیات سے چھٹکارا حاصل کرتا

---

[1] والسر فی العقیقة أن اللہ أعطاکم نفسا، فقربوا له أنتم أیضا بنفس، وهو السر فی الأضحیة .ولذا اشترطت سلامة الأعضاء فی الموضعین، غیر أن الأضحیة سنویة، وتلک عمریة(فیض الباری شرح البخاری، کتاب العقیقة،باب إماطة الأذی عن الصبی فی العقیقة)

[2] لا یقال لمن یشفع فی غیره مرهون فالأولی أن یقال إن العقیقة سبب لانفکاکه من الشیطان الذی طعنه حال خروجه فهی تخلیص له من حبس الشیطان له فی أسره ومنعه له من سعیه فی مصالح آخرته(فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۵۸۱۹)

[3] لا یحب اللہ العقوق ای فمن شاء أن لا یکون ولده عاقا له فی کبره فلیذبح عنه عقیقة فی صغره لأن عقوق الوالد یورث عقوق الولد ولا یحب اللہ العقوق وهذا توطئة لقوله ومن ولد له الخ (مرقاة، کتاب الصید والذبائح، باب العقیقة)

اور محفوظ ہوجاتا ہے، اوراس کی نشو ونما بہتر طریقہ پر ہوتی ہے۔

(۶)......اگر بچہ بچپن میں فوت ہوجائے، تو عقیقہ کی وجہ سے آخرت میں والدین کے حق میں بچہ کی طرف سے شفاعت حاصل ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ [1]

---

[1] اور اگر چہ بعض حضرات نے فرمایا کہ عقیقہ کے بغیر بچے کے فوت ہوجانے کی صورت میں والدین اس کی شفاعت سے محروم رہتے ہیں، مگر محرومی کا قول دلائل کی رُو سے کمزور معلوم ہوتا ہے، کیونکہ متعدد احادیث میں بچپن میں اولاد کے فوت ہونے کی صورت میں شفاعت کے حصول کو صبر واحتساب پر معلق کیا گیا ہے، نہ کہ عقیقہ پر۔

اور یہ احادیث ہم پہلے اس کتاب کے مقدمہ میں ذکر کر چکے ہیں۔

نیز بعض نے مرتھن کے لفظ سے عقیقہ کے لزوم ووجوب پر استدلال کیا ہے، مگر کیونکہ متعدد احادیث میں عقیقہ کے لزوم کی نفی پائی جاتی ہے، اس لئے یہ قول بھی دلائل کی رو سے راجح معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الغلام مرتهن بضم الميم وفتح الهاء أى مرهون بعقيقته يعنى أنه محبوس سلامته عن الآفات بها أو أنه كالشيء المرهون لا يتم الاستمتاع به دون أن يقابل بها لأنه نعمة من الله على والديه فلا بد لهما من الشكر عليه وقيل معناه أنه معلق شفاعته بها لا يشفع لهما أن مات طفلا ولم يعق عنه ....في شرح السنة قد تكلم الناس فيه وأجودها ما قاله أحمد بن حنبل معناه أنه إذا مات طفلا ولم يعق عنه لم يشفع في والديه وروى عن قتادة أنه يحرم شفاعتهم قال الشيخ التوربشتي ولا أدرى بأى سبب تمسك ولفظ الحديث لا يساعد المعنى الذى أتى به بل بينهما من المباينة ما لا يخفى على عموم الناس فضلا عن خصوصهم والحديث إذا استبهم معناه فأقرب السبب إلى إيضاحه استيفاء طرقه فإنها قلما تخلو عن زيادة أو نقصان أو إشارة بالألفاظ المختلف فيها رواية فيستكشف بها ما أبهم منه وفي بعض طرق هذا الحديث كل غلام رهينة بعقيقته أى مرهون والمعنى أنه كالشيء المرهون لا يتم الانتفاع والاستمتاع به دون فكه والنعمة إنما تتم على المنعم عليه بقيامه بالشكر ووظيفة الشكر في هذه النعمة ما سنه نبيه النبيه وهو أن يعق عن المولود شكر الله تعالى وطلبا لسلامة المولود ويحتمل أنه أراد بذلك أن سلامة المولود ونشوه على النعت المحبوب رهينة بالعقيقة وهذا هو المعنى (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

(رهين)أى مرهون وللناس فيه كلام فعن أحمد هذا في الشفاعة يريد أنه إذا لم يعق عنه فمات طفلا لم يشفع في والديه وفي النهاية أن العقيقة لازمة له لا بد منها فشبه المولود في لزومها له وعدم انفكاكه منها بالرهن في يد المرتهن وقال التوربشتي أى أنه كالشيء المرهون لا يتم الانتفاع به دون فكه والنعمة إنما تتم على المنعم عليه بقيامه بالشكر ووظيفته والشكر في هذه النعمة ما سنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وهو أن يعق عن المولود شكرا لله تعالى وطلبا لسلامة المولود ويحتمل أنه أراد بذلك أن سلامة المولود ونشوءه على النعت المحمود رهينة بالعقيقة(حاشية السندى على النسائي، باب متى يعق)

عقیقہ میں ذبح کیے جانے والے جانوروں کے احکام

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ میں سنت یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور (یعنی دو بکری، دو بکریاں، دو بھیڑ، یا دو دو نبے) ذبح کیے جائیں۔

اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیا جائے۔

البتہ اگر کسی کو لڑکے کے عقیقہ میں دو جانوروں کی گنجائش نہ ہو، تو اس کو ایک جانور سے بھی عقیقہ کرنے کی احادیث سے گنجائش ملتی ہے۔

اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

اَلسُّنَّةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ (مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۲۴۷۳۰، کتاب العقیقة، باب فی العقیقة :کم عن الغلام ، وکم عن الجاریة)

ترجمہ: بیٹے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کرنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت اسماء بنتِ یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

" اَلْعَقِيْقَةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ "(مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۵۸۲)[1]

ترجمہ: بیٹے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ ہے (ترجمہ ختم)

ایک جیسی سے مراد عمر اور اوصاف میں ایک جیسی ہونا ہے، کہ دونوں عمر میں مکمل اور عیب سے پاک

---

[1] قال الهیثمی:
رواه أحمد ، والطبرانی فی الکبیر ، ورجاله محتج بهم (مجمع الزوائد ج۴ ص۵۷)

ہوں۔ ل

اور ابنِ ابی عاصم نے حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

اَلْعَقِيْقَةُ حَقٌّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ (الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم حدیث نمبر ۲۹۶۲)

ترجمہ: عقیقہ حق ہے، بیٹے کی طرف سے دو بکریاں اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری (ترجمہ ختم)

بکری سے نر و مادہ ہر وہ جانور مراد ہے، جو قربانی میں جائز ہے، خواہ دنبہ ہو، یا بھیڑ، جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " لِلْغُلَامِ عَقِيْقَتَانِ وَلِلْجَارِيَةِ عَقِيْقَةٌ " (شرح مشكل الآثار للطحاوی، حدیث نمبر ۱۰۴۷، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ فيما يذبح عن المولود الذكر يوم سابعه هل هو شاة أو شاتان، واللفظ لہٗ، مسند البزار حدیث نمبر ۵۱۵۷، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۱۱۶۴) ۲

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کے دو عقیقے ہیں، اور لڑکی کا ایک عقیقہ (ترجمہ ختم)

ل أى متساويان فى السن والحسن أو معادلتان لما يجب فى الزكاة فى الأضحية من الأسنان مذبوحتان من قولهم كافأ الرجل بين بعيرين إذا وجأ فى لبة هذا ثم لبة ذاك فنحرهما معا ذكره الزمخشرى وزاد أو مكافئتان دفعا لتوهم أن يعجن فى أحديهما ويهون أمرهما فبين به أن تكون فاضلة كاملة وفيه تنبيه على تهذيب العقيقة من عيوب الأضحية (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۵۶۲۳)

۲ قال الهيثمی:

رواه البزار والطبرانی فی الكبير وفيه عمران بن عيينة وثقة ابن معين وابن حبان وفيه ضعف (مجمع الزوائد ج۴ ص۵۸)

وقال الالبانی:

قلت: وطريق الطحاوی سالمة منه (ارواء الغليل للالبانی تحت حديث رقم ۱۱۶۶)

دواور ایک عقیقہ ہونے سے مراد دو اور ایک جانور ہیں، کہ لڑکے کے عقیقے میں دو جانور ہیں، اور لڑکی کے عقیقے میں ایک جانور۔

اور حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْأُنْثٰى وَاحِدَةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَمْ إِنَاثًا (ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۳۵، ابواب الاضاحی، باب ماجاء فی العقیقۃ، واللفظ لہٗ، نسائی حدیث نمبر ۴۲۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۳۷۳، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۸) [1]

ترجمہ: لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے، اور تمہارے لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ جانور نر ہو یا مادہ (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ میں جو جانور ذبح کیا جائے، اس کے لئے نر (مثلاً بکرا) یا مادہ (مثلاً بکری) ہونا ضروری نہیں، بلکہ نر اور مادہ دونوں قسم کے جانوروں سے عقیقہ جائز ہے۔

ان قولی احادیث (یعنی حضور ﷺ کے ارشادات وفرمودات) سے معلوم ہوا کہ لڑکے کے عقیقہ میں دو جانور، اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنا سنت ہے۔

عورت کو شریعت نے کئی چیزوں میں مَرد کے مقابلے میں آدھی حیثیت دی ہے، چنانچہ مَرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدھی ہے، بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کو وراثت آدھی ملتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اس لیے اسی آدھ اُودھ کے اصول کے مطابق لڑکی کی طرف سے ایک جانور اور لڑکے کی طرف سے دو جانور رکھے گئے ہیں۔ [2]

---

[1] قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

[2] (وعن الجارية شاة) على قاعدة الشريعة فإنه سبحانه فاضل بين الذكر والأنثى في الإرث والدية والشهادة والعتق فكذا العق ولا يعارضه أن فاطمة ذبحت عن الحسن والحسين كبشا كبشا لأن النبي ﷺ ذبح عن كل واحد كبشا وذبحت أمهما عنهما كبشين واقتصاره في الأخبار على الشياه يفهم أنه لا يجزء غيرهما ولو أعلى كالإبل والبقر وبه صرح جمع لكن نقل عن مالك أنه كان يعوق بجزور (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۵۶۲۳)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا بِکَبْشَیْنِ کَبْشَیْنِ (نسائی، حدیث نمبر ۴۲۳۰، کتاب العقیقۃ، باب کم یعق عن الجاریۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھوں کے ساتھ عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَنْ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا کَبْشَیْنِ اِثْنَیْنِ مِثْلَیْنِ مُتَکَافِئَیْنِ " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۷) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے حضرت حسن اور حسین کی طرف سے عقیقہ فرمایا، دونوں میں سے ہر ایک کی طرف سے دو مینڈھے ایک جیسے اور برابر کے ذبح فرمائے (ترجمہ ختم)

ان فعلی احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما دونوں میں سے ہر ایک کا عقیقہ دو دو مینڈھوں سے فرمایا تھا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقَّ ، عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ بِکَبْشَیْنِ (مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۲۸۷۶، مسند انس ، واللفظ لہٗ، شرح مشکل الآثار للطحاوی حدیث نمبر ۱۰۳۸) [2]

---

[1] قال الذهبي تحت هذا الحديث: سوار أبو حمزة ضعيف

وقال الهيثمي:

سوار بن داود أبو حمزة ، وثقه أحمد وابن حبان وابن معين ، وفيه ضعف (مجمع الزوائد ج۵ ص ۲۰۱)

وقال الالباني:

قلت :ولا بأس به في الشواهد(ارواء الغليل للالباني ،تحت حديث رقم ۱۱۶۴)

[2] قال الهيثمي:

رواه أبو يعلى ، والبزار باختصار ، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج۴ ص۵۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے (مجموعی طور پر) دو مینڈھوں کے ساتھ عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک مینڈھا ذبح فرمایا تھا۔

اس کے بارے میں تفصیل اگلی حدیث کے بعد آتی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ كَبْشًا وَعَنِ الْحُسَيْنِ كَبْشًا " (شرح مشكل الآثار للطحاوی حدیث نمبر ۱۰۳۹، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ فيما يذبح عن المولود الذكر يوم سابعه هل هو شاة او شاتان، واللفظ له، ابوداؤد حديث نمبر ۲۸۴۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کی طرف سے ایک مینڈھے سے اور حضرت حسین کی طرف سے ایک مینڈھے سے عقیقہ کیا (ترجمہ ختم)

اس سے پہلی احادیث میں دو دو مینڈھوں کے ذبح کرنے کا ذکر تھا، اور مذکورہ روایات میں ایک ایک مینڈھے کا ذکر ہے۔

اس سلسلہ میں محدثین نے فرمایا کہ اگرچہ ایک ایک مینڈھے یا بکری سے بھی لڑکے کا عقیقہ جائز ہے، اور ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ایک مینڈھے کو ساتویں دن ذبح کیا ہو، اور ایک ایک مینڈھے کو کسی اور دن ذبح کیا ہو۔ [1]

---

[1] چنانچہ درج ذیل روایت سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بن مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ " : أَمَرَ بِرَأْسَيِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ عَلِيِّ بن أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ يَوْمَ سَابِعِهِمَا فَحُلِقَ، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِوَزْنِهِ فِضَّةً، وَلَمْ يَجِدْ ذِبْحًا ." (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۲۵۱۱، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبراني حديث نمبر ۱۲۷، سنن البيهقي حديث نمبر ۱۹۷۴۸)

قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير والاوسط والبزار وفي إسناد الكبير ابن لهيعة وإسناده حسن وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۴ ص۵۷)

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ایک مینڈھا خود ذبح فرمایا ہو، اور ایک ایک مینڈھا حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کو ذبح کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

پس جن روایات میں دو دو مینڈھوں کا ذکر کیا گیا، ان میں دونوں مینڈھوں کو جمع کیا گیا (یعنی جو ساتویں دن ذبح کیا گیا، اس کو بھی، اور جو کسی اور دن ذبح کیا گیا، اس کو بھی، یا جو حضور ﷺ نے ذبح کیا، اس کو بھی، اور جو حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے ذبح کیا، اس کو بھی) اور دوسری روایات میں ان دونوں کو جمع نہیں کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم [1]

بہرحال اگر کسی کو بیٹے کی طرف سے دو جانور ذبح کرنے کی حیثیت نہ ہو، تو اس کے لئے ایک جانور سے بھی عقیقہ کرنے کی گنجائش ملتی ہے۔ [2]

اور اسی طرح اگر کسی بیٹے کے عقیقہ میں ایک دن میں دونوں جانوروں سے عقیقہ کی وسعت نہ ہو، تو دونوں جانوروں کو الگ الگ دنوں میں بھی عقیقہ میں ذبح کرنے کی گنجائش ہے۔

مذکورہ اور اس جیسی احادیث وروایات سے فقہائے کرام نے جو مسائل اخذ کئے ہیں، اب ان کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

مسئلہ......: عقیقہ کے جانور کا حکم قربانی کے جانور کی طرح ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے عقیقہ کو نسک اور قربانی سے تعبیر فرمایا ہے (جیسا کہ پہلے احادیث میں گزرا) اس لئے عقیقہ بھیڑ، دنبے اور بکری وبکرے کے علاوہ ان جانوروں سے بھی جائز ہے، جن کی قربانی جائز ہے، مثلاً گائے، بیل، بھینس اور اونٹ۔

جن جانوروں سے عقیقہ کرنا جائز ہے، ان کے نام یہ ہیں:

اونٹ، اونٹنی، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بھیڑ، مینڈھا، بکری، بکرا، دنبی، دنبہ۔

---

[1] والحديث يحتمل أنه لبيان الجواز في الاكتفاء بالأقل أو دلالة على أنه لا يلزم من ذبح الشاتين أن يكون في يوم السابع فيمكن أنه ذبح عنه في يوم الولادة كبشا وفي السابع كبشا وبه يحصل الجمع بين الروايات أو عق النبي من عنده كبشا وأمر عليا أو فاطمة بكبش آخر فنسب إليه أنه عق كبشا على الحقيقة وكبشين مجازا والله أعلم (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة)

[2] وروى: عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: عَنِ الْجَارِيَةِ وَعَنِ الْغُلَامِ، شَاةٌ، شَاةٌ. (مصنف ابن ابی شیبة حديث نمبر ۲۴۷۳۱)

اور ایک بڑا جانور (یعنی گائے، بیل، بھینس اور اونٹ) کا ساتواں حصہ ایک چھوٹے جانور (یعنی بھیڑ، دنبے اور بکری) کے قائم مقام ہے۔

اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس سے عقیقہ بھی درست نہیں۔

لہٰذا عقیقہ صرف اسی جانور کو ذبح کر کے کیا جا سکتا ہے جس کی قربانی کی جا سکتی ہے، اور جس جانور کی قربانی جائز نہیں، خواہ اس وجہ سے کہ وہ قربانی کا جانور نہ ہو (جیسا کہ ہرن، مرغی وغیرہ) یا وہ عیب دار جانور ہو، یا مقررہ عمر سے کم ہو، تو اس جانور سے عقیقہ کرنا بھی جائز نہیں، اگرچہ وہ جانور کتنا زیادہ قیمتی اور اس کا گوشت کتنا ہی لذیذ ہو یا گھر میں پالا ہوا ہو۔ لہٰذا نیل گائے، ہرن، گھوڑے، خرگوش، مرغ، بطخ، انڈے وغیرہ سے عقیقہ کرنا صحیح نہیں۔ [1]

مسئلہ......: احادیث کی رُو سے بڑے جانور کے مقابلہ میں چھوٹے جانور یعنی بکری و بکرے، اور مینڈھے و دنبے سے عقیقہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ [2]

---

[1] قلت: هو مختلف فيه حسن الحديث، وفيه انه سماه نسيكة ونسكا وهو يعم الابل والبقر والغنم اجماعا، وفيه دليل لقول الجمهور لايجزئ في العقيقة الا مايجزئ في الاضحى. فلايجزئ فيه مادون الجذعة من الضأن ودون الثنية من المعز، ولايجزئ فيه الا السليم من العيوب، لانه سماه نسكا فلا يجزئ فيه الا مايجزئ في النسك (اعلاء السنن ج۱۷ ص۱۱۷، باب العقيقة، بتغير يسير)

(الثالثة) المجزء في العقيقة هو المجزء في الاضحية فلا تجزء دون الجذعة من الضأن أو الثنية من المعز والابل والبقر هذا هو الصحيح المشهور وبه قطع الجمهور .... قال المصنف والاصحاب ويشترط سلامتها من العيوب التي يشترط سلامة الاضحية منها اتفاقا واختلافا ولا اختلاف في اشتراط هذا الا أن الرافعي قال أشار صاحب العدة إلى وجه مسامح بالعيب هنا (المجموع شرح المهذب للنووي، باب العقيقة)

[2] والكلام انما هو في الاجزاء واما الافضلية فلا شك انها في الغنم لحديث عائشة المذكور في المتن، ولمارويناه من طريق عبد الرزاق قال أخبرنا ابن جريج قال أخبرنا يوسف بن ماهك قال دخلت أنا وابن مليكة على حفصة بنت عبد الرحمن بن أبي بكر وولدت للمنذر بن الزبير غلاما فقلت هلا عققت جزورا على ابنك فقالت معاذ الله كانت عمتي عائشة تقول على الغلام شاتان وعلى الجارية شاة ....فان غاية مافيه كون الشاة فيها افضل، والله تعالىٰ اعلم.........قلت وينبغي ان يكون الافضل في الغلام الكبش لما ورد في عقيقة الحسن والحسين رضي الله عنهما، والشاة يعم الذكر والانثىٰ جميعا (اعلاء السنن ج۱۷ ص۱۱۷، باب العقيقة، بتغير يسير)

مسئلہ......: اونٹ، اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسے کی عمر کم از کم دو سال اور باقی جانوروں (بکرا، بکری، دنبہ، دنبی، مینڈھا، بھیڑ) کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔

اور جس جانور کی عمر اس سے زیادہ ہو جس کا ذکر کیا گیا یعنی اونٹ، اونٹنی پانچ سال سے زیادہ، گائے بیل، بھینس بھینسا دو سال سے زیادہ، بکرا بکری وغیرہ ایک سال سے زیادہ، اس کی بھی قربانی اور عقیقہ جائز ہے۔ [1]

مسئلہ......: بھیڑ یا دنبہ چکتی دار ہو یا بے چکتی اگر چھ ماہ یا زیادہ کا ہو اور اس قدر صحت مند، موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے میں پورے سال کا معلوم ہوتا ہو جس کی پہچان یہ ہے کہ اگر سال کی بھیڑوں، دنبوں میں چھوڑ دیا جائے تو دیکھنے والا ان میں عمر کا فرق نہ کر سکے تو سال سے کم عمر ہونے کے باوجود اس سے عقیقہ جائز ہے، اور اگر چھ ماہ سے کم عمر ہو تو پھر اس سے کسی صورت میں عقیقہ درست نہیں، خواہ بظاہر کتنا ہی بڑا اور صحت مند ہو۔

مسئلہ......: اگر جانور کی عمر کا پوری ہونا یقینی طور پر معلوم ہو، مثلاً جانور اپنے سامنے پیدا ہوا ہو، تو جب تو کوئی شبہ والی بات نہیں، اور اگر جانور دوسرے سے خریدا جا رہا ہے، اور جانور فروخت کرنے والا عمر پوری بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے بھی اس کے بیان کا غلط ہونا معلوم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے دل مطمئن ہو جاتا ہے تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے (مسائل قربانی بتغیر از مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)

مسئلہ......: سنت تو یہی ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو جانور (بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ) اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور (بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ) ذبح کیا جائے، لیکن اگر کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس

---

[1] ولا یکون فیه دون الجذع من الضأن والثنی من المعز ولا یکون فیه إلا السلیمة من العیوب ؛ لأنه إراقة دم شرعا کالأضحیة ولو قدم یوم الذبح قبل یوم السابع أو أخره عنه جاز إلا أن یوم السابع أفضل (العُقُودُ الدُّرِّیَّةُ فِی تَنْقِیحِ الْفَتَاوَی الْحَامِدِیَّةِ، کتاب الذبائح، باب العقیقة)

ولا یجزء فیه ما دون الجذعة من الضأن ودون الثنیة من المعز ولا یجزء فیه إلا السلیم من العیوب لانه اراقة دم بالشرع فاعتبر فیه ما ذکرناه کالاضحیة (المجموع شرح المهذب للنووی، ج۸ ص ۴۳۶، ۴۲۷، باب العقیقة)

لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری، یا بھیڑ یا دنبہ سے عقیقہ کیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مگر ایک بکری، یا ایک بھیڑ، یا ایک دنبے میں ایک سے زیادہ بچوں کا عقیقہ جائز نہیں۔ [1]

مسئلہ......: لڑکے کے دو جانوروں سے عقیقہ کرنے میں سنت و مستحب یہ بھی ہے کہ دونوں جانور برابر جوڑ کے ہوں، یعنی قد و قامت اور صورت و شکل کے لحاظ سے دونوں جانوروں میں جتنی مشابہت و مماثلت ہو، یہ بہتر ہے۔

لیکن ضروری نہیں، لہٰذا اگر دونوں میں کچھ فرق ہو، مگر دونوں جانور اس قابل ہوں کہ ان کی قربانی جائز ہو جاتی ہو، تو ان کے ذریعہ سے بھی عقیقہ کرنا جائز ہے۔

پس اگر ایک بکرا ہے، اور ایک بکری، یا ایک بھیڑ یا دنبہ ہے، اور دوسرا بکری یا بکرا یا رنگ و جسامت میں باہم مختلف ہیں، تو بھی عقیقہ درست و جائز ہے۔ [2]

---

[1] ثم إذا أراد أن يعق عن الولد ، فإنه يذبح عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة ؛ لأنه إنما شرع للسرور بالمولود وهو بالغلام أكثر ولو ذبح عن الغلام شاة وعن الجارية شاة جاز ؛ لأن (النبي ﷺ عق عن الحسن والحسين كبشا كبشا)(الْعُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

والسنة أن يذبح عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة لما روت أم كرز قالت سألت رسول الله ﷺ عن العقيقة فقال للغلام شاتان مكافئتان وعن الجارية شاة ولانه إنما شرع للسرور بالمولود والسرور بالغلام أكثر فكان الذبح عنه أكثر وان ذبح عن كل واحد منهما شاة جاز لما روى عن ابن عباس رضى الله عنه قال عق رسول الله ﷺ عن الحسن شلة جاز لما روى ابن عباس رضى الله عنه قال (عق رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين عليهما السلام كبشا كبشا)(المجموع شرح المهذب للنووى، باب العقيقة)

السنة أن يعق عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة فان عق عن الغلام شاة حصل أصل السنة لما ذكره المصنف ولو ولد له ولدان فذبح عنهما شاة لم تحصل العقيقة (المجموع شرح المهذب للنووى، ج۸ص ۴۲۹،باب العقيقة)

[2] ويسن عن الذكر شاتان مستويتان وعن الأنثى واحدة وعن الخنثى المشكل واحدة والاحتياط ثنتان(الْعُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

فالمستحب أن تكون الشاتان متماثلين ؛ لقول النبي ﷺ " :شاتان مكافئتان . "وفي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ......: اگر کوئی بچہ خنثیٰ مشکل پیدا ہو، (یعنی اس میں مرد وعورت میں سے کسی ایک کی علامات غالب نہ ہوں) تو اس کی طرف سے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنا کافی ہے، اور احتیاطاً دو ذبح کرنا بہتر ہے۔ [1]

مسئلہ......: اگر بڑا جانور یعنی گائے، بھینس اور اونٹ وغیرہ پورا کا پورا، ایک لڑکی یا ایک لڑکے کے عقیقہ میں ذبح کیا جائے، تو بھی نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ بعض فقہاء کی تصریح کے مطابق افضل ہے۔ اور اس میں بھی اونٹ کی فضیلت زیادہ اور پھر گائے، بیل، بھینس کی فضیلت ہے۔ [2]

مسئلہ......: اگر ایک بڑے جانور (اونٹ، بھینس، گائے) میں ایک سے زیادہ بچوں کا عقیقہ کیا جائے، تو بھی جائز ہے۔

جبکہ اس کی رعایت کی جائے کہ ایک بڑے جانور کو سات بکریوں کے قائم مقام سمجھ کر اس میں بچوں کے عقیقہ کے حصے ڈالے جائیں۔

اور اگر اس بڑے جانور میں سارے حصے عقیقہ کے نہ ہوں، بلکہ بعض لوگ کسی دوسری عبادت کی نیت سے شامل ہوں، مثلاً عیدالاضحیٰ کی قربانی کی نیت سے، یا حج کی قربانی (دمِ شکر) کی نیت سے،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

روایة "مثلان "قال أحمد :یعنی متماثلین ؛ لقول النبی ﷺ "شاتان مکافئتان " وفی روایة " :مثلان . "(المغنی لابن قدامة ج ۲۲ ص ۵)

(عن الغلام شاتان مکافئتان) أی متساویتان فی السن والحسن أو معادلتان لما یجب فی الزکاة فی الأضحیة من الأسنان مذبوحتان من قولهم کافأ الرجل بین بعیرین إذا وجأ فی لبة هذا ثم لبة ذاک فنحرهما معا ذکره الزمخشری وزاد أو مکافئتان دفعا لتوهم أن یتجزی فی أحدیهما ویهون أمرهما فبین به أن تکون فاضلة کاملة وفیه تنبیه علی تهذیب العقیقة من عیوب الأضحیة (فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۵۶۲۳)

[1] ویسن عن الذکر شاتان مستویتان وعن الأنثی واحدة وعن الخنثی المشکل واحدة والاحتیاط ثنتان(الْعُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، کتاب الذبائح ، باب العقیقة)

[2] (وأما) الافضل ففیه وجهان (أصحهما) البدنة ثم البقرة ثم جذعة الضأن ثم ثنیة المعز کما سبق فی الاضحیة (والثانی) الغنم أفضل من الابل والبقر للحدیث السابق (عن الغلام شاتان وعن الجاریة شاة) ولم ینقل فی الابل والبقر شیء والمذهب الاول .(المجموع شرح المهذب للنووی، ج۸ ص ۴۳۰، باب العقیقة)

اور حساب کے اعتبار سے سات حصوں سے زیادہ نہ ہوں، تو بھی جائز ہے۔ [1]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عید الاضحیٰ کے دنوں میں بھی قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کا حصہ ڈالنا جائز ہے، البتہ اس میں عقیقہ کے مستحب وقت کی رعایت کا ثواب نہ ملے گا (امداد الاحکام جلد ۴ صفحہ ۲۲۸)

مسئلہ......: افضل یہ ہے کہ عقیقہ کا جانور ہر قسم کے عیب اور نقص سے خالی ہو، تا کہ بچہ اور نومولود کی طرف سے بطورِ عقیقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اچھی اور عمدہ صحیح سالم چیز پیش کی جاسکے۔

البتہ بعض عیب ایسے ہیں کہ اگر وہ جانور میں موجود ہوں تو وہ عقیقہ کی ادائیگی میں مانع نہیں، مثلاً جانور کا بھینگا ہونا، پیدائشی سینگ نہ ہونا یا کسی سینگ کا اس طرح ٹوٹ جانا کہ اس کی مینگ باقی ہو، یا قدرتی طور پر کان کا چھوٹا ہونا، یا کچھ دانتوں کا ٹوٹا ہوا ہونا، مگر چارہ کھانے کے قابل ہونا، یا ٹانگ میں کچھ لنگڑا پن ہونا، یا جانور کا بانجھ ہونا وغیرہ، اس قسم کے عیب دار جانوروں کو عقیقہ میں ذبح کرنے سے عقیقہ ادا ہو جاتا ہے۔

اور جانور میں بعض عیب وہ ہیں کہ وہ عقیقہ کی ادائیگی میں مانع ہیں، مثلاً کسی جانور کے ایک یا دونوں سینگ جڑ سے اکھڑ گئے ہوں، یعنی اندر کی مینگ اور گودا بھی ختم ہو گیا ہو، یا جانور کی دم نہ ہو (سوائے چکتی دار دنبے کے، کہ اس کی چکتی دم کے قائم مقام ہے)

یا کسی جانور کو نظر نہ آتا ہو، یا جانور کے دونوں یا ایک کان بالکل نہ ہوں، یا کان کا تہائی سے زیادہ حصہ کٹا ہوا ہو، یا جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں، یا اتنے زیادہ گر یا گھس گئے ہوں، کہ وہ چارہ کھانے پر قادر نہ ہو، یا جس کا ایک پاؤں کٹا ہوا ہو، یا اس قدر لنگڑا ہو کہ وہ چل کر قربان گاہ تک نہ پہنچ

---

[1] ولو ذبح بقرة أو بدنة عن سبعة أولاد أو اشترك فيها جماعة جاز سواء أرادوا كلهم العقيقة أو أراد بعضهم العقيقة (المجموع شرح المهذب للنووی، ج۸ص ۴۲۹، باب العقيقة)

كأضحية وإحصار وجزاء صيد وحلق ومتعة وقران خلافا لزفر ، لأن المقصود من الكل القربة ، وكذا لو أراد بعضهم العقيقة عن ولد قد ولد له من قبل لأن ذلك جهة التقرب بالشكر على نعمة الولد ذكره محمد(ردالمحتار، كتاب الاضحية)

وإن أراد أحدهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل جاز ؛ لأن ذلك جهة التقرب إلى الله بالشكر على ما أنعم من الولد كما ذكر محمد في نوادر الضحايا (تبيين الحقائق، ج٦ص٨)

سکتا ہو۔ [1]

اس قسم کے عیب والے جانور کو عقیقہ میں ذبح کرنے سے عقیقہ ادا نہیں ہوتا۔

اگر جانور میں کوئی عیب ہو، اور اس کے بارے میں مسئلے کا علم نہ ہو، تو اس کی تفصیل بتلا کر کسی مستند اہلِ علم سے مسئلہ معلوم کر لینا چاہئے۔ [2]

مسئلہ......: جانور کو ذبح کے لئے لایا گیا اور ذبح کے وقت گراتے ہوئے کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا کہ جس کی وجہ سے عقیقہ جائز نہیں ہوتا، مثلاً اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، تو اس جانور کو عقیقہ میں ذبح کرنا جائز ہے۔

مسئلہ......: خصی کئے ہوئے بکرے و مینڈھے سے عقیقہ کرنا جائز ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے خصی کئے ہوئے مینڈھے سے قربانی فرمائی ہے۔ [3]

مسئلہ......: عقیقہ کی نیت سے جو جانور خریدا گیا، اُس کو خاص عقیقہ میں ذبح کرنا واجب نہیں، لہٰذا کسی ضرورت سے اس کے بجائے کوئی دوسرا جانور کرنا چاہیں، تو جائز ہے (امداد الاحکام جلد ۴ صفحہ ۲۰۷)

مسئلہ......: احادیث میں بچہ اور بچی کی طرف سے عقیقہ کرنے کا حکم والدین اور سرپرستوں کو خطاب کر کے دیا گیا ہے، اور عقیقہ میں مال خرچ ہوتا ہے، اس لئے اس کا حکم بچہ کے نان و نفقہ کی طرح سے ہو گیا، اور اسی وجہ سے جس طرح بچے کا نان و نفقہ والد کے ذمے ہے اسی طرح عقیقہ کے اخراجات بھی والد ہی اپنے مال سے ادا کرے گا (اِلّا یہ کہ کوئی اور اپنی خوشی سے اپنا مال خرچ کرے) اور بچے کا مال (جو اس کی ملکیت میں ہو) عقیقہ کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ [4]

---

[1] البتہ جو چلنے پر قادر ہو، یعنی چوتھا پاؤں بھی زمین پر رکھتا ہو اور چلنے میں اس سے مدد لیتا ہو، وہ جائز ہے۔

[2] ہماری کتاب ''ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل و احکام'' میں بھی تفصیل ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ محمد رضوان۔

[3] ذَبَحَ النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مُوْجَأَيْنِ (ای خصیین) (ابوداؤد حدیث نمبر ۲۷۹۷ کتاب الضحایا، باب مایستحب من الضحایا، واللفظ لہ، ابن ماجۃ کتاب الاضاحی، مسند احمد)

[4] (التاسعۃ) قال اصحابنا انما یعق عن المولود من تلزمہ نفقتہ من مال العاق لا من مال المولود قال الدارمی والاصحاب فان عق من مال المولود ضمن العاق (المجموع شرح المہذب للنووی، ج۸ ص ۴۳۲، باب العقیقۃ)

مسئلہ......: بعض لوگ عقیقہ کا جانور خریدنے میں حرام رقم استعمال کرتے ہیں جو کہ سراسر ناجائز ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حرام مال پیش کرنا گناہ ہے۔ لہٰذا عقیقہ میں حلال مال استعمال کرنا چاہئے۔

مسئلہ......: اگر کسی کا اپنا عقیقہ نہیں ہوا تو وہ اپنی اولاد کا عقیقہ کرسکتا ہے یعنی اولاد کا عقیقہ کرنے کے لئے خود اپنا عقیقہ ہونا ضروری نہیں۔

مسئلہ......: اگر کسی نے اپنے بڑے بچہ کا عقیقہ نہیں کیا اور چھوٹے کا کردیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اللہ نے توفیق دی ہے تو سب کا کردینا افضل ہے۔

عقیقہ کا وقت

عقیقہ اگرچہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد کرنا بھی جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن کیا جائے، یا پھر چودھویں دن اور یا پھر اکیسویں دن اور اس کے بعد کرنا بھی جائز ہے، اگرچہ اس کی فضیلت کم ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمّٰى (مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۷۳۷، کتاب العقیقة، باب فِي أَيِّ يَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِيقَةُ ؟)

ترجمہ: بچہ کی طرف سے ساتویں دن (عقیقہ میں جانور) ذبح کیا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں، اور اس کا نام رکھا جائے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْعَقِيقَةِ يَوْمَ السَّابِعِ لِلْمَوْلُودِ ، وَوَضْعِ الْأَذٰى ، وَتَسْمِيَتِهٖ (مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۷۳۸، کتاب العقیقة، باب فِي أَيِّ يَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِيقَةُ ؟)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن عقیقہ کرنے اور اس کی گندگی دور کرنے اور

اس کا نام رکھنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ یَوْمَ السَّابِعِ ، وَسَمَّاھُمَا ، وَأَمَرَ أَنْ یُّمَاطَ عَنْ رُءُ وْسِھِمَا الْأَذٰی (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا، اور ان کا نام رکھا، اور حکم فرمایا کہ ان کے سر سے گندگی دور کردی جائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اتباع میں ساتویں دن عقیقہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

ساتویں دن کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن، بچہ پر پورے ہفتہ کا دور مکمل ہو کر بچہ کی سلامتی وعافیت وغیرہ کی تکمیل ہو جاتی ہے، اور ہفتہ دنوں کی تکمیل کا زمانہ ہے، جس طرح ایک سال مہینوں کی تکمیل کا زمانہ ہے۔ [2]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

اَلسُّنَّۃُ أَفْضَلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُکَافِئَتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ تُقْطَعُ جُدُوْلًا وَلَا یُکْسَرَ لَھَا عَظْمٌ فَیَأْکُلُ وَیُطْعِمُ وَیَتَصَدَّقُ، وَلْیَکُنْ ذَاکَ یَوْمَ السَّابِعِ فَإِنْ لَّمْ یَکُنْ فَفِیْ أَرْبَعَۃَ عَشَرَ فَإِنْ لَّمْ یَکُنْ فَفِیْ إِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ "

(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۳) [3]

---

[1] وقال الحاکم: ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْإِسْنَادِ ، وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ بِھٰذِہِ السِّیَاقَۃِ.

وقال الذھبی فی التلخیص: صحیح

[2] وحکمہ کونھا فی السبع أن الطفل لا یغلب ظن سلامۃ بنیتہ وصحتہ خلقتہ وقبولہ للحیاۃ إلا بمضی الأسبوع والأسبوع دور یومی کما أن السنۃ دور شھری (فیض القدیر للمناوی، تحت حدیث رقم ۵۶۹۹)

[3] قال الحاکم : "ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ "

وقال الذھبی فی التلخیص :صحیح

ترجمہ: عقیقہ سنت ہے، لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں افضل ہیں، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری، اس (عقیقہ کے جانور) کے اعضاء کاٹے جائیں گے، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا، اس کے گوشت کو خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے، اور صدقہ بھی کرے، اور یہ عقیقہ ساتویں دن کرنا چاہئے، اگر ساتویں دن نہ ہو، تو چودہویں دن، اور اگر چودہویں دن بھی نہ ہو، تو اکیسویں دن (ترجمہ ختم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد بظاہر مرفوع حدیث کا درجہ رکھتا ہے۔ [۱]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ میں ساتویں دن کی فضیلت مقدم ہے، اور اس کے بعد چودہویں دن کی فضیلت ہے، اور پھر اکیسویں دن کی۔

اور کیونکہ احادیث میں مذکورہ تینوں صورتیں پیدائش کے ساتویں دن سے متعلق ہیں، پہلی صورت حقیقی ساتویں دن کی ہے، اور باقی حکمی ساتویں دن کی ہیں کہ وہ ہفتہ وار کے اعتبار سے ہیں۔

اس پر قیاس کرتے ہوئے بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر اکیسویں دن بھی عقیقہ نہ ہو سکے، تو پھر اگلے ساتویں (یعنی اٹھائیسویں) دن کرنا افضل ہوگا۔

اسی طرح اس کے بعد اور ساتویں دن کی نسبت کی فضیلت دوسرے دنوں سے زیادہ ہوگی (اور زندگی بھر جب بھی عقیقہ کی توفیق ہو جائے، تو ساتویں دن کی رعایت کا طریقہ یہ ہے کہ پیدائش والے دن سے ایک دن پہلے عقیقہ کرے، مثلاً جمعہ کو بچہ کی ولادت ہوئی ہے، تو ہمیشہ جمعرات کا دن ساتواں بنے گا) [۲]

جبکہ بعض نے فرمایا کہ اکیس دن کے بعد پھر جس دن بھی کرے، فضیلت برابر ہوگی، اور ساتویں

---

[۱] والظاهر أنها لا تقوله إلا توقيفا (المغنى لابن قدامة، تحت رقم المسئلة ۷۸۹۸، مسألة متى تذبح العقيقة)

[۲] وقال الليث يعق عن المولود في أيام سابعه كلها في أيها شاء منها فإن لم تتهيأ لهم العقيقة في سابعه فلا بأس أن يعق عنه بعد ذلك (الاستذكار، باب العمل في العقيقة)

فإن تجاوز إحدى وعشرين ففيه احتمالان (أحدهما) : يستحب في كل سابع ، فيذبح في ثمانية وعشرين ، ثم في خمس وثلاثين ، وعلى هذا قياساً على ما تقدم ، (والثاني) يفعل في كل وقت ، لأن هذا قضاء ، فلم يتوقف كقضاء الأضحية وغيرها (شرح الزركشي، كتاب الاضاحي)

دن کی رعایت کی کوئی خاص فضیلت باقی نہ رہے گی۔ [1]

لیکن کیونکہ احادیث میں فی الجملہ ساتویں دن کی رعایت کا ذکر ہے، اس لئے راجح یہی ہے کہ اکیسویں دن کے بعد بھی ساتویں دن کی رعایت افضل رہے گی۔

وہ الگ بات ہے کہ ساتویں دن کی رعایت کے بغیر کسی بھی دن کرنے سے عقیقہ ادا ہو جائے گا۔

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَقِیْقَۃُ تُذْبَحُ لِسَبْعٍ اَوْ اَرْبَعَ عَشَرَۃَ اَوْ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۸۸۲، واللفظ لہ المعجم الصغیر للطبرانی حدیث نمبر ۷۲۳، سنن البیہقی حدیث نمبر ۱۹۷۷۱) [2]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ عقیقہ کا جانور ساتویں دن ذبح کیا جائے گا، یا چودھویں دن یا اکیسویں دن (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِہٖ بَعْدَمَا جَاءَ تْہُ النُّبُوَّۃُ " (شرح مشکل الآثار للطحاوی عن عبداللہ بن المثنیٰ حدیث نمبر ۱۰۵۳، وحدیث نمبر ۱۰۵۴، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ فی العقیقۃ وھل ھو علی الوجوب أو علی الاختیار، واللفظ لہ، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر

---

[1] وإن تجاوز أحدا وعشرين ، احتمل أن يستحب في كل سابع ، فيجعله في ثمانية وعشرين ، فإن لم يكن ، ففي خمسة وثلاثين ، وعلى هذا ، قياسا على ما قبله ، واحتمل أن يجوز في كل وقت ؛ لأن هذا قضاء فائت ، فلم يتوقف ، كقضاء الأضحية وغيرها (المغني لابن قدامة، تحت رقم المسئلة ۷۸۹۸، مسألة متى تذبح العقيقة)

[2] قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الصغير ، والأوسط ، وفيه إسماعيل بن مسلم المكي ، وهو ضعيف لكثرة غلطه ووهمه (مجمع الزوائد ۴ص ۵۹)

وقال الهيثمي في موضع آخر:

إسماعيل بن مسلم المكي وهو مع ضعفه يكتب حديثه (مجمع الزوائد ۳ص ۲۲۷)

قلت: وهذا الحديث مؤيد بحديث عائشة كما مر. محمد رضوان

۹۹۴،المحلیٰ لابنِ حزم ج۷ص۵۲۸،ورواہ مسند البزار عن عبداللہ بن المحرر حدیث نمبر ۷۲۸۱،الکامل لابنِ عدی ج۴ص۱۳۳ مسند الرویانی حدیث نمبر ۱۳۵۶) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے اپنا عقیقہ نبوت ملنے کے بعد کیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا بچپن میں عقیقہ نہ ہوا ہو، تو بعد میں بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔

اور حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ:

لَوْ أَعْلَمُ أَنَّـهُ لَمْ يُعَقَّ عَنِّيْ ، لَعَقَقْتُ عَنْ نَفْسِيْ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ حدیث نمبر ۲۴۷۱۸، کتاب العقیقۃ،باب فی العقیقۃ :من رآھا) [2]

ترجمہ: اگر مجھے یہ بات معلوم ہو کہ میرا عقیقہ نہیں کیا گیا، تو میں اپنا عقیقہ کرلیتا (ترجمہ ختم)

ممکن ہے کہ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو اس وقت تک اپنے عقیقہ کا پتہ نہ چلا ہو، اور بعد میں پتہ چلا ہو، تو اپنا عقیقہ کرلیا ہو، جیسا کہ اگلی روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] قال الهيثمي:

رواه البزار والطبراني في الاوسط ورجال الطبراني رجال الصحيح خلا الهيثم بن جميل وهو ثقة وشيخ الطبراني أحمد بن مسعود الخياط المقدسي ليس هو في الميزان (مجمع الزوائد ج۴ص۵۹)

حديث :إن النبي (عق عن نفسه بعد ما بعثه الله عزوجل نبيا .رواه عبدالله بن محرر : عن قتادة ، عن أنس .وعبدالله متروك الحديث .(ذخيرة الحفاظ تحت حديث رقم ۱۴۶۱)

قال الالباني في رواية ابن المثنىٰ :

و هذا إسناد حسن رجاله ممن احتج بهم البخاري في "صحيحه "غير الهيثم ابن جميل ، و هو ثقة حافظ من شيوخ الإمام أحمد ، و قد حدث عنه بهذا الحديث كما رواه الخلال عن أبي داود قال :سمعت أحمد يحدث به .كما في "أحكام المولود " لابن القيم (ص - 88دمشق)(السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۲۷۲۶)

[2] و إسناده صحيح إن كان أشعث الراوي له عن ابن سيرين هو ابن عبد الله الحداني أو بن عبد الملك الحمراني ، و كلاهما بصري ثقة .و أما إن كان ابن سوار الكوفي فهو ضعيف ، و ثلاثتهم رووا عن ابن سيرين ،و عنهم حفص -و هو ابن غياث -و هو الراوي لهذا الأثر عن أشعث (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۲۷۲۶)

اور امام بغوی نے ابنِ سیرین کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ:

عَقَقْتُ عَنْ نَفْسِیْ بِبُخْتِیَّةٍ بَعْدَ أَنْ كُنْتُ رَجُلًا (شرح السنة للبغوی ج ۱۱ ص ۲۶۴)

ترجمہ: میں نے اپنا عقیقہ آدمی ہونے کے بعد بختی اونٹنی سے کیا (ترجمہ ختم)

بخت خوبصورت اونٹوں کی ایک نسل ہے، جس کی گردن غیر معمولی لمبی ہوتی ہے۔ [۱]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ بکری یا مینڈھے سے کرنا ضروری نہیں، بلکہ اونٹ وغیرہ سے بھی عقیقہ کرنا جائز ہے۔

اس کے علاوہ حضور ﷺ کے عقیقہ کو قربانی ونسک فرمانے کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا لَمْ يُعَقَّ عَنْكَ فَعُقَّ، عَنْ نَفْسِكَ وَإِنْ كُنْتَ رَجُلًا (المحلیٰ لابن حزم ج۷ ص ۵۲۸، واللفظ لہٗ، شرح السنة للبغوی ج ۱۱ ص ۲۶۴) [۲]

ترجمہ: جب آپ کا عقیقہ نہ ہوا، تو آپ اپنا عقیقہ کرلیں، اگرچہ آپ (بچپن کے دور سے گزر کر) آدمی ہی کیوں نہ (ہوگئے) ہوں (ترجمہ ختم)

اس قسم کی مرفوع احادیث وروایات اور تابعین کے آثار کی روشنی میں جمہور فقہائے کرام نے فرمایا کہ ساتویں دن عقیقہ کرنا بہتر ہے، مگر ساتواں دن گزرنے سے عقیقہ کی حیثیت ختم نہیں ہوتی۔ [۳]

اب عقیقہ کے وقت سے متعلق چند مسائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ......: بچے کا عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن کرنا افضل ہے، اور پیدائش کا دن حساب میں شمار

---

[۱] (بخت) ... فيه (فأُتي بسارق قد سرق بُخْتِيَّةً) البُخْتِيَة: الأنثى من الجِمال البُخت والذكر بُخْتيٌّ وهي جِمال طِوَال الأعناق وتُجمع على بُخْتٍ وبَخَاتِيّ واللفظة معرّبة (النهاية في غريب الحديث والأثر، لابن الأثير الجزري، باب الباء مع الخاء)

[۲] وهذا إسناد حسن (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۲۷۲۶)

[۳] مذهبنا أن العقيقة لا تفوت بتأخيرها عن اليوم السابع وبه قال جمهور العلماء منهم عائشة وعطاء واسحاق وقال مالك تفوت (المجموع شرح المهذب للنووی ج۸ ص ۴۴۸، باب العقيقة)

کیا جاتا ہے، اور اگر کوئی بچہ سورج غروب ہونے کے بعد پیدا ہوا، تو وہ آنے والے دن کے تابع ہوتا ہے، یعنی یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ آنے والے دن میں پیدا ہوا۔

مثلاً کوئی بچہ جمعہ کا دن گزر کر سورج غروب ہونے کے بعد پیدا ہوا، تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ ہفتہ کے دن پیدا ہوا ہے، اور اس کا ساتواں دن جمعہ کا دن قرار دیا جائے گا، جس کا آغاز جمعرات کا دن گزر کر رات کو سورج غروب ہونے سے شروع ہوگا، اور جمعہ کے دن سورج غروب ہونے پر اس کا ساتواں دن ختم ہو جائے گا۔ [1]

مسئلہ......: عقیقہ کے لئے دن کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں، بلکہ دن میں جس وقت بھی عقیقہ کرلیا جائے، جائز ہے، گناہ نہیں، البتہ بعض حضرات نے فرمایا کہ جب سورج طلوع ہو کر مکروہ وقت نکل جائے، اور اشراق کا وقت شروع ہو جائے، اس وقت عقیقہ کا جانور ذبح کرنا افضل ہے۔ [2]

مسئلہ......: عقیقہ بچے کی پیدائش سے پہلے جائز نہیں، البتہ پیدائش کے بعد اور ساتویں دن سے پہلے کرنا جائز ہے، لیکن بہتر نہیں، کیونکہ اس میں ساتویں دن کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، اور اگر کوئی ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکے تو چودھویں دن یا اکیسویں دن کرے۔

---

[1] (وَتِلْکَ) أَیْ :الْعَقِیقَةُ أَیْ :فِعْلُهَا (فِی) یَوْمِ (سَابِعِهِ) مِنْ وِلَادَتِهِ أَحَبُّ مِنْهُ فِی غَیْرِهِ لِلْخَبَرِ السَّابِقِ فَیَدْخُلُ یَوْمُ وِلَادَتِهِ فِی الْحِسَابِ (شرح البهجة الوردية، بَابُ الْأُضْحِیَةِ)

(الثامنة) السنة ذبح العقيقة يوم السابع من الولادة وهل يحسب يوم الولادة من السبعة فيه وجهان حكاهما الشاشي وآخرون (أصحهما) يحسب فيذبح في السادس مما بعده (والثاني) لا يحسب فيذبح في السابع مما بعده وهو المنصوص في البويطي ولكن المذهب الاول وهو ظاهر الاحاديث *فان ولد في الليل حسب اليوم الذي يلي تلك الليلة بلا خلاف نص عليه في البويطي مع انه نص فيه أن لا يحسب اليوم الذي ولد فيه (المجموع شرح المهذب للنووي، ج۸ص ۴۳۱، باب العقيقة)

[2] وذبحها في اليوم السابع يسن والأولى فعلها صدر النهار عند طلوع الشمس بعد وقت الكراهة للتبرك بالبكور وليس من السبعة يوم الولادة خلافا للشيخين ولو ولد ليلا حسبت الذبيحة من صبيحته (الْعُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

(فرع) يستحب كون ذبح العقيقة في صدر النهار كذا نص عليه الشافعي في البويطي وتابعه الاصحاب (المجموع شرح المهذب للنووي، ج۸ص ۴۳۲، باب العقيقة)

اگران دنوں میں بھی نہ کرسکے تو پھراسی طرح سات سات کا اضافہ کرے، جب کرے ساتویں دن ہونے کالحاظ کرنا بہتر ہے۔

اوراس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہواس سے ایک دن پہلے عقیقہ کردے۔

مثلاً اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہوتو جمعرات کو عقیقہ کردے۔

اوراگر جمعرات کو پیدا ہوا ہوتو بدھ کو کرے، اس طرح جب بھی کرے گا وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔

اوراگراس کی بھی رعائت نہ کرے، تو پھر کسی بھی دن عقیقہ کیا جاسکتا ہے، اگر چہ فضیلت کم ہوتی چلی جائے گی۔ [1]

مسئلہ......: اگر کسی کو بچہ کی پیدائش کا دن یادنہیں تو اندازہ سے ساتواں دن نکال کر عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ......: اگرلڑکے کے ساتویں دن عقیقہ کرنے کی صورت میں ایک بکری، بھیڑ کی گنجائش تھی، اورایک جانور سے عقیقہ کردیا گیا، اور پھر بعد میں دوسرے جانور کی وسعت حاصل ہوگئی، تو عقیقہ

---

[1] ووقتها بعد تمام الولادة إلى البلوغ فلا يجزء قبلها (اَلْعُقُوْدُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

قال المصنف والاصحاب فلو ذبحها بعد السابع أو قبله وبعد الولادة اجزأه وان ذبحها قبل الولادة لم تجزه بلا خلاف بل تكون شاة لحم (المجموع شرح المهذب للنووى، ج۸ص ۴۳۱، باب العقيقة)

وهى أن يذبح شاة إذا أتى على الولد سبعة ايام (اَلْعُقُوْدُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

والسنة أن يكون ذلك فى اليوم السابع لما روت عائشة رضى الله عنها قالت (عق رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين عليهما السلام يوم السابع وسماهما وأمر أن يماط عن رؤسهما الاذى) فان قدمه على اليوم السابع أو اخره أجزأه لانه فعل ذلك بعد وجود السبب (المجموع شرح المهذب للنووى، ج۸ص۴۲۷، باب العقيقة)

وإن تجاوز أحدا وعشرين ، احتمل أن يستحب فى كل سابع ، فيجعله فى ثمانية وعشرين ، فإن لم يكن ، ففى خمسة وثلاثين ، وعلى هذا ، قياسا على ما قبله ، واحتمل أن يجوز فى كل وقت ؛ لأن هذا قضاء فائت ، فلم يتوقف ، كقضاء الأضحية وغيرها (المغنى لابن قدامة، تحت رقم المسئلة ۷۸۹۸، مسألة متى تذبح العقيقة)

کے لئے دوسرا جانور بعد میں ذبح کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ ۱

مسئلہ......: اگر کسی کا عقیقہ نہیں ہوا اور وہ بالغ ہو گیا تو بالغ ہونے کے بعد اس کو اپنا عقیقہ کرنا درست بلکہ افضل ہے، خواہ کتنی ہی عمر ہو گئی ہو۔ ۲

مسئلہ......: مختلف دنوں میں پیدا شدہ بچوں کا عقیقہ ایک ہی دن کیا جائے تو جائز ہے لیکن ساتویں دن کی رعایت سنت ہے۔

لہٰذا اس میں اس سنت کی رعائت کا ثواب حاصل نہ ہو سکے گا۔

---

۱ والحديث يحتمل أنه لبيان الجواز في الاكتفاء بالأقل أو دلالة على أنه لا يلزم من ذبح الشاتين أن يكون في يوم السابع فيمكن أنه ذبح عنه في يوم الولادة كبشا وفي السابع كبشا وبه يحصل الجمع بين الروايات أو عق النبي من عنده كبشا وأمر عليا أو فاطمة بكبش آخر فنسب إليه أنه عق كبشا على الحقيقة وكبشين مجازا والله أعلم (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح ، باب العقيقة)

۲ ويسن أن يعق عن نفسه من بلغ ولم يعق عنه(الْعُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

ثم إن الترمذي أجاز بها إلى يوم إحدى وعشرين .قلت :بل يجوز إلى أن يموت، لما رأيت في بعض الروايات أن النبي ﷺ عق عن نفسه بنفسه(فيض البارى شرح البخارى، كتاب العقيقة،باب إماطة الأذى عن الصبي في العقيقة)

وفي فصول العلامي المسمى بالكراهية والاستحسان في الفصل 36ويعق عنه في اليوم السابع من الولادة قال عليه الصلاة والسلام (العقيقة حق عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة) وقد (عق عن نفسه عليه السلام بعدما بعث نبيا) . (الْعُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

قال أصحابنا ولا تفوت بتأخيرها عن السبعة لكن يستحب أن لا يؤخر عن سن البلوغ * قال أبو عبد الله البوشيحي من أئمة أصحابنا ان لم تذبح في السابع ذبحت في الرابع عشر والا ففي الحادي والعشرين ثم هكذا في الاسابيع *وفيه وجه آخر انه إذا تكررت السبعة ثلاث مرات فات وقت الاختيار *قال الرافعي فان أخر حتى بلغ سقط حكمها في حق غير المولود وهو مخير في العقيقة عن نفسه قال واستحسن القفال والشاشي أن يفعلها للحديث المروي أن النبي ﷺ (عق عن نفسه بعد النبوة) ونقلوا عن نصه في البويطي أنه لا يفعله واستغربوه هذا كلام الرافعي *وقد رأيت أنا نصه في البويطي قال (ولا يعق عن كبير) هذا لفظه بحروفه نقله من نسخة معتمدة عن البويطي وليس هذا مخالفا لما سبق لان معناه (لا يعق عن البالغ غيره) وليس فيه نفي عقه عن نفسه (المجموع شرح المهذب للنووي، ج۸ص ۴۳۱، باب العقيقة)

مسئلہ……: جو بچہ ساتویں دن کے بعد عقیقہ سے پہلے فوت ہوگیا، تو اس کا عقیقہ کرنے نہ کرنے کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک اس کا بھی عقیقہ کر لینا بہتر ہے، تاکہ آخرت کے اعتبار سے مفید ہو، اور بعض کے نزدیک ضرورت نہیں۔

پس اگر کوئی عقیقہ کرلے، تو اس میں بھی گناہ نہیں، بلکہ ثواب کی امید ہے۔ [1]

مسئلہ……: جو بچہ فوت شدہ پیدا ہو، اس کا عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

عقیقہ کے جانور کے ذبح اور گوشت وغیرہ کے احکام

پہلے گزر چکا کہ عقیقہ کے جانور کے احکام قربانی کے جانور کی طرح ہیں، جس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ عقیقہ کے گوشت کا حکم بھی قربانی کے گوشت کی طرح ہے، کہ اس کو خود کھانا اور امیروں وغریبوں کو کھلانا درست ہے۔

البتہ احادیث میں عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑنے کا ذکر آیا ہے، یہ مستحب درجے کا عمل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

اَلسُّنَّةُ أَفْضَلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ تُقْطَعُ جُدُوْلًا وَلَا يُكْسَرُ لَهَا عَظْمٌ فَيَأْكُلُ وَيُطْعِمُ وَيَتَصَدَّقُ، وَلْيَكُنْ ذَاكَ يَوْمَ السَّابِعِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَفِيْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَفِي إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ "

(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۳) [2]

ترجمہ: عقیقہ سنت ہے، لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں افضل ہیں، اور لڑکی کی

---

[1] (فرع) لو مات المولود بعد اليوم السابع وبعد التمكن من الذبح فوجهان حكاهما الرافعى (أصحهما) يستحب ان يعق عنه (والثانى) يسقط بالموت(المجموع شرح المهذب للنووى، ج۸ص ۴۳۲، باب العقيقة)

فَلَوْ مَاتَ قَبْلَ سَابِعِهِ أَوْ بَعْدَهُ وَلَمْ تُفْعَلْ سُنَّ فِعْلُهَا بَعْدَ مَوْتِهِ ذَكَرَهُ فِي الْمَجْمُوعِ ، وَقَالَ فِي الْكِفَايَةِ مَذْهَبُنَا أَنَّهُ لَا يُسَنُّ وَيُسَنُّ ذَبْحُهَا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ(شرح البهجة الوردية، بَابُ الْأُضْحِيَّةِ)

[2] قال الحاكم : "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبى فى التلخيص :صحيح

طرف سے ایک بکری، اس (یعنی عقیقہ) کے اعضاء کاٹے جائیں گے، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا، اس کے گوشت کو خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے، اور صدقہ بھی کرے، اور یہ عقیقہ ساتویں دن کرنا چاہئے، اگر ساتویں دن نہ ہو، تو چودھویں دن، اور اگر چودھویں دن بھی نہ ہو، تو اکیسویں دن (ترجمہ ختم)

''عقیقہ کے جانور کے اعضاء کاٹے جائیں گے، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا'' کا مطلب یہ ہے کہ ہڈیوں کے جوڑ سے اعضاء کاٹ کر الگ الگ کر لئے جائیں گے، ان کی بوٹیاں وغیرہ بنالی جائیں گی، اور ہڈیوں کو توڑنا بہتر نہیں، اگرچہ کوئی گناہ بھی نہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اس روایت میں عقیقہ کے گوشت کے خود کھانے، دوسروں کو کھلانے اور صدقہ کرنے کا ذکر ہے، لہٰذا افضل یہ ہے کہ عقیقہ کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں، ایک خود اپنے اور اپنے گھر والوں کے کھانے کے لئے اور ایک حصہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لئے اور ایک حصہ غریبوں کے لئے رکھا جائے، مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

تُجْعَلُ جُدُوْلًا ، فَيُطْبَخُ ، فَيَأْكُلُ وَيُطْعِمُ .(مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۷۴۴، کتاب العقیقة، باب فی الْعَقِیقَةِ یُؤْکَلُ مِنْ لَحْمِهَا.)

ترجمہ: عقیقہ کے گوشت کے اعضاء کاٹ لئے جائیں گے (ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا) پھر پکا لیا جائے گا، پھر خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے (ترجمہ ختم)

اگرچہ عقیقہ کا گوشت پکائے بغیر بھی دوسروں کو دینا جائز ہے، مگر مذکورہ اور اس جیسی روایات کے پیشِ نظر پکا کر دوسروں کو دینا افضل ہے۔ [1]

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

تُطْبَخُ جُدُوْلًا ، وَلَا يُكْسَرُ مِنْهَا عَظْمٌ .(مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر

[1] مگر ہمارے یہاں آج کل پکا کر دوسروں کے یہاں بھیجنے کا رواج بہت کم ہے، بلکہ یا تو کچا بھیجنے کا رواج ہے، جس میں دوسرے کو پکانے کی زحمت دینا لازم آتا ہے، اور یا پھر گھر بلا کر کھلانے کا رواج ہے، جس میں بے جا تکلفات اور ہنگامے ہوتے ہیں۔

۲۴۷۴۶، کتاب العقیقة، باب مَنْ قَالَ لَا يُكْسَرُ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ.)

ترجمہ: عقیقہ کا گوشت اعضاء کاٹ کر پکالیا جائے گا، اور اس کی ہڈیوں کو توڑا نہیں جائے گا (ترجمہ ختم) ؎

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَقَالَتْ :عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ شَاتَيْنِ ذَبَحَهُمَا يَوْمَ السَّابِعِ وَسَمَّاهُمَا وَأَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رُءُ وْسِهِمَا الْأَذٰى قَالَتْ :فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذْبَحُوْا عَلٰى اِسْمِهٖ وَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَاِلَيْكَ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ فُلَانٍ قَالَتْ :وَكَانُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَخْضِبُوْنَ قُطْنَةً بِدَمِ يَوْمَ الْعَقِيْقَةِ فَإِذَا حَلَقُوْا الصَّبِيَّ وَضَعُوْهَا عَلٰى رَأْسِهٖ فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّجْعَلُوْا مَكَانَ الدَّمِ خَلُوْقًا (النفقة على العيال لابن ابى الدنيا حديث نمبر ۴۱، بسند حسن، واللفظ لهٗ، مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۷۹۶۳، باب العقيقة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریوں سے، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری سے عقیقہ کیا جائے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا دو بکریوں سے عقیقہ فرمایا، جن کو ساتویں دن ذبح کیا، اور ان کا نام رکھا، اور ان کے سروں سے بالوں کو دور کرنے (یعنی مونڈنے) کا حکم فرمایا۔

؎ قوله " :جدولا "أى :أعضاء، والجدل :العضو بفتح الجيم(شرح السنة للبغوى، ج ۱۱ ص ۲۶۸)

وفى حديث عائشة رضى الله عنها (الْعَقِيقَةُ تُقْطَع جُدُولاً ولا يُكْسَر لها عَظْم) الجُدُول جَمْعُ جَدْل بالكسر والفتح وهو العضو(النهاية فى غريب الاثر، باب الجيم مع الدال)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کے نام پر ذبح کرو، اور یوں کہو کہ یا اللہ یہ آپ کی طرف سے ہے اور آپ کے لئے فلانے کا عقیقہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ عقیقہ کے دن خون سے روئی کو رنگتے تھے، پھر جب بچے کے بال منڈواتے، تو اس روئی کو بچے کے سر پر رکھ دیتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ خون کی جگہ خوشبو رکھیں (ترجمہ ختم)

عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہ فلاں کا عقیقہ ہے، البتہ اگر زبان سے بھی کہہ دیا جائے، تو حرج نہیں، اور مناسب یہ ہے کہ یہ الفاظ کہ ''یہ فلاں کا عقیقہ ہے'' پہلے کہے، اور اس کے بعد ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کہہ کر ذبح کرے۔ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بِكَبْشٍ كَبْشٍ قَالَ جَابِرٌ :وَفِي الْعَقِيقَةِ تُقْطَعُ أَعْضَاءً وَيُطْبَخُ بِمَاءٍ وَّمِلْحٍ ثُمَّ يُبْعَثُ بِهٖ إِلَى الْجِيْرَانِ فَيُقَالُ :هٰذَا عَقِيقَةُ فُلَانٍ قَالَ :أَبُو الزُّبَيْرِ :فَقُلْتُ لِجَابِرٍ :أَيُضَعُ فِيْهِ خَلًّا ؟ قَالَ :نَعَمْ هُوَ أَطْيَبُ لَهٗ (النفقة على العيال لابن أبي الدنيا حديث نمبر ٤٦) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کے ساتھ عقیقہ فرمایا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عقیقہ کے جانور کے اعضاء کاٹے جائیں

---

[1] عَنْ سَعِيدٍ ، قَالَ :سُئِلَ قَتَادَةُ :كَيْفَ تُنْحَرُ الْعَقِيقَةُ ؟ قَالَ :يَسْتَقْبِلُ بِهَا الْقِبْلَةَ ، ثُمَّ يَضَعُ الشَّفْرَةَ عَلَى حَلْقِهَا ، ثُمَّ يَقُولُ :اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ ، عَقِيقَةُ فُلَانٍ ، بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، ثُمَّ يَذْبَحُهَا (مصنف ابن أبي شيبة حديث نمبر ٢٤٧٥٤)

[2] حديث صحيح وأبو الزبير وإن كان مدلسا إلا أنه صرح بسماعه من جابر كما في آخر الرواية وبهذا يزول العرد د الذي وقع للشيخ الألباني في تصحيح هذا الحديث لعلة التدليس هذه

گے (ہڈیاں نہیں توڑی جائیں گی) اور پانی اور نمک کے ساتھ (سالن) پکالیا جائے گا، پھر پڑوسیوں کی طرف بھی بھیجا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ یہ فلانے کا عقیقہ ہے۔

حضرت ابوالزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا، کہ کیا اس میں سرکہ ڈالا جائے گا، تو فرمایا کہ جی ہاں، وہ اس کے لئے زیادہ مزیدار ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر مصالحہ کے ساتھ سالن تیار کر کے پڑوسیوں وغیرہ کے گھر بھیج دیا جائے، تو یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ کے گوشت کا سالن پکا کر پڑوسیوں وغیرہ کو بھیجنا افضل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَ " زِنِىْ شَعْرَ الْحُسَيْنِ وَتَصَدَّقِىْ بِوَزْنِهٖ فِضَّةً، وَأَعْطِى الْقَابِلَةَ رِجْلَ الْعَقِيْقَةِ "

(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۸۱۵) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ حکم فرمایا کہ حُسین کے بالوں کا وزن کریں، اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دیں، اور دائی کو عقیقہ کا پایہ دے دیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت جعفر صادق اپنے والد، حضرت محمد بن علی باقر سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :فِى الْعَقِيْقَةِ الَّتِىْ عَقَّتْهَا فَاطِمَةُ عَنِ

---

[1] قال ابن الملقن:

قَالَ الْحَاكِم :هَـٰذَا حَـدِيـث صَحِيح الإِسْنَاد ذكره فِي مَنَاقِب الْحُسَيْن وَفِي صِحَّته نظر ؛ فَإِن ابْن الْمَدِينِيّ قَالَ فِي حق الْحُسَيْن بن زيد :إِنَّه ضَعِيف - .وَقَالَ أَبُو حَاتِم - :تعرف وتنكر .وَقَالَ ابْن عدي :وجدت فِي حَدِيثه بعض النكرَة ، وَأَرْجُو أَنه لَا بَأْس بِهِ .ثمَّ قَالَ الْبَيْهَقِيّ :هَـكَذَا فِي هَذِه الرِّوَايَة ، وَرَوَى الحميدِي عَن الْحُسَيْن بن زيد ، عَن جَعْفَر بن مُحَمَّد ، عَن أَبِيه أَن عَلّي بن ابي طَالب اعطى الْقَابِلَة رجل الْعَقِيقَة قَالَ :وَرَوَاهُ حَفْص بن غياث ، عَن جَعْفَر بن مُحَمَّد ، عَن أَبِيه ، عَن النَّبِي -صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلم -مُرْسلا فِي أَن يبعثوا إِلَى الْقَابِلَة مِنْهَا بِرِجْل (البدر المنير ، كتاب العقيقة ، الحديث الثامن)

الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ : اَنْ تَبْعَثُوا إِلَى الْقَابِلَةِ مِنْهَا بِرِجْلٍ ، وَكُلُوْا وَأَطْعِمُوْا وَلَا تَكْسِرُوْا مِنْهَا عَظْمًا (مراسیل ابی داؤد حدیث نمبر ۳۵۶، واللفظ لہ، مصنف ابن ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۵، باب من قال لایکسر للعقیقۃ عظم)

ترجمہ: نبی ﷺ نے اس عقیقہ کے بارے میں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے کیا تھا، یہ فرمایا تھا کہ اس میں سے ایک پایہ دائی کو بھیج دو، اور عقیقہ کے گوشت کو خود کھاؤ، اور دوسروں کو کھلاؤ، اور اس کی ہڈی کو نہ توڑو (ترجمہ ختم)

اس قسم کی روایات کے پیشِ نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ عقیقہ کے جانور کی ایک ٹانگ دائی کو دینا افضل ہے، مگر ضروری نہیں۔

حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ:

عَنِ الْحَسَنِ ، وَابْنِ سِيرِيْنَ ؛ اَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهَانِ مِنَ الْعَقِيْقَةِ مَا يَكْرَهَانِ مِنَ الْأُضْحِيَّةِ ، قَالَ : وَهِيَ عِنْدَهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْأُضْحِيَّةِ ، يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ (مصنف ابن ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۳، کتاب العقیقۃ، باب فِي الْعَقِيقَةِ يُؤْكَلُ مِنْ لَحْمِهَا.)

ترجمہ: حضرت حسن اور ابنِ سیرین دونوں عقیقہ میں ان چیزوں کو مکروہ سمجھا کرتے تھے، جن چیزوں کو قربانی میں مکروہ سمجھا کرتے تھے، حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ عقیقہ (کا گوشت) ان حضرات کے نزدیک قربانی کے درجے میں ہے، خود بھی کھائے، اور دوسروں کو بھی کھلائے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ عقیقہ کے جانور اور اس کے گوشت کے اکثر احکام قربانی کے جانور اور اس کے گوشت کی طرح کے ہیں۔

اور حضرت ہشام ہی فرماتے ہیں کہ:

عَنِ الْحَسَنِ ، وَمُحَمَّدٍ ؛ اَنَّهُمَا كَرِهَا أَنْ يُلَطَّخَ رَأْسُ الصَّبِيِّ بِشَيْءٍ مِنْ

دَمِ الْعَقِيْقَةِ ، وَقَالَ الْحَسَنُ :اَلدَّمُ رِجْسٌ (مصنف ابن ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۹، کتاب العقیقۃ،باب مَنْ قَالَ لاَ يُكْسَرُ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ.)

ترجمہ: حضرت حسن اور محمد بن سیرین دونوں اس بات کو مکروہ سمجھا کرتے تھے کہ عقیقہ کے جانور کا خون بچے کے سر پر لگایا جائے، اور حضرت حسن نے فرمایا کہ خون ناپاک ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ بچہ کے سر پر جانور کا خون مَلنا اور لگانا منع ہے، کیونکہ وہ ناپاک چیز اور زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔

اور حضرت ابنِ ابی ذئب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زہری سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

لاَ تُكْسَرُ عِظَامُهَا وَرَأْسُهَا ، وَلاَ يُمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِّنْ دَمِهَا (مصنف ابن ابی شیبۃ،حدیث نمبر ۲۴۷۴۷، کتاب العقیقۃ،باب مَنْ قَالَ لاَ يُكْسَرُ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ.)

ترجمہ: عقیقہ کی ہڈیوں کو اور سر کو نہیں توڑا جائے گا، اور بچے کو عقیقہ کے جانور کا خون نہیں لگایا جائے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ:

كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ لَّا يُكْسَرَ لِلْعَقِيْقَةِ عَظْمٌ.(مصنف ابن ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۴۷۴۸، کتاب العقیقۃ،باب مَنْ قَالَ لاَ يُكْسَرُ لِلْعَقِيقَةِ عَظْمٌ.)

ترجمہ: صحابۂ کرام وتابعین اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ عقیقہ کی ہڈیوں کو توڑا نہ جائے (ترجمہ ختم)

یعنی عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کو نہ توڑنا مستحب درجہ کا عمل ہے۔

احادیث وروایات کے بعد اب اس موضوع سے متعلق مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ......: عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت عقیقہ کی نیت کرنا ضروری ہے، اور نیت دل میں ہوتی ہے، زبان سے اس کے الفاظ کہنا ضروری نہیں، البتہ زبان سے یہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَاِلَیْکَ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ فُـلَانٍ

فلان کی جگہ بچے کا نام لیا جائے۔ [1]

اور اگر کوئی یہ دعا پڑھے بغیر صرف تکبیر پڑھ کر عقیقہ کی نیت سے جانور ذبح کر دے، تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ......: بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کا جانور بچے کا والد خود ذبح کرے اگر وہ ذبح کرنا جانتا ہو ورنہ دوسرا کوئی قریبی رشتہ دار جیسے دادا چچا وغیرہ اور اگر کسی دوسرے سے ذبح کرالیا جائے، تو بھی گناہ نہیں۔

مسئلہ......: اگر بچہ کسی اور جگہ ہے اور اس کے عقیقہ کا جانور کسی دوسری جگہ ذبح کرایا جائے تو یہ جائز ہے۔

اسی طرح کسی دوسرے شخص کو اپنے بچے کے عقیقہ کرنے کا وکیل ونمائندہ بنانا بھی جائز ہے۔ [2]

مسئلہ......: عقیقہ کے گوشت کا وہی حکم ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے، یعنی اس کا سارا گوشت خود

---

[1] ویسن أن یقول الذابح بسم اللہ واللہ أکبر اللھم لک والیک عقیقۃ فلان لخبر ورد ویکرہ لطخ رأس المولود من دمھا ویندب تسمیۃ المذبوح للمولود نسیکۃ أو ذبیحۃ لا عقیقۃ فیکرہ ویدل لہ خبر ابی داود وھو حسن (أنہ ﷺ قال للسائل عنھا لا یحب اللہ العقوق) وفی روایۃ (لا أحب للہ العقوق) . اھـ (اَلْعُقُوْدُ الدُّرِّیَّۃُ فِی تَنْقِیحِ الْفَتَاوَی الْحَامِدِیَّۃِ، کتاب الذبائح ، باب العقیقۃ)

والمستحب أن یسمی اللہ تعالی ویقول اللھم لک والیک عقیقۃ فلان .... ویشترط أن ینوی عند ذبحھا أنھا عقیقۃ کما قلنا فی الاضحیۃ (المجموع شرح المھذب للنووی، باب العقیقۃ)

[2] فی فتاوی العلامۃ الشیخ محمد بن سلیمان الکردی محشی شرح ابن حجر علی المختصر ما نصہ :(سئل) رحمہ اللہ تعالی :جرت عادۃ أھل بلد جاوی علی توکیل من یشتری لھم النعم فی مکۃ للعقیقۃ أو الاضحیۃ ویذبحہ فی مکۃ، والحال أن من یعق أو یضحی عنہ فی بلد جاوی فھل یصح ذلک أو لا ؟ أفتونا.

(الجواب) نعم، یصح ذلک، ویجوز التوکیل فی شراء الاضحیۃ والعقیقۃ وفی ذبحھا، ولو ببلد غیر بلد المضحی والعاق کما أطلقوہ فقد صرح أئمتنا بجواز توکیل من تحل ذبیحتہ فی ذبح الاضحیۃ، وصرحوا بجواز التوکیل أو الوصیۃ فی شراء النعم وذبحھا، وأنہ یستحب حضور المضحی أضحیتہ .ولا یجب. وألحقوا العقیقۃ فی الاحکام بالاضحیۃ، إلا ما استثنی، ولیس ھذا مما استثنوہ، فیکون حکمہ حکم الاضحیۃ فی ذلک (إعانۃ الطالبین، البکری الدمیاطی ج ۲ ص ۳۸۱)

کھانا اور اپنے پاس رکھ لینا بھی جائز ہے، اور امیروں کو کھلا دینا بھی جائز ہے، اور سارا گوشت غریبوں کو صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔

البتہ بہتر یہ ہے کہ تین حصے کر کے ایک حصہ غریبوں کو دے دے، ایک حصہ اپنے گھر میں رکھ لے ایک حصہ رشتہ دار، دوستوں و پڑوسیوں میں تقسیم کردے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیقہ کا گوشت بچے کی ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔ [1]

مسئلہ......: عقیقہ کا گوشت غریبوں اور رشتہ داروں وغیرہ کو چاہے کچا دے دے، یا پکا کردے، دونوں طرح جائز ہے، البتہ پکا کر بھیجنے کو بہت سے حضرات نے روایات کے پیشِ نظر زیادہ افضل قرار دیا ہے۔

اور اپنے یہاں دوسروں کو بلا کر کھلانا بھی جائز ہے، جبکہ سادگی کے ساتھ اور رسم ورواج کے بغیر ہو۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ عقیقہ کے گوشت کے لئے دعوت کا سماں بنانا سلف سے ثابت نہیں، بلکہ روایات سے دوسروں کے گھر بھیجنے کا مستحب ہونا ثابت ہے (جیسا کہ گزرا) اور گھر بلانے اور جمع کرنے میں فخر وتفاخر کا بھی خوف ہے، اس لئے افضل یہ ہے کہ دعوت کے بجائے دوسروں کو اپنے اپنے مقام پر بھیج دے، اور جو افراد گھر میں ہیں، وہ گھر میں کھالیں۔

بعض حضرات نے عقیقہ کے جانور کی ایک ٹانگ دائی کو دینا مستحب قرار دیا ہے۔

---

[1] قَوْلُهُ وَالسُّنَّةُ أَنْ يَأْكُلَ ثُلُثَهَا وَيُهْدِيَ ثُلُثَهَا وَيَتَصَدَّقَ بِثُلُثِهَا وَإِنْ أَكَلَ أَكْثَرَ جَازَ هذا الْمَذْهَبُ نَصَّ عليه وَعَلَيْهِ جَمَاهِيرُ الْأَصْحَابِ وَقَطَعَ بِهِ كَثِيرٌ منهم (الإنصاف فى معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل، بَابُ الْهَدْيِ وَالْأَضَاحِيِّ)

ويستحب أن يأكل منها ويهدى ويتصدق لحديث عائشة ولانه إراقة دم مستحب فكان حكمها ما ذكرناه كالاضحية (المجموع شرح المهذب للنووى، ج۸ص۴۲۷، باب العقيقة)

(العاشرة) قال أصحابنا حكم العقيقة فى التصدق منها والاكل والهدية والادخار وقدر المأكول وامتناع البيع وتعين الشاة إذا عينت للعقيقة كما ذكرنا فى الاضحية سواء لا فرق بينهما *وحكى الرافعى وجها أنه إذا جوزنا العقيقة بما دون الجذعة لم يجب التصدق وجاز تخصيص الاغنياء بها والله أعلم (المجموع شرح المهذب للنووى، ج۸ص۴۳۲، باب العقيقة)

مگر یاد رہے کہ ایسا کرنا ضروری نہیں، اوراس کو بہت سے لوگ ضروری سمجھتے ہیں، جو کہ غلط ہے۔[1]

[1] نیز بہت سے فقہاء نے فرمایا کہ بچے میں اچھے اخلاق پیدا ہونے کی نیک فالی کی غرض سے کچھ گوشت میٹھا کر کے پکانا افضل ہے۔

وحكمها كأحكام الأضحية إلا أنه يسن طبخها ويحلو تفاؤلا بحلاوة أخلاق المولود وحمل لحمها مطبوخا للفقراء ولا بأس بندبهم إليها وتعطى القابلة رجلها لأمره عليه الصلاة والسلام فاطمة رضي الله عنها بإعطائها إياها واليمنى أولى ولا يكسر عظمها، وإن كسر لم يكره (الْعُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح، باب العقيقة)

ويأكل ويطعم ويتصدق وذلك يوم السابع ولانه أول ذبيحة فاستحب أن لا يكسر عظم تفاؤلا بسلامة أعضائه ويستحب أن يطبخ من لحمها طبيخا حلوا تفاؤلا بحلاوة أخلاقه ويستحب أن يأكل منها ويهدى ويتصدق لحديث عائشة ولانه إراقة دم مستحب فكان حكمها ما ذكرناه كالاضحية (المهذب، باب العقيقة)

وفي شرحه:

(السابعة) قال جمهور أصحابنا يستحب أن لا يتصدق بلحمها نيئًا بل يطبخه ......والمذهب الاول وهو أنه يستحب طبخه.............قال أصحابنا والتصدق بلحمها ومرقها على المساكين بالبعث إليهم أفضل من الدعاء إليها ولو دعا إليها قوما جاز ولو فرق بعضها ودعا ناسا إلى بعضها جاز (المجموع شرح المهذب للنووي، باب العقيقة)

وكره عملها وليمة (ش) أي يكره أن يدعى الناس لها لمخالفة السلف وخوف المباهاة والمفاخرة بل تطبخ ويأكل منها أهل البيت والجيران والغني والفقير ولا بأس بالإطعام من لحمها نيئا ويطعم الناس في مواضعهم (شرح مختصر خليل للخرشي، باب العقيقة)

(وكره عملها) أي العقيقة كلها أو بعضها (وليمة) لاجتماع الناس عليها بل تطبخ ويأكل منها أهل البيت والجيران والأغنياء والفقراء، ويطعم الناس منها وهم في مواضعهم (منح الجليل شرح مختصر الخليل ،باب في الضحية والعقيقة)

و يكون منه أي الطبخ شيء بحلو تفاؤلا بحلاوة اخلاقه (شرح منتهى الارادات،فصل و العقيقة الذبيحة عن المولود)

(وطبخها أفضل من إخراجها نيئا) نصا (ويكون منه) أي :الطبخ (شيء بحلو) تفاؤلا بحلاوة أخلاقه (مطالب اولي النهىٰ ،باب الهدي والأضاحي والعقيقة وما يتعلق بها)

وقوله فتعطى نيئة للقابلة أي على سبيل الندب وإلا لو أعطيت لها مطبوخة لكفى لما تقدم من أنه مخير بين التصدق بالمطبوخ وبالنيء وبالبعض والبعض اهـ وإرسالها مع مرقها على وجه التصدق للفقراء أكمل من دعائهم إليها (حاشية الجمل، كتاب الاضحية، فصل في العقيقة)

ويستثنى من ذلك ما يعطى للقابلة، فإن السنة أن يكون نيئا، والافضل كونه الرجل اليمنى ......والحكمة في ذلك التفاؤل بأن المولود يعيش، ويمشي على رجله (اعانة الطالبين، ج۲ ص ۳۸۲)

بعض لوگ عقیقہ کے لئے بڑی ہنگامہ آرائی کرتے ہیں بعض اوقات عقیقہ کے کھانے پر بے پردہ عورتوں کا نامحرم مَردوں کے ساتھ مخلوط اجتماع ہوتا ہے، بے پردگی کا سماں ہوتا ہے، تصویر سازی کا گناہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ عقیقہ میں فضول خرچی بہت کرتے ہیں، غیر ضروری روشنی اور لائٹنگ کا انتظام کیا جاتا ہے، اور بے شمار کھانوں کی ڈشوں کا بندوبست کیا جاتا ہے، جس میں عقیقہ کے گوشت کی نسبت تو آٹے میں نمک کے برابر ہوتی ہے، اور اس میں عموماً اپنی بڑائی اور نمود ونمائش پیش نظر ہوتی ہے۔

اس طرح کی ہنگامہ رائی، رسم اور نمائش بازی کرنا جائز نہیں، سراسر گناہ ہے۔

مسئلہ......: بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کے گوشت کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں، اور جوڑوں سے کاٹ کر اعضاء الگ الگ کرلئے جائیں، اور اس کی وجہ بچہ کے اعضاء کی سلامتی کے لئے نیک فال ہونا ہے۔

مگر یاد رہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کو نہ توڑنا صرف مستحب درجے کا عمل ہے، اور اس کی خلاف ورزی سے عقیقہ میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی، اور نہ ہی عقیقہ کے گوشت کا کھانا ممنوع یا مکروہ ہوتا ہے۔ [1]

---

[1] والمستحب أن يفصل أعضاء ها ولا يكسر عظمها لما روى عن عائشة رضى الله عنها أنها قالت (السنة شاتان مكافئتان عن الغلام وعن الجارية شاة تطبخ جدولا ولا يكسر عظم) ويأكل ويطعم ويتصدق وذلك يوم السابع ولانه أول ذبيحة فاستحب أن لا يكسر عظم تفاؤلا بسلامة أعضائه (المجموع شرح المهذب للنووى، ج۸ص۴۲۷، باب العقيقة)

(الخامسة) يستحب أن تفصل اعضاؤها ولا يكسر شيء من عظامها لما ذكره المصنف فان كسر فهو خلاف الاولى *وهل هو مكروه كراهة تنزيه فيه وجهان (أصحهما) لا لانه لم يثبت فيه نهى مقصود (المجموع شرح المهذب للنووى، ج۸ص۴۳۰، باب العقيقة)

(قوله: ولا يكسر عظم) اى ويندب أن لا يكسر عظمها ما أمكن، سواء العاق والآكل، تفاؤلا بسلامة أعضاء الولد، فإن فعل ذلك لم يكره، لكنه خلاف الاولى (إعانة الطالبين، البكرى الدمياطى ج ۲ ص ۳۸۲)

والمستحب أن يفصل لحمها ولا يكسر عظمها تفاؤلا بسلامة أعضاء الولد ويأكل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ......: جس طرح قربانی کا گوشت اور ہڈیاں وغیرہ بیچنا منع ہے، اسی طرح عقیقہ کا گوشت اور ہڈیاں وغیرہ فروخت کرنا بھی منع ہے۔قصاب وغیرہ کو اُجرت میں دینا بھی جائز نہیں۔

اور عقیقہ کی کھال کا بھی وہی حکم ہے جو قربانی کے جانور کی کھال کا ہے، کہ اس کو خود رکھ کر (مصلے وغیرہ کے طور پر) استعمال کرنا اور کسی دوسرے کو صدقہ وغیرہ کرنا جائز ہے، البتہ اس کو بیچ کر اس کی رقم کو خود رکھنا جائز نہیں، بلکہ صدقہ کرنا ضروری ہے (امداد المفتین صفحہ ۹۶۸)

مسئلہ......: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب تک کسی کا عقیقہ نہیں ہوا تو وہ قربانی نہیں کرسکتا یہ بات غلط ہے۔

مسئلہ......: بعض لوگ صرف عقیقہ کردینے کو بچہ کے پورے حق یا اپنی ذمہ داری کی ادائیگی سمجھتے ہیں۔

اس طرح بعض لوگ عقیقہ کر کے سمجھتے ہیں کہ اب بچہ ہر قسم کی الابلا اور نحوستوں سے محفوظ ہوگیا اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

حالانکہ اولاد کی شریعت کے مطابق تعلیم وتربیت بھی والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں میں داخل ہے، اور اس سے غفلت اختیار کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ......: بعض علاقوں میں یہ رسم ہے کہ اگر ان کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہو، تو وہ اس کے سر کے بال مخصوص جگہ پر اترواتے ہیں، اور بکرے کی قربانی بھی وہیں جا کر کرتے ہیں، اور لڑکا پیدا ہونے کے بعد کئی ماہ تک اس کے سر کے بال اتروانے سے پہلے لڑکے کی ماں پر گوشت کو حرام سمجھتے ہیں،

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ويطعم ويتصدق .ا هـ .(العُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

"وينزعها أعضاء "أى :يقطع كل عضو من مفصله تفاؤلا بسلامة أعضاء المولود "ولا يكسر عظمها(المبدع شرح المقنع،باب الهدى والأضاحى)

(وأن لا يكسر عظمها) تفاؤلا بسلامة أعضاء الولد، فإن كسر فخلاف الاولى (فتح الوهاب،لزكريا الأنصارى ،فصل فى العقيقة)

ولا يكسر عظمها ، وإن كسر لم يكره (العُقُودُ الدُّرِّيَّةُ فِي تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

پھر کسی دن مرد اور عورتیں ڈھول کے ساتھ جا کر اس جگہ بچے کے بال اتروا دیتے ہیں، اور بکرے کو ذبح کر کے وہاں ہی اس کا گوشت پکا کر کھاتے ہیں۔

یہ ایک ہندوانہ رسم ہے، جو ہندوؤں کے ساتھ ایک عرصہ تک رہنے کی وجہ سے مسلمانوں میں آ گئی ہے، اور اس میں عقیدے کی بھی خرابی شامل ہے۔

چنانچہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ بچہ فلاں بزرگ نے دیا ہے، اس لئے وہ اس بزرگ کے مزار پر نیاز چڑھانے کی منت مانتے ہیں، اور منت پوری کرنے کے لئے اس مزار پر جا کر بچے کے بال اتارتے ہیں، اور وہاں قربانی کرتے ہیں۔

یہ رسم اور طرزِ عمل انتہائی غلط اور قابلِ اصلاح ہے، اور اس سے ایمان میں فساد و بگاڑ کا اندیشہ ہے۔



پانچواں باب

بال مُنڈانے اوران کے عوض صدقہ کے فضائل واحکام

نومولود سے متعلق پانچواں عمل یہ ہے کہ اس کے سر کے پیدائشی بال مونڈ کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی یا اس کی مالیت صدقہ کردی جائے۔

اوراگر حیثیت ہوتو سونے کی مالیت کے وزن سے صدقہ کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔

صدقہ بلاؤں کو دفع کرتا ہے، اوراس کے مختلف فضائل وفوائد ہیں، بالوں کے عوض صدقہ سے بچے کے سر سے رہی سہی بلاؤں کا بھی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ [1]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ ذَبَحْنَا عَنْهُ شَاةً وَحَلَقْنَا رَأْسَهُ وَلَطَخْنَا رَأْسَهُ بِدَمِهَا، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ كُنَّا إِذَا وُلِدَ لَنَا غُلَامٌ ذَبَحْنَا عَنْهُ شَاةً وَحَلَقْنَا رَأْسَهُ وَلَطَخْنَا رَأْسَهُ بِزَعْفَرَانٍ "(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۷۰۲، واللفظ لہ، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۴۵، کتاب الضحایا، باب فی العقیقۃ، سنن البیھقی حدیث نمبر ۱۹۷۶۶) [2]

ترجمہ: ہم جاہلیت کے زمانے میں بچے کی ولادت پر اس کی طرف سے بکری ذبح کیا کرتے تھے، اوراس کا سر مونڈا کرتے تھے، اوراس کے سر پر ذبح شدہ بکری کا خون مَلا کرتے تھے، جب اسلام آگیا تو پھر ہم (رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق) بچے کے پیدا ہونے پر اس کی طرف سے بکری ذبح کیا کرتے تھے، اوراس کا سر منڈاتے تھے،

---

[1] وَالرَّابِعَةُ أَنْ يَحْلِقَ عَقِيقَتَهُ وَهُوَ شَعَرُ رَأْسِهِ الَّذِي وُلِدَ بِهِ (شعب الایمان للبیھقی، السَّبْعُونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

[2] قال الحاکم: "هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

وقال الذھبی فی التلخیص: صحیح علی شرط البخاری ومسلم

اور اس کے سر پر زعفران مَلا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کے سر پر عقیقہ کے ذبح شدہ جانور کا خون مَلنا زمانۂ جاہلیت کا طریقہ ہے، جس کو شریعت نے ختم کر دیا ہے، اور اس کی جگہ سر پر زعفران مَلنے کے عمل کو مقرر کر دیا ہے۔ [1]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا عَقُّوْا عَنِ الصَّبِيِّ خَضَبُوْا قُطْنَةً بِدَمِ الْعَقِيْقَةِ ، فَإِذَا حَلَقُوْا رَأْسَ الصَّبِيِّ وَضَعُوْهَا عَلٰى رَأْسِهٖ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِجْعَلُوْا مَكَانَ الدَّمِ خَلُوْقًا (صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۳۰۸، باب العقیقة، ذکر الأمر لمن عق عن ولده أن يحلق رأسه في ذلك اليوم بعد الحلق ، واللفظ له، موارد الظمآن ج ا ص ۲۶۱) [2]

ترجمہ: زمانۂ جاہلیت میں لوگ جب بچے کا عقیقہ کرتے، تو عقیقہ کے جانور کے خون میں روئی کو رنگ لیا کرتے تھے، پھر جب بچے کے بال منڈواتے، تو اس روئی کو بچے

---

[1] فلما جاء الإسلام كنا نذبح الشاة أي جنسها الشامل للاثنين والواحد يوم السابع ونحلق رأسه ونلطخه بفتح الطاء بزعفران أي بعد غسله تطييبا بعد التطهير وفي القاموس الزعفران معروف وإذا كان في بيت لا يدخله سام أبرص (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح)

عن عائشة قالت كانوا في الجاهلية إذا عقوا عن الصبي خضبوا قطنة بدم العقيقة فإذا حلقوا رأس الصبي وضعوها على رأسه فقال النبي ﷺ اجعلوا مكان الدم خلوقا زاد أبو الشيخ ونهى أن يمس رأس المولود بدم وأخرج ابن ماجة من رواية أيوب بن موسى عن يزيد بن عبد الله المزني أن النبي ﷺ قال يعق عن الغلام ولا يمس رأسه بدم وهذا مرسل فإن يزيد لا صحبة له وقد أخرجه البزار من هذا الوجه فقال عن يزيد بن عبد الله المزني عن أبيه عن النبي ﷺ ومع ذلك فقالوا انه مرسل ولأبي داود والحاكم من حديث عبد الله بن بريدة عن أبيه قال كنا في الجاهلية فذكر نحو حديث عائشة ولم يصرح برفعه قال فلما جاء الله بالإسلام كنا نذبح شاة ونحلق رأسه ونلطخه بزعفران وهذا شاهد لحديث عائشة ولهذا كره الجمهور التدمية (فتح الباري لابن حجر، باب إماطة الأذى عن الصبي)

[2] قال شعيب الأرنؤوط :إسناده صحيح

کے سر پر رکھ دیتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خون کی جگہ خوشبو رکھو (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زعفران کے علاوہ کوئی دوسری خوشبو بھی بچہ کے سر پر ملنا درست ہے، اور خون ملنا جائز نہیں۔

اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَتْ فَاطِمَةُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، أَلا أَعُقُّ عَنِ ابْنِيْ دَمًا ، قَالَ :لَا اَحْلِقِيْ رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِيْ بِوَزْنِهٖ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ أَوَالِيْ مِنْ وَرِقٍ ، أَوْ فِضَّةٍ (مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر ۲۴۲۷۱ کتاب العقیقۃ، باب فی العقیقۃ :من رآھا)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ کیا میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر کے اوپر عقیقہ کا خون نہ مَل دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ آپ ان کے سر کے بال مونڈیں اور ان کے وزن کے برابر غریبوں پر چاندی کے سکے یا چاندی صدقہ کردیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ زمانۂ جاہلیت میں عقیقہ نام جانور ذبح کر کے اس کا خون نومولود کے سر پر لگانے کا تھا، جس کو اسلام نے منسوخ قرار دے دیا۔

اور اس کے بجائے بالوں کے وزن کے برابر صدقہ کا حکم فرمایا، نیز خون کی جگہ زعفران اور خوشبو لگانے کو نعم البدل ٹھہرایا۔

اور بعض روایات میں حضور ﷺ کا ارشاد اس طرح سے مروی ہے۔

اَحْلِقِيْ رَأْسَهُ ثُمَّ تَصَدَّقِيْ بِوَزْنِ شَعْرِهٖ مِنْ فِضَّةٍ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ أَوِ الْأَوْفَاضِ ، وَكَانَ الْأَوْفَاضُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجِيْنَ فِي الْمَسْجِدِ، أَوْ فِي الصُّفَّةِ......فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، قَالَتْ : فَلَمَّا وَلَدْتُ حُسَيْنًا فَعَلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۱۸۳ واللفظ لہ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۹۱۲، سنن البیھقی حدیث نمبر ۱۹۷۷۷)

ترجمہ: آپ ان کے سر کے بال مونڈیں، پھر ان کے بالوں کے وزن کے برابر

چاندی، مساکین یا اوفاض پر صدقہ کردیں، اور اوفاض رسول اللہ ﷺ کے بعض ایسے صحابۂ کرام تھے، جو مسجد میں یا صفہ نام کے تعلیمی چبوترے میں ہوتے تھے (پھر اس روایت کے آخر میں ہے کہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اسی طرح عمل کیا، پھر جب حضرت حسین کی ولادت ہوئی، تب بھی یہی عمل کیا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی کا ضرورت مند نیک اور طالبانِ علمِ دین پر صدقہ کرنا افضل ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

عَقَّ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ احْلِقِيْ رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهِ فِضَّةً قَالَ فَوَزَنَتْهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ (ترمذی حدیث نمبر ۱۴۳۹، ابواب الاضاحی، باب العقیقة بشاة، واللفظ له،مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۲۴۲۱۶، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۶) ؎١

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کی طرف سے بکری کے ساتھ عقیقہ فرمایا، اور فرمایا کہ اے فاطمہ اس کے سر کو مونڈ دو، اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کردو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا وزن کیا، تو اس کا وزن ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا (ترجمہ ختم) ؎٢

؎١ قال الترمذی:
هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ (ترمذی)
قلت :قد روى الحاكم عن محمد بن على بن الحسين عن ابيه عن جده عن على بن ابى طالب رضى الله عنه، فهو متصل .

؎٢ والحديث يحتمل أنه لبيان الجواز فى الاكتفاء بالأقل أو دلالة على أنه لا يلزم من ذبح الشاتين أن يكون فى يوم السابع فيمكن أنه ذبح عنه فى يوم الولادة كبشا وفى السابع كبشا وبه يحصل الجمع بين الروايات أو عق النبى من عنده كبشا وأمر عليا أو فاطمة بكبش آخر فنسب إليه أنه عق كبشا على الحقيقة وكبشين مجازا والله أعلم (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح ، باب العقيقة)

ایک درہم تقریباً ساڑھے تین ماشہ وزن کا ہوتا ہے (ملاحظہ ہو: جواہر الفقہ ج ۱ ص ۴۲۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَمَرَ بِرَأْسَيِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ يَوْمَ سَابِعِهِمَا فَحُلِقَ ، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِوَزْنِهِ فِضَّةً ، وَلَمْ يَجِدْ ذِبْحًا ." (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۲۵۱۱، واللفظ لهٗ، المعجم الاوسط للطبراني حديث نمبر ۱۲۷، سنن البيهقي حديث نمبر ۱۹۷۴۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کے بیٹے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے ساتویں دن سر منڈانے کا حکم فرمایا، پھر بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی، اور عقیقہ کا جانور نہیں پایا (ترجمہ ختم)

اس سے پہلے بعض روایات میں حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے ساتویں دن عقیقہ کا ذکر گزر چکا ہے۔

ان کے پیشِ نظر اس حدیث کا محدثین نے یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ ذبح کے دونوں جانور ساتویں دن نہ کئے گئے ہوں، بلکہ ایک جانور بعد میں کیا گیا ہو۔

بہرحال اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کیا جائے، تو بھی ساتویں دن بال منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنا بہتر ہے۔

حضرت محمد بن علی باقر فرماتے ہیں کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوْلَدُ لَهَا وَلَدٌ إِلَّا أَمَرَتْ بِهٖ فَحُلِقَ ثُمَّ تَصَدَّقَتْ بِوَزْنِ شَعْرِهٖ وَرَقًا قَالَتْ وَكَانَ أَبِيْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۷۹۷۳، كتاب العقيقة، باب الحلق يوم سابعه

---

[1] قال الهيثمي:
رواه الطبراني في الكبير والاوسط والبزار وفي إسناد الكبير ابن لهيعة وإسناده حسن وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۷)

والحلق والتسمية والذبح والدم)

ترجمہ: حضرت فاطمہ بنتِ رسول اللہ ﷺ کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا، تو اس کا سر منڈانے کا حکم فرماتیں، پھر اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کے سکے صدقہ کرتیں، اور فرماتیں کہ میرے والد ماجد (حضور ﷺ) اس طرح کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم) [1]

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ تَعُقُّ عَنْ كُلِّ وَلَدٍ لَهَا شَاةً وَتَحْلِقُ رَأْسَهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَتَصَدَّقَ بِوَزْنِهِ فِضَّةً (العيال لابن ابی الدنيا حديث نمبر ۴۹)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہر بیٹے کا بکری سے عقیقہ کیا کرتی تھیں، اور ساتویں دن اس کا سر مونڈا کرتی تھیں، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کیا کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ ساتویں دن عقیقہ کا جانور ذبح کرنے کے بعد بچے کے بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی یا اس کی مالیت صدقہ کرنا مستحب ہے۔ [2]

اور بچے کا سر منڈا کر اس پر زعفران یا خوشبو مَل دینا بھی مستحب ہے، اور عقیقہ کا خون سر پر مَلنا جائز

---

[1] اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أن فاطمة كانت إذا ولدت حلقت شعره وتصدقت بوزنه ورقا (العيال لابن ابی الدنيا حديث نمبر ۸۰)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا، تو اس کے بال منڈاتیں، اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کے سکے صدقہ کرتیں (ترجمہ ختم)

[2] وسئل مالك عن حلاق الصبي يوم السابع ويتصدق بوزن شعره فضة، قال: ليس ذلك من عمل الناس وما ذلك عليهم.

قال محمد بن رشد: يريد ليس ذلك مما التزم الناس العمل به ورأوه واجباً لا أنه انكره ورآه، مكروهاً بل مستحب من الفعل، روى أن فاطمة بنت رسول الله ﷺ وزنت شعر حسن وحسين وزينب وأم كلثوم فتصدقت بزنة ذلك فضة (البيان والتحصيل لابن رشد، كتاب العقيقة)

نہیں، کیونکہ خون ناپاک ہے، اور یہ زمانۂ جاہلیت کی رسم ہے۔ [1]

مسئلہ......: بال منڈوا کران کے وزن کے برابر چاندی یا سونے کی مالیت کا صدقہ غریبوں اور مسکینوں کا حق ہے، اوراس میں بھی نیک اور دینی علوم کے پڑھنے پڑھانے والوں کا درجہ اور فضیلت زیادہ ہے، کما مر فی الحدیث۔

اور پیشہ ور بھکاریوں کو دینا جائز نہیں۔

مسئلہ......: اگر کوئی ساتویں دن جانور نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے عقیقہ نہ کر سکے تب بھی بہتر ہے کہ ساتویں دن بچہ کے بال اتروادے اوران کے برابر چاندی یااس کی مالیت صدقہ کردے، اوراگر اللہ تعالیٰ نے حیثیت دی ہے، تو سونے کے وزن سے صدقہ کرنا بہتر ہے۔ [2]

---

[1] ورد ویکره لطخ راس المولود من دمها(اَلْعُقُوْدُ الدُّرِّيَّةُ فِى تَنْقِيحِ الْفَتَاوَى الْحَامِدِيَّةِ، كتاب الذبائح ، باب العقيقة)

(الحادية عشرة) قال أصحابنا يكره أن يلطخ راس المولود بدم العقيقة ولا بأس بلطخه بخلوف أو زعفران وفي استحباب الخلوف أو الزعفران وجهان حكاهما الرافعي (أشهرهما) وبه قطع المصنف وغيره يستحب(المجموع شرح المهذب للنووى، ج۸ص ۴۳۲، باب العقيقة)

ويستحب أن يلطخ رأس المولود بزعفران عوضا من الدم الذى كانت الجاهلية تفعله على رأسه من العقيقة وفي أبي داود كنا في الجاهلية إذا ولد لأحدنا غلام ذبح شاة ولطخ رأسه بدمها | فلما جاء الاسلام كنا نذبح شاة ونحلق رأسه ونلطخه بزعفران وقاله ش وابن حنبل (الذخيرة، كتاب العقيقة)

وَظَاهِرُ كَلَامِهِ أَنَّهُ مُبَاحٌ أَيْ الْخَلُوقُ مُبَاحٌ لَا يُرْغَبُ فيه قال الشَّيْخُ في شَرْحِهِ وَلَوْ قِيلَ بِنَدْبِهِ لَمَا بَعُدَ لِعُمُومِ طَلَبِ مُخَالَفَةِ الْجَاهِلِيَّةِ قُلْت ويقوى ذلك ما رَوَاهُ أبو دَاوُد عن بُرَيْدَةَ الصَّحَابِيِّ قال كنا في الْجَاهِلِيَّةِ إذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فلما جاء اللهُ بِالْإِسْلَامِ كنا نَذْبَحُ شَاةً وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانٍ اه (حاشية العدوى، باب في الضحايا)

(وإن لطخ رأسه بزعفران فلا بأس) لقول بريدة كنا في الجاهلية إذا ولد لأحدنا غلام ذبح عنه شاة ويلطخ رأسه بدمها فلما جاء الإسلام كنا نذبح شاة ونحلق رأسه ونلطخه بزعفران رواه أبو داود (وقال) شمس الدين محمد (ابن القيم) لطخ رأسه بزعفران (سنة)لما مر(كشاف القناع، فصل والعقيقة وهي النسيكة وهي التي تذبح عن المولود)

[2] واختلف في حلاق رأس المولود يوم السابع، والصدقة بوزن شعره فضة، فقيل هو مستحب، وقيل هو غير مستحب، والقولان عن مالك، والاستحباب أجود(بداية المجتهد، كتاب العقيقة) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ......: یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جائے اور سر مونڈنا شروع کیا جائے، فوراً اسی وقت عقیقہ کا جانور ذبح ہو۔

یہ محض مہمل رسم ہے، شریعت کی طرف سے اس طرح کی پابندی ثابت نہیں، بلکہ جانور ذبح کرنے کے بعد سر مونڈنا بھی جائز ہے، اور ذبح کرنے سے پہلے بھی گنجائش ہے۔

البتہ جانور ذبح کرنے کے بعد سر مونڈنا افضل، اور احادیث وروایات کے زیادہ موافق ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والتصدق بزنة شعره (ش) المشهور أنه يستحب أن يتصدق بوزن شعر المولود ذهبا أو فضة عق عنه أو لا (شرح مختصر خليل للخرشي، باب العقيقة)

قَالَ أَصْحَابُنَا: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِوَزْنِ شَعْرِهِ ذَهَبًا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَفِضَّةً، سَوَاءٌ فِيهِ الذَّكَرُ وَالْأُنْثَى، هَكَذَا قَالَهُ أَصْحَابُنَا(المجموع شرح المهذب ج۸ص ۴۲۴)

الظاهر أن من العقيقة شرعا ما يذبح قبل حلق الشعر أو بعده أو حيث لا يكون هناك حلق شعر مطلقا فإن الذبح عند حلق الشعر إنما هو على سبيل الاستحباب بأن يكونا في يوم السابع فليتأمل (شرح البهجة الوردية،بَابُ الْأُضْحِيَّةِ)

(بالتَّصَدُّقِ) أَيْ :مَعَ التَّصَدُّقِ (بِوَزْنِهِ) أَيْ :الشَّعْرِ (مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ) أَيْ :فِضَّةٍ (؛ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ فَاطِمَةَ فَقَالَ زِنِي شَعْرَ الْحُسَيْنِ وَتَصَدَّقِي بِوَزْنِهِ فِضَّةً وَأَعْطِي الْقَابِلَةَ رِجْلَ الْعَقِيقَةِ) رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَقِيسَ بِالْفِضَّةِ الذَّهَبُ وَبِالذَّكَرِ الْأُنْثَى وَعِبَارَةُ النَّظْمِ وَالْمِنْهَاجِ كَأَصْلَيْهِمَا تَقْتَضِي أَنَّ كُلًّا مِنْ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مُحَصِّلٌ لِلسُّنَّةِ فَقَوْلُ الرَّوْضَةِ وَأَصْلِهَا ذَهَبًا فَإِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ فَفِضَّةً بَيَانٌ لِلدَّرَجَةِ الْأَفْضَلِيَّةِ وَلَا رَيْبَ أَنَّ الذَّهَبَ أَفْضَلُ مِنْ الْفِضَّةِ وَإِنْ ثَبَتَ بِالْقِيَاسِ عَلَيْهَا(البهجة الوردية بَابُ الْأُضْحِيَّةِ)

وفي شرحه:

(قَوْلُهُ :أَوْ وَرِقٍ) أَوْ لِلتَّنْوِيعِ دُونَ التَّخْيِيرِ وَالْوَرِقُ شَامِلٌ لِلْمَضْرُوبِ مِنْ ذَلِكَ وَلِغَيْرِهِ (قَوْلُهُ :وَإِنْ ثَبَتَ بِالْقِيَاسِ) قَالَ فِي شَرْحِ الرَّوْضِ وَالْخَبَرُ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّ الْفِضَّةَ كَانَتْ هِيَ الْمُتَيَسِّرَةُ إذْ ذَاكَ (البهجة الوردية مع شرحه،بَابُ الْأُضْحِيَّةِ)

[1] واستدل بقوله يذبح ويحلق ويسمى بالواو على أنه لا يشترط الترتيب في ذلك وقد وقع في رواية لأبي الشيخ في حديث سمرة يذبح يوم سابعه ثم يحلق وأخرج عبد الرزاق عن ابن جريج يبدأ بالذبح قبل الحلق وحكى عن عطاء عكسه ونقله الروياني عن نص الشافعي وقال البغوي في التهذيب يستحب الذبح قبل الحلق وصححه النووي في شرح المهذب والله أعلم(فتح الباري لابن حجر، كتاب العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبي)

وهل يقدم الحلق على الذبح فيه وجهان (أصحهما) وبه قطع المصنف والبغوي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ......: پیدائش کے ساتویں دن بچے کا عقیقہ کرنے اور سر منڈا کر صدقہ کی فضیلت تو واضح ہے، اور یہ بھی کہ عقیقہ کا جانور، بال منڈانے سے پہلے ذبح کرنا افضل ہے، اور عقیقہ کا جانور ذبح کرتے وقت جس دعا کا پڑھنا مستحب ہے، اس میں بچے کے نام کا بھی ذکر ہے۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ عقیقہ کا جانور ذبح کرنے سے پہلے بچے کا نام رکھ دینا افضل ہے۔ [1]

مسئلہ......: بعض علاقوں میں یہ رسم ہے کہ بچے کے پیدا ہونے کے بعد اس کے بال مخصوص جگہ (مثلاً کسی زیارت وغیرہ) پر لے جا کر اتروائے جاتے ہیں اور اس جگہ بکرے کو ذبح کیا جاتا ہے ، اور اس سے پہلے گوشت وغیرہ کھانے کو نا جائز سمجھا جاتا ہے اور اس کو عقیقے کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ جہالت والا طریقہ اور سخت گناہ ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والجرجانی وغیرهم يستحب كون الحلق بعد الذبح وفی الحديث اشارة إليه (والثانی) يستحب كونه قبل الذبح وبهذا قطع المحاملی فی المقنع ورجحه الرويانی ونقله عن نص الشافعی والله أعلم(المجموع شرح المهذب للنووی، ج۸ص ۴۳۳، باب العقيقة)

قوله :(ويحلق رأسه بعد ذبحها) أی كما فی الحج(حاشية قليوبی، فصل فی العقيقة)

يُسْتَحَبُّ الْحَلْقُ بَعْدَ الذَّبْحِ على الصَّحِيحِ من الْمَذْهَبِ وَعَلَيْهِ جَمَاهِيرُ الْأَصْحَابِ (الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف علی مذهب الإمام أحمد بن حنبل،بَابُ الْهَدْيِ وَالْأَضَاحِيِّ)

(وَحَلْقُ شَعْرِ) رَأْسِ (الطِّفْلِ) فِی سَابِعِهِ أَحَبُّ مِنْهُ فِی غَيْرِهِ لِخَبَرَیْ التِّرْمِذِیِّ السَّابِقَيْنِ سَوَاءٌ كَانَ ذَكَرًا أَمْ أُنْثَى أَمْ خُنْثَى وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَكُونَ الْحَلْقُ بَعْدَ الذَّبْحِ عَلَى الْأَصَحِّ كَمَا فِی الْحَاجِّ (البهجة الوردية،بَابُ الْأُضْحِيَّةِ)

[1] (قوله :وسن أن يحلق رأسه) أی رأس المولود كله، وذلك للخبر المار أول مبحث العقيقة.قال فی فتح الجواد :وسن أن يكون بعد الذبح، وتقدم عن ع ش أنه قال: ينبغی أن تكون التسمية قبل العق.وعليه :فالسنة التسمية، ثم الذبح، ثم الحلق.(قوله: ولو أنثى) غاية فی سنية حلق رأس المولود، أی يسن ذلك وإن كان أنثى .(وقوله :فی السابع) متعلق بيحلق.(قوله :ويتصدق بزنته إلخ) أی وسن أن يتصدق بوزن الشعر ذهبا أو فضة، لخبر أنه (ص :(أمر فاطمة أن تزن شعر الحسين وتتصدق بوزنه فضة، ففعلت ذلك، فوجدته عادل درهما أو درهما إلا شيئا .قال فی شرح الروض :ولا ريب أن الذهب أفضل من الفضة، وإن ثبت بالقياس عليها.والخبر محمول على أنها كانت هی الميسرة إذ ذاك(إعانة الطالبين،البكری الدمياطی ج ۲ ص ۳۸۴)

مسئلہ......: اگر ساتویں دن بچے کے بال نہ منڈائے جاسکیں، یا صدقہ نہ کیا جاسکے، تو اگلے دن یا اس کے بعد کسی بھی وقت یہ عمل کرلینا درست ہے (لان بعد السبع لم ینقل الوقت المخصوص)

مسئلہ......: اگر بچپن میں کسی کے بال اتروا کر صدقہ نہ کیا گیا ہو، تو بعد میں بھی اندازے سے صدقہ کردینا جائز ہے۔

مسئلہ......: بچے کا سر منڈا کر اس کے بالوں کو کسی جگہ مٹی میں دفن کردینا بہتر ہے، اور کسی گندی جگہ ڈال دینا اور پھینک دینا مناسب نہیں۔ [۱]

مسئلہ:......اگر کسی بچے کے سر کے بال نہ مونڈے گئے ہوں، اور وہ سر کے بال مونڈنے سے پہلے فوت ہوجائے، تو فوت ہونے کے بعد اس کے سر کے بال مونڈنے کی ضرورت نہیں، بلکہ جائز بھی نہیں۔



---

[۱] ویستحب أن یدفن الشعر (الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الحج)

و إذا قلم أظافیرہ أو جز شعرہ ینبغی أن یدفن ذلک الظفر و الشعر المجزوز فإن رمی بہ فلا بأس. و إن ألقاہ فی الکنیف أو المغتسل یکرہ ذلک لأن ذلک یورث داء (فتاویٰ قاضیخان، کتاب الحظر والاباحۃ ومایکرہ اکلہ)

چھٹا باب

ختنہ کے فضائل واحکام

نومولود سے متعلق چھٹا عمل ختنہ کرنا ہے۔ [1]

مرد کے حق میں ختنہ بعض حضرات کے نزدیک واجب اور بعض کے نزدیک سنت ہے، لیکن سنت ہونے کے باوجود یہ اسلامی شعائر میں سے ہے، اور یہی بات راجح ہے۔

کیونکہ ختنہ کا سنت اور اسلامی شعائر میں سے ہونا شریعت کے دلائل سے ثابت ہے۔ [2]

اسلام میں ختنہ کی اہمیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ اَلْخِتَانُ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَأَخْذُ الشَّارِبِ (سنن نسائی حدیث نمبر ١١، باب نتف الابط، واللفظ لہ،بخاری حدیث نمبر ٥٤٤١، باب تقليم الاظفار، صحیح مسلم،حدیث نمبر ٦٢٠ باب خصال الفطرة،ترمذی حدیث نمبر ٢٦٨٠، ابوداؤد حدیث نمبر ٤٢٠٠، ابن ماجة حدیث نمبر ٢٨٨، مسند احمد حدیث نمبر ٩٣٢١،شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ٨٢٦٩)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے تعلق رکھتی ہیں، ایک ختنہ کرنا،

---

[1] وَالسَّادِسَةُ أَنْ يَخْتِنَهُ (شعب الایمان للبیھقی ،السِّتُّونَ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي حُقُوقِ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِينَ)

[2] قوله الختان واجب على ظاهر الأقوال على الرجال والنساء وفى قول سنة فيهما وبه قال مالك والكوفيون وفى قول واجب على الرجال دون النساء (عمدة القارى، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونتف الإبط)

والختان سنة وهو من شعائر الإسلام وخصائصه فلو اجتمع أهل بلدة على تركه حاربهم الإمام(مجمع الانهر، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

دوسرے زیرِ ناف بال مونڈنا، تیسرے بغلوں کے بال اکھیڑنا، چوتھے ناخن کاٹنا، اور پانچویں مونچھیں کاٹنا (ترجمہ ختم)

امورِ فطرت ایسے کاموں کو کہا جاتا ہے، جن پر اللہ کے نبیوں اور رسولوں کا عمل ہو۔

اور ساتھ ہی ہم کو ان پر عمل کرنے کا بھی حکم ہو۔ [1]

اور حضرت ابنِ شہاب زہری سے مرسلاً روایت ہے کہ:

وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ أُمِرَ بِالْاِخْتِتَانِ وَإِنْ كَانَ كَبِيْرًا (الأدب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۱۲۹۴، باب الختان للکبیر) [2]

ترجمہ: جب کوئی آدمی اسلام لاتا تھا، تو اسے ختنہ کا حکم دیا جاتا تھے، اگر چہ وہ زیادہ عمر کا کیوں نہ ہو (ترجمہ ختم)

---

[1] أراد بالفطرة السنة القديمة التى اختارها الأنبياء عليهم السلام واتفقت عليها الشرائع فكأنها أمر جبلى فطروا عليه(عمدة القارى، كتاب اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت)

وَالْمُرَاد هَاهُنَا هِيَ السُّنَّة الْقَدِيمَة اِخْتَارَهَا اللّٰه تَعَالَى لِلْأَنْبِيَاءِ فَكَأَنَّهَا أَمْر جِبِلِّيّ فُطِرُوا عَلَيْهَا (حاشية السندى على النسائى ، كتاب الزينة، باب سنن الفطرة)

من الفطرة أى السنة يعنى سنة الأنبياء الذين أمرنا بالاقتداء بهم(فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۵۴۳۲)

ذَهَبَ أَكْثَر الْعُلَمَاء إِلَى أَنَّهَا السُّنَّة ، وَكَذَا ذَكَرَهُ جَمَاعَة غَيْر الْخَطَّابِيّ قَالُوا : وَمَعْنَاهُ أَنَّهَا مِنْ سُنَن الْأَنْبِيَاء صَلَوَات اللّٰه وَسَلَامه عَلَيْهِمْ ، وَقِيلَ : هِيَ الدِّين (نووى شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۸ ، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة)

قوله الفطرة أى سنة الأنبياء عليهم السلام الذين أمرنا أن نقتدى بهم وأول من أمر بها إبراهيم عليه السلام قال تعالى وإذا ابتلى إبراهيم ربه بكلمات والتخصيص بالخمس لا ينافى الرواية القائلة بأنها عشر والسواك والمضمضة والاستنشاق والاستنجاء وغسل البراجم وهذه الخمسة وفيه روايات أخر(عمدة القارى، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونتف الإبط)

[2] قال ابن القيم بعد أن ذكره " :وهذا وإن كان مرسلاً فهو يصلح للاعتضاد (تحفة الودود ص۱۴۷)و هذا إسناد صحيح مقطوع أوموقوف ، فإن الظاهر أن الإمام الزهرى لا يعنى أن ذلک كان فى عهد النبى ﷺ ، و لصحة إسناده عنه أوردته فى كتابى الجديد "صحيح الأدب المفرد (السلسلة الصحيحة للالبانى ، تحت حديث رقم ۲۹۷۷)

حضرت قتادہ رہاوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ مَنْ أَسْلَمَ أَنْ يَخْتَتِنَ وَإِنْ كَانَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ (الاحاد والمثانی لابن ابی عاصم حدیث نمبر ۲۳۰۸، واللفظ لہ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۳۶۳) ؎۱

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ اس شخص کو جو اسلام لاتا تھا، ختنہ کا حکم فرماتے تھے، اگرچہ وہ اسی سال کی عمر کا ہو (ترجمہ ختم)

حضرت کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اسلام قبول کرنے والے ایک شخص سے فرمایا کہ:

أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ (ابوداؤد حدیث نمبر ۳۵۶، کتاب الطهارة، باب فی الرجل یسلم فیؤمر بالغسل، واللفظ لہ، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۲۲۴، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۴۳۲، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۴۱۵، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۹۸۳۵) ؎۲

؎۱ قال الهيثمي:
رواه الطبراني في الكبير ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۳)

؎۲ قال الهيثمي:
رواه الطبراني في الكبير ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۳)

وقال النووي:
(الق عنك شعر الكفر) يقول احلق رواه أبو داود والبيهقي واسناده ليس بقوى لان عثيما وكليبا ليسا بمشهورين ولا وثقا لكن أبا داود رواه ولم يضعفه وقد قال انه إذا ذكر حديث ولم يضعفه فهو عنده صالح اى صحيح أو حسن فهذا الحديث عنده حسن ويستحب أن يغتسل بماء وسدر لما ذكرناه من حديث قيس والله أعلم (المجموع شرح المهذب ج ۲ ص ۱۵۴)

وقال ابن الملقن:
قلت: وَذكر ابْن حبَان فِي ثقاته عثيم بن كُلَيْب حَيْثُ قَالَ: عثيم بن كُلَيْب يروى عَن أَبِيه عَن جده، رَوَى ابْن جريج عَن رجل عَنهُ. وَذكره ابْن الْجَوْزِيّ فِي تَحْقِيقه من طَرِيق أَحْمد مستدلاً بهَا. (البدر المنير في تخريج الاحاديث والآثار الواقعة في الشرح الكبير لابن الملقن، كتاب الختان، الحديث الاول)

ترجمہ: آپ اپنے کفر والے بالوں کو کاٹ دیں، اور ختنہ کریں (ترجمہ ختم)

ان روایات سے ختنہ کی اہمیت معلوم ہوئی کہ وہ اسلام کے شعائر میں سے ہے، اور اسلام قبول کرنے والے شخص کو بھی اسلام لانے کے بعد ختنہ کا حکم ہے۔ [1]

اسلام میں ختنہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی بالغ ہونے کے باوجود بغیر کسی عذر کے ختنہ نہ کرائے، تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"لَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ رَجُلٍ لَمْ يَخْتَتِنْ " (شعب الایمان للبیهقی، حدیث نمبر ۸۲۷۴، باب حقوق الاولاد والاھلین)

ترجمہ: جس آدمی نے ختنہ نہیں کرائی، اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ ختنہ سنت عمل ہے، اور کوئی عذر بھی نہیں ہے (اور بچپن میں والدین یا سرپرستوں نے اس کی ختنہ نہیں کرائی تو بالغ ہونے پر وہ خود اس عمل کا مکلف ہوجائے گا) پھر بھی کسی نے بالغ ہونے کے باوجود ختنہ نہ کرائی، تو وہ اس عمل کی وجہ سے فاسق ہوجائے گا، اور اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

---

[1] والختان للرجال سنة وهو من الفطرة ، وهو للنساء مكرمة ، فلو اجتمع أهل مصر على ترك الختان قاتلهم الإمام لأنه من شعائر الإسلام وخصائصه (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الكراهية)

والختان سنة وهو من شعائر الإسلام وخصائصه فلو اجتمع أهل بلدة على تركه حاربهم الإمام(مجمع الانهر، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

والختان علامة لمن دخل فى الإسلام ، فهى من شعائر المسلمين (شرح صحيح بخارى لابن بطال، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونتف الإبط)

البتہ اگر کسی شخص کو بڑی عمر میں ختنہ کی وجہ سے ہلاکت کا خوف ہو، تو اس سے اس عذر میں ختنہ معاف ہے۔

اخبرنا معمر عن الحسن قال إذا أسلم الرجل فخشى على نفسه العنت إن اختتن لم يختتن وتؤكل ذبيحته وتقبل صلاته وتجوز شهادته (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۲۰۲۴۹، باب الفطرة والختان)

قال معمر وكان الحسن يرخص فى الرجل إذا أسلم بعد ما يكبر فخاف على نفسه العنت إن اختتن أن لا يختتن وكان لا يرى بأكل ذبيحته بأسا (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۸۵۶۲،باب ذبيحة الأقلف والسبى والأخرس والزنجى)

البتہ اگر کوئی معقول عذر ہے، تو پھر اس کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔ [1]

ختنہ کے فوائد ومنافع

ختنہ میں کئی شرعی وطبی فوائد ومنافع ہیں، جو ہر دور میں تسلیم کئے جاتے رہے ہیں، اور اس طبی وسائنسی تحقیق کے دور میں بھی اس کی افادیت کو پوری طرح تسلیم کیا گیا ہے۔

---

[1] ولا تقبل شهادة الأقلف وهو الكبير الذى ترك الختان بغير عذر فإن كان يعرف أن الختان سنة إلا أنه ترك الختان لخوف على نفسه لا تقبل تبطل عدالته وتؤكل ذبيحته لأن إباحة الذبيحة تعتمد الملة وإنه يعتقد ملة التوحيد (فتاوىٰ قاضيخان، كتاب الدعوىٰ والبينات)

وعندنا :لو ترك الختان على وجه الإعراض عن السنة لا تقبل شهادته، وإنما تقبل شهادته إذا تركه بعذر، قيل :العذر في ذلك الكبر وخوف الهلاك (المحيط البرهاني، الفصل الثالث :في بيان من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

فإن لم يخف ولم يختتن تاركا للسنة لم تقبل شهادته ، كالفاسق (بدائع الصنائع، كتاب الشهادة، فصل في شرائط ركن الشهادة)

(والأقلف) لإطلاق النصوص من غير تقييد بالختان ولأنه لا يخل بالعدالة هذا إذا تركه لعذر به من كبر أو خوف هلاك ، وإن تركه من غير عذر استخفافا بالدين لا تقبل شهادته ؛ لأنه لم يبق عدلا مع الاستخفاف بالدين وعن ابن عباس -رضي الله عنهما - أنه لا تقبل شهادته وهو محمول على ما إذا تركه استخفافا بالسنة (تبيين الحقائق ج۴ص ۲۲۶، كتاب الشهادة، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

وإنما تقبل إذا ترك الاختتان من عذر أما إذا تركه استخفافا بالدين واستهانة بالسنة لم تقبل شهادته (الجوهرة النيرة، كتاب الشهادة)

قال الرازى :لم يرد بالاستخفاف الاستهزاء ، لان الاستهزاء بشىء من الشرائع كفر، وإنما أراد به التوانى والتكاسل اه ح.(تكملة ردالمحتار، ص ۱۱۵، كتاب الشهادة ، مطلب في وقت الختان)

اس سے معلوم ہوا کہ استخفاف سے مراد، استہزاء نہیں ہے، بلکہ سستی اور لاپرواہی ہے، اور جن حضرات نے استخفاف کے بجائے بغیر عذر سے اس کی تعبیر کی، ان کی مراد بھی یہی سستی ولاپرواہی ہے، کیونکہ عذر نہ ہونے کی صورت میں مانع لاپرواہی اور سستی ہی ہے، لہٰذا استخفاف بالدین اور استہانت بالسنۃ اور بغیر عذر کی تعبیرات کا مآل ایک ہی ہے۔

اور قاضیخان کی عبارت "یعرف أن الختان سنۃ" سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استخفاف مذکور کا حکم اس وقت لگایا جائے گا، جبکہ ختنہ کے مسنون ہونے کا علم ہو، کیونکہ اس کے بغیر مذکورہ استہانت بالسنۃ والدین کا تحقق مشکل ہے۔

تفصیلِ مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض حضرات جو احناف کا موقف یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے نزدیک مطلقاً (یعنی بغیر کسی عذر کے) تارکِ ختان کی گواہی قبول کی جاتی ہے، وہ غلط فہمی ہوتی ہے۔

ختنہ کے چند فوائد اور منافع مختصراً درج ذیل ہیں:

(۱)...... ختنہ اسلام کے شعائر میں سے ہے، اور اسی وجہ سے اگر کوئی غیر مسلم، اسلام لے آئے، تو اس کے لئے بھی ختنہ کا حکم ہے، خواہ وہ کتنی ہی زیادہ عمر کا کیوں نہ ہو۔

(۲)...... ختنہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت اور طریقہ ہے، اور اس پر عمل پیرا ہو کر انسان کو تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی اتباع کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔

(۳)...... ختنہ کے ذریعہ سے انسان کو طہارت ونظافت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ ختنہ نہ ہونے کی صورت میں پیشاب گاہ کے آگے لگی ہوئی کھال میں پیشاب کے قطرات جمع ہو جاتے ہیں، جو پاکی اور صفائی میں مخل واقع ہوتے ہیں، اور ختنہ ہونے کے بعد انسان کی اس سے حفاظت ہو جاتی ہے۔[1]

(۴)...... ختنہ کے ذریعہ سے انسان کئی جسمانی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، چنانچہ ختنہ کئی جنسی امراض اور بیماریوں سے حفاظت اور ان کے خاتمہ کا ذریعہ ہے۔

(۵)...... ختنہ کے بغیر زوجین کے باہمی تعلقات کے نتیجہ میں متعدد بیماریاں مثلاً ایڈز وغیرہ جنم لیتی ہیں، اور ختنہ کے ذریعہ سے اس قسم کی بیماریوں سے کافی حد تک حفاظت ہو جاتی ہے۔

(۶)...... ختنہ زوجین کے لئے حقِ زوجیت کی ادائیگی میں سہولت اور لذت کا باعث ہے۔[2]

---

[1] اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو غیر مختون کی نماز کے قبول نہ ہونے کی روایت مروی ہے، اس کا محمل بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ غیر مختون کی طہارت مشکوک رہتی ہے، اگرچہ اہتمام سے طہارت حاصل کرنے والے کی نماز کو درست قرار دیا جائے گا۔

عن عكرمة عن ابن عباس قال :لا تقبل صلاة رجل لم يختتن. (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۲۰۲۴۸، باب الفطرة والختان)

[2] والخِتانُ سُنَّةٌ للرجل تكرِمةٌ لها، إذ جماعُ المختون ألذُّ (شرح النقاية، كتاب الطهارة، باب الغسل) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ختنہ کی عمر

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت ابوجعفر محمد بن علی الباقر سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ تَعُقُّ عَنْ وَلَدِهَا يَوْمَ السَّابِعِ ، وَتُسَمِّيهِ ، وَتَخْتِنُهُ ، وَتَحْلِقُ رَأْسَهُ ، وَتَتَصَدَّقُ بِوَزْنِهِ وَرِقًا (مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۷۴۱، کتاب العقیقة، فِی أَیِّ یَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِیقَةُ ؟) [۱]

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا کرتی تھیں، اوراس کا نام رکھا کرتی تھیں، اوراس کے ختنہ کراتی تھیں، اوراس کا سر منڈواتی تھیں، اور

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كذلک يختن الرجل لطهارته ونقائه ,والغريب أنهم وجدوا أن من الحكم والفوائد التي تعرتب على الختان أنه قلّ أن يصاب المختتن بسرطان القضيب ,وهذا معروف عند الأطباء ، وهذا من رحمة الله عز وجل، وإنما يعرف السرطان -والعياذ بالله -الذي يصيب العضو لمن لم يختتن ,وذكر بعض الأطباء -وهذا من معجزاته عليه الصلاة والسلام وفضائل السنة النبوية التي جاء ت عنه عليه الصلاة والسلام ومنها :الختان -أنه يوجد نسبة 1% من المختتنين ممن يصاب بسرطان القضيب.

ومن القصص الغريبة التي تحكى للاتعاظ والاعتبار حدثني بها بعض الأطباء :أنه كان في بعض البلاد الإسلامية، وكان معهم طبيب نصراني ,وكان تخصص هذا المسلم مع النصراني في المسالک البولية ,فكان يهزأ هذا النصراني من الختان ويستخف به كثيراً ,حتى أراد الله عز وجل أنه ابتلي -والعياذ بالله -بسرطان القضيب، وحصل له ما حصل من أذية هذا البلاء بسبب استهزائه وسخريته من هذه الشعيرة التي سنها النبي ﷺ(شرح زاد المستقنع للشنقيطي ،حكم ختان الرجال والنساء، مشروعية الختان)

[۱] ابن ابی شیبۃ نے اس روایت کو عبدۃ بن سلیمان سے روایت کیا ہے، جو کہ ثقہ ہیں، اورانہوں نے عبدالملک بن ابی سلیمان سے، اورانہوں نے عبدالملک بن اعین سے، اور یہ دونوں صدوق ہیں، اوراس روایت کو دوسری روایات سے بھی اعتضاد حاصل ہے۔

عبدة بن سليمان الكلابي أبو محمد الكوفي يقال اسمه عبد الرحمن ثقة ثبت من صغار الثامنة مات سنة سبع وثمانين وقيل بعدها(تقريب التهذيب ج ا ص ۳۶۸)

عبد الملک بن أبي سليمان ميسرة العرزمي بفتح المهملة وسكون الراء وبالزاي المفتوحة صدوق له أوهام (تقريب التهذيب ج ا ص ۶۱۵،۶۱۶)

عبد الملک بن أعين الكوفي مولى بني شيبان صدوق(تقريب التهذيب ج ا ص ۶۱۳)

بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَخَتَنَهُمَا لِسَبْعَةِ أَیَّامٍ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۶۷۰۸، واللفظ لہ، المعجم الصغیر للطبرانی حدیث نمبر ۸۹۱، العیال لابن ابی الدنیا حدیث نمبر ۵۷۴) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ اور ان کی ختنہ کا عمل ساتویں دن کیا تھا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عَقَّ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَخَتَنَهُمَا لِسَبْعَةِ أَیَّامٍ. (سنن البیھقی حدیث نمبر ۱۸۰۱۸، کتاب الاشربة والحد فیه باب السلطان یکرہ علی الاختتان او ولی الصبی وسید المملوک یأمران به وما ورد فی الختان، واللفظ لہ الکامل لابن عدی ج۳ص ۲۱۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا اور ان کی ختنہ کی، ساتویں دن (ترجمہ ختم)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر بچے میں تحمل ہو، تو ساتویں دن اس کی ختنہ کردینے میں کوئی حرج نہیں۔ [۲]

---

[۱] قال الطبرانی:

لم یقل ھا الحدیث أحد من الرواة وختنھما لسبعة أیام إلا زھیر بن محمد (حوالہ بالا)

قال الھیثمی:

رواہ الطبرانی فی الصغیر والکبیر باختصار الختان وفیه محمد بن أبی السری وثقه ابن حبان وغیرہ وفیه لین (مجمع الزوائد ج۴ص ۵۹)

قلت: لم یوجد ھذا الحدیث من ھذا الطریق فی الکبیر بل وجد فی الاوسط والصغیر.

[۲] بعض حضرات نے امام حاکم اور بیہقی کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے ساتویں دن ختنہ کا ذکر ہے۔ چنانچہ ابنِ ملقن لکھتے ہیں:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ختن الحسن والحسين يوم السابع من ولادتهما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض احادیث سے ختنہ کا بچے کے کچھ بڑا، اور سمجھدار ہو جانے کے بعد کرنا معلوم ہوتا ہے۔

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

هٰذَا الحَدِيث صَحِيح رَوَاهُ الحَاكِم ثمَّ البَيْهَقِيّ من حَدِيث عَائِشَة رَضِيَ ا للهُ عَنهَا قَالَ الحَاكِم :هَذَا حَدِيث صَحِيح الْإِسْنَاد (البدر المنير، كتاب الختان، الحَدِيث الرَّابِع)

اور علامہ ابنِ حجر لکھتے ہیں:

" أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِلَادَتِهِمَا"، الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ(التلخيص الحبير ،تحت حديث رقم ۱۸۰۸)

مگر ہمیں مستدرک حاکم اور بیہقی کے اپنے پاس موجود نسخوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ذکر نہیں مل سکا۔

اور معجم کبیر طبرانی کی روایت میں ہے کہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ,قَالَ :قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ ا للهُ تَعَالَى عَنْهُ "أَمَّا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ ومُحَسِّنٌ فَإِنَّمَا سَمَّاهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى ا للهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَعَقَّ عَنْهُمْ ، وَحَلَقَ رُءُوسَهُمْ ، وَتَصَدَّقَ بِوَزْنِهَا ، وَأَمَرَ بِهِمْ فَسُرُّوا وَخُتِنُوا ."(المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۲۵۰۷)

قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير وفيه عطية العوفي وهو ضعيف وقد وثق(مجمع الزوائد ج۴ص ۵۹،باب ما يفعل بالمولود)

اور تاریخ دمشق میں ہے:

فأما حسن وحسين ومحسن فإنما سماهم رسول الله (ﷺ) وعق عنهم وحلق رؤوسهم وتصدق بوزنها وأمر بهم فسروا(۱)وختنوا(تاريخ دمشق ج۴۵ص ۳۰۴)

(۱)الأصل و "ز "وفي م :فسموا (حاشية تاريخ دمشق)

عن هانىء بن هانىء، عن علي قال :لما ولد الحسن سميته حرباً .فجاء رسول الله ﷺ فقال :أروني ابني، ما سميتموه ؟ قلنا :حرباً .قال :بل هو حسن .فلما ولد حسين، سميته حرباً، فجاء النبي ﷺ فقال :أروني ابني، ما سميتموه ؟ قلنا :حرباً .فقال :بل هو حسين .فلما ولد الثالث، سميته حرباً، فجاء النبي ﷺ فقال :أروني ابني، ما سميتموه ؟ قلنا :حرباً .قال :بل هو محسن .ثم قال :سميتهم بأسماء ولد هارون :شبر وشبير ومشبر.رواه غير واحد عن أبي إسحاق كذلك، ورواه سالم بن أبي الجعد عن علي، فلم يذكر محسناً، وكذلك رواه أبو الخليل، عن سلمان.

وتوفي المحسن صغيراً.أخرجه أبو موسى(اسد الغابة،تحت ترجمة محسن بن علي)

جب حضرت محسن بحالتِ صغر فوت ہو گئے تھے، اور ان کی ختنہ کی جا چکی تھی، تو اس سے بھی ختنہ کے بحالتِ صغر کیے جانے کی تائید ہوتی ہے۔ نیز عقیقہ کے ضمن میں ''امیطوا عنہ الاذیٰ'' کی بعض نے تفسیر ختان کے ساتھ کی ہے، اور بعض نے عام معنیٰ مراد لئے ہیں، جس میں حلقِ رأس اور دمِ عقیقہ اور ختان سب شامل ہیں۔

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا خَتِیْنٌ " (مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۷۹، واللفظ لہ، بخاری، کتاب الاستئذان، باب الختان بعد الکبر ونتف الإبط، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۰۴۲۷، السنۃ لابنِ ابی عاصم حدیث نمبر ۳۴۸، مسند البزار حدیث نمبر ۵۰۱۴)

ترجمہ: نبی ﷺ کا جب وصال ہوا تو میری ختنہ ہو چکی تھی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

" مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِیْنَ، وَأَنَا مَخْتُوْنٌ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۶۰۱، واللفظ لہ، وحدیث نمبر ۳۳۵۷، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی حدیث نمبر ۳۵۱، مسند الطیالسی حدیث نمبر ۲۷۵۲) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا جب وصال ہوا تو میں دس سال کا تھا، اور میری ختنہ ہو چکی تھی (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی پندرہ سال عمر ہونے کا ذکر ہے۔ [۲]

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

اس سے بھی ساتویں دن ختنہ کی تائید ہوتی ہے۔

وامیطوا ای ازیلوا وابعدوا عنہ الأذی ای بحلق شعرہ وقیل بتطھیرہ عن الأوساخ التی تلطخ بہ عند الولادۃ وقیل بالختان (مرقاۃ، کتاب الصید والذبائح، باب العقیقۃ)

والأذی قیل ھو إما الشعر أو الدم أو الختان......والأوجہ أن یحمل الأذی علی المعنی الأعم ویؤید ذلک أن فی بعض طرق حدیث عمرو بن شعیب ویماط عنہ أقذارہ رواہ أبو الشیخ (عمدۃ القاری، کتاب العقیقۃ، باب إماطۃ الأذی عن الصبی فی العقیقۃ)

(کذافی فتح الباری لابنِ حجر، کتاب العقیقۃ، باب إماطۃ الأذی عن الصبی فی العقیقۃ)

[۱] إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین (حاشیۃ مسند احمد)

[۲] "تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَۃَ سَنَۃً " (مسند احمد حدیث نمبر ۳۵۴۳، واللفظ لہ، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی حدیث نمبر ۳۵۲، مسند الطیالسی حدیث نمبر ۲۷۵۲، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم حدیث نمبر ۴۲۶۳)

محدثین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی عمر تیرہ سال تھی۔

اور دس سال اور تیرہ سال کی روایتوں میں کسر (یعنی دس سے پندرہ کے درمیان والے عدد) کو حذف کردیا گیا ہے، دس والی روایت میں کسر کو حذف کر کے نیچے والے عدد کو ذکر کیا گیا، اور پندرہ والی روایت میں کسر کو حذف کر کے اوپر والے عدد کو ذکر کیا گیا۔

لہٰذا دونوں قسم کی روایات میں کوئی ٹکراؤ نہیں، اور مراد یہ ہے کہ دس سے پندرہ سال کے درمیان عمر تھی، جو کہ تیرہ سال کی عمر ہے۔ [1]

بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ختنہ کو کوئی زیادہ طویل وقت نہیں گزرا تھا۔

جس سے معلوم ہوا کہ بچے کے کچھ بڑا ہونے کے بعد ختنہ کرنا چاہئے۔

---

[1] فإن قلت قد روى سعيد بن جبير عن ابن عباس قبض النبي وأنا ابن عشر وروى عنه عبيد الله بن عبد الله أتيت النبي ﷺ بمنى وأنا قد ناهزت الاحتلام قلت الصحيح المحفوظ أن عمره عند وفاة النبي ﷺ كان ثلاث عشرة سنة لأن أهل السير قد صححوا أنه ولد بالشعب وذلك قبل الهجرة بثلاث سنين وأما قوله وأنا ابن عشر فمحمول على إلغاء الكسر على أنه روى أحمد من طريق آخر عنه أنه كان حينئذ ابن خمس عشرة سنة(عمدة القارى، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونتف الإبط)

المحفوظ الصحيح انه ولد بالشعب وذلك قبل الهجرة بثلاث سنين فيكون له عند الوفاة النبوية ثلاث عشرة سنة وبذلك قطع أهل السير وصححه ابن عبد البر وأورد بسند صحيح عن ابن عباس انه قال ولدت وبنو هاشم في الشعب وهذا لا ينافي قوله ناهزت الاحتلام أى قاربته ولا قوله وكانوا لا يختنون الرجل حتى يدرك لاحتمال ان يكون أدرك فختن قبل الوفاة النبوية وبعد حجة الوداع وأما قوله وانا ابن عشر فمحمول على إلغاء الكسر وروى احمد من طريق أخرى عن ابن عباس انه كان حينئذ ابن خمس عشرة ويمكن رده إلى رواية ثلاث عشرة بأن يكون ابن ثلاث عشرة وشيء وولد في اثناء السنة فجبر الكسرين بان يكون ولد مثلا في شوال فله من السنة الأولى ثلاثة اشهر فاطلق عليها سنة وقبض النبي صلى الله عليه و سلم في ربيع فله من السنة الأخيرة ثلاثة أخرى واكمل بينهما ثلاث عشرة فمن قال ثلاث عشرة الغى الكسرين ومن قال خمس عشرة جبرهما والله اعلم (فتح البارى لابن حجر ، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونتف الإبط)

حضور ﷺ سے تو ختنہ کے لئے کسی خاص عمر کی تعیین منقول نہیں، اب اگر حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی ختنہ کے ساتویں دن ہونے کو دیکھا جائے، تو اس سے ساتویں دن ختنہ کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ختنہ کو دیکھا جائے، تو بچے کے کچھ بڑے ہونے کے بعد ختنہ کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے ختنہ کے افضل وقت میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، بعض فقہائے کرام سے تو اس سلسلہ میں کوئی متعین وقت منقول نہیں، اور ان کا کہنا یہ ہے کہ بلوغ سے پہلے پہلے جب بھی مناسب ہو، بچے کا ختنہ کرا دینا چاہئے۔

اور بعض سے عذر نہ ہونے کی صورت میں بچے کی پیدائش کے ساتویں دن افضل ہونا، اور بعض سے ساتویں سال میں یعنی بچے کے دودھ کے دانت ٹوٹنے کے وقت افضل ہونا منقول ہے۔ [1]

---

[1] (فصل) اختلف العلماء فى وقت الختان فقال مالك :يختن يوم أسبوعه وهو قول الحسن، وقال احمد لم أسمع فى ذلك شيئا، وقال الليث الختان للغلام مابين سبع سنين إلى العشرة وروى مكحول وغيره أن ابراهيم عليه السلام ختن اسحاق لسبعة أيام واسماعيل لثلاث عشرة سنة، وروى عن أبى جعفر أن فاطمة عليها السلام كانت تختن ولدها يوم السابع، قال ابن المنذر ليس فى باب الختان خبر حتى يرجع إليه ولا سنة تتبع والاشياء على الاباحة .قلت ولا يثبت فى ذلك توقيت فمتى ختن قبل البلوغ كان مصيبا والله أعلم (الشرح الكبير لابنِ قدامة ج ١ ص ١١٠)

واختلف فى الوقت الذى يشرع فيه الختان قال الماوردى له وقتان وقت وجوب ووقت استحباب فوقت الوجوب البلوغ ووقت الاستحباب قبله والاختيار فى اليوم السابع من بعد الولادة وقيل من يوم الولادة فإن أخر ففى الأربعين يوما فإن أخر ففى السنة السابعة فإن بلغ وكان نضوا نحيفا يعلم من حاله أنه إذا اختتن تلف سقط الوجوب ويستحب أن لا يؤخر عن وقت الاستحباب إلا لعذر وذكر القاضى حسين أنه لا يجوز أن يختتن الصبى حتى يصير ابن عشر سنين لأنه حينئذ يوم ضربه على ترك الصلاة وألم الختان فوق ألم الضرب فيكون أولى بالتأخير وزيفه النووى فى شرح المهذب وقال إمام الحرمين لا يجب قبل البلوغ لأن الصبى ليس من أهل العبادة المتعلقة بالبدن فكيف مع الألم قال ولا يرد وجوب العدة على الصبية لأنه لا يتعلق به تعب بل هو مضى زمان محض وقال أبو الفرج السرخسى فى ختان الصبى وهو صغير مصلحة من جهة أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہرحال بچے کے بالغ ہونے سے پہلے جب بھی ختنہ کردی جائے، جائز ہے، بلکہ بہتر یہی ہے کہ جب بچہ ختنہ کا متحمل ہو جائے، اس کی جلد از جلد ختنہ کردی جائے، اور بلا وجہ تاخیر نہ کی جائے۔ ۱ اور اگر بچے میں ساتویں دن ختنہ کا تحمل ہو، تو ساتویں دن کرنا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الجلد بعد التمييز يغلظ ويخشن فمن ثم جوز الأئمة الختان قبل ذلک ونقل ابن المنذر عن الحسن ومالک كراهة الختان يوم السابع لأنه فعل اليهود وقال مالک يحسن إذا أثغر أى ألقى ثغره وهو مقدم أسنانه وذلک يكون فى السبع سنين وما حولها وعن الليث يستحب ما بين سبع سنين إلى عشر سنين وعن أحمد لم أسمع فيه شيئا وأخرج الطبرانى فى الأوسط عن ابن عباس قال سبع من السنة فى الصبى يسمى فى السابع ويختن الحديث وقد قدمت ذكره فى كتاب العقيقة وأنه ضعيف وأخرج أبو الشيخ من طريق الوليد بن مسلم عن زهير بن محمد عن ابن المنكدر أو غيره عن جابر أن النبى صلى الله عليه و سلم ختن حسنا وحسينا لسبعة أيام قال الوليد فسألت مالكا عنه فقال لا أدرى ولكن الختان طهرة فكلما قدمها كان أحب إلى وأخرج البيهقى حديث جابر وأخرج أيضا من طريق موسى بن على عن أبيه أن إبراهيم عليه السلام ختن إسحاق وهو ابن سبعة أيام(فتح البارى لابن حجر، باب قص الشارب)

۱ والأحسن عندى أن يعجل فيه، ويختتن قبل سن الشعور، فإنه أيسر(فيض البارى شرح البخارى، كتاب الاستئذان، باب الختان بعد الكبر ونتف الإبط)

۲ فرع :قال أصحابنا :وقت وجوب الختان بعد البلوغ، لكن يستحب للولى أن يختن الصغير فى صغره لأنه أرفق به، وقال صاحب "الحاوى "وصاحبا المستظهرى والبيان وغيرهم :يستحب أن يختن فى اليوم السابع لخبر ورد فيه إلا أن يكون ضعيفا لا يحتمله فيؤخره حتى يحتمله، قال صاحبا "الحاوى "والمستظهرى، وهل يحسب يوم الولادة من السبعة ؟ فيه وجهان، قال أبو على بن أبى هريرة :يحسب، وقال الأكثرون : لا يحسب، فيختن فى السابع بعد يوم الولادة ذكره صاحب المستظهرى فى باب التعزير .قال صاحب الحاوى :فإن ختنه قبل اليوم السابع كره .قال :وسواء فى هذا الغلام والجارية قال :فإن أخر عن السابع استحب ختانه فى الأربعين، فإن أخر استحب فى السنة السابعة.

واعلم أن هذا الذى ذكرناه من أنه يجوز ختانه فى الصغر ولا يجب لكن يستحب هو المذهب الصحيح المشهور الذى قطع به الجمهور، وفى المسألة:وجه أنه يجب على الولى ختانه فى الصغر لأنه من مصالحه فوجب .حكاه صاحب البيان عن حكاية القاضى أبى الفتوح عن الصيدلانى وأبى سليمان قال :وقال سائر أصحابنا :لا يجب.

ووجه ثالث أنه يحرم ختانه قبل عشر سنين، لأن ألمه فوق ألم الضرب ولا يضرب على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بچیوں کا ختنہ

ختنہ کی اصل سنت اور تاکید تو مَردوں کے حق میں ہے، لہٰذا عورتوں کے حق میں ختنہ کی تاکید نہیں۔

البتہ اگر عورتوں (یعنی بچیوں) کا ختنہ کرایا جائے، تو کوئی گناہ بھی نہیں، بلکہ بہت سے فقہاء کے نزدیک مستحب ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصلاة إلا بعد عشر سنين، حكاه جماعة منهم القاضي حسين في تعليقه، وأشار إليه البغوي في أول كتاب الصلاة وليس بشيء، وهو كالمخالف للإجماع والله أعلم (المجموع شرح المهذب ج۲ص ۳۰۳)

وقيل اليوم السابع من ولادته أو بعده إلى أن يحتمله ولا يهلك به) استدل له بما روى أن الحسن والحسين رضي الله عنهما ختنا في اليوم السابع أو بعد السابع ولكنه شاذ(درر الحكام شرح غرر الاحكام، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه في الشهادات)

ولم يقدر أبو حنيفة للختان وقتا معلوما ؛ لأنه لم يرد فيه كتاب ولا سنة ولم ينقل فيه إجماع الصحابة ، وطريق معرفة المقادير السماع وليس للرأي فيه مدخل .

وقدره المتأخرون واختلفوا في وقته فقال بعضهم وقته من سبع سنين إلى عشر سنين وقال بعضهم اليوم السابع من ولادته أو بعد السابع بعد أن يكون الصبي محتملا ولا يهلك لما روى أن الحسن ، والحسين -رضي الله عنهما -ختنا في اليوم السابع أو بعد السابع ولكنه شاذ (تبيين الحقائق ج۴ص ۲۲۶، كتاب الشهادة، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل)

شاذ کا مطلب یہ ہے کہ جن احادیث وروایات میں حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے ساتویں دن عقیقہ وغیرہ کا ذکر ہے، ان سب روایات میں ختنہ کا ذکر نہیں، اور عقیقہ کا ذکر جن روایات میں ہے، وہ اُن روایات کے مقابلہ میں شاذ ہیں۔

مگر کیونکہ حدیث پر عمل کرنا بنسبت رائے کے افضل ہے، اس لئے اگر بچے میں تحمل ہو، تو ساتویں دن ختنہ کے افضل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

[1] وختان المرأة ليس بسنة وإنما هو مكرمة للرجال في لذة الجماع وقيل سنة (البحر الرائق، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

وفي كتاب الطهارة من السراج الوهاج اعلم أن الختان سنة عندنا للرجال والنساء ، وقال الشافعي :واجب وقال بعضهم :سنة للرجال مستحب للنساء لقوله عليه الصلاة والسلام (ختان الرجال سنة وختان النساء مكرمة)(رد المحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

وهو سنة للرجال مكرمة للنساء ، إذ جماع المختونة ألذ(قرة عيون الأخيار تكملة رد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کیونکہ حضور ﷺ نے خواتین کے ختنہ کو قابلِ اکرام چیز قرار دیا ہے، اور اس سے متعلق ہدایات ارشاد فرمائی ہیں، نیز صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں خواتین کے ختنہ کا رواج پایا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ":اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، وَمَكْرَمَةٌ لِلنِّسَاءِ "(المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۶۹۹۶۹، واللفظ له، مسند احمد حديث نمبر ۲۰۷۱۹، مصنف ابن ابی شيبة حديث نمبر ۲۶۹۹۸) ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المحتار على الدر المختار، مطلب :في وقت الختان)

اختلفت الروايات في ختان النساء ذكر في بعضها أنه سنة هكذا حكى عن بعض المشايخ وذكر شمس الأئمة الحلواني في أدب القاضي للخصاف أن ختان النساء مكرمة كذا في المحيط (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

وهو سنة للرجال عندنا دون النساء وقال بعض العلماء :إنه فرض ولنا قوله -عليه الصلاة والسلام -الختان للرجال سنة وللنساء مكرمة قال الحلواني -رحمه الله -كان النساء يختتن في زمن أصحاب النبي -ﷺ -وإنما كان ذلك مكرمة ؛ لأنها تكون اللذة عند المواقعة(تبيين الحقائق ج۴ص ۲۲۶، كتاب الشهادة، باب من تقبل شهادته ومن لاتقبل)

ورأى مالك والشافعي وأبو حنيفة للكبير أن يختتن إذا أسلم واستحبوه للنساء (الاستذكار للنووي، كتاب صفة النبي ﷺ، باب ماجاء السنة في الفطرة)

ويشرع الختان في حق النساء أيضا ، قال أبو عبد الله حديث النبي ﷺ :(إذا التقى الختانان وجب الغسل) فيه بيان أن النساء كن يختتن ، وحديث عمر :إن ختانة ختنت، فقال " :أبقي منه شيئا إذا خفضت . "وروى الخلال ، بإسناده ، عن شداد بن أوس قال :قال النبي ﷺ :(الختان سنة للرجال ، ومكرمة للنساء) ، وعن جابر بن زيد مثل ذلك موقوفا عليه ، وروى عن النبي ﷺ(أنه قال للخافضة :أشمي ولا تنهكي ، فإنه أحظى للزوج ، وأسرى للوجه) . والخفض :ختانة المرأة (المغني لابن قدامة، فصل في الختان)

۱ اس حدیث کو بعض نے حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے ناقابلِ احتجاج قرار دیا ہے، مگر اولاً تو اس کی دوسری مرفوع وموقوف روایات سے تائید ہوتی ہے، اور دوسرے خود حجاج بن ارطاۃ کی توثیق میں اختلاف ہے، اور ان کی حدیث حسن درجے کی متحمل ہے۔

ہم بطورِ نمونہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کی چند عبارات ان کے متعلق ذکر کرتے ہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ختنہ مَردوں کے لئے سنت ہے، اور عورتوں کے لئے قابلِ اکرام چیز ہے (ترجمہ ختم)

قابلِ اکرام چیز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ختنہ کی وجہ سے شوہروں کو زیادہ لذت ورغبت حاصل ہوتی ہے۔ ۱

جبکہ قابلِ اکرام کے الفاظ سے بعض حضرات نے مستحب ہونا مراد لیا ہے۔ ۲

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، مَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۱۴۲۵، واللفظ لهٗ، مسند الشاميين للطبراني حديث نمبر ۱۴۱)

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ختنہ مَردوں کے لئے سنت ہے، اور عورتوں کے لئے قابلِ اکرام چیز ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الحجاج بن ارطاة وهو ثقة مدلس (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۱۷)
الحجاج بن ارطاة وفي الاحتجاج به اختلاف (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۵۰)
الحجاج بن أرطاة وفيه كلام وقد وثق (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۱۶)
الحجاج بن أرطاة وحديثه حسن (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۴۶)
الحجاج بن أرطاة وهو مدلس ولكنه ثقة (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۳۹)

اور صاحبِ جامع الصغیر نے بھی اس حدیث پر حسن ہونے کی علامت قائم کی ہے، اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

رمز المصنف لحسنه (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۴۱۲۹)

رواه أحمد بسند حسن عن والد أبي المليح والطبراني عن شداد بن أوس وعن ابن عباس (مرقاة، كتاب اللباس، باب الترجل)

۱ وهذه مَكْرُمَةٌ للنساء لحصول الكرامة لهنّ به عند أزواجهنّ (شرح النقاية، مسائل شتى)

۲ وَحُكْمُهُ أَنَّهُ مَكْرُمَةٌ بِضَمِّ الرَّاءِ وَفَتْحِ الْمِيمِ أَيْ كَرَامَةٌ بِمَعْنَى مُسْتَحَبٌّ لِأَمْرِهِ صلى الله عليه وسلم بِذَلِكَ (الفواكه الدواني، باب في الفطرة، والختان)

اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ ,مَكْرَمَةٌ لِلنِّسَاءِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ١٢٦٥٧ ، مسند الشاميين للطبراني حديث نمبر ٢٦٣٠ ،واللفظ لهما، سنن البيهقي حديث نمبر ١٨٠٢١، والمعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ١١٨٤١) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ختنہ مَردوں کے لئے سنت ہے، اور عورتوں کے لئے قابلِ اکرام چیز ہے (ترجمہ ختم)

مجموعی طور پر یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہے۔ [2]

---

[1] اس روایت کو بعض نے سعید بن بشیر کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، مگر اولاً تو معجم کبیر طبرانی کی مؤخر الذکر روایت میں وہ موجود نہیں، دوسرے سعید بن بشیر کو بعض محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سعيد بن بشير وقد وثقه جماعة وضعفه آخرون (مجمع الزوائد ج۴ص ۱۴۶)

[2] اور علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الحديث لا يثبت لأنه من رواية حجاج بن أرطاة ولا يحتج به أخرجه أحمد والبيهقي لكن له شاهد أخرجه الطبراني في مسند الشاميين من طريق سعيد بن بشر عن قتادة عن جابر بن زيد عن ابن عباس وسعيد مختلف فيه وأخرجه أبو الشيخ والبيهقي من وجه آخر عن ابن عباس وأخرجه البيهقي أيضا من حديث أبي أيوب(فتح البارى لابنِ حجر، كتاب اللباس، باب قص الشارب)

حجاج بن ارطاۃ کے بارے میں تو پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، رہا ان سے احتجاج نہ ہونا، تو اولاً تو اس پر تمام محدثین کا اتفاق نہیں، اور دوسرے یہ اس وقت ہے، جبکہ یہ کسی مضمون میں متفرد ہوں، اور اس مضمون میں یہ متفرد نہیں۔

اور طبرانی کی حدیث کو خود علامہ ابنِ حجر اس کا شاہد فرما رہے ہیں، لہٰذا علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کی روشنی میں بھی یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے، گو حسن لغیرہ میں داخل ہو۔

اور صاحب عون المعبود فرماتے ہیں:

قلت :وله طريق أخرى من غير رواية حجاج ، فقد رواه الطبراني في الكبير والبيهقي من حديث ابن عباس مرفوعا ، وضعفه البيهقي في السنن ، وقال في المعرفة :لا يصح رفعه ، وهو من رواية الوليد عن ابن ثوبان عن ابن عجلان عن عكرمة عنه ورواته موثقون إلا أن فيه تدليسا (عون المعبود شرح ابى داؤد ، كتاب الادب ،باب ماجاء في الختان)

جب ولید کی روایت کے رجال ثقہ ہیں، تو اس کے مرفوع ہونے میں کیا شبہ رہ گیا، رہا تدلیس کا معاملہ، تو وہ ہمارے فقہاء کے نزدیک اس حدیث کے حجت ہونے میں مانع نہیں۔

اور بعض نے ولید بن ولید کی ابنِ ثوبان سے روایت کے رجال کو ثقہ کہا ہے، سوائے ولید کے، مگر یہ ولید بن ولید قلانسی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چند انصاری خواتین کو یہ فرمایا تھا کہ:

وَاخْفَضْنَ ، وَلَا تُنْهِكْنَ فَإِنَّهُ أَحْظَى عِنْدَ أَزْوَاجِكُنَّ وَإِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنْعِمِيْنَ قَالَ مِنْدَلٌ :يَعْنِيْ اَلْأَزْوَاجَ(مسند البزار حديث نمبر ۶۱۷۸) ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ہیں، جن سے اس حدیث کو ایوب وزان نے روایت کیا ہے، اور ولید بن ولید قلانسی کو ابنِ ابی حاتم نے صدوق قرار دیا ہے۔

الوليد بن الوليد بن زيد أبو العباس العبسي القلانسي من أهل دمشق حدث عن عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان وسعيد بن بشير ومحمد بن المهاجر والأوزاعي وسعيد بن عبد العزيز وعثمان بن عطاء الخراساني روى عنه إسماعيل بن عبد الرحمن الكتاني الدمشقي والعباس بن الوليد بن صبح وأيوب بن محمد الوزان وسلمة بن شبيب ومحمد بن خلف بن طارق والهيثم بن مروان وأحمد بن عبد الواحد بن عبود وعبد السلام بن عتيق ومحمد بن عبد الرحمن بن الأشعث وعباس بن عبد الله الترقفي ومحمد بن يحيى الذهلي ....أخبرنا ابن أبي حاتم قال سألت أبي عنه فقال هو صدوق ما بحديثه بأس حديثه صحيح (تاريخ دمشق ج۶۳ ص ۳۰۵)

الوليد بن الوليد العنسي القلانسي الدمشقي قدم الرقة روى عن ابن ثوبان وسعيد بن بشير روى عنه العباس بن الوليد ابن صبح الدمشقي (ختن احمد بن ابى الحوارى الدمشقي) وايوب الوزان وسلمة بن شبيب سمعت ابى يقول ذلك.

عبد الرحمن قال سألت ابى عنه فقال :هو صدوق، ما بحديثه بأس، حديثه صحيح (الجرح والتعديل لابنِ ابى حاتم ج۹ ص ۱۹، باب الواو)

علاوہ ازیں حضرت نعمان بن منذر نے بھی مکحول سے اس کو مرسلاً روایت کیا ہے، اور نعمان بن منذر صدوق ہیں۔

وروى النعمان بن المنذر عن مكحول قال :قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ": الختان سنّة للرجال، مكرمة للنساء . "(تنقيح التحقيق لابن عبدالهادى، تحت حديث رقم ۳۰۴۵)

پس علامہ سیوطی اور حضرت ملا علی قاری رحمہما اللہ کا حجاج بن ارطاۃ کی حدیث کو حسن قرار دینا درست ہے، اور جناب ناصر الدین البانی صاحب نے السلسلۃ الضعیفہ میں جو حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کے حسن کے فیصلہ کو غیر حسن قرار دیا ہے، اس سے ہمیں اتفاق نہیں، بالخصوص جبکہ کثیر روایات میں لڑکیوں کے ختنہ کرنے والی عورت کو حضور ﷺ کا ہلکی ختنہ کرنے کی علت کو شوہروں کے لئے الذ واحظ قرار دینا صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے، اور اس کو جناب ناصر الدین البانی صاحب نے بھی صحیح تسلیم کیا ہے، اور "مکرمۃ للنساء" سے یہی مراد ہے۔

لہٰذا وہ تمام احادیث اس کی مؤید ہیں۔ محمد رضوان۔

؎ قال الهيثمي:

رواه البزار وفيه مندل بن علي وهو ضعيف وقد وثق ، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۵ ص ۱۷۱، ۱۷۲)

ترجمہ: اورتم ختنہ کرو، لیکن زیادہ مبالغہ نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے شوہروں کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے، اورتم احسان کرنے والوں (یعنی شوہروں) کی ناشکری سے بچو (ترجمہ ختم)

اورحضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأُمِّ عَطِيَّةَ خَتَّانَةً كَانَتْ بِالْمَدِينَةِ إِذَا خَفِضْتِ فَأَشِمِّي وَلَا تُنْهِكِي فَإِنَّهُ أَسْرَى لِلْوَجْهِ وَأَحْظَى عِنْدَ الزَّوْجِ (المعجم الصغیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۲۲) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے ام عطیہ سے جو کہ مدینہ میں (بچیوں کا) ختنہ کرنے والی تھیں، یہ فرمایا کہ جب آپ ختنہ کریں، تو آپ ہلکا ہاتھ رکھیں، اورزیادہ مبالغہ نہ کریں، کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ خوبصورتی اورشوہر کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

كَانَتْ خَتَّانَةٌ بِالْمَدِينَةِ يُقَالُ لَهَا أُمُّ أَيْمَنَ ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ : يَا أُمَّ أَيْمَنَ ، إِذَا خَفَضْتِ فَاضْجِعِي يَدَكِ ، وَلَا تُنْهِكِيهِ فَإِنَّهُ أَسْنَى لِلْوَجْهِ ، وَأَحْظَى لِلزَّوْجِ (اخبار اصبهان لأبي نعيم الأصبهاني حديث نمبر ۹۰۳، واللفظ له، طبقات المحدثين باصبهان حديث نمبر ۸۳۲) [2]

ترجمہ: مدینہ میں (بچیوں کی) ایک ختنہ کرنے والی تھیں، جن کوام ایمن کہاجاتا تھا، اوران کونبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ:

اے ام ایمن جب آپ ختنہ کیا کریں، تو آپ اپنا ہاتھ ہلکا رکھا کریں، اورزیادہ مبالغہ

---

[1] قال الهيثمي:
رواه الطبراني في الاوسط وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج۵ ص ۱۷۲)

[2] قلت: و رجاله موثقون غير إسماعيل هذا و الظاهر أنه الذي في "الميزان" و "اللسان" : "إسماعيل بن أمية ، و يقال: ابن أبي أمية حدث عن أبي الأشهب العطاردي تركه الدارقطني." (السلسلة الصحيحة للالباني تحت حديث رقم ۷۲۲)

نہ کیا کریں (یعنی زیادہ کھال نہ کاٹا کریں) کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ چمک اور شوہر کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

أَنَّ اِمْرَأَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا تُنْهِكِيْ فَإِنَّ ذٰلِكَ أَحْظٰى لِلْمَرْأَةِ وَأَحَبُّ إِلَى الْبَعْلِ (ابوداؤد حديث نمبر ص ۵۲۷۳، كتاب الادب، باب ما جاء في الختان، واللفظ له، سنن البيهقي حديث نمبر ۱۸۰۱۵، شعب الايمان للبيهقي حديث نمبر ۸۲۷۸) [1]

ترجمہ: ایک عورت مدینہ منورہ میں ختنہ کیا کرتی تھی، جس کو نبی ﷺ نے یہ حکم فرمایا تھا کہ ختنہ کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ کرو، کیونکہ یہ عورت کے لئے (جماع میں) زیادہ لذت کا اور شوہر کے لئے زیادہ محبت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

كَانَتْ بِالْمَدِيْنَةِ اِمْرَأَةٌ تَخْفِضُ النِّسَاءَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ عَطِيَّةَ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِخْفِضِيْ وَلَا تُنْهِكِيْ، فَإِنَّهُ أَنْضَرُ لِلْوَجْهِ وَأَحْظٰى عِنْدَ الزَّوْجِ" (مستدرک حاکم حديث نمبر ۶۲۹۷) [2]

ترجمہ: مدینہ میں ایک عورت تھی، جو لڑکیوں کا ختنہ کیا کرتی تھی، اور اس کو ام عطیہ کہا

---

[1] اس حدیث کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن یہ مختلف سندوں سے مروی ہے، جس کی وجہ سے یہ حسن درجے سے کم نہیں ہے۔

رواه أبو داود وقال هذا الحديث وفي نسخة صحيحة هذا حديث ضعيف وفي رواته مجهول وهو يحتمل أن يريد برواته جنس رواته ويؤيده ما في نسخة صحيحة ورواية مجهول ويحتمل أن يريد أن أحد رواته مجهول ويؤيده ما في نسخة وفي رواته مجهول لكن رواه الطبراني بسند صحيح والحاكم في مستدركه عن الضحاك بن قيس ولفظه اخفضي ولا تنهكي فإنه أنضر للوجه وأحظى عند الزوج (مرقاة، كتاب الادب، باب الترجل)

[2] وفي تاريخ دمشق:

عن الضحاك بن قيس قال كانت أم عطية خافضة بالمدينة فقال لها النبي (ﷺ) إذا خفضت فلا تنهكي فإنه أحظى للزوج وأسرى للزوجة (تاريخ دمشق ج ۲۴ ص ۲۸۲)

جاتا تھا، جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپ ختنہ کیا کریں، لیکن زیادہ مبالغہ نہ کیا کریں (یعنی زیادہ کھال نہ کاٹا کریں) کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ تازگی اور شوہر کے لئے زیادہ لذت کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے:

كَـانَـتْ خَفَّاضَةٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِذَا خَـفِـضْـتِ فَـأَشْـمِيْ وَلَا تُنْهِكِيْ فَإِنَّـهُ أَحْسَنُ لِلْوَجْهِ وَأَرْضٰى لِلزَّوْجِ "

(تاریخ بغداد ج۵ ص ۳۶۱)

ترجمہ: مدینہ میں لڑکیوں کی ختنہ کرنے والی ایک عورت تھی، جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے یہ پیغام بھیجا کہ جب آپ ختنہ کیا کریں، تو ہلکا ہاتھ رکھا کریں، اور زیادہ مبالغہ نہ کیا کریں (یعنی زیادہ کھال نہ کاٹا کریں) کیونکہ یہ عورت کے چہرے کے لئے زیادہ خوبصورتی اور شوہر کے لئے زیادہ پسند کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بچیوں کے ختنہ کا بھی رواج تھا، اور حضور ﷺ نے بچیوں کا ختنہ کرنے والی خواتین کو یہ حکم فرمایا تھا کہ وہ بچیوں کا ختنہ میں زیادہ کھال نہ کاٹا کریں، بلکہ متعلقہ کھال کا تھوڑا سا حصہ کاٹا کریں۔ [1]

اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ زوجین کے لئے مفید اور زوجین کے تعلقات میں محبت والفت کی زیادتی کا سبب ہے، اور طبی اصولوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] إن امرأة كانت تختن بكسر التاء المخففة أى تختن البنات وتطهرهن بالختان فقال لها النبى لا تنهكى بضم التاء وكسر الهاء وفى نسخة بفتحهما أى لا تبالغى فى قطع موضع الختان بل اتركى بعض ذلك الموضع وفى شرح السنة ويروى أشمى ولا تنهكى فقوله لا تنهكى تفسير لقوله أشمى أى لا تستقصى فإن ذلك بكسر الكاف أى عدم المبالغة والاستقصاء أحظى بسكون مهملة وفتح معجمة أى أنفع للمرأة وأحب أى ألذ إلى البعل أى الزوج فإنه إذا بولغ فى ختانها لا تلتذ هى ولا هو (مرقاة، كتاب الادب، باب الترجل)

[2] (أحظى للمرأة) : أى أنفع لها وألذ (وأحب إلى البعل) : أى إلى الزوج وذلك لأن الجلد الذى بين جانبى الفرج والغدة التى هناك وهى النواة إذا دلكا دلكا ملائما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علاوہ ازیں خواتین کے ختنہ سے ان کی شہوت میں بھی اعتدال پیدا ہوتا ہے، اوران کو عفت حاصل ہوتی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالإصبع أو بالحک من الذکر تلتذ کمال اللذة حتى لا تملک نفسها وتنزل بلا جماع ، فإن هذا الموضع کثیر الأعصاب فیکون حسه أقوى ولذة الحکة هناک أشد ، ولهذا أمرت المرأة فی ختانها لإبقاء بعض النواة والغدة لتلتذ بها بالحک ویحبها زوجها بالملاعبة معها لیتحرک منی المرأة ویذوب ، لأن منیها بارد بطیء الحرکة ، فإذا ذاب وتحرک قبل الجماع بسبب الملاعبة یسرع إنزالها فیوافق إنزالها إنزال الرجل ، فإن منی الرجل لحرارته أسرع إنزالا ، وهذا کله سبب لازدیاد المحبة والألفة بین الزوج والزوجة ، وهذا الذی ذکرته هو مصرح فی کتب الطب .والله أعلم .(عون المعبود شرح ابی داوٗد ،کتاب الادب ،باب ماجاء فی الختان)

[1] فشرع هذا الختان طهارة للرجل ,وکذلک تخفیفاً من الشهوة فی المرأة ,فإن المرأة إذا ترکت على حالها اشتدت شهوتها ,ولذلک کما ذکر شیخ الإسلام رحمة الله علیه یقول :یوجد فی نساء الکفار من الشدة لطلب الفساد والحرام ما لا یوجد فی نساء المؤمنین، وذلک لمحل الختان.

وجعل الله فی الختان مصلحة الدین والدنیا ,فلذلک یحصل به العفة للمرأة والرجل , وتحصل به العفة للمرأة والطهارة للرجل، ولذلک المرأة إذا اجتثت هذه الجلدة ذهبت شهوتها کما یقول الأطباء والحکماء من المتقدمین والمتأخرین، وإذا ترکت اشتدت غلمتها ,ولذلک ورد فی حدیث ابن عطیة کما أشار إلیه الإمام ابن القیم فی التحفة :(أشمی ولا تنهکی) والاشمام یکون من أعلى الشیء ، والإنهاک اجتثاثه من أصله، وهو حدیث متکلم فی سنده ,ولکن معناه صحیح عند العلماء ، أن الخاتنة ینبغی علیها ألا تأخذ الجلدة بکاملها ولا تستأصلها؛ لأنه استئصال للشهوة وذهاب لها، وکذلک أیضاً لا تترک الجلدة ,فشرع الله هذا لما فیه من اعتدال الشهوة للمرأة.

.........الختان یشرع للرجال وللنساء والصحیح :وجوبه على الاثنین، وظاهر قوله علیه الصلاة والسلام :(خمس من الفطرة) وذکر الختان دون أن یفرق بین الرجال والنساء ، لأن المرأة تحتاج إلیه طلباً للعفة ,والعفة مطلوبة وواجبة ,وما لا یتم الواجب إلا به فهو واجب؛ ولما کان اعتدال شهوة المرأة یحصل به مقصود الشرع کان الختان من هذا الوجه أقرب للوجوب منه للاستحباب والندب.

وینبغی أن ینبه على تساهل کثیر من الآباء ومنعهم بعض النساء من الختان وهذا لا ینبغی بل ینبغی إحیاء هذه الشعیرة بین النساء وذلک لما ذکرناه من الحکم والفوائد، وقد ذهب طائفة من العلماء رحمهم الله إلى وجوبه على الجمیع(شرح زاد المستقنع للشنقیطی ،حکم ختان الرجال والنساء، مشروعیة الختان)

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو، نومسلم باندیوں کے بارے میں فرمایا تھا:

فَاخْفِضُوْهُمَا ، وَطَهِّرُوْهُمَا (الأدب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۱۲۸۶، باب خفض المرأة)

ترجمہ: ان دونوں کی ختنہ کرو، اوران کو پاک کرو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نومسلم بالغ خواتین کا بھی اسلام لانے کے بعد ختنہ کرایا جاتا تھا، اور خواتین کا ختنہ ان کی پاکی میں بھی اضافے کا ذریعہ ہے۔

اور حضرت ام علقمہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ بَنَاتَ أَخِيْ عَائِشَةَ أُخْتُتِنَّ (الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۱۲۸۸، باب اللهو فی الختان) ۱

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کی بیٹیوں کی ختنہ کی گئی تھی (ترجمہ ختم)

پس ان احادیث اور روایات کی روشنی میں بچیوں کا ختنہ کا مستحب ہونا معلوم ہوا۔

اگرچہ آج کل ہمارے علاقہ میں اس کا رواج نہیں پایا جاتا، جس میں کوئی گناہ تو نہیں، لیکن اگر کوئی بچیوں کا ختنہ کرائے، تو بہتر ہے۔ ۲

احادیث وروایات کے بعد اب ختنہ سے متعلق مسائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ:......مرد کے حق میں ختنہ تاکیدی درجہ کی سنت ہے، اور اسی کے ساتھ اسلامی شعائر میں سے ہے، اور عورت کے حق میں ختنہ تاکیدی درجہ کی سنت تو نہیں، البتہ مستحب ہے۔

لہٰذا مرد کا بلا عذر ختنہ نہ کرانا برا ہے، البتہ عورت کی ختنہ نہ کرانے میں برائی نہیں۔

مسئلہ:......لڑکے کے ختنہ میں عضوِ تناسل کے آگے والے حصہ میں لگی ہوئی اس کھال کو کاٹا جاتا ہے، جو پیشاب کے سوراخ کے اردگرد ہوتی ہے۔

---

۱ قلت: و إسناده محتمل للتحسين ، رجاله ثقات ، غير أم علقمة هذه و اسمها مرجانة وثقها العجلی و ابن حبان ، و روی عنها ثقتان (السلسلة الصحيحة للالبانی، تحت حديث رقم ۷۲۲)

۲ بعض ممالک مثلاً سوڈان، کردستان وغیرہ میں بچیوں کے بھی ختنہ کا رواج ہے۔ محمد رضوان

اورلڑکی کے ختنہ میں اس کھال کو کاٹا جاتا ہے، جو پیشاب کے سوراخ کے اوپر گٹھلی کی شکل میں لٹکی ہوئی ہوتی ہے۔

البتہ لڑکی کے ختنہ میں اس کی مذکورہ پوری کھال کاٹنے کے بجائے کچھ کھال کاٹنا احادیث کی رُو سے مناسب ہے۔ [1]

مسئلہ:...... لڑکے کا ختنہ بالغ ہونے سے پہلے پہلے کرادینا ضروری ہے، اور پیدائش کے بعد جتنی جلدی ہو، اور بچے میں اس کی تکلیف کو برداشت کرنے کی استطاعت پیدا ہوجائے، کرادینا بہتر ہے۔

اور کسی بچے میں ساتویں دن یہ استطاعت موجود ہو، تو ساتویں دن کرادینا افضل ہے۔

اور اگر بالغ ہونے سے پہلے نہ کرایا جائے، تو بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کا حکم ہے، مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ [2]

مسئلہ:...... ختنہ میں اگر وہ پوری کھال نہ کاٹی جائے، جو عضو تناسل کے آگے والے مخصوص حصہ کو چھپائے ہوئے ہوتی ہے، بلکہ اکثر یعنی نصف سے زیادہ کھال کو کاٹا جائے، تو بھی کافی ہے۔

اور اگر نصف سے کم کھال کاٹی جائے، تو اس سے ختنہ کی سنت ادا نہیں ہوتی، اور اس سنت کی ادائیگی

---

[1] ای هذا باب فی بیان حکم ما إذا التقی الختانان یعنی ختان الرجل وختان المرأة وقال بعضهم المراد بهذه التثنیة ختان الرجل وخفاض المرأة وإنما ثنیا بلفظ واحد تغلیبا له قلت ذکروا هذا ولکن ذکر هذا بناء علی عادة العرب فإنهم یختنون النساء وقال الختان للرجال سنة وللنساء مکرمة رواه الجصاص فی کتاب (أدب القضاء) عن شداد بن أوس رضی الله تعالی عنه ثم الختان قطع جلیدة الکمرة وکذلک الختن والخفاض قطع جلدة من أعلی فرجها تشبه عرف الدیک بینها وبین مدخل الذکر جلدة رقیقة وکذلک الخفض (عمدة القاری، کتاب الغسل، باب إذا التقی الختانان)

وقال إمام الحرمین المستحق فی الرجال قطع القلفة وهی الجلدة التی تغطی الحشفة ....قال الإمام والمستحق من ختان المرأة ما ینطلق علیه الاسم قال الماوردی ختانها قطع جلدة تکون فی أعلی فرجها فوق مدخل الذکر کالنواة أو کعرف الدیک والواجب قطع الجلدة المستعلیة منه دون استئصاله (فتح الباری لابن حجر، کتاب اللباس، باب قص الشارب)

[2] قوله والظاهر فی الکبیر أنه یختن) الظاهر أن یختن مبنی للمجهول أی یختنه غیره فیوافق إطلاق الهدایة تأمل (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیره)

کے لئے دوبارہ ختنہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ [1]

مسئلہ:...... اگر کوئی بالغ ہونے کے بعد اسلام قبول کرے، تو اس کے حق میں بھی ختنہ سنت ہے، البتہ اگر کوئی بوڑھا یا ضعیف ہو، اور وہ ختنہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، تو اس سے ختنہ معاف ہے۔

اور ختنہ کرنے والے کو ختنہ کی غرض سے دوسرے کی شرمگاہ پر بقدرِ ضرورت نظر ڈالنا بھی جائز ہے۔ [2]

---

[1] (قوله ويكفي قطع الأكثر) قال في التتارخانية غلام ختن فلم تقطع الجلدة كلها فإن قطع أكثر من النصف يكون ختانا وإلا فلا (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره)

غلام ختن فلم تقطع الجلدة كلها فإن قطع أكثر من النصف يكون ختانا وإن كان نصفا أو دونه فلا كذا في خزانة المفتين وفي صلاة النوازل الصبي إذا لم يختن ولا يمكن أن يمد جلدته لتقطع إلا بتشديد وحشفته ظاهرة إذا رآه إنسان يراه كأنه ختن ينظر إليه الثقات وأهل البصر من الحجامين فإن قالوا هو على خلاف ما يمكن الاختتان فإنه لا يشدد عليه ويترك كذا في الذخيرة (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

ولو ختن ولم يقطع الجلدة كلها ينظر إن قطع أكثر من النصف يكون ختانا ؛ لأن للأكثر حكم الكل وإن قطع النصف فما دونه لا يعتد به لعدم الختان حقيقة وحكما (مجمع الانهر، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

[2] (وكذا) جاز ترك ختان (شيخ أسلم وقال أهل النظر لا يطيق الختان) للعذر الظاهر (مجمع الانهر، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

الشيخ الضعيف إذا أسلم ولا يطيق الختان إن قال أهل البصر لا يطيق يترك لأن ترك الواجب بالعذر جائز فترك السنة أولى كذا في الخلاصة.

قيل في ختان الكبير إذا أمكن أن يختن نفسه فعل وإلا لم يفعل إلا أن يمكنه أن يتزوج أو يشترى ختانة فتختنه وذكر الكرخي في الجامع الصغير ويختنه الحمامي كذا في الفتاوى العتابية (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

فمن جملة الأعذار الختان، والختان ينظر عند ذلك الفعل، وكذلك الخافضة تنظر؛ وهذا لأن الختان سنة، وهو من جملة الفطرة في حق الرجل لا يمكن تركه، ومن ذلك عند الولادة (المحيط البرهاني، الفصل التاسع فيما يحل للرجل النظر إليه، وما لا يحل، وما يحل له مسه، وما لا يحل)

(والخافضة للجارية كالخاتن للغلام) يعني أن الخافضة والختان ينظران إلى العورة لأجل الضرورة ، لأن الختان سنة في حق الرجال مكرمة في حق النساء فلا يترك (العناية شرح الهداية ، كتاب الكراهية ، فصل في الوطء والنظر واللمس)

فلا بأس بالنظر الى العورة لاجل الضرورة فمن ذلك ان الخاتن ينظر ذالك الموضع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:...... لڑکے کے ختنہ میں مناسب یہ ہے کہ کوئی ماہر مرد ختنہ کرے، اور اگر ماہر مرد میسر نہ ہو، تو ماہر عورت۔ اور اس کے برعکس لڑکی کے ختنہ میں مناسب یہ ہے کہ کوئی ماہر عورت ختنہ کرے، اور اگر ماہر عورت میسر نہ ہو، تو ماہر مرد "لان نظر الجنس الی الجنس اخف" [1]

مسئلہ:...... کسی بچے کا ختنہ کا گیا، اور ختنہ کے بعد اس کے عضوِ تناسل کی کھال دوبارہ لٹک گئی، اور اس کے پیشاب کے سوراخ کے اردگرد والے حصے کو چھپالیا، تو اس کی دوبارہ ختنہ سنت ہے۔ [2]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والخافضة كذالك تنظر ،لان الختان سنة وهو من جملة الفطرة فى حق الرجال لا يمكن تركه وهو مكرمة فى حق النساء ايضا (المبسوط للسرخسى ، كتاب الاستحسان، النظر الى الاجنبيات)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فرض ستر ضرورت میں ساقط ہو جاتا ہے، اور سنت کی ضرورت مباح کی ضرورت سے بڑھ کر ہے، اور تداوی محض مباح ہے (جب) اس کے لئے نظر اور لمس جائز ہے تو ختنہ کے لئے بالاولیٰ" (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۳۹)

اگر شبہ کیا جائے کہ ختنہ سنت ہے اور ستر کا چھپانا فرض ہے پھر ایک سنت عمل کی خاطر ترکِ فرض کی کیونکر اجازت ہے؟ اس کا جواب امداد الاحکام میں درج ذیل بیان کیا گیا ہے۔

وماتضمنه كلام السائل من ان الحرام لايباح الالامرواجب غير مسلم، فان الفطر فى رمضان حرام ومع ذالك يباح لامر جائز كسفر كذافى فتح البارى ج ١ ص ٢٩١، قلت والاصل فيه ماقاله فقهائنا قديغتفر ضمنا مالا يغتفر قصداً (الاشباه ص ٩٦)(امدادالاحكام ج ۴ص ۴۲۹)

[1] الضرورة والحاجة محققة فى النظر الى العورة الغليظة عندالتحمل بالنسبة لارادة اقامة الحدوان لم تكن الضرورة والحاجة محققة بالنظر الى الستر فالاباحة بالنظر الى الاول ......والطبيب انما يجوز له ذالك اذالم يوجدامرأة طبيبة فلووجدت فلايجوزله ان ينظر لان نظر الجنس الى الجنس اخف وينبغى للطبيب ان يعلم امرأة ان امكن وان لم يمكن ستر كل عضو منها سوى موضع الوجع ثم ينظر ويغض ببصره عن غير ذالك الموضع ان استطاع ، لان ماثبت للضرورة يتقدر بقدرها ، واذا ارادان يتزوج امرأة فلاباس ان ينظر اليها وان خاف ان يشتهى ......ولايجوزله ان يمس وجهها ولا كفها وان امن الشهوة لوجودالمحرم ولالقوام الضرورة (البحر الرائق ،كتاب الكراهية، فصل فى النظر والمس)

[2] اختتن الصبى ثم طالت جلدته إن صار بحال تستر حشفته يقطع وإلا فلا كذا فى المحيط (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر)

مسئلہ:...... جو بچہ پیدائشی طور پر مختون ہو، اور اس کا حشفہ یعنی عضوِ تناسل کا اگلا مخصوص حصہ نظر آتا ہو، تو اس کے ختنہ کی ضرورت نہیں، اور اگر کچھ حصہ چھپا ہوا ہو، تو صرف اتنی کھال کو کاٹ دینا سنت کی ادائیگی کے لئے کافی ہے۔ [1]

مسئلہ:...... لڑکے کا ختنہ اور اس کا خرچہ اس کے والد کی ذمہ داریوں میں داخل ہے، البتہ اگر بچے کی ملکیت میں مال ہو، تو اس سے بھی اجرت کی ادائیگی جائز ہے۔ [2]

مسئلہ:...... ختنہ کے موقع پر لوگوں کی دعوت کرنے کے جائز ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض نے اس سے منع فرمایا ہے۔ [3]

---

[1] ولو ولد وهو يشبه المختون لا يقطع منه شيء حتى يكون ما يوارى الحشفة(الاختيار لتعليل المختار، كتاب الكراهية)

(ولو كانت حشفة الصبي ظاهرة) حيث (من رآه ظنه مختنا ، و) الحال أنه (لا تقطع جلدة ذكره إلا بمشقة جاز ترك ختانه) على حاله ؛ لأن قطع جلدة ذكره لتكشف الحشفة فإذا كانت الحشفة ظاهرة فلا حاجة إلى القطع ، وإن كان يوارى الحشفة يقطع الفضل (مجمع الانهر، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

[2] وللأب أن يختن ولده الصغير ويحجمه ويداويه (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية،الباب التاسع عشر)

أجرة الأديب والختان في مال الصبي إن كان له مال وإلا فعلى أبيه (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الاجارة، الباب الثاني والثلاثون)

[3] عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ :دُعِيَ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ إِلَى خِتَانٍ ، فَأَبَى أَنْ يُجِيبَ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ " :إِنَّا كُنَّا لَا نَأْتِي الْخِتَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعَى لَهُ "(مسند احمد حديث نمبر ١٧٩٠٨، واللفظ لهُ،المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ٨٢٩٩)

عَنِ الحسن، قَالَ :دُعِيَ عُثْمَانُ بن أَبِي الْعَاصِ إِلَى طَعَامٍ، فَقِيلَ :هَلْ تَدْرِي مَا هَذَا؟ هَذَا خِتَانُ جَارِيَةٍ، فَقَالَ:"هَذَا شَيْءٌ مَا كُنَّا نَرَاهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ(المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ٨٣٠٠)

قال الهيثمي:

ورجال الاول فيهم اسحاق وهو ثقة ولكنه مدلس ، ورجال الثاني فيهم أبو حمزة العطار وثقه أبو حاتم وضعفه غيره (مجمع الزوائد ج٤ص ٦٠)

دعي عثمان بن أبي العاص إلى ختان فأبى أن يجيب وقال كنا على عهد رسول الله ﷺ لا نأتي الختان ولا ندعى إليه قال فدل ذلك أن الذي كانوا يدعون إليه من الأطعمة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ بعض نے اس کی اجازت دی ہے۔ [1]

لیکن یہ اس وقت ہے، جبکہ اس میں کوئی خرافات نہ ہو، ورنہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔

مسئلہ:...... اگر کسی بچے کا ختنہ نہ ہوا ہو، اور وہ ختنہ سے پہلے فوت ہو جائے، تو فوت ہونے کے بعد اس کا ختنہ جائز نہیں۔



﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

على عهد رسول الله ﷺ فما كانوا يأتونه على وجوب إتيانه عليهم إنما هو خاص من الأطعمة لا على كل الأطعمة ولما كان طعام الوليمة مأمورا به كان من دعى إليه مأمورا بإتيانه ولما كان ما سواه من الأطعمة غير مأمور به كان غير مأمور بإتيانه (شرح مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ فى الطعام الذى يجب على من دعى عليه إتيانه)

[1] عَنْ نَافِعٍ قَالَ :كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُطْعِمُ عَلَى خِتَانِ الصِّبْيَانِ(مصنف ابن ابى شيبة حديث نمبر ۱۷۴۵۱)

,عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ قَالَ :أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ :خُتِنْتُ أَنَا وَنُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَذُبِحَ عَلَيْنَا كَبْشًا وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا نَجْذَلُ بِهِ عَلَى الْغِلْمَانِ(مصنف ابن ابى شيبة حديث نمبر ۱۷۴۵۵)

لا ينبغى التخلف عن إجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان ونحوهما وإذا أجاب فقد فعل ما عليه أكل أو لم يأكل وإن لم يأكل فلا بأس به والأفضل أن يأكل لو كان غير صائم كذا فى الخلاصة (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثانى عشر)

وَإِنْ كَانَتْ سُنَّةً كَوَلِيمَةِ الْعُرْسِ وَالْخِتَانِ فإنه يُجِيبُهَا لِأَنَّهُ إجَابَةُ السُّنَّةِ وَلَا تُهْمَةَ فيه (بدائع الصنائع، كتاب آداب القاضى، فصل واما آداب القضاء)

خاتمہ

بچوں کی تعلیم وتربیت

نومولود سے متعلق جو احکام اب تک ذکر کیے گئے ہیں، وہ ابتدائی درجے کے احکام تھے، ان کو شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنا بہت بڑی سعادت ہے، لیکن صرف ان کو پورا کر لینے سے والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داریاں ختم نہیں ہو جاتیں، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ اولاد کی تعلیم وتربیت کا اہتمام وانتظام بھی ضروری ہے اور اس میں غفلت اختیار کرنا سخت وبال کا باعث ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا (سورۃ التحریم آیت ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ (ترجمہ ختم)

گھر والوں میں بیوی، کے ساتھ اولاد بھی داخل ہے۔[1]

اور خود کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا اور گناہوں سے بچنا، اور اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام سکھا کر اور ان پر عمل کرانے کے لئے، زبان سے، ہاتھ سے بقدرِ امکان کوشش کر کے آگ سے بچانا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو شریعت کے ضروری احکام کی تعلیم

---

[1] اور بعض مفسرین نے اہل کے بجائے "انفسکم" میں اولاد کو داخل مانا ہے۔

الأَهْلُ لِلرَّجُلِ: زَوْجَتُه ويدخلُ فيه الأولادُ وبه فُسِّر قوله تعالى ":وَسَارَ بِأَهْلِهِ "أى زوجِهِ وأولادِهِ كأَهْلَتِهِ بالهاء .الأَهْلُ للنبي صلى الله عليه وسلم :أزواجُه وبَناتُه وصِهْرُه على رضي الله عنه أو نِساؤُه .وقيل :أَهْلُه :الرجالُ الذين هم آله ويدخلُ فيه الأحفادُ والذُّرِّيَّاتُ ومنه قوله تعالى ":وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا "وقوله تعالى ": إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ "وقوله تعالى ":رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ "(تاج العروس مادة اهل)

دے اوران پر عمل کرانے کی کوشش کرے (کذافی معارف القرآن ج۸ص۵۰۲) ؎۱

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عَلِّمُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمُ الْخَيْرَ" (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۳۷۸۵) ؎۲

ترجمہ: اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خیر کی تعلیم دو (ترجمہ ختم)

خیر کی تعلیم سے مراد دین کی تعلیم ہے، اور مطلب یہ ہے کہ ان کو دین اور اس کے احکام سکھلاؤ۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"عَلِّمُوْهُمْ وَاَدِّبُوْهُمْ (شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۸۲۸۱، باب حقوق الاولاد والاهلین، البر والصلة للحسین بن حرب حدیث نمبر ۱۷۷)

ترجمہ: ان کو (شریعت کے احکام کی) تعلیم دو، اوران کی تہذیب وتربیت کرو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کو شریعت کے احکام کی تعلیم اور ان کی اسلامی طریقہ پر تہذیب وتربیت کرنا بھی ضروری ہے۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

؎۱ يعنى :مروهم بالخير وانهوهم عن الشر وعلموهم وأدبوهم تقوهُمْ بذلك نارًا (تفسير البغوى، تحت آيت ٦ من سورة التحريم)

ووقاية النفس عن النار بترك المعاصى وفعل الطاعات ، ووقاية الأهل بحملهم على ذلك بالنصح والتاديب ....والمراد بالأهل على ما قيل :ما يشمل الزوجة والولد والعبد والأمة .واستدل بها على أنه يجب على الرجل تعلم ما يجب من الفرائض وتعليمه لهؤلاء ، وأدخل بعضهم الأولاد فى الأنفس لأن الولد بعض من أبيه (تفسير روح المعانى ، تحت آيت ٦ من سورة التحريم)

اى :مروهم بالمعروف، وانهوهم عن المنكر، ولا تدعوهم مهملا فتأكلهم النار يوم القيامة (ابن كثير، جزء٥ صفحه ٢٤٠)

وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عَلَيْنَا تَعْلِيمَ أَوْلَادِنَا وَأَهْلِينَا الدِّينَ وَالْخَيْرَ وَمَا لَا يُسْتَغْنَى عَنْهُ مِنَ الْآدَابِ ....قَوْلِهِ تَعَالَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :(وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ لِلْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ مِنَّا مَزِيَّةً بِهِ فِي لُزُومِنَا تَعْلِيمَهُمْ وَأَمْرَهُمْ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالَى (احكام القرآن جصاص، سورة التحريم آيت ٦)

؎۲ قال الحاكم: " هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبى فى التلخيص: على شرط البخارى ومسلم.

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْأَمِيْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ(بخاری حدیث نمبر ۴۸۰۱، کتاب النکاح،باب المرأة راعية فی بیت زوجها، واللفظ لہٗ، مسلم حدیث نمبر ۳۴۲۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۹۳۰، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۴۴۹۵)

ترجمہ:تم میں سے ہرایک نگران (وذمہ دار) ہے،اورتم میں سے ہرایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا،امیر نگران ہے،اورآدمی اپنے گھروالوں پر نگران ہے،اورعورت اپنے شوہر کے گھر اوراس کی اولاد پر نگران ہے،پس تم میں سے ہرایک نگران ہے،اور ہرایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا(ترجمہ ختم)

نگران اور ذمہ دار ہونے میں جس طرح نان نفقہ کا انتظام داخل ہے،اسی طرح ان کی تعلیم اور تربیت کا اہتمام بھی داخل ہے۔ [1]

اورحضرت ابن عمررضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا:

"أَدِّبْ اِبْنَکَ، فَإِنَّکَ مَسْئُوْلٌ عَنْ وَّلَدِکَ، مَاذَا أَدَّبْتَهٗ ؟ وَمَاذَا عَلَّمْتَهٗ، وَإِنَّهٗ مَسْئُوْلٌ عَنْ بِرِّکَ وَطَوَاعِيَتِهٖ لَکَ "(شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۸۲۹۵،باب حقوق الاولاد والاهلین، واللفظ لهٗ،السنن الکبریٰ للبیهقی حدیث نمبر ۱۵۳۰۱،الفقیه والمتفقه للخطیب بغدادی حدیث نمبر ۱۷۱)

ترجمہ:اپنے بیٹے کی اچھی تربیت کرو، کیونکہ آپ سے اپنی اولاد کے بارے میں سوال کیا جائے گا، کہ آپ نے اس کی کیسی تربیت کی ہے،اوراس کو کیسی تعلیم دی ہے؟ اور اولاد سے آپ کے ساتھ حسنِ سلوک اورآپ کی اطاعت کے بارے میں سوال کیا جائے گا(ترجمہ ختم)

---

[1] وَمَعْلُومٌ أَنَّ الرَّاعِيَ كَمَا عَلَيْهِ حِفْظُ مَنْ اُسْتُرْعِيَ وَحِمَايَتُهُ وَالْتِمَاسُ مَصَالِحِهِ فَكَذٰلِکَ عَلَيْهِ تَأْدِيبُهُ وَتَعْلِيمُه.(احکام القرآن جصاص، سورة التحریم آیت ۶)

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن صرف اولاد سے ہی والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اور حسنِ سلوک کا سوال نہ ہوگا، بلکہ والدین سے بھی اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے بارے میں سوال ہوگا۔
لہٰذا اگر تعلیم وتربیت شریعت کے مطابق کی تو نجات حاصل ہوگی، ورنہ مؤاخذہ ہوگا۔
اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے گھر جاتے وقت یہ نصیحت فرمائی:

اِرْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ (بخاری، حدیث نمبر ۶۷۰۵، کتاب اخبار الآحاد، باب ما جاء فی إجازة خبر الواحد الصدوق فی الأذان والصلاة والصوم والفرائض والأحکام، واللفظ لہ، مسلم حدیث نمبر ۱۵۶۷، نسائی حدیث نمبر ۶۳۴، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۵۹۸، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۵۹۹۲)

ترجمہ: تم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر ان کے درمیان قیام کرو، اور ان کو (شریعت کی) تعلیم دو، اور ان کو امر بالمعروف کرو (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں گھر میں قیام کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر گھر والوں کی دینی تعلیم وتربیت اور ان کو امر بالمعروف کا صحیح انتظام نہیں ہو پاتا۔
یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے گھر والوں سے دور زندگی بسر کرتے ہیں، وہ عام طور پر اپنی اولاد کی دینی تعلیم وتربیت سے قاصر رہتے ہیں۔
افسوس ہے کہ آج کل بہت سے لوگ دنیا کے دھندوں میں لگ کر سارا وقت گھر سے باہر گزار دیتے ہیں، اور کچھ لوگ دوسروں کی تعلیم واصلاح کی خاطر بیوی بچوں سے دور زندگی گزارتے ہیں، اور بیوی بچوں کی اصلاح وتعلیم اور تربیت سے غفلت اختیار کرتے ہیں، جو کہ غلط طرزِ عمل ہے۔
ایک روایت میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلٰی وَالِدِهٖ اَنْ يُّحْسِنَ اِسْمَهٗ، وَيُحْسِنَ مِنْ مَّرْضَعِهٖ، وَيُحْسِنَ اَدَبَهٗ (شعب الایمان، حدیث نمبر ۸۳۰۰، باب حقوق الاولاد والاهلین، واللفظ

لہ،معجم الشيوخ لابن جميع الصيداوی حديث نمبر ۲۸۳) ؎

ترجمہ: والد کے ذمہ اولاد کا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کے دودھ پلانے کا اچھا انتظام کرے اور اس کو اچھا ادب سکھائے (ترجمہ ختم)

یہ مضمون بھی گزشتہ احادیث کے مطابق ہے کہ اولاد کی تربیت والد کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

اور حضرت ابنِ عباس، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی سند سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهُ وَأَدَبَهُ، فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ (شعب الايمان حديث نمبر ۸۲۹۹،باب حقوق الاولاد والاهلين)

ترجمہ: جس کے اولاد پیدا ہو، تو اس کا اچھا نام رکھے، اور اس کی اچھی تربیت کرے، پھر جب وہ بالغ ہوجائے، تو اس کا نکاح کردے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مروی ہے:

مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ وَلَدًا فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهُ وَتَادِيْبَهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ (كتاب العيال لابن ابی الدنيا حديث نمبر ۱۷۳، ج ۱ ص ۳۳۴)

ترجمہ: جس کو اللہ تعالیٰ اولاد عطا کریں، تو اس کو چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اور اس کی تربیت کرے، اور جب وہ بالغ ہوجائے، تو اس کا نکاح کرے (ترجمہ ختم)

اور حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ :أَكْرِمْ وَلَدَكَ وَأَحْسِنْ أَدَبَهُ (مصنف ابنِ ابی شيبة حديث نمبر ۲۶۱۶۶، كتاب الادب،باب من كان يعلمهم ويضربهم على اللحن، واللفظ لهٗ، الجامع

؎ قلت: وفيه (عبد الملك بن الحسين، أبو مالك، النَّخعيّ، الواسطيّ.) ويعرف بابن ذرّ، وقيل :بل اسمه عمارة .روى عن :عليّ بن الأقمر، والأسود بن قيس، ويعلى بن عطاء .وعنه :ابن المبارك، ويحيى بن ابی بكر، ويزيد بن هارون .قال الفلاس، وغيره :ضعيف الحديث .وروى عبّاس، عن ابن معين :ليس بشيء (تاريخ الاسلام للذهبی ج ۱۰ ص ۳۳۴،۳۳۵)

ولكن له شواهد من الآثار. كما سيأتي . محمد رضوان

لابن وهب حدیث نمبر ۱۰۴)

ترجمہ: صحابۂ کرام وتابعین یہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنی اولاد کا اکرام (اور اس سے محبت وشفقت والا برتاؤ) کرو، اور اس کی اچھی تربیت کرو (ترجمہ ختم)

اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحْسِنَ اِسْمَهُ ، وَأَنْ يُزَوِّجَهُ إِذَا بَلَغَ ، وَأَنْ يُحسِنَ أَدَبَهُ (البر والصلة للحسين بن حرب حدیث نمبر ۱۴۶)

ترجمہ: والد پر اولاد کا حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اور بالغ ہونے پر اس کا نکاح کرے، اور اس کی اچھی تربیت کرے (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات میں تعلیم وتربیت سے مراد دین کا علم اور دینی احکام کی تربیت ہے، کیونکہ اس تعلیم وتربیت کا مقصد جہنم سے بچانا ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ جہنم سے بچانے والا علم دین ہی کا اور اسی پر عمل کرنا ہے۔ اور آگے آنے والی احادیث وروایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ میں نے اپنے دادا کی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث دیکھی:

إِذَا أَفْصَحَ أَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (عمل اليوم والليلة لابن السنی حدیث نمبر ۴۲۲) [1]

---

[1] وفيه عبد الكريم بن أبى المخارق واسمه قيس ، ويقال :طارق المعلم ، ابو أمية البصرى ، نزل مكة.ضعفه المحدثون ولكن استشهد به البخارى ، وروى له مسلم فى "المتابعات "، وأبو داود فى كتاب "المسائل "، والباقون.(كما فى تهذيب الكمال ج۱۸ ص۲۶۵)

وهذا مؤيد بالآثار.

وفى رواية :

عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، قَالَ :كَانَ الْغُلَامُ إِذَا أَفْصَحَ مِنْ بَنِى عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ سَبْعَ مَرَّاتٍ :(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِى الْمُلْكِ)(مصنف ابن ابى شيبة حديث نمبر ۳۵۱۷، باب ما يستحب أَنْ يُعَلَّمَهُ الصَّبِيُّ أَوَّلَ مَا يَتَعَلَّمُ، واللفظ له،عمل اليوم والليلة لابن السنى حديث نمبر ۴۲۳،مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۷۹۷۶)

ترجمہ: جب تمہاری اولاد صحیح بولنا سیکھ جائے، تو تم اس کو لا الٰہ الا اللہ سکھلاؤ (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابراہیم تیمی فرماتے ہیں:

كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَوَّلَ مَا يَفْصَحُ أَنْ يُعَلِّمُوهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَيَكُونُ ذٰلِكَ أَوَّلَ مَا يَتَكَلَّمُ بِهِ (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۷۹۷۷، كتاب العقيقة، باب ما يستحب للصبي أن يعلم إذا تكلم، واللفظ له، مصنف ابن ابی شيبة حديث نمبر ۳۵۱۹، باب ما يستحب أَنْ يُعَلِّمَهُ الصَّبِيُّ أَوَّلَ مَا يَتَعَلَّمُ)

ترجمہ: صحابۂ کرام وتابعین اس بات کو پسند کیا کرتے تھے کہ بچے کے صحیح بولنے کی ابتداء کے وقت اسے سات مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دیں، پس بچے کا ابتدائی کلام یہی ہوا کرتا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يُعَلِّمُ وَلَدَهُ يَقُولُ قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَفَرْتُ بِالطَّاغُوتِ (مصنف ابن ابی شيبة حديث نمبر ۳۵۱۸، كتاب العقيقة، باب ما يستحب أَنْ يُعَلِّمَهُ الصَّبِيُّ أَوَّلَ مَا يَتَعَلَّمُ)

ترجمہ: حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے بچے کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ وہ یہ کہے کہ "آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَفَرْتُ بِالطَّاغُوتِ" یعنی میں اللہ پر ایمان لایا، اور بتوں کا انکار کیا (ترجمہ ختم)

خواہ لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دی جائے، یا آمنت باللہ کی، مقصود دونوں کا یہ ہے کہ توحید کی تعلیم دی جائے، اور شرک کا انکار کیا جائے۔

افسوس ہے کہ آج بہت سے لوگ اپنی اولاد کو دنیا جہان کے قصے بلکہ گناہوں کی چیزیں سکھایا سکھوادیتے ہیں، مگر کلمہ اور توحید کی تعلیم دینے سے غافل رہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَتَعَلَّمُوهُ، وَعَلِّمُوهُ أَبْنَاءَكُمْ، فَإِنَّكُمْ عَنْهُ تُسْأَلُونَ، وَبِهِ

تُجْزَوْنَ ، وَكَفٰى بِهٖ وَاعِظًا لِمَنْ عَقَلَ (فضائل القرآن للقاسم بن سلام حدیث نمبر ۱۰) [1]

ترجمہ: تم قرآن کولازم پکڑو، اس کی خود بھی تعلیم حاصل کرو، اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تعلیم دو، کیونکہ تم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور اس کے ذریعہ سے تم کو اجر وثواب دیا جائے گا، اور جو سمجھ رکھتا ہو، اس کے لئے قرآن بطور واعظ کافی ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی دینی تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم بھی داخل ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل اکثر مسلمان اپنی اولاد کو دین کی تعلیم وتربیت نہیں دیتے اور دلاتے، اور اس کے بجائے دنیا کی تعلیم وتربیت پر ہی تمام توجہ مرکوز رکھتے ہیں۔

اور اگر تھوڑی بہت قرآن مجید اور دین کی تعلیم دلاتے بھی ہیں، تو اولاً تو وہ صحیح نہیں ہوتی، یا ناکافی ہوتی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ طرزِ عمل جہنم سے نجات نہیں دلاسکتا۔

اور حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۷، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، معرفۃ السنن والآثار للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الإمام قاعدا بقیام، واللفظ لھما، مصنف ابن ابی شیبۃ، متی یؤمر الصبی بالصلاۃ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۶۷۹) [2]

---

[1] اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور اس میں اسماعیل بن عیاش بن سلیم عنسی ہیں، جو کہ عمرو بن قیس بن ثور الکندی السکونی سے روایت کرتے ہیں، جو کہ شامی ہیں، اور شامیین سے ان کی روایات میں اختلاط کا حکم نہیں لگایا گیا (کمافی تھذیب الکمال ج۳ص۱۷۴) فالحدیث صحیح۔

[2] قال الحاکم: " هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ، فَقَدِ احْتَجَّ بِعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ آبَائِهِ، ثُمَّ لَمْ يُخَرِّجْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا هٰذَا الْحَدِيْثَ "

وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرط مسلم.

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز کا حکم کرو، اور جب دس سال کا ہوجائے تو نماز (نہ پڑھنے) پر اسے مارو (ترجمہ ختم)

بالغ ہونے سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی، لیکن بالغ ہونے سے پہلے بچہ کو نماز کی تاکید اور اس کو مارنے کا حکم فرمایا، یہ اس کو نماز کی تعلیم وتادیب دینے کے لئے فرمایا، تاکہ وہ پہلے سے نماز پڑھنا سیکھ جائے، اور نماز پڑھنا شروع کردے، اور بچہ اس حال میں بالغ ہو کہ وہ نماز کو صحیح طرح اور پابندی کے ساتھ پڑھنے کا عادی ہو۔

اور روزے کی عادت بھی بالغ ہونے سے پہلے ڈالنی چاہئے۔

اور نماز کے ساتھ حلال وحرام، اور جائز ناجائز، کے احکام کی بھی تعلیم دینی چاہئے۔ [1]

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۸، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، مستدرک حاکم، کتاب الایمان)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو جب وہ سات سال کے ہوں، نماز کا حکم کرو، اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو ان کو نماز (کے چھوڑنے) پر مارو، اور

---

[1] وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مُرُوهُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعٍ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ) وَلَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى وَجْهِ التَّكْلِيفِ، وَإِنَّمَا هُوَ عَلَى وَجْهِ التَّعْلِيمِ وَالتَّأْدِيبِ (احکام القرآن جصاص، باب الغلام یبلغ والکافر یسلم فی بعض رمضان)

قال الفقهاء: وهكذا في الصوم؛ ليكون ذلك تمرينًا له على العبادة، لكي يبلغ وهو مستمر على العبادة والطاعة ومجانبة المعصية وترك المنكر، والله الموفق (تفسیر ابن کثیر، تحت آیت ۶ من سورة التحريم)

فيعلمه الحلال والحرام، ويجنبه المعاصي والآثام، إلى غير ذلك من الأحكام ....مُرُوا الصَّبِيَّ بالصلاة إذا بلغ سبع سنين فإذا بلغ عشر سنين فاضربوه عليها "وكذلك يخبر أهله بوقت الصلاة ووجوب الصيام ووجوب الفطر إذا وجب؛ مستنداً في ذلك إلى رؤية الهلال (تفسير القرطبي، تحت آيت ٦ من سورة التحريم)

(اسی عمر سے) ان کے بستر ایک دوسرے سے الگ کردو (ترجمہ ختم)

اولاد میں لڑکا اور لڑکی دونوں شامل ہیں، لہٰذا یہ حکم دونوں قسم کی اولادوں کو شامل ہے، دس سال کی عمر میں بلوغ کے قریب عمر ہوتی ہے، اس لئے بعض چیزوں کا اسی عمر میں حکم دے دیا گیا، چنانچہ نماز میں کوتاہی کرنے پر مارنے کا حکم دیا گیا، تاکہ نماز میں سستی اور غفلت نہ کریں، اور ان کے بستر الگ الگ کرنے کا حکم دیا گیا، جس میں بہت سے فتنوں سے حفاظت ہوجاتی ہے۔

لہٰذا جب اولاد دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اسے نماز پڑھانے پر سختی کرنی چاہئے، اور ایک دوسرے کے ساتھ ایک ہی بستر پر نہ سلانا چاہئے، خواہ وہ دو بہنیں ہوں، یا دو بھائی ہوں۔

اور آج کل شہری زندگی میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے اگر ساتھ ساتھ سونے کی ضرورت پیش آئے تب بھی بستر الگ الگ کردیئے جائیں اور ممکنہ حد تک درمیان میں فاصلہ یا کوئی چیز حدِ فاصل کے طور پر رکھ دی جائے۔ [1]

---

[1] مروا أمر من الأمر حذفت همزته للتخفيف ثم استغنى عن همزة الوصل تخفيفا ثم حركت فاؤه لتعذر النطق بالساكن أولادكم يشمل الذكور والإناث بالصلاة وبما يتعلق بها من الشروط وهم أبناء سبع سنين ليعتادوا ويستأنسوا بها والجملة حالية واضربوهم عليها أى على ترك الصلاة وهم أبناء عشر سنين لأنهم بلغوا أو قاربوا البلوغ وفرقوا أمر من التفريق بينهم أى بين البنين والبنات على ما هو الظاهر ويؤيده ما قاله بعض العلماء ويجوز للرجلين أو المرأتين أن يناما فى مضجع واحد بشرط أن تكون عورتهما مستورة بحيث يأمنان التماس المحرم وقال ابن حجر بهذا الحديث أخذ أئمتنا فقالوا يجب أن يفرق بين الأخوة والأخوات فلا يجوز حينئذ تمكين اثنين من الإجتماع فى مضجع واحد والظاهر ان قوله فلا يجوز الخ من كلامه وهو غير مفهوم من كلام أئمته فتأمل فى المضاجع أى المراقد وقال الطيبى لأن بلوغ العشر مظنة الشهوة وإن كن أخوات وإنما جمع الأمرين فى الصلاة والفرق بينهم فى المضاجع فى الطفولية تأديبا ومحافظة لأمر الله تعالى لأن الصلاة أصل العبادات وتعليما لهم المعاشرة بين الخلق وأن لا يقفوا مواقف التهم فيجتنبوا محارم الله تعالى كلها رواه أبو داود وكذا رواه فى شرح السنة عنه قال ميرك ورواه أبو داود والحاكم من رواية عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده واللفظ لأبى داود ورواه والترمذى وابن خزيمة من رواية عبد الملك بن الربيع بن سبرة الجهنى عن أبيه عن جده بدون قوله وفرقوا الخ قال الترمذى حسن صحيح وقال الحاكم صحيح على شرط مسلم وفى المصابيح عن سبرة بسكون الباء ابن معبد قال الطيبى أقول ورواه أبو داود عنه أيضا لكن بلفظ مروا الصبى بالصلاة إذا بلغ سبع سنين وإذا بلغ عشر سنين فاضربوه عليها وليس فى روايته التفريق (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة)

اور حضرت عمرو بن شعیب ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرُوْا أَبْنَاءَ کُمْ بِالصَّلَاۃِ لِسَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا لِعَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ (مسند احمد حدیث نمبر ۶۷۵۶ واللفظ لہٗ وحدیث نمبر ۶۴۰۲، سنن دار قطنی، کتاب الصلاۃ، باب الْأَمْرِ بِتَعْلِیمِ الصَّلَوَاتِ وَالضَّرْبِ عَلَیْھَا وَحَدِّ الْعَوْرَۃِ الَّتِی یَجِبُ سَتْرُھَا)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو سات سال کی عمر ہونے پر نماز کا حکم کرو، اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو، اور (اسی عمر میں) ان کے بستر ایک دوسرے سے الگ کر دو (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں جو اولاد کو نماز کا حکم کرنے کا فرمایا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سرپرستوں کے ذمہ یہ حکم واجب العمل ہے، اگر وہ اس میں غفلت وکوتاہی کریں گے، تو گنہگار ہونگے۔

دس سال ہونے پر اولاد کو نماز نہ پڑھنے پر مارنے میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ شدید نہ مارا جائے، جس سے ہڈی ٹوٹ جائے، گوشت پھٹ جائے، یا کوئی عضو تلف وناقص ہو جائے، اور چہرہ پر مارنا بھی منع ہے۔ [1]

---

[1] (مروا) وجوبا (أولادکم) وفی روایۃ أبناء کم قال الطیبی :مروا أصلہ آمروا حذفت ھمزتہ تخفیفا فلما حذفت فاء الفعل لم یحتج إلی ھمزۃ الوصل لتحریک المیم (بالصلاۃ) المکتوبۃ (وھم أبناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم أبناء عشر سنین) یعنی إذا بلغ أولادکم سبعا فأمروھم بأداء الصلاۃ لیعتادوھا ویأنسوا بھا فإذا بلغوا عشرا فاضربوھم علی ترکھا قال ابن عبد السلام :أمر للأولیاء والصبی غیر مخاطب إذ الأمر بالأمر بالشیء لیس أمرا بذلک الشیء (وفرقوا بینھم فی المضاجع) أی فرقوا بین أولادکم فی مضاجعھم التی ینامون فیھا إذا بلغوا عشرا حذرا من غوائل الشھوۃ وإن کن أخواتہ قال الطیبی :جمع بین الأمر بالصلاۃ والفرق بینھم فی المضاجع فی الطفولیۃ تأدیبا ومحافظۃ لأمر اللہ کلہ وتعلیما لھم والمعاشرۃ بین الخلق وأن لا یقفوا مواقف التھم فیجتنبوا المحارم ....وإسنادہ حسن(فیض القدیر للمناوی تحت حدیث رقم ۸۱۷۴)

(قال :قال رسول اللہ :مروا أولادکم) وجوباً وسواء فی ذلک الذکر والأنثی، وکذا یجب علیہ أمر زوجتہ وخادمہ (بالصلاۃ) أی وبما تتوقف علیہ لأن الأمر بالشیء أمر بما لا یتم بدونہ (وھم أبناء سبع) أی تمامھا :أی وقد میزوا، کما والغالب بحیث صار الصبیّ یأکل وحدہ ویشرب وحدہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس قسم کی احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کو جب جس درجے کا شعور پیدا ہوجائے، اس درجے کی اس کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جائے، اس میں اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، اور اس کو بری صحبتوں سے بچایا جائے، اور اس کو قرآن مجید کی تعلیم دی جائے اور اس کو دین کے ضروری احکام سکھائے جائیں، اور سنتوں کی تعلیم دی جائے اور اس کو گفتگو کا سلیقہ سکھلایا جائے، اور اچھے واقعات سنا کر اس کے لئے عبرت کا سامان کیا جائے۔

اس کے عقائد درست کئے جائیں، خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے متعلق ضروری باتوں کو اس کے دل ودماغ میں بٹھانے کا اہتمام کیا جائے۔ [1]

واقعہ یہ ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امانت ہے جو خام مال کی شکل میں انسان کو حاصل

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ويستنجي وحده (واضربوهم عليها) أي على أدائها إن امتنعوا منه ضرباً غير مبرّح ويتقى الوجه (وهم أبناء عشر) وقد اختلف هل ذلك بعد تمامها أو بالدخول فيها، وإنما أمر بالضرب فيها لأنه حدّ يحتمل فيه الضرب غالباً (وفرقوا بينهم في المضاجع) فلا يباشر المميز غيره في المضاجع، قال ابن عبد السلام: الصبيّ ليس مخاطباً، وأما هذا الخبر فهو أمر للأولياء، لأن الأمر بالأمر بالشيء ليس أمراً بذلك الشيء قال: وقد وجد أمر الله للصبيان مباشرة على وجه لا يمكن الطعن فيه وهو قوله تعالى: (ليستأذنكم الذين ملكت أيمانكم والذين لم يبلغوا الحلم منكم) (النور58:) اهـ. وآخر الحديث وإذا زوّج أحدكم خادمه، عبده أو أجيره فلا ينظر إلى ما دون السرّة وفوق الركبة (حديث حسن رواه أبو داود بإسناد حسن) ورواه الإمام أحمد والحاكم في المستدرك (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، باب وجوب امره اهله)

[1] قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَحِمَهُ اللهُ: وَأَمَّا التَّعْلِيمُ وَالتَّأْدِيبُ فَوَقْتُهُنَّ أَنْ يَبْلُغَ الْمَوْلُودُ مِنَ السِّنِّ وَالْعَقْلِ مَبْلَغًا يَحْتَمِلُهَا، وَذَلِكَ يَتَفَرَّعُ، فَمِنْهَا أَنْ يُنَشِّئَهُ عَلَى أَخْلَاقِ صُلَحَاءِ الْمُسْلِمِينَ، وَيَصُونَهُ عَنْ مُخَالَطَةِ الْمُفْسِدِينَ، وَمِنْهَا: أَنْ يُعَلِّمَهُ الْقُرْآنَ وَلِسَانَ الْأَدَبِ وَيُسْمِعَهُ السُّنَنَ، وَأَقَاوِيلَ السَّلَفِ، وَيُعَلِّمَهُ مِنْ أَحْكَامِ الدِّينِ مَا لَا غِنَى بِهِ عَنْهُ، وَمِنْهَا: أَنْ يُرْشِدَهُ مِنَ الْمَكَاسِبِ إِلَى مَا يُحْمَدُ وَيُرْجَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ كِفَايَتَهُ، فَإِذَا بَلَغَ أَعْلَمَهُمْ حَدَّ الْعَقْلِ عَرَّفَ الْبَارِئَ جَلَّ جَلَالُهُ إِلَيْهِ بِالدَّلَائِلِ الَّتِي تُوصِلُهُ إِلَى مَعْرِفَتِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُسْمِعَهُ مِنْ مَقَالَاتِ الْمُلْحِدِينَ شَيْئًا، وَيَذْكُرُهُمْ لَهُ فِي الْجُمْلَةِ أَحْيَانًا، وَيُحَذِّرُهُ إِيَّاهُمْ، وَيُنَفِّرُهُ عَنْهُمْ، وَيُبَغِّضُهُمْ إِلَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ، وَيَبْدَأُ مِنَ الدَّلَائِلِ بِالْأَقْرَبِ الْأَجْلَى، ثُمَّ مَا يَلِيهِ، وَكَذَلِكَ يَفْعَلُ بِالدَّلَائِلِ الدَّالَّةِ عَلَى نُبُوَّةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَدْيِهِ فِيهَا إِلَى الْأَقْرَبِ الْأَوْضَحِ، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ وَبَسَطَ الْحَلِيمِيُّ الْكَلَامَ فِي كُلِّ فَصْلٍ مِنْ فُصُولِ هَذَا الْبَابِ، مَنْ أَرَادَ الْوُقُوفَ عَلَيْهِ رَجَعَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى (شعب الايمان ،باب حقوق الاولاد والاهلين)

ہوتی ہے اور اس خام مال کو پختہ شکل میں تشکیل وترتیب دینا انسان اور خصوصاً والدین کا اپنا کام ہوتا ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت ہی اس خام مال کو اچھا یا برا بناتی ہے۔ اگر بچہ کی تعلیم وتربیت اچھے طریقہ پر کر دی جائے تو معاشرہ کو ایک اچھا انسان میسر آ جاتا ہے، جو نہ صرف یہ کہ خود بھی ایک با مقصد زندگی گزارتا ہے اسی کے ساتھ کتنے انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی والے کاموں کا ذریعہ بنتا ہے لیکن اگر صحیح اور اچھی تعلیم وتربیت نہ کی جائے تو پھر ایک طرف تو اس کا اپنا وجود ہی معاشرہ کے لئے بوجھ اور وبال ہوتا ہے، اور دوسری طرف خود بھی یہ حیوانوں اور جانوروں والی زندگی بسر کرتا ہے، غرضیکہ بچہ کی تعلیم وتربیت ہی اس کے مستقبل کی تعمیر وتخریب کی خِشتِ اوّل وبنیاد ہے، بنیاد اچھی، اُستوار اور مضبوط ہوگی تو اس پر تعمیر بھی اچھی، اُستوار اور مضبوط ومستحکم قائم ہوگی اور اگر بنیاد کمزور اور خراب ہوگی تو اس پر تعمیر بھی کمزور اور خراب ہوگی۔

کسی نے خوب کہا ہے ؎

خِشتِ اوّل چوں نہد معمار کج   تا ثریا می رود دیوار کج

جو والدین اپنے بچہ کی اچھی تعلیم وتربیت کرتے ہیں وہ جس طرح اس بچہ کی دنیا وآخرت کے مستقبل کو کامیاب وتابناک بناتے ہیں اسی طرح وہ اپنی دنیا وآخرت کے مستقبل کو بھی روشن اور منور کرتے ہیں، کیونکہ اچھی اولاد انسان کی دنیا وآخرت کے مستقبل میں اس کے کام آتی ہے اور اس کے لئے صدقۂ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اور اس کے برخلاف جو والدین اپنی اولاد کی اچھی اور بہتر تعلیم وتربیت سے غفلت برتتے ہیں وہ اپنی دنیا وآخرت کے مستقبل کو تاریک اور سیاہ بنالیتے ہیں کیونکہ غلط تعلیم وتربیت یافتہ بدکردار اور بدچلن اولاد جس طرح دنیا میں اپنے والدین کی آستین کا سانپ، ماتھے پر بدنما داغ اور راحت و عزت کو برباد کرنے کا باعث بنتی ہے، آخرت کے اعتبار سے بھی اس کے گلے کا طوق اور بدبختی کی ایک علامت بن کر رہ جاتی ہے۔

اس لئے اپنی اور اپنی اولاد کی دنیا وآخرت کے مستقبل کی خیر خواہی اور ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ

اولاد کی تعلیم وتربیت سے ہرگز بھی غفلت اور لاپرواہی اختیار نہ کی جائے۔

اور کیونکہ اس وقت ہمارا موضوع نومولود کے فضائل واحکام ہے، اور اولاد کی تعلیم وتربیت کا موضوع ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے، اس لئے ہم نے یہاں صرف اولاد کی تعلیم وتربیت کی اہمیت کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت اور بچوں سے متعلق احکام کی مزید تفصیلات ہماری دوسری تالیف ''اولاد کی تعلیم وتربیت'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

فقط

محمد رضوان

۱۲/ جمادی الاخریٰ/ ۱۴۳۱ھ 27/ مئی/2010 بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی



دوسرا حصّہ

اسلامی نام

اسلام میں نام کا مقام ومرتبہ، اچھے نام کی فضیلت واہمیت

برے نام کے نقصانات، اچھے اور برے ناموں کے اثرات

افضل ومستحب ناموں کی تحقیق، ممنوع ومکروہ اور ناپسندیدہ ناموں کی تفصیل

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی تحقیق

نام سے متعلق متفرق ومختلف احکام، نسب، کنیت اور لقب ونسبت وغیرہ کے احکام

اور اسلامی وصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بے شمار ناموں کی نشاندہی

مصنف

مفتی محمد رضوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں نام کی اہمیت

شریعتِ مطہرہ کی خصوصیات اور پاکیزہ تعلیمات میں انسان اور کسی دوسری چیز کے نام رکھنے کے احکام بھی ہیں، کہ شریعت نے اس موضوع پر بھی مفصل ہدایات دی ہیں۔

اور اس موضوع کو خوب توضیح وتشریح کے ساتھ بیان کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی نظر میں یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے، اور اس سلسلہ میں شرعی احکامات کو نظر انداز کر دینے کی ہرگز بھی گنجائش نہیں۔

اور یُوں تو ناموں کا موضوع دوسرے مذاہب میں بھی اہمیت کا حامل رہا ہے، لیکن شریعتِ مطہرہ نے جس انداز سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے، اس کی کسی بھی دوسرے مذہب میں نظیر نہیں ملتی۔

مگر افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان شریعتِ مطہرہ کی پاکیزہ تعلیمات وہدایات سے غافل وناواقف ہیں، جس کی وجہ سے وہ بہت سے دنیوی واخروی فضائل وفوائد سے محروم ہیں۔

بلکہ نہ صرف یہ کہ محروم ہیں، اسی کے ساتھ اس سلسلہ میں بہت سی کوتاہیوں کے باعث مضرات اور مفاسد میں بھی مبتلا ہیں۔

اس لئے ضرورت ہے کہ نام کے سلسلہ میں شریعتِ مطہرہ کی پاکیزہ تعلیمات کو سیکھا جائے، اور ان کے مطابق عمل کیا جائے۔

آگے آنے والے مضمون میں نام سے متعلق فضائل واحکام اور مسائل کو ذکر کیا جارہا ہے۔

جس کے بعد خاتمہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ اسلامی ناموں کی فہرست بھی پیش کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ صحیح فہم اور اس کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

محمد رضوان

مورخہ ۲۱/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ 04/ جولائی / 2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

اچھے نام رکھنے کا حکم

اسلام میں عمل کے ساتھ ساتھ کسی انسان بلکہ کسی چیز کے نام کی بڑی اہمیت ہے، اور اسی وجہ سے احادیث میں نام سے متعلق مستقل ہدایات دی گئی ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلی ہدایت یہ دی گئی کہ اچھا نام رکھا جائے، اور برے نام سے پرہیز کیا جائے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَآئِكُمْ وَأَسْمَآءِ آبَآئِكُمْ فَأَحْسِنُوْا أَسْمَاءَ كُمْ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۵۰، کتاب الادب، باب فِی تَغْيِيرِ الْأَسْمَاء، مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۶۹۳، سنن دارمی حدیث نمبر ۲۷۵۰، شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ۸۲۶۵، مسند عبد بن حمید حدیث نمبر ۲۱۵) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ اس لئے تم اپنے اچھے نام رکھا کرو (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے اچھے نام رکھنے کا حکم معلوم ہوا، اور ساتھ ہی اس کی ایک وجہ بھی اور وہ یہ کہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، اور اچھے نام کے اچھے اثرات اور برے نام کے برے اثرات ظاہر ہونگے۔

ظاہر ہے کہ آخرت کے میدان میں سب کے سامنے کوئی برے نام سے پکارا گیا تو بڑی رسوائی اور خفت ہوگی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن انسان کو اس کے والد کے نام سے پکارا

---

[۱] قال ابن حجر:
ورجالہ ثقات إلا أن فی سندہ انقطاعا بین عبد اللہ بن ابی زکریا راویہ عن ابی الدرداء وأبی الدرداء فإنہ لم یدرکہ (فتح الباری باب کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم إذا سمع الاسم القبیح حولہ إلی ما ھو أحسن منہ)

جائے گا۔ [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَنَّهُ كَانَ يَتَفَاءَ لُ وَلا يَتَطَيَّرُ، وَكَانَ يُحِبُّ الْإِسْمَ الْحَسَنَ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ١١١٣٠، واللفظ له، شرح السنة للبغوى ،باب مايكره من الطيرة واستحباب الفال،اخلاق النبى لابى الشيخ الاصبهانى حديث نمبر ٧٣٤، مسند ابن الجعد حديث نمبر ٢٥٤٤) [2]

ترجمہ: نبی علیہ نیک فال لیا کرتے تھے،اور بد فالی اور بدشگونی سے پرہیز فرماتے

---

[1] قال المناوى:

(إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم) لأن الدعاء بالآباء أشد فى التعريف وأبلغ فى التمييز ولا يعارضه خبر الطبرانى إنهم يدعون بأسماء أمهاتهم سترا منه على عباده لإمكان الجمع بأن من صح نسبه يدعى بالأب وغيره يدعى بالأم كذا جمع البعض والقول هو غير جيد.إذ دعاء الأول بالأب والثانى بالأم يعرف به ولد الزنا من غيره فيفوت المقصود وهو الستر ويحصل الافتضاح فالأولى أن يقال خبر دعائهم بالأمهات ضعيف فلا يعارض به الصحيح ثم رأيت ابن القيم أجاب بنحوه فقال أما الحديث فضعيف باتفاق أهل العلم بالحديث وأما من انقطع نسبه من جهة أبيه كالمنفى بلعان فيدعى به فى الدنيا فالعبد يدعى بما يدعى به فيها من أب وأم إلى هنا كلامه(فيض القدير للمناوى ،تحت حديث رقم ٢٥٣٣)

امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب مايدعى الناس بآبائهم" قائم کرکے صحیح حدیث سے ثابت کیا ہے کہ قیامت کے دن باپوں کے ناموں سے بلاوا ہوگا۔ معالم التنزیل میں ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارنے کی تین وجہ بتائی ہیں لیکن یہ صحیح معلوم نہیں ہوتیں، روایت کی شہرت کی وجہ سے تجویز کی گئی ہیں۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں "والاحاديث الصحيحة بخلافه" یعنی صحیح حدیثیں اس مشہور قول (ماؤں کے ناموں سے پکارنے) کے خلاف ہیں۔

ومن ذالك حديث ان الناس يوم القيامة يدعون بامهاتهم لاباٰبائهم وهو باطل(الموضوعات الكبير ص ١٧٥)

[2] قال الهيثمى:

رواه أحمد والطبرانى وفيه ليث بن أبى سليم وهو ضعيف بغير كذب(مجمع الزوائد، ج٨ص٤٧، باب الاسماء وما جاء فى الاسماء الحسنة)

قلت: وهذا الحديث مؤيد بحديث بريدة وعبدالله بن شخير كما سيجىء، فالحديث حسن لغيره. ان شاء الله تعالىٰ.محمد رضوان.

تھے، اور اچھے نام کو پسند فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

وَيُعْجِبُهُ الْإِسْمُ الْحَسَنُ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۲۸، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۸۲۵، مسند الطیالسی حدیث نمبر ۲۸۰۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ اچھے نام سے خوش ہوا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

حضور ﷺ کے اچھے ناموں کو پسند فرمانے سے اچھے ناموں کا سنت و مستحب ہونا معلوم ہوا۔

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عَنِ اسْمِهِ فَإِذَا أَعْجَبَهُ اِسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اِسْمَهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنْ اِسْمِهَا فَإِنْ أَعْجَبَهُ اِسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اِسْمَهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۲۲، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، واللفظ لہ، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۸۸۲۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۹۴۶، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۵۸۲۷)

ترجمہ: نبی ﷺ کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے تھے، اور جب کسی عامل وگورنر کو بھیجتے تھے، تو اس کا نام معلوم کرتے تھے، اگر اس کا نام پسند آتا، تو اس سے خوش ہوتے، اور اس کی خوشی آپ کے چہرے میں نظر آتی تھی، اور اگر اس کا نام ناپسند فرماتے، تو اس کی ناپسندیدگی آپ کے چہرے میں ظاہر ہوتی تھی، اور جب کسی بستی میں داخل ہوتے، تو اس کا نام معلوم کرتے، پس اگر اس کا نام پسند آتا، تو اس سے خوش ہوتے، اور اس کی خوشی آپ کے چہرے میں نظر آتی تھی، اور اگر اس کا نام ناپسند فرماتے، تو اس کی ناپسندیدگی آپ کے چہرہ میں ظاہر ہوتی تھی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نہ صرف یہ کہ انسانوں کے اچھے ناموں سے خوش اور برے ناموں سے ناخوش ہوتے تھے، بلکہ جگہوں کے اچھے ناموں سے بھی خوش اور برے ناموں سے ناخوش ہوا کرتے تھے۔

اور حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- کَانَ إِذَا سَأَلَ عَنْ اِسْمِ الرَّجُلِ فَاِنْ کَانَ حَسَنًا ، عُرِفَ ذٰلِکَ فِیْ وَجْھِہٖ ، وَاِنْ کَانَ سَیِّئًا رُئِیَ ذٰلِکَ فِیْ وَجْھِہٖ وَاِذَا سَأَلَ عَنْ اِسْمِ الْقَرْیَۃِ فَکَذٰلِکَ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۲۷۰۴، اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبھانی حدیث نمبر ۷۳۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب کسی آدمی کا نام معلوم کرتے، تو اگر اچھا نام ہوتا، تو آپ کے چہرہ مبارک میں اس کی خوشی ظاہر ہوتی تھی، اور اگر برا نام ہوتا، تو آپ کے چہرہ مبارک میں اس کی ناپسندیدگی ظاہر ہوتی تھی، اور جب کسی بستی کے نام کے بارے میں معلوم کرتے، تو بھی یہی صورتِ حال ہوتی تھی (ترجمہ ختم)

اندازہ لگایئے! کہ اچھے ناموں سے حضور ﷺ اتنے خوش ہوتے تھے کہ خوشی کے اثرات آپ کے چہرۂ انور تک پر ظاہر ہوجاتے تھے، اور برے ناموں سے اتنے ناخوش ہوتے تھے کہ اس کی ناخوشی اور ناگواری کے اثرات آپ کے چہرۂ انور پر ظاہر ہوجاتے تھے۔

پس اچھا نام رکھنا حضور ﷺ کی خوشی اور برے نام رکھنا آپ ﷺ کی ناخوشی و ناگواری کا باعث ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اچھا نام رکھنا سنت اور برے اور مکروہ نام رکھنا خلافِ سنت ہے۔

اچھے ناموں کے انتخاب اور برے ناموں سے بچنے کی اہمیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ برے ناموں

---

[1] قال الھیثمی:

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ رجال الصحیح غیر سعید بن بشیر وھو ثقۃ وفیہ ضعف.(مجمع الزوائد، ج۸ص۴۷، باب الاسماء وما جاء فی الاسماء الحسنۃ)

قلت: وفی سعید بن بشیر اختلاف، فھو حسن الحدیث، ولہ شاھد من حدیث بریدۃ. کما مر.

کا انسان کی زندگی اور تقدیر اور عمل پر بھی برا اثر پڑتا ہے، اور اس کے مقابلہ میں اچھے ناموں کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ [1]

اچھے نام کون سے ہیں؟

یوں تو اچھے اور مستحب ناموں کی تعداد بے شمار ہے، لیکن حضور ﷺ نے اصولی انداز میں اچھے اور پسندیدہ ناموں کی نشاندہی فرمادی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ (مسلم، حديث نمبر ۵۷۰۹، كتاب الآداب، باب النَّهْيِ عَنِ التَّكَنِّى بِأَبِى الْقَاسِمِ وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ، واللفظ له، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۳۱۹۳، مستدرک حاکم ۷۸۳۰، شرح السنة للبغوی، باب تغيير الاسماء)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارے ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ أَسْمَائِكُمْ عَبْدَ اللّٰهِ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ "(مسند احمد حديث

---

[1] فإذا بعث عاملا اى أراد إرسال عامل سأل عن اسمه فإذا أعجبه اسمه فرح به ورئى اى ابصر وظهر بشر ذلك بكسر الموحدة اى أثر بشاشته وانبساطه فى وجهه وإن كره اسمه رئى كراهيته ذلك اى ذلك الاسم المكروه فى وجهه اى وغير ذلك الاسم إلى اسم حسن ففى رواية البزار والطبرانى فى الأوسط عن أبى هريرة إذا بعثتم إلى رجلا فابعثوه حسن الوجه حسن الاسم قال ابن الملك فالسنة أن يختار الإنسان لولده وخادمه من الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر كما لو سمى أحد ابنه بخسار فربما جرى قضاء الله بأن يلحق بذلك الرجل أو ابنه خسار فيعتقد بعض الناس أن ذلك بسبب اسمه فيتشاء مون ويحترزون عن مجالسته ومواصلته وفى شرح السنة ينبغى للإنسان أن يختار لولده وخدمه الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر (مرقاة، كتاب الطب والرقى، باب الفال والطيرة)

نمبر ۴۷۷۴)

ترجمہ: تمہارے اچھے ناموں میں سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھے نام صرف عبداللہ اور عبدالرحمٰن تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ان دو ناموں کے علاوہ اور بھی اچھے نام ہیں، کیونکہ حدیث میں ان دو ناموں کو اچھے ناموں میں سے بتلایا گیا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

خَیْرُ أَسْمَائِکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ (مسند البزار حدیث نمبر ۵۷۵۶)

ترجمہ: ناموں میں زیادہ خیر والے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (ترجمہ ختم)

اور اگلی احادیث میں آتا ہے کہ یہ دونوں نام خیر والے ناموں میں سے ہیں، لہٰذا خیر والے نام صرف یہ دو ہی نہیں ہیں۔

انسان کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس لئے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا عبد اور بندہ ہے، اور اسی وجہ سے عبداللہ (یعنی اللہ کا بندہ) اور عبدالرحمٰن (یعنی رحمٰن کا بندہ) پسندیدہ نام ہیں۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایات سے اللہ تعالیٰ کی عبدیت والے ناموں کا مستحب ہونا معلوم ہوا، البتہ ''اللہ'' اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، اس لئے اس کو دوسرے ناموں پر ذاتی ہونے کی حیثیت سے ترجیح وفوقیت حاصل ہے۔

اور ''رحمٰن'' اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہونے کے علاوہ ایسی صفت ہے، جس کا بندہ دنیا وآخرت میں بہت زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہے۔

اس لئے عبداللہ اور عبدالرحمٰن ناموں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا۔

ورنہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے صفاتی ناموں (یعنی اسمائے حسنیٰ) کی طرف ''عبد'' کی نسبت کر کے نام رکھنا بھی فضیلت واستحباب سے خالی نہیں، جیسے عبدالقیوم، عبدالخالق، عبدالقدوس، عبدالرب، وغیرہ۔

وہ الگ بات ہے کہ احادیث میں عبداللہ اور عبدالرحمٰن کی تصریح ہونے اور ان ناموں کو بعض جہات

سے دوسرے ناموں پر فوقیت حاصل ہونے کی وجہ سے ان کی فضیلت زیادہ ہے۔ [1]

مگر باوجود فضیلت زیادہ ہونے کے ناموں کا مستحب اور اچھا ہونا صرف اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرف عبد کی نسبت والے ناموں پر موقوف نہیں ہے، کیونکہ دیگر احادیث میں کئی ایسے ناموں کو بھی خیر والے اور مستحب وافضل ناموں میں شامل کیا گیا ہے، جو اچھے معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں، نیز انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی سبرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ مِنْ خَيْرِ أَسْمَائِكُمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَالْحَارِثَ "(مسند احمد حديث نمبر ۱۷۶۰۵، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۸۲۰۵، الآحاد والمثاني حديث نمبر ۲۴۴۲،معرفة الصحابة لابي نعيم حديث نمبر ۳۵۹۱)

---

[1] گویا کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن تو منصوص اور مقیس علیہ ہیں، اور باقی دیگر عبودیت والے نام مقیس ہیں۔

قال ابومحمد بن حزم اتفقوا على استحسان الاسماء المضافة الى الله كعبدالله وعبدالرحمن وما اشبه ذلك (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۰، الباب الثامن)

وعن أبي وهب الجشمي بضم جيم وفتح شين معجمة قال المؤلف اسمه كنيته وله صحبة قال قال رسول الله تسموا بأسماء الأنبياء أي دون الملائكة لما سبق ولا بأسماء الجاهلية من كلب وحمار وعبد شمس ونحوها وأحب الأسماء إلى الله عبد الله وعبد الرحمن أي ونحوهما من عبد الرحيم وعبد الكريم وأمثالهما وأصدقها حارث وهمام فإن الأول بمعنى الكاسب والثاني فعال من هم يهم فلا يخلو إنسان عن كسب وهم بل عن هموم وأقبحها حرب ومرة لأن الحرب يتطير بها وتكره لما فيها من القتل والأذى وأما مرة فلأن المر كريه ولأن كنية إبليس أبو مرة رواه أبو داود (مرقاة، كتاب الآداب، باب الآسامي)

(وأحب الأسماء إلى الله) تعالى (عبد الله وعبد الرحمن) لأن التعلق الذي بين العبد وبين الله إنما هو العبودية المحضة والتعلق الذي بين الله وعبده بالرحمة المحضة فبرحمته كان وجوده وكمال وجوده والغاية التي أوجده لأجلها أن يتألهه وحده محبة وخوفا ورجاء وإجلالا وتعظيما ولما غلبت رحمته غضبه وكانت الرحمة أحب إليه من الغضب كان عبد الرحمن أحب إليه من عبد القاهر (فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ۳۳۰۰)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبدالقاہر نام رکھنا بھی جائز ہے۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خیر والے ناموں میں سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن اور حارث نام بھی ہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں عبداللہ اور عبدالرحمٰن کے ساتھ ''حارث'' کو بھی خیر والا نام قرار دیا گیا ہے، نیز اس حدیث میں ان تین ناموں کو خیر والے ناموں میں سے بتلایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ خیر والے نام صرف یہ تین ہی نہیں ہیں، بلکہ اور بھی ہیں۔ [1]

اور حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ (نسائی، حدیث نمبر ۳۵۶۷، کتاب الخیل ،مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شِيَةِ الْخَيْلِ، واللفظ لہ، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۴۰۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نبیوں کے ناموں پر (اپنے اور اپنے بچوں کے) نام رکھا کرو اور اللہ عزوجل کے نزدیک ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں انبیائے کرام علیہم السلام کے نام رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے نام رکھنا بھی مستحب ہے، خواہ انبیائے کرام کے ناموں کے معنیٰ معلوم نہ ہوں، یا بظاہر ان ناموں کے معنیٰ میں کوئی خوبی ظاہر نہ ہوتی ہو۔

کیونکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام انسانوں میں سب سے زیادہ اشرف اور افضل ہوتے ہیں، اور جو نام ان کی طرف منسوب ہوں۔

ان کے اثرات الفاظ کے معنیٰ سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ اور صحابۂ کرام نے مختلف انبیائے کرام کے ناموں پر بچوں کے نام

[1] اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آج کل بعض ناواقف لوگ جو ''حارث'' نام سے منع کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ شیطان کا نام ہے، اس لئے اس نام کا رکھنا جائز نہیں۔
یہ غلط فہمی پر مبنی ہے، اور شرعاً حارث نام رکھنا جائز بلکہ بہتر ہے۔

رکھے ہیں۔ ۱

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَأَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِیْمَ فَحَنَّکَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَکَةِ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۳۹، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلی صالح یحنکه، واللفظ له، وحدیث نمبر ۵۷۳۹، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۵۷۰)

ترجمہ: میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا، تو میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اس کی کھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام جلیل القدر نبی ہیں، اور حضور ﷺ کا اُن کے نام پر صحابی کے بیٹے کا نام تجویز فرمانا، اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کا نام رکھنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ سنت ومستحب ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ- وُلِدَ لِیَ اللَّیْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّیْتُهُ بِاسْمِ أَبِیْ إِبْرَاهِیْمَ (مسلم حدیث نمبر ۶۱۶۷، کتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ

---

۱ (تسموا بأسماء الأنبياء) لفظه أمر ومعناه الإباحة لأنه خرج على سبب وهو تسموا باسمي وإنما طلب التسمي بالأنبياء لأنهم سادة بني آدم وأخلاقهم أشرف الأخلاق وأعمالهم أصلح الأعمال فأسماؤهم أشرف الأسماء فالتسمي بها شرف للمسمى ولو لم يكن فيها من المصالح إلا أن الاسم يذكر بمسماه ويقتضي التعلق بمعناه لكفى به مصلحة مع ما فيه من حفظ أسماء الأنبياء عليهم السلام وذكرها وأن لا تنسى فلا يكره التسمي بأسماء الأنبياء بل يستحب مع المحافظة على الأدب ، قال ابن القيم :وهو الصواب وكان مذهب عمر كراهته ثم رجع كما يأتي وكان لطلحة عشرة أولاد كل منهم اسمه اسم نبي والزبير عشرة كل منهم مسمى باسم شهيد فقال له طلحة :أنا أسميهم بأسماء الأنبياء وأنت بأسماء الشهداء فقال :أنا أطمع في كونهم شهداء وأنت لا تطمع في كونهم أنبياء(فيض القدير للمناوی، تحت حديث رقم ۳۳۰۰)

وقد سمى النبي ﷺ ابنه إبراهيم ، وكان في أصحابه خلائق مسمون بأسماء الأنبياء(شرح النووی علیٰ مسلم ، كتاب الآداب، باب النهي عن التكني بابي القاسم الخ)

الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذلک، واللفظ لهٔ، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۲۸،

مسند احمد حدیث نمبر ۱۳۰۱۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے یہاں رات بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے، تو میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے (ترجمہ ختم)

اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کا سلسلۂ نسب جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے۔

پس حضور ﷺ کا اپنے بیٹے کا نام ابراہیم تجویز فرمانا، اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کے نام پر نام رکھنا سنت کے مطابق اور افضل ہے۔

اور حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"سَمَّانِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْسُفَ وَاَقْعَدَنِیْ عَلٰی حُجْرِہٖ وَمَسَحَ عَلٰی رَأْسِیْ "(الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۳۷۹،باب مسح رأس الصبی، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۶۶۷۱، واللفظ لهما،مسند ابن ابی شيبة حدیث نمبر ۶۸۹،مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۴۰۴، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۱۸۶، شرح مشکل الآثار للطحاوی حدیث نمبر ۴۳۳۱،مسند الحمیدی حدیث نمبر ۹۰۹، شرح السنة للامام البغوی، ج ۱۲ ص ۳۳۴)[1]

ترجمہ: میرا نام رسول اللہ ﷺ نے یوسف رکھا، اور مجھے اپنی گود میں بٹھایا، اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نبی کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ سنت ومستحب ہے۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیدائش کے بعد بچے کو کسی بزرگ کی گود میں بٹھانا، اور اس کے سر پر بزرگ کا ہاتھ پھیرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

اور جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] قال ابن حجر:
وسندهٔ حسن (فتح الباری لابن حجر، باب من سمی باسماء الانبیاء)

أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَيْهِ أَسْمَاءُ الْأَنْبِيَاءِ (مصنف ابن ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۶۴۳۰، کتاب الادب، باب ما يستحبّ مِن الأسماءِ)

ترجمہ: ناموں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ نام انبیاء کے نام ہیں (ترجمہ ختم)

بہرحال انبیائے کرام علیہم السلام کے نام رکھنا نہ صرف جائز بلکہ سنت ومستحب ہے۔

چند انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے نام یہ ہیں:

آدَمْ. شِيث. إِدْرِيس. نُوح. هُود. صَالِح. إِبْرَاهِيم. لُوط. إِسْمَاعِيل. إِسْحَاق. يَعْقُوب. يُوسُف. أَيُّوب. ذُوالْكِفْل. يُونُس. شُعَيْب. مُوسَىٰ. هَارُوْن. يُوشَعْ. دَاوُد. سُلَيْمَان. إِلْيَاس. اَلْيَسَعْ. زَكَرِيًّا. يَحْيٰى. عِيسَىٰ. مُحَمَّد.

(صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم)

اور حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمُّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَآءِ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةُ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۹۵۲، کتاب الادب، باب فِي تغيير الأسماء، واللفظ لہٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۰۳۲، مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ۷۰۱۲، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم حدیث نمبر ۷۰۴۵، الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۴۳، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۳۸۴) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نبیوں کے ناموں پر (اپنے بچوں کے) نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں، اور زیادہ صادق آنے والے نام حارث اور ہمام ہیں، اور زیادہ برے نام

---

[1] قال البوصیری:

ھذا إسناد رواتہ ثقات (اتحاف الخیرة المھرة، باب أحب الأسماء إلى الله وأصدقها وأقبحها)

حرب (بمعنیٰ جنگ) اور مُرّہ (بمعنیٰ کڑوا) ہیں (ترجمہ ختم)

حارث کے معنیٰ کمانے والے کے، اور ہمام کے معنیٰ زیادہ ارادہ کرنے والے کے آتے ہیں، اور کوئی انسان کمانے اور ارادہ کرنے سے خالی نہیں ہوتا۔

اس لئے یہ نام انسان کی حالت پر زیادہ صادق آتے اور منطبق ہوتے ہیں۔

اور حرب کے معنیٰ جنگ اور لڑائی کے ہیں، اور مرہ کے معنیٰ کڑوا ہونے کے ہیں، اس لئے یہ نام پسندیدہ نہیں ہیں۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ جو نام اچھے معنیٰ رکھتے ہوں، اور انسان کی حالت پر زیادہ صادق آتے ہوں، ان کا رکھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ برے اور ناپسندیدہ معنیٰ پر مشتمل ناموں کا رکھنا درست نہیں، جیسا کہ حرب، جس کے معنیٰ جنگ اور لڑائی کے آتے ہیں، اور جیسا کہ مُرّۃ، جس کے معنیٰ کڑوے کے آتے ہیں، ان کے متعلق مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اس کے علاوہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں اپنے سے پہلے انبیاء اور صالحین کے نام رکھنے کا رواج تھا۔

چنانچہ حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَمُّوْنَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِيْنَ قَبْلَهُمْ (مسلم، حديث

---

[1] تسموا بأسماء الأنبياء وأحب الأسماء إلى الله عبد الله وعبد الرحمن وأصدقها حارث وهمام وأقبحها حرب ومرة قال بعضهم أما الأولان فلما تقدم في باب أحب الأسماء إلى الله وأما الآخران فلأن العبد في حرث الدنيا أو حرث الآخرة ولأنه لا يزال يهم بالشيء بعد الشيء وأما الاخيران فلما في الحرب من المكاره ولما في مرة من المرارة وكان المؤلف رحمه الله لما لم يكونا على شرطه اكتفى بما استنبطه من أحاديث الباب وأشار بذلك إلى الرد على من كره ذلك (فتح البارى لابن حجر، قوله باب من سمى بأسماء الأنبياء)

(وأصدقها حارث وهمام) إذ لا ينفك مسماهما عن حقيقة معناهما (وأقبحهما حرب ومرة) لما في حرب من البشاعة وفي مرة من المرارة وقيس به ما أشبهه كحنظلة وحزن ونحو ذلك (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ٣٣٠٠)

نمبر ۵۷۲۱ ،کتاب الآداب، باب النھی عن التکنی بابی القاسم الخ، واللفظ لہٗ،
ترمذی حدیث نمبر ۳۰۸۰، مصنف ابنِ ابی شیبۃ حدیث نمبر ۲۶۱۸۷،السنن
الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۱۱۳۱۵)

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اپنے سے پہلے نبیوں اور نیک لوگوں کے نام
رکھا کرتے تھے(ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نبیوں اور نیک لوگوں کے نام رکھنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے، لہٰذا
نبیوں اور نیک لوگوں کے نام رکھنا جائز ہے۔ ۱

نبیوں کے بعد اس امت کے سب سے بڑا درجہ رکھنے والی اولیائے کرام کی جماعت صحابۂ کرام
رضی اللہ عنہم کی ہے، لہٰذا صحابۂ کرام کے نام رکھنا بھی جائز ہوا۔ ۲

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرف ''عبد'' کی نسبت کرکے نام رکھنا مستحب ہے، خاص
طور پر عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔

اسی طرح انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی مستحب ہے۔

اور اسی طرح صالحین، اور خاص کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام رکھنا بھی مستحب ہے۔ ۳

---

۱ حضرت خضر اور حضرت لقمان اور خواتین میں حضرت سارہ اور حضرت آسیہ بھی پہلی امتوں کے اولیائے کرام سے تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا یہ نام رکھنا بھی مستحب ہوا۔ محمد رضوان۔

۲ قولہ علیہ السلام عن بنی إسرائیل :(إنھم کانوا یسمون بأنبیائھم والصالحین قبلھم)استدل بہ جماعۃ علی جواز التسمیۃ بأسماء الأنبیاء علیھم السلام ، وأجمع علیہ العلماء ، إلا ما قدمناہ عن عمر رضی اللہ عنہ ، وسبق تأویلہ ، وقد سمی النبی علیہ السلام ابنہ إبراھیم ، وکان فی أصحابہ خلائق مسمون بأسماء الأنبیاء .قال القاضی :وقد کرہ بعض العلماء التسمی بأسماء الملائکۃ ، وھو قول الحارث بن مسکین .قال :وکرہ مالک التسمی بجبریل ویاسین (شرح النووی علیٰ مسلم ،کتاب الآداب، باب النھی عن التکنی بابی القاسم الخ)

۳ اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے صرف ناموں کی نسبت کی اہمیت ان کے ناموں کے معانی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔
اسی طرح صالحین اور خاص کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ناموں کا بھی معاملہ ہے، البتہ وہ نام جن کا حضور علیہ السلام کو علم نہ ہو سکا، یا تبدیل کرنے کے باوجود پہلا نام مروج رہا، ان کا معاملہ الگ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد رضوان۔

نیز اچھے اور ایسے معنیٰ پر مشتمل نام رکھنا جو انسان کی حالت کے زیادہ لائق اور مناسب ہوں، وہ بھی مستحب ہیں۔

اور اس کے برعکس برے اور ناپسندیدہ معنیٰ پر مشتمل ناموں کا رکھنا مناسب نہیں، ان کی تفصیل آگے آتی ہے۔

بچے کا نام کب رکھا جائے؟

بچے کا نام ساتویں دن تجویز کرنا افضل ہے، کیونکہ قولی احادیث میں ساتویں دن نام رکھنے کا ذکر ہے اور ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے، اس لئے ساتویں دن سے پہلے نام رکھنا بھی جائز ہے، اور اگر کوئی ساتویں دن تک نام نہ رکھ سکے، تو اس کے بعد رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں، لیکن بلاوجہ تاخیر کرنا اچھی بات نہیں۔ [1]

چنانچہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ (ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۴۲، ابواب الاضاحی، باب اَلْعَقِيْقَةِ بِشَاةٍ، وقال هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن (گروی) ہوتا ہے، جو اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے بال مونڈوائے جائیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهٖ وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ وَيُسَمّٰى يَوْمَ السَّابِعِ" (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۴)

---

[1] قال اصحابنا وغيرهم يستحب ان يسمى المولود فى اليوم السابع ويجوز قبله وبعده وقد تظاهرت الاحاديث الصحيحة على ذلك (المجموع شرح المهذب للنووى ج۸ص ۴۳۵)

ترجمہ: بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن ہوتا ہے، اس کی طرف سے عقیقہ کے طور پر جانور ذبح کیا جائے گا، اور اس کا سر مونڈا جائے گا، اور ساتویں دن نام رکھا جائے گا (ترجمہ ختم)

عقیقہ کے رہن ہونے کی تفصیل ہم نے عقیقہ کے بیان میں ذکر کردی ہے۔

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ يَوْمَ سَابِعِهِ وَوَضْعِ الْأَذٰى عَنْهُ وَالْعَقِّ (ترمذی حدیث نمبر ۲۷۵۸، ابواب الادب، باب ما جاء فی تعجیل اسم المولود)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن نام رکھنے کا حکم فرمایا، اور اس کی گندگی دور کرنے کا اور اس کا عقیقہ کرنے کا بھی حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْعَقِيْقَةِ يَوْمَ السَّابِعِ لِلْمَوْلُوْدِ ، وَوَضْعِ الْأَذٰى ، وَتَسْمِيَتِهٖ (مصنف ابن أبی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۷۳۸، کتاب العقیقة، فی أَیِّ یَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِیْقَةُ ؟)

ترجمہ: نبی ﷺ نے نومولود کا ساتویں دن عقیقہ کرنے اور اس کی گندگی دور کرنے اور اس کا نام رکھنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو جعفر سے روایت ہے کہ:

كَانَتْ فَاطِمَةُ تَعُقُّ عَنْ وَلَدِهَا يَوْمَ السَّابِعِ ، وَتُسَمِّيْهِ ، وَتَخْتِنُهٗ ، وَتَحْلِقُ رَأْسَهٗ ، وَتَتَصَدَّقُ بِوَزْنِهٖ وَرِقًا (مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۷۴۱، کتاب العقیقة، فی أَیِّ یَوْمٍ تُذْبَحُ الْعَقِیْقَةُ ؟)

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا کرتی تھیں، اور اس کا نام رکھا کرتی تھیں، اور اس کا ختنہ کراتی تھیں، اور اس کا سر منڈواتی تھیں، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَقَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ يَوْمَ السَّابِعِ ، وَسَمَّاهُمَا ، وَأَمَرَ أَنْ يُمَاطَ عَنْ رُءُ وْسِهِمَا الْأَذٰى (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۶۹۵)[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا، اور ان کا نام رکھا، اور حکم فرمایا کہ ان کے سر سے گندگی دور کردی جائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے بچے کا نام ساتویں دن رکھنے کا افضل ہونا معلوم ہوا۔

اور عقیقہ وختنہ وغیرہ کی تفصیل ہم نے اپنے مقام پر ذکر کردی ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِيْ إِبْرَاهِيْمَ (مسلم حدیث نمبر ۶۱۶۷، کتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبیان والعیال وتواضعه وفضل ذلک، واللفظ لہ، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۱۳۰۱۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے یہاں رات بیٹے کی پیدائش ہوئی ہے، تو میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم کے نام پر رکھا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدائش کے فوراً بعد بھی بچے کا نام رکھنا درست ہے۔

اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۳۹، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیک المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه، واللفظ لہ، مسند

---

[1] وقال الحاكم: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهٰذِهِ السِّيَاقَةِ.
وقال الذهبي في التلخيص: صحيح

احمد حدیث نمبر ۱۹۵۷۰)

ترجمہ: میرے یہاں بیٹا پیدا ہوا، تو میں اس کو لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور اس کی کھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی، اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بچے کا نام ساتویں دن سے پہلے اور پیدائش کے فوراً بعد رکھنا جائز ہے۔

بہرحال بچے کا نام ساتویں دن رکھنا افضل ہے، اور پیدائش کے فوراً بعد رکھنا بھی جائز ہے، اور ساتویں دن کے بعد رکھنے میں بھی گناہ نہیں، اگرچہ تاخیر بہتر نہیں۔

نام کے ساتویں دن تجویز کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد غور وفکر کرنے کا موقع مل جاتا ہے، اور بغیر سوچے سمجھے نام رکھنے کے نتیجہ میں نام رکھ کر پھر تبدیل کرنے کی زحمت سے کافی حد تک نجات حاصل ہوجاتی ہے۔ [1]

اگر کوئی پہلے دن یا ساتویں دن سے پہلے نام تجویز کرے تو اس میں بہتر یہ ہے کہ پوری طرح سے نام طے نہ کرے، خوب غور وفکر کرلے، اور اطمینان ہونے کے بعد ساتویں دن طے کردے۔ [2]

---

[1] السنة أن يسمى المولود في اليوم السابع من ولادته أو يوم الولادة .فأما استحبابه يوم السابع ، فلما رويناه (الاذكار، كتاب الأسماء ،باب تسمية المولود)
وقال الخطابي ذهب كثير من الناس إلى أن التسمية تجوز قبل ذلك وقال محمد بن سيرين وقتادة والأوزاعي إذا ولد وقد تم خلقه يسمى في الوقت إن شاء وقال المهلب وتسمية المولود حين يولد وبعد ذلك بليلة أو ليلتين وما شاء إذا لم ينو الأب العقيقة عند يوم سابعه جائز وإن أراد أن ينسك عنه فالسنة أن تؤخر تسميته إلى يوم النسك وهو السابع(عمدة القاري، كتاب العقيقة، باب تسمية المولود غداة يولدلمن يعق عنه وتحنيكه)

[2] آج کل بعض فیشن پرست لوگ نئے سے نئے نام کی تلاش میں تاخیر کرتے رہتے ہیں، اور مہینوں گزرنے کے باوجود نام تجویز نہیں کرتے، ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل مناسب نہیں۔

اچھے اور برے ناموں کے اثرات

یوں تو انسان اور کسی بھی چیز کا نام بظاہر ایک چھوٹی سی چیز معلوم ہوتی ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہر چیز کے نام کے اس چیز پر اچھے اور برے اثرات منتقل ہوتے ہیں، اور وہ اثرات صرف دنیا تک محدود نہیں، بلکہ آخرت سے بھی ان کا تعلق ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں اچھے ناموں کا حکم دیتے وقت یہ فرما کر کہ تمہیں قیامت کے دن تمہارے ناموں سے پکارا جائے گا، اچھے ناموں کا آخرت سے بھی تعلق ظاہر کر دیا گیا۔ [1]

اس کے علاوہ مذہب کی شناخت بھی کافی حد تک نام کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے انتہائی اہتمام کے ساتھ انسانوں بلکہ جگہوں کے برے ناموں کو کثرت کے ساتھ تبدیل فرمایا ہے، جس کا ذکر بعد میں آتا ہے۔

انسان کے اعمال واحوال پر ناموں کے اثرات پڑنے کا کئی احادیث سے ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت یحییٰ بن سعید سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلَقْحَةٍ تُحْلَبُ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اِسْمُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مُرَّةُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اِسْمُكَ فَقَالَ حَرْبٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اِسْمُكَ فَقَالَ يَعِيْشُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] قال ابن الملک فالسنة أن يختار الإنسان لولده وخادمه من الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر كما لو سمى أحد ابنه بخسار فربما جرى قضاء الله بأن يلحق بذلك الرجل أو ابنه خسار فيعتقد بعض الناس أن ذلك بسبب اسمه فيتشاءمون ويحترزون عن مجالسته ومواصلته وفي شرح السنة ينبغي للإنسان أن يختار لولده وخدمه الأسماء الحسنة فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر (مرقاة، كتاب الطب والرقى، باب الفال والطيرة)

أُحْلُبْ (مؤطا امام مالک، کتاب الجامع، باب مایکرہ من الاسماء، حدیث نمبر ۱۵۴۰، واللفظ لہ، مؤطا امام محمد حدیث نمبر ۸۷۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک دودھ دینے والی اونٹنی کو دکھا کر (لوگوں سے) فرمایا کہ اس کا دودھ کون دوہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ''مرۃ'' (یعنی کڑوا) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، پھر دوسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا کون دودھ دوہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ''حرب'' (یعنی جنگ) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، پھر تیسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا کون دودھ دوہے گا؟ تو ایک آدمی کھڑا ہوا، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ''یعیش'' (یعنی زندگی گزارنے والا) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دودھ دوہو (ترجمہ ختم)

اور حضرت یعیش غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِنَاقَةٍ فَقَالَ " مَنْ يَّحْلُبُهَا ؟ " فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَا اِسْمُكَ ؟ " فَقَالَ: مُرَّةُ ,قَالَ " اُقْعُدْ " ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ " مَا اِسْمُكَ ؟ " قَالَ :جَمْرَةُ , قَالَ " اُقْعُدْ " ثُمَّ قَامَ يَعِيْشُ، فَقَالَ " مَا اِسْمُكَ ؟ " قَالَ :يَعِيْشُ قَالَ " أُحْلُبْهَا (معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۶۶۷۷ واللفظ لہ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۱۶۴) [1]

---

[1] قال الهيثمي:

رواه الطبراني وإسناده حسن .(مجمع الزوائد، ج۸ص۴۷، باب الاسماء وما جاء فی الاسماء الحسنة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اونٹنی کو منگا کر (لوگوں سے) فرمایا کہ اس کا دودھ کون دوہے گا؟ ایک آدمی نے کہا کہ میں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میرا نام ''مرۃ'' (یعنی کڑوا) ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ''جمرۃ'' (یعنی چنگاری) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ بیٹھ جایئے، پھر یعیش کھڑے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ''یعیش'' (یعنی زندگی گزارنے والا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ دودھ دوہو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ نام والے کا اثر اس کے کام میں بھی آتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے برے نام والوں سے اونٹنی کا دودھ نہیں نکلوایا، کہ کہیں ان کے ناموں کا اثر دودھ میں نہ آجائے۔

اور حضرت ابوحدرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " مَنْ يَسُوقُ إِبِلَنَا هٰذِهِ ؟ "فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ :أَنَا .فَقَالَ "مَا اِسْمُكَ ؟ "قَالَ :فُلَانٌ، قَالَ " اِجْلِسْ "ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ أَنَا .فَقَالَ " مَا اِسْمُكَ ؟ "قَالَ :فُلَانٌ، قَالَ " اِجْلِسْ " ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ :أَنَا .فَقَالَ " مَا اِسْمُكَ ؟ "قَالَ :نَاجِيَةُ قَالَ أَنْتَ لَهَا فَسُقْهَا (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۴۰، واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۳۲۳، الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۴۱، مسند الرویانی حدیث نمبر ۱۴۶۷) [1]

[1] قال الحاكم: "هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"
قال الذهبي في التلخيص: صحيح.
وقال الهيثمي:
رواه الطبراني من طريق احمد بن بشير عن عمه ولم أر فيهما جرحا ولا تعديلا، وبقية رجاله ثقات.(مجمع الزوائد، ج۸ص۴۷، باب الاسماء وما جاء في الاسماء الحسنة)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اس اونٹ کو کون لے کر جائے گا؟ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں لے جاؤں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ بیٹھ جایئے، پھر دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں لے جاؤں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ بیٹھ جایئے، پھر ایک تیسرا شخص کھڑا ہوا، اور اس نے کہا کہ میں لے جاؤں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ''ناجیہ'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ لے جایئے (ترجمہ ختم)

ناجیہ تیز رفتار اونٹ اور نجات پانے والے کو کہا جاتا ہے، اور یہ نام اونٹ کو لے جانے کے لئے زیادہ موزون ومناسب تھا، اس لئے آپ ﷺ نے نام کی مناسبت سے اپنے اونٹ کو ان کے ساتھ بھیجا۔

اور حضرت سعید بن مسیب اپنے والد حضرت مسیب سے، اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتِ الْحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲۲، کتاب الادب، باب اسم الحزن، واللفظ لہ، ابو داؤد حدیث نمبر ۴۹۵۸)

ترجمہ: حضرت مسیب کے والد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معلوم کیا کہ آپ کا کیا نام ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ میرا نام ''حزن'' (یعنی غم وسختی) ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام ''سہل'' (یعنی آسانی) ہے، تو ان کے والد نے کہا کہ میں اس نام کو نہیں بدلوں گا، جو میرے والد نے رکھا تھا۔

ابنِ میسب کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ہمارے گھرانے میں غم کے حالات ہی رہے
(ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برے اور غم وغیرہ پر مشتمل معنیٰ والے ناموں کو بدل دینا چاہئے، ورنہ ان کے زندگی پر برے اثرات پڑتے ہیں۔ [1]

اور حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ فَقَالَ جَمْرَةُ فَقَالَ ابْنُ مَنْ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحُرَقَةِ قَالَ أَيْنَ مَسْكَنُكَ قَالَ بِحَرَّةِ النَّارِ قَالَ بِأَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لَظًى قَالَ عُمَرُ أَدْرِكْ أَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوا. قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب مایکرہ من الاسماء، حدیث نمبر ۱۵۴۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے معلوم کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ "جمرۃ" (یعنی چنگاری) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر معلوم کیا کہ تم کس کے بیٹے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ شہاب (یعنی آگ کا شعلہ) کا بیٹا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد معلوم کیا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا "حرقہ" (یعنی آگ جلانے والے) قبیلہ سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر معلوم کیا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ "حرۃ النار" (یعنی آگ کی گرمی) میں رہتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر معلوم کیا کہ یہ "حرۃ النار" کے کس علاقہ میں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ "ذات لظیٰ" (یعنی بھڑکتی ہوئی آگ) کے علاقہ میں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، وہ جل گئے ہیں، راوی کہتے ہیں کہ اس نے جا کر دیکھا تو ویسے ہی پایا، جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا (ترجمہ ختم)

---

[1] فما زالت فينا أي معشر أولاده الحزونة أي صعوبة الخلق على ما ذكره السيوطي بعد أي بعد إباء أبي اسم السهل من النبي (مرقاة، كتاب الآداب، باب الاسامي)

اس قسم کی احادیث سے اچھے اور برے ناموں کے اچھے اور برے اثرات کا ہونا معلوم ہوا۔
جس سے اچھے نام رکھنے اور برے ناموں سے بچنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔ ۱؎

۱؎ وقد استشكل هذا من لم يفهمه وليس بحمد الله مشكلا فإن مسبب الأسباب جعل هذه المناسبات مقتضيات لهذا الأثر وجعل اجتماعها على هذا الوجه الخاص موجبا له وأخر اقتضاء ها لأثرها إلى أن تكلم به من ضرب الحق على لسانه ومن كان الملك ينطق على لسانه فحينئذ كمل اجتماعها وتمت فرتب عليها الأثر ومن كان له في هذا الباب فقه نفس انتفع به غاية الانتفاع فإن البلاء موكل بالمنطق قال أبو عمر وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم البلاء موكل بالقول ومن البلاء الحاصل بالقول قول الشيخ البائس الذى عاده النبي صلى الله عليه وسلم فرأى عليه حمى فقال لا بأس طهور إن شاء الله فقال بل حمى تفور على شيخ كبير تزيره القبور فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فنعم إذا وقد رأينا من هذا عبرا فينا وفى غيرنا والذى رأيناه كقطرة فى بحر وقد قال المؤمل الشاعر

شف المؤمل يوم النقلة النظر ليت المؤمل لم يخلق له البصر

فلم يلبث أن عمى وفى جامع ابن وهب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى بغلام فقال ما سميتم هذا قالوا السائب فقال لا تسموه السائب ولكن عبد الله قال فغلبوا على اسمه فلم يمت حتى ذهب عقله فحفظ المنطق وتخير الأسماء من توفيق الله للعبد وقد أمر النبى صلى الله عليه وسلم من تمنى أن يحسن أمنيته وقال إن أحدكم لا يدرى ما يكتب له من امنيته أى ما يقدر له منها وتكون أمنيته سبب حصول ما تمناه أو بعضه وقد بلغك أو رأيت أخبار كثير من المتمنين أصابتهم أمانيهم أو بعضها وكان أبو بكر الصديق رضى الله عنه يتمثل بهذا البيت

احذر لسانک أن يقول فتبتلى إن البلاء موكل بالمنطق

ولما نزل الحسين وأصحابه بكربلاء سأل عن اسمها فقيل كربلاء فقال كرب وبلاء ولما وقفت حليمة السعدية على عبد المطلب تسأله رضاع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها من أنت قال امرأة من بنى سعد قال فما اسمک قالت حليمة فقال بخ بخ سعد وحلم هاتان خلتان فيهما غناء الدهر. وذكر سليمان بن أرقم عن عبيد الله بن عبد الله عن ابن عباس قال بعث ملک الروم إلى النبى صلى الله عليه وسلم رسولا وقال انظر أين تراه جالسا ومن إلى جنبه وانظر إلى ما بين كتفيه قال فلما قدم رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا على نشز واضعا قدميه فى الماء عن يمينه أبو بكر فلما رآه النبى صلى الله عليه وسلم قال تحول فانظر ما أمرت به فنظر إلى الخاتم ثم رجع إلى صاحبه فأخبره الخبر فقال ليعلون أمره وليملكن ما تحت قدمى فيتال بالنشز العلو وبالماء الحياة. وقال عوانة بن الحكم لما دعا ابن الزبير إلى نفسه قام عبد الله بن مطيع ليبايع فقبض عبد الله بن الزبير يده وقال لعبيد الله على بن أبى طالب قم فبايع فقال عبيد الله قم يا مصعب فبايع فقام فبايع فقال الناس أبى أن يبايع ابن مطيع وبايع مصعبا ليجدن فى أمره صعوبة وقال سلمة ابن محارب نزل الحجاج دير قرة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آخر میں ایک بات کی طرف توجہ ضروری ہے، اور وہ یہ ہے کہ آج کل بعض لوگوں اور بچوں کا نام شرعی تقاضوں کے مطابق ہوتا ہے، اور معنیٰ وغیرہ کے اعتبار سے اس میں کوئی خرابی اور برائی موجود نہیں ہوتی، لیکن اس کے باوجود وہ لوگ کسی پریشانی یا بیماری لاحق ہونے کی وجہ سے نام تبدیل کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بیماری یا پریشانی نام کی وجہ سے لاحق ہے۔
جبکہ ایسا سمجھنا اور اس کی وجہ سے نام کو تبدیل کرنا صحیح نہیں، کیونکہ نام تبدیل کرنے کا حکم اور ضرورت اس وقت ہوتی، جبکہ نام شریعت کے خلاف ہوتا، اور احادیث سے اسی صورت میں نام بدلنا ثابت ہے، اور یہاں نام شریعت کے خلاف نہیں۔
البتہ اگر نام شرعی تقاضوں کے خلاف ہو، تو اس کو بدل دینا چاہئے۔



﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ونزل عبد الرحمن بن الأشعث دير الجماجم فقال الحجاج استقر الأمر في يدي وتجمجم به أمره والله لأقتلنه وهذا باب طويل عظيم النفع نبهنا عليه أدنى تنبيه والمقصود ذكر الأسماء المكروهة والمحبوبة(تحفة المودود باحكام المولود ص٨٧)

ممنوع ومکروہ اور ناپسندیدہ نام

حضور ﷺ کا اچھے ناموں کو پسند فرمانے اور برے ناموں کو ناپسند فرمانے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

حضور ﷺ نے صرف اچھے ناموں کو پسند اور برے ناموں کو ناپسند فرمانے پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ بہت سے برے اور اچھے ناموں کی نشاندہی بھی فرمادی، اور انتہائی اہتمام کے ساتھ مناسب موقعوں پر برے ناموں کو اچھے ناموں سے تبدیل فرمادیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الِاسْمَ الْقَبِيحَ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۷۶۵، ابواب الادب، باب مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ)

ترجمہ: نبی ﷺ برے ناموں کو تبدیل کردیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيحَ إِلَى الْاِسْمِ الْحَسَنِ (اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبهانی حدیث نمبر ۷۴۶)

ترجمہ: نبی ﷺ برے ناموں کو اچھے ناموں سے بدل دیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عتبہ بن عبد سُلمی سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ رَجُلٌ وَلَهُ اِسْمٌ لَا يُحِبُّهُ غَيَّرَهُ (مسند الشامیین للطبرانی حدیث نمبر ۱۶۰۰) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ کے پاس جب کوئی آدمی آتا، اور اس کا نام نبی ﷺ کو پسند نہیں آتا تھا، تو نبی ﷺ اس کو تبدیل فرمادیتے تھے (ترجمہ ختم)

---

[1] قال الهيثمي:
رواه الطبراني ورجاله ثقات وفي بعضهم خلاف. (مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۱، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو جب کوئی نام برا معلوم ہوتا، یا اچھا محسوس نہ ہوتا، تو اس کو بدل کر اچھا نام تجویز فرمادیا کرتے تھے۔

پھر جو نام حضور ﷺ نے تبدیل فرمائے، ان میں بعض نام تو وہ تھے، جو کہ حرام تھے، اور بعض وہ تھے، جو کہ مکروہ تھے، ان کو حرمت یا کراہت کی وجہ سے تبدیل فرمادیا، اور بعض نام ایسے بھی ملتے ہیں کہ اگرچہ وہ فی نفسہٖ جائز تھے، لیکن کسی خاص مصلحت سے ان کو تبدیل فرمادیا۔

حضور ﷺ نے جن ناموں کو ناپسند فرمایا، ان کو ہم چند عنوانات کے ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنے والی تفصیل کے مطابق پانچ قسم کے نام ہیں۔

(۱)......شرکیہ نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں سے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں ایک قسم ان ناموں کی ہے، جن میں کوئی شرکیہ بات یا شرکیہ نسبت پائی جاتی ہو۔

چنانچہ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں:

أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اسْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ :عَبْدَ الْكَعْبَةِ ، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :عَبْدَ الرَّحْمٰنِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۲۵۶، واللفظ لهٗ،مستدرك حاكم حديث نمبر ۵۳۴۰، معرفة الصحابة لابي نعيم حديث نمبر ۴۵۵)[1]

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام زمانۂ جاہلیت میں عبدالکعبہ (کعبہ کا بندہ) تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا (ترجمہ ختم)

انسان چونکہ صرف اللہ تعالیٰ کا عبد اور بندہ ہے، اس لئے عبد کی نسبت غیر اللہ کی طرف کئے گئے ناموں کو آپ ﷺ نے تبدیل فرمادیا۔

---

[1] قال الذهبي في التلخيص :على شرط البخاري ومسلم
وقال الهيثمي:
رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۹ص۱۵۵)

اور حضرت ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ سے روایت ہے کہ:

كَانَ اسْمُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَبْدَ الْعُزّٰى، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ "(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۶۰۳۲، باب ذِكْرُ مَنَاقِبِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کا نام جاہلیت کے زمانہ میں عبدُالعزیٰ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبدُالرحمٰن رکھا (ترجمہ ختم)

زمانہ جاہلیت میں عزیٰ بت کا نام تھا، اور عبدالعزیٰ نام میں شرک کے معنیٰ پائے جاتے تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو تبدیل فرما کر توحید اور وحدانیت کے معنیٰ والا نام تجویز فرمایا۔

اور حضرت ہانی بن شریح فرماتے ہیں کہ:

وَفَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْمِهِ فَسَمِعَهُمْ يُسَمُّوْنَ رَجُلًا عَبْدَ الْحَجَرِ، فَقَالَ لَهُ :مَا اسْمُكَ؟ قَالَ :عَبْدُ الْحَجَرِ، فَقَالَ لَهُ :رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِنَّمَا أَنْتَ عَبْدُ اللّٰهِ (مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۶۴۲۱، کتاب الادب، باب فِي تَغْيِيرِ الأَسْمَاءِ، واللفظ له، الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۸۳۹)

ترجمہ: نبی ﷺ کا وفد حضرت ہانی کی قوم میں تشریف لایا تو نبی ﷺ نے سنا کہ ان لوگوں نے ایک آدمی کا نام عبدالحجر (یعنی پتھر کا بندہ) رکھا ہوا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے معلوم کیا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا کہ عبدالحجر، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ تم عبداللہ ہو (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِيْ .فَكُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ فَتَايَ .وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّيْ .وَلٰكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِيْ

(مسلم حديث نمبر ۲۰۱۲، كتاب الالفاظ من الادب، باب حكم إطلاق لفظة العبد والأمة والمولى والسيد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہرگز بھی کوئی دوسرے کو یہ نہ کہے کہ اے میرے بندے، کیونکہ تم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہو، لیکن یہ کہے کہ اے میرے نوجوان (یا ایسا ہی کوئی اور لفظ) اور نہ ہی غلام اپنے آقا کو اپنا رب کہے، بلکہ یہ کہے کہ اے میرے سردار (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ ہے:

وَالرَّبُّ اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد حديث نمبر ۹۴۵۱)

ترجمہ: اور رب تو اللہ عزوجل ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام انسان اللہ تعالیٰ کے عبد اور بندے ہیں، اس لئے عبد کی نسبت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف زیبا ہے، کسی اور کی طرف یہ نسبت درست نہیں۔

اس طرح حقیقی رب اللہ تعالیٰ ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف رب کی نسبت زیبا نہیں۔ [1]

---

[1] لا يقولن أحدكم عبدى أى يا عبدى أو عبدى فلان دفعا لتوهم الشركة فى العبودية أو فى حقيقة العبدية .... ولا يقل العبد ربى أى بالنداء أو الإخبار لأن الإنسان مربوب متعبد بإخلاص التوحيد فكره المضاهاة بالاسم لئلا يدخل فى معنى الشرك إذا العبد والحر فيهد بمنزلة واحدة ولكن ليقل سيدى لأن مرجع السيادة إلى معنى الرياسة وحسن التدبير فى المعيشة ولذلك يسمى الزوج سيدا (مرقاة، كتاب الآداب، باب الأسامى)

قال العلماء :مقصود الأحاديث شيئان :أحدهما نهى المملوك أن يقول لسيده :ربى ؛ لأن الربوبية إنما حقيقتها لله تعالى ، لأن الرب هو المالك أو القائم بالشىء ، ولا توجد حقيقة هذا إلا فى الله تعالى ، فإن قيل :فقد قال النبى ﷺ فى أشراط الساعة ": أن تلد الأمة ربتها أو ربها "فالجواب من وجهين :أحدهما أن الحديث الثانى لبيان الجواز ، وأن النهى فى الأول للأدب ، وكراهة التنزيه ، لا التحريم .والثانى أن المراد النهى عن الإكثار من استعمال هذه اللفظة ، واتخاذها عادة شائعة ، ولم ينه عن إطلاقها فى نادر من الأحوال .واختار القاضى هذا الجواب..........الثانى يكره للسيد أن يقول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے نام رکھنا منع ہے، جن میں شرک کی بات یا شرک کا شبہ پایا جاتا ہو۔

اور اسی وجہ سے، عبدالرسول، عبدالنبی، عبدالحسین، عبدالمصطفیٰ، نبی بخش، رسول بخش، علی بخش، حسین بخش، امام بخش، پیر بخش اور قلندر بخش وغیرہ نام رکھنا ممنوع ہے۔

البتہ اللہ بخش وغیرہ نام رکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح عبادت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اسی طرح کسی کو بخشنا اور معاف کرنا، پیدا کرنا زندہ کرنا، مارنا، مشکلات پریشانیوں اور مصائب کا کھولنا اور حل کرنا یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص اور اس کی صفات ہیں، ان صفات کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا درست نہیں۔ [1]

عبدالعلی کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ، لفظ علی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے (جیسا کہ قرآن مجید میں اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ وغیرہ آیا ہے) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے۔

پس اگر کسی کی مراد عبدالعلی سے اللہ کا بندہ ہو تو جائز ہے اور اگر حضرت علی کا بندہ مراد ہو تو ناجائز ہے اور آج کل جہالت کے دور میں ظاہر ہے کہ ایسے مشتبہ ناموں کے رکھنے سے پرہیز ہی بہتر ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لمملوكه :عبدى وأمتى ، بل يقول ، غلامى وجاريتى ، وفتاى وفتاتى ، لأن حقيقة العبودية إنما يستحقها الله تعالى ، ولأن فيها تعظيما بما لا يليق بالمخلوق استعماله لنفسه ، وقد بين النبى ﷺ العلة فى ذلك ، فقال " :كلكم عبيد الله "فنهى عن التطاول فى اللفظ كما نهى عن التطاول فى الأفعال وفى إسبال الإزار وغيره .وأما غلامى وجاريتى وفتاى وفتاتى فليست دالة على الملك كدلالة عبدى ، مع أنها تطلق على الحر والمملوك ، وإنما هى للاختصاص .قال الله تعالى :(وإذ قال موسى لفتاه)(وقال لفتيانه) (وقال لفتيه) (قالوا سمعنا فتى يذكرهم) وأما استعماله الجارية فى الحرة الصغيرة فمشهور ومعروف فى الجاهلية والإسلام ، والظاهر أن المراد بالنهى من استعمله على جهة التعاظم والارتفاع لا للوصف والتعريف .والله أعلم (شرح النووى علىٰ مسلم، كتاب الالفاظ من الادب وغيرها، باب حكم اطلاق لفظة العبد والامة والمولىٰ والسيد)

[1] اسی طرح "عبدُالکلام" وغیرہ نام رکھنا بھی مناسب نہیں، قابلِ تغییر ہے (کذافی فتاویٰ محمودیہ ج۱۹ ص۳۸۳)

[2] ولا يجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبى ولا عبرة بما شاع فيما بين الناس(مرقاة، كتاب الآداب، باب الأسامى)

فقال أبو محمد بن حزم اتفقوا على تحريم كل اسم معبد لغير الله كعبد العزى وعبد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲)......اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو انسانوں کے لئے رکھنا ناپسند فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں سے دوسری قسم ان ناموں کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ [۱]

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۳۷، کتاب الادب، باب أَبْغَضِ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

هبل وعبد عمرو وعبد الكعبة وما أشبه ذلك حاشا عبد المطلب التهى فلا تحل التسمية ب عبد على ولا عبد الحسين ولا عبد الكعبة.........فإن قيل كيف يتفقون على تحريم الاسم المعبد لغير الله وقد صح عنه أنه قال تعس عبد الدينار تعس عبد الدرهم تعس عبد الخميصة تعس عبد القطيفة وصح أنه قال أنا النبى لا كذب أنا ابن عبد المطلب ودخل عليه رجل وهو جالس بين أصحابه فقال أيكم ابن عبد المطلب فقالوا هذا وأشاروا إليه فالجواب أما قوله تعس عبد النار فلم يرد به الاسم وإنما أراد به الوصف والدعاء على من يعبد قلبه الدينار والدرهم فرضى بعبوديتها عن عبودية ربه تعالى وذكر الأثمان والملابس وهما جمال الباطن والظاهر أما قوله أنا ابن عبد المطلب فهذا ليس من باب إنشاء التسمية بذلك وإنما هو باب الإخبار بالاسم الذى عرف به المسمى دون غيره والأخبار بمثل ذلك على وجه تعريف المسمى لا يحرم ولا وجه لتخصيص أبى محمد بن حزم ذلك بعبد المطلب خاصة فقد كان الصحابة يسمون بنى عبد شمس وبنى عبد الدار بأسمائهم ولا ينكر عليهم النبى ﷺ فباب الإخبار أوسع من باب الإنشاء فيجوز ما لا يجوز فى الإنشاء (تحفة المودود باحكام المولود ۸۱)

[۱] مگر یہ ممانعت عبد کی نسبت لگائے بغیر اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کی صورت میں ہے۔
جہاں تک اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ عبد لگا کر نام رکھنے کا تعلق ہے، تو اس کا مستحب وافضل ہونا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔
وَقَدْ تُمْنَعُ التَّسْمِيَةُ مَعَ تَحْرِيْمٍ لِمَا فِيْهَا مِنَ التَّعَاظُمِ وَمَا يَنْبَغِى أَنْ يُوْصَفَ بِهِ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى (المنتقى شرح الموطا باب مايكره من الاسماء)

بدترین نام اس آدمی کا ہوگا، جس کا نام ''ملکُ الاملاک'' (یعنی بادشاہوں کا بادشاہ) ہوگا (ترجمہ ختم)

اور مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَخْبَثُهُ وَأَغْيَظُهُ عَلَيْهِ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ لَامَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ (مسلم، حدیث نمبر ۵۷۳۵، کتاب الآداب، باب تَحْرِيمِ التَّسَمِّي بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ وَبِمَلِكِ الْمُلُوكِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ غضب یافتہ اور خبیث ترین وہ آدمی ہوگا، جس کا نام ''مَلِک الاملاک'' (یعنی بادشاہوں کا بادشاہ) ہوگا، اللہ کے علاوہ کوئی (بادشاہوں کا) بادشاہ نہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" إِنَّ أَخْنَعَ الْأَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ شَاهَانْ شَاهُ " (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۳) [1]

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناموں میں بدترین نام اس آدمی کا ہوگا، جس کا نام ''ملک الاملاک'' یعنی شہنشاہ ہوگا (ترجمہ ختم)

ہماری زبان میں ''ملکُ الاملاک'' یا ''ملکُ الملوک'' بادشاہوں کے بادشاہ کو کہا جاتا ہے، جس کا ترجمہ ہماری زبان میں ''شہنشاہ'' ہے، یہ نام کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کے لائق اور اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے، اس لئے کسی غیر اللہ کے لئے اس نام کی اجازت نہیں، اور ایسا نام رکھنا اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا باعث ہے۔ [2]

---

[1] قال الحاكم: " هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ لِأَنَّ جَمَاعَةً مِنْ أَصْحَابِ سُفْيَانَ رَوَوْهُ عَنْهُ بِإِسْنَادِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ "

وقال الذهبي في التلخيص: قد اخرجاه.

[2] قَالَ سُفْيَانُ " :إِنَّ الْعَجَمَ إِذَا عَظَّمُوا مَلِكَهُمْ يَقُولُونَ شَاهَانْ شَاهُ :إِنَّكَ مَلِكُ الْمُلُوكِ" (مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۳)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنتُ مَعَ أَبِي رَاشِدٍ الْأَزْدِيِّ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَفَدَ عَلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي رَاشِدٍ "مَا اِسْمُكَ ؟" قَالَ :عَبْدُ الْعُزّٰى أَبُوْ مُغْوِيَةَ، قَالَ "كَلَّا، وَلٰكِنَّكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَبُوْ رَاشِدٍ" قَالَ " فَمَنْ هٰذَا مَعَكَ ؟ " قَالَ :مَوْلَايَ، قَالَ " مَا اِسْمُهُ ؟ " قَالَ :قَيُّوْمٌ قَالَ "كَلَّا، وَلٰكِنَّهُ عَبْدُ الْقَيُّوْمِ أَبُوْ عُبَيْدٍ (معرفة الصحابة لابي نعيم حديث نمبر ۴۷۳۵،تاريخ داريا لعبد الجبار الخولاني حديث نمبر ۹،تاريخ دمشق، تحت ترجمة عبد الرحمن بن عبيد ويقال ابن عبد أبو راشد الأردني له صحبة سماه النبي ﷺ وكناه)

ترجمہ: میں ابوراشد ازدی کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تو نبی ﷺ نے ابوراشد سے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ عبدُ العزی ابومغویہ، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، بلکہ آپ کا نام عبدالرحمٰن ابوراشد ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا آزاد کردہ غلام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ انہوں

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أخنى الأسماء بسكون الخاء المعجمة بعدها نون أى أقبحها وروى أخنع أى أذلها وأوضعها باعتبار مسماه يوم القيامة عند الله أى وإن كان اليوم عند عامة الناس أعظم الأسماء وأكرمها رجل أى اسم رجل يسمى بصيغة المجهول من التسمية نص عليه السيد جمال الدين وهو المطابق لما فى النسخ المصححة وفى نسخة بفتح الفوقية وتشديد الميم ماض معلوم من التسمى مصدر من باب التفعل قال بعضهم وقع فى أكثر نسخ المصابيح بصيغة المجهول من التسمية وكذا رأيته فى أصل مصحح من كتاب مسلم ووقع فى بعض النسخ بصيغة المعروف من التسمى ثم قوله ملك الأملاك منصوب على المفعولية والأملاك جمع ملك كالملوك على ما فى القاموس وقد فسره سفيان الثورى فقال هو شهنشاه يعنى شاه شاهان بلسان العجم وقدم المضاف إليه ثم حذف الألف وفتح الهاء تخفيفا وهو بالعربى سلطان السلاطين(مرقاة، كتاب الآداب،باب الاسامى)

نے جواب میں کہا کہ قیوم، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں، بلکہ ان کا نام عبدالقیوم ابوعبید ہے (ترجمہ ختم)

قیوم اللہ تعالیٰ کا مخصوص صفاتی نام ہے، اس لئے حضور ﷺ نے مخلوق کے لئے اس نام کو پسند نہیں فرمایا، اور قیوم کے بجائے عبدالقیوم نام تجویز فرمایا۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا منع ہے۔

اور حضرت حکم بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَايِعَهُ ، فَقَالَ "مَا اِسْمُكَ ؟" قُلْتُ :اَلْحَكَمُ ، قَالَ " بَلْ أَنْتَ عَبْدُ اللهِ ." (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۳۰۹۸، واللفظ لهٗ، الآحاد والمثاني لابن ابي عاصم حديث نمبر ۵۰۳، وحديث نمبر ۵۰۳، معرفة الصحابة لابي نعيم حديث نمبر ۱۹۰۸، وحديث نمبر ۱۹۰۹، معجم الصحابة لابن قانع حديث نمبر ۳۷۳) [2]

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیعت کے لئے حاضر ہوا، تو رسول اللہ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ حکم، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ آپ عبداللہ ہیں (ترجمہ ختم)

حَکَم کے معنیٰ ایسے حاکم کے ہیں جس کا حکم رد نہیں کیا جا سکتا، اور یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے، اور اسی وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

اور اگرچہ مجازی معنیٰ مراد لے کر کسی انسان کا یہ نام رکھنا جائز ہو سکتا ہے، مگر کیونکہ اس کے ظاہری معنیٰ میں بڑائی و کبریائی پائی جاتی ہے، جو اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] آج کل بعض لوگ نام تو عبدالقیوم رکھتے ہیں، لیکن اس کو "قیوم" کے نام سے پکارتے ہیں، جو کہ گناہ ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

[2] قال الهيثمي:

رواه الطبراني وفرق بينه وبين الذى قبله وذكر هذا فيمن اسمه عبد الله وذكر الذى قبله فيمن اسمه الحكم ، ورجاله ثقات ان شاء الله .(مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۳، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

اس کو تبدیل فرمادیا، اور اس کے بجائے عاجزی والا نام تجویز فرمایا۔ [1]

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا تَسَمُّوا أَبْنَاءَ كُمْ وَإِخْوَانَكُمْ اَلْحَكَمَ وَلَا اَبَا الْحَكَمِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۸۵۲) [2]

ترجمہ: اور اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں کے نام حکم نہ رکھو، اور نہ ابوالحکم رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی حکم ہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَعَ قَوْمِهِ، فَسَمِعَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يُكَنُّونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ، فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ، وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ، فَلِمَ تَكَنَّيْتَ بِأَبِي الْحَكَمِ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ، فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، قَالَ: مَا أَحْسَنَ هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: مَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟ قُلْتُ: لِي شُرَيْحٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ، وَمُسْلِمٌ، بَنُو هَانِئٍ، قَالَ: فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟ قُلْتُ: شُرَيْحٌ، قَالَ: فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ، وَدَعَا لَهُ وَلِوَلَدِهِ (الأدب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۳۸، باب کنیۃ ابی الحکم، واللفظ له، شرح السنہ للامام البغوی، باب تغییر الاسماء)

ترجمہ: جب وہ اپنی قوم کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو نبی ﷺ

---

[1] والحكم: هو الحاكم، الذى إذا حكم لا يرد حكمه، وهذه الصفة لا تليق بغير الله عز وجل، ومن أسمائه الحكم (شرح السنه للامام البغوى، باب تغيير الاسماء)

[2] قال الهيثمي:
رواه الطبراني في الاوسط وفيه محمد بن جامع العطار وهو ضعيف (مجمع الزوائد ج۸ ص ۱۰۵)
قلت: وله شاهد. محمد رضوان.

نے لوگوں سے سنا کہ وہ ایک شخص کو ابوالحکم کی کنیت دیتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا، اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ حکم ہیں، اور اللہ ہی کی طرف حکم ہے، آپ نے ابوالحکم کیوں کنیت رکھی؟ تو انہوں نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ، میری قوم کا جب کسی چیز میں اختلاف ہو جاتا ہے، تو وہ میرے پاس آتے ہیں، اور میں ان کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہوں، تو دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام تو بہت اچھا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے بیٹوں کا کیا نام ہے؟ تو میں نے کہا کہ شریح، عبداللہ، اور مسلم بنو ہانی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے بڑا کون سا ہے؟ میں نے کہا کہ شریح، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا نام ابوشریح ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی (ترجمہ ختم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی جھگڑے اور اختلاف کا تصفیہ کرانے اور فیصلہ کرنے کے عمل کی تو تحسین فرمائی لیکن ''ابوالحکم'' نام کو پھر بھی تبدیل فرما دیا۔

کیونکہ پہلے گزر چکا ہے کہ ''حکم'' اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے، اور ''ابو'' کا لفظ لگا کر معنیٰ ''حکم کے باپ'' کے بن جاتے ہیں۔

اور حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ذَهَبَ مَعَ جَدِّهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اِسْمُ اِبْنِكَ ؟ " قَالَ :عَزِيْزٌ .فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُسَمِّهِ عَزِيْزًا، وَلٰكِنْ سَمِّهِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ "ثُمَّ قَالَ "إِنَّ خَيْرَ الْأَسْمَاءِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَالْحَارِثُ "(مسند احمد، حديث نمبر ۱۷۶۰۶، حَدِيثُ خَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، واللفظ له، معرفة الصحابة لابی نعيم حديث نمبر ۲۶۲۲) [1]

---

[1] قال الهيثمی:

رواه أحمد بأسانيد رجالها رجال الصحيح ولكن ظاهر الروايتين الاوليين الارسال.(مجمع الزوائد، ج۸ص ۴۹، باب ما يستحب من الاسماء)

ترجمہ: ان کے والد حضرت عبدالرحمٰن اپنے دادا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کے بیٹے کا کیا نام ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ عزیز، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ ان کا نام عزیز نہ رکھیں، بلکہ ان کا نام عبدالرحمٰن رکھیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ناموں میں بہترین نام، عبداللہ، اور عبدالرحمٰن اور حارث ہیں (ترجمہ ختم)

عزیز اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے، جس کے معنی بہت زیادہ عزت اور طاقت والے کے ہیں۔ [1]

اور عزیز اگرچہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص صفاتی ناموں میں سے نہیں ہے، لیکن کیونکہ یہ کامل صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اور مخلوق میں یہ صفت ناقص ہوتی ہے، نیز جو اللہ تعالیٰ کا نام ہو، اس کا بلاضرورت غیر اللہ کے لئے استعمال مناسب نہیں، بالخصوص جبکہ یہ شرک کا ذریعہ ہو، اس لئے حضور ﷺ نے بہرحال اس نام کا مخلوق کے لئے ہونا مناسب نہیں سمجھا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ کسی انسان کا نام اللہ تعالیٰ کے نام پر رکھنا جائز نہیں۔ [2]

البتہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی ایک قسم تو وہ ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی خاص ہے، مثلاً "اللہ" جو کہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے، اور رحمان، خالق، رزاق، قدوس، صمد، قیوم، باری، غفار

---

[1] والعزيز إنما غيره، لأن العزة لله، وشعار العبد الذلة والاستكانة (شرح السنه للامام البغوى، باب تغير الاسماء)

[2] ومن المحرم التسمية بملك الملوك وسلطان السلاطين وشاهنشاه فقد ثبت في الصحيحين من حديث أبي هريرة عن النبي ﷺ قال إن أخنع اسم عند الله رجل تسمى ملك الأملاك وفي رواية أخنى بدل أخنع وفي رواية لمسلم أغيظ رجل عند الله يوم القيامة وأخبثه رجل كان يسمى ملك الأملاك لا ملك إلا الله ومعنى أخنع وأخنى أوضع وقال بعض العلماء وفي معنى ذلك كراهية التسمية بقاضي القضاة وحاكم الحكام فان حاكم الحكام في الحقيقة هو الله وقد كان جماعة من أهل الدين والفضل يتورعون عن إطلاق لفظ قاضي القضاة وحاكم الحكام قياسا على ما يبغضه الله ورسوله من التسمية بملك الأملاك وهذا محض القياس، وكذلك تحرم التسمية بسيد الناس وسيد الكل كما يحرم سيد ولد آدم فان هذا ليس لأحد إلا لرسول الله ﷺ وحده فهو سيد ولد آدم فلا يحل لأحد أن يطلق على غيره ذلك (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۱)

وغیرہ، یہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص صفاتی نام ہیں، ایسے نام کسی غیر اللہ کے رکھنا، یا کسی غیر اللہ پر ان کا اطلاق کرنا جائز نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی دوسری قسم وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی ان کا اطلاق کسی اور حیثیت سے درست ہے، مثلاً سمیع، بصیر، علیم، رؤف، رحیم، عزیز، ملک۔

(جن کی مزید تفصیل آگے "اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ" کے ذیل میں آتی ہے)

مگر فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جس حیثیت سے ان ناموں کا اطلاق واستعمال ہوتا ہے، کسی دوسرے کے لئے اس حیثیت سے ان کا استعمال واطلاق نہیں ہوتا، مثلاً اللہ تعالیٰ کا سمیع، بصیر، علیم، رؤف، رحیم، عزیز، ملک ہونا کامل ہے، اور مخلوق کا ناقص۔

لہٰذا اس دوسری قسم کے ناموں کا بھی کسی غیر اللہ پر اطلاق اس حیثیت سے جائز نہیں، جس حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے ان کا اطلاق ہوتا ہے۔

لیکن بہر حال عام حالات میں مناسب یہی ہے کہ یہ دوسری قسم کے نام بھی کسی غیر اللہ کے لئے استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے، اور جب کسی ضرورت سے استعمال کرنا ہو، تو اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کی شان واحترام متاثر نہ ہو۔ [1]

---

[1] ومما يمنع تسمية الإنسان به أسماء الرب تبارك وتعالى فلا يجوز التسمية بالأحد والصمد ولا بالخالق ولا بالرازق وكذلك سائر الأسماء المختصة بالرب تبارك وتعالى ولا تجوز تسمية الملوك بالقاهر والظاهر كما لا يجوز تسميتهم بالجبار والمتكبر والأول والآخر والباطن وعلام الغيوب.............. والمقصود أنه لا يجوز لأحد أن يتسمى بأسماء الله المختصة به. وأما الأسماء التي تطلق عليه وعلى غيره كالسميع والبصير والرؤوف والرحيم فيجوز أن يخبر بمعانيها عن المخلوق ولا يجوز أن يتسمى بها على الإطلاق بحيث يطلق عليه كما يطلق على الرب تعالى (تحفة المودود باحكام المولود ص۸۸)

وَالتَّسْمِيَةُ بِاسْمٍ يُوجَدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى كَالْعَلِيِّ وَالْكَبِيرِ وَالرَّشِيدِ وَالْبَدِيعِ جَائِزَةٌ لِأَنَّهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ الْمُشْتَرَكَةِ وَيُرَادُ فِي حَقِّ الْعِبَادِ غَيْرُ مَا يُرَادُ فِي حَقِّ اللّٰهِ تَعَالَى كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ (الفتاوى الهندية، الْبَابُ الثَّانِي وَالْعِشْرُونَ، كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آج کل یہ وبا چل پڑی ہے کہ جن لوگوں کے نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کے ساتھ عبد لگا کر رکھے جاتے ہیں، ان کو مختصر کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں سے پکارا جانے لگا ہے، چنانچہ عبدالرحمان کو ''رحمٰن'' عبدالرزاق کو ''رزاق'' عبدالغفار کو ''غفار'' عبدالخالق کو ''خالق'' عبدالقدوس کو ''قدوس'' عبدالقیوم کو ''قیوم'' وغیرہ کہہ کر پکارا جاتا ہے، یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

اور یہ گناہ بے لذت ایسا ہے جس کو ہزاروں مسلمان اپنے شب و روز کا مشغلہ بناتے ہیں اور اس کی فکر نہیں کہ اس کا انجام کتنا خطرناک ہے (کذا فی معارف القرآن بتغیر ج۴ ص۱۳۲) [1]

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ما كان من أسماء الله تعالى علم شخص كلفظ (الله) امتنع تسمية غير الله به لأن مسماه معين لا يقبل الشركة وكذا ما كان من أسمائه في معناه في عدم قبول الشركة كالخالق والبارء فإن الخالق من يوجد الشيء على غير مثال سابق والبارء من يوجد الشيء بريئاً من العيب، وذلك لا يكون إلا من الله وحده فلا يسمى به إلا الله تعالى، أما ما كان له معنى كلي تتفاوت فيه أفراده من الأسماء والصفات كالملك والعزيز والجبار والمتكبر فيجوز تسمية غيره بها (شرح اسماء الله الحسنىٰ في ضوء الكتاب والسنة ج ا ص ۱۲۸)

وهنا مسألة :هل من الإلحاد تسمية المخلوق بمثل العزيز والعليم والكريم والحليم مع أنها تطلق على الله؟

الجواب :أما إن سُمي بها المخلوق لمجرد العلمية المحضة فجائز .أما لو سُمي بها مع ملاحظة الصفة، فإنها من الإلحاد في أسماء الله أو مع ملاحظة العموم فلا يجوز ومن الإلحاد فيها .ومرت هذه المسألة في باب احترام أسماء الله، ولذا فأسماء الله على قسمين:

(الف)قسم لا يقبل المشاركة لا معنى ولا لفظا، وهي الأسماء الخاصة بالله تعالى مثل "الله، رب العالمين، الخالق، القيوم، القدوس "فهذه مجرد تسمية المخلوق بها من الإلحاد.

(ب) قسم يقبل المشاركة مثل "الملك، والعزيز، والكريم، والحكيم ". فيجوز إطلاقها على المخلوق للعلمية، ولا يجوز مع ملاحظة الصفة أو مع ملاحظة العموم، وهذا في باب التسمية، أما أن المخلوق يوصف بأنه كريم أو ملك فلا مانع(المعتصر شرح كتاب التوحيد ج ا ص ۳۰۱)

[1] اور اسی وجہ سے بعض اہلِ علم نے آج کے دور میں عبدالرحمٰن وغیرہ نام نہ رکھنے کو اولیٰ قرار دیا ہے، کیونکہ لوگ تصغیر وتخفیف کر کے اللہ کے صفاتی نام کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں۔

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

البتہ جو نام اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں، اگر کسی کا نام ایسے ناموں کے ساتھ ''عبد'' لگا کر رکھا گیا ہو، مثلاً عبدالسمیع، عبدالبصیر، عبدالرؤف، عبدالعزیز، عبدالملک وغیرہ، تو ایسے ناموں کو عبد نکال کر استعمال کرنا مثلاً رؤف، عزیز وغیرہ کہنا اگرچہ گناہ نہ ہو، لیکن مکروہ پھر بھی ہے۔ [1]

(۳)......شیطانی نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو ناپسند فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں سے تیسری قسم ان ناموں کی ہے، جو شیطان کے نام ہوں، یا شیطان کی طرف منسوب ہوں۔

چنانچہ حضرت زہری سے مرسلاً روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ اِسْمُهُ اَلْحُبَابُ فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ الْحُبَابَ اِسْمُ الشَّيْطَانِ (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۱۹۸۴۹، باب الأسماء والكنى)

ترجمہ: ایک آدمی کا نام ''حباب'' تھا، تو اس کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھ دیا، اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''حباب'' شیطان کا نام ہے (ترجمہ ختم)

بعض دوسری روایات میں بھی حُباب کو شیطان کا نام قرار دیا گیا ہے، اور یہ نام رکھنے سے منع کیا

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

روى عن رسول الله ﷺ ، قال :سموا أولادكم أسماء الأنبياء وأحب الأسماء إلى الله تعالى، عبد الله، وعبد الرحمن قال الفقيه أبو الليث :لا أحب للعجم أن يسموا عبد الرحمن عبد الرحيم؛ لأن العجم لا يعرفون تفسيره، فيسمونه بالتصغير(المحيط البرهاني في الفقه النعماني،الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم)

[1] کیونکہ جس کو اس نام سے مخاطب کیا جارہا ہے، اس کا اصل نام عبد سے مرکب ہے، جس میں مضاف الیہ اللہ تعالیٰ اور مضاف عبد ہے، اور مخاطب مضاف ہے، نہ کہ مضاف الیہ۔

جبکہ عبد حذف کر کے خطاب کرنے میں مضاف الیہ کے ساتھ مضاف کو مخاطب کیا جارہا ہے، البتہ اگر نام عبد سے مرکب نہ ہوتا، تو پھر حکم جدا تھا۔

مگر عبد کے بغیر نام رکھنا دوسری حیثیت سے مکروہ ونامناسب ہے، الا یہ کہ کوئی ایسا نام ہو کہ جو اللہ تعالیٰ کا ایسا صفاتی نام نہ ہو کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی طرف فوراً ذہن منتقل نہ ہوتا، اور مخلوق کے لئے بھی وہ بکثرت استعمال ہوتا ہو، مثلاً صادق۔ کمامر۔

گیا ہے۔ ۱

اور حضرت عروہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ اِسْمُهُ الْحُبَابَ ، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ :اَلْحُبَابُ شَيْطَانٌ ، وَكَانَ اِسْمُ رَجُلٍ اَلْمُضْطَجِعَ فَسَمَّاهُ اَلْمُنْبَعِثَ (مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الادب،فِی تغییرِ الأسماءِ،حدیث نمبر ۲۶۴۱۸) ۲

ترجمہ: ایک آدمی کا نام ’’حباب‘‘ تھا، تو اس کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھ دیا، اور فرمایا کہ ’’حباب‘‘ شیطان کا نام ہے، اور ایک آدمی کا نام ’’مضطجع‘‘ تھا، تو رسول اللہ نے اس کا نام ’’منبعث‘‘ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

حُباب شیطان کا نام ہے، اس کے علاوہ حباب سانپ کی ایک قسم کا نام ہے، اور سانپ موذی اور

---

۱ أخبرني الليث بن سعد ، عن خالد بن يزيد ، عن ابن أبي هلال ، أن رسول الله ﷺ قال للحباب بن عبد الله بن أبي ابن سلول ، وكان يكنى به : دع اسم الحباب ، فإنه اسم شيطان . فسماه عبد الله ، وقال رسول الله عليه السلام للحباب بن منذر السلمي : دع الحباب فإنه اسم شيطان فسماه عبد الرحمن (الجامع لابن وهب حديث نمبر ۴۹)

عن موسى بن أبي عيسى ، أن النبي ﷺ كان عليه قميصان ، فقال له ابنه وهو ابن عبد الله بن أبي ، وكان يقال له الحباب ، فسماه رسول الله ﷺ عبد الله :يا رسول الله ، أعطه القميص الذي يلي جلدك هذا مرسل وقد ثبت موصولا (دلائل النبوة للبيهقي حديث نمبر ۲۰۳۵)

حدثنا ابن حميد وابن وكيع قال، حدثنا جرير، عن مغيرة، عن شباک، عن الشعبي قال: دعا عبد الله بن عبد الله بن أبي ابن سلول النبيَّ ﷺ إلى جنازة أبيه، فقال له النبي ﷺ :من أنت؟ قال :حُباب بن عبد الله بن أبيّ .فقال له النبي ﷺ :بل أنت عبد الله بن عبد الله بن أبي ابن سلول، إن "الحُبَاب "هو الشيطان(تفسير طبري تحت آيت ۸۰ من سورة التوبة)

۲ عَنِ ابْنِ الْمُكَلَّمِ الثَّقَفِيِّ، أَنَّهُ قَالَ " :وَنَزَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى ا للّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِقَامَتِهِ مِمَّنْ كَانَ مُحَاصَرًا بِالطَّائِفِ، فَأَسْلَمَ الْمُنْبَعِثُ، وَكَانَ اسْمُهُ الْمُضْطَجِعَ ,فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى ا للّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُنْبَعِثَ حِيْنَ أَسْلَمَ(معرفة الصحابة لابی نعيم حديث نمبر ۶۳۳۲، واللفظ لهٗ، دلائل النبوة للبيهقي حديث نمبر ۱۹۱۶)

خبیث جانور ہے۔ [1]

اور شیطان خیر سے محروم ہے، لہٰذا شیطان کے نام پر نام رکھنے سے خیر سے محروم ہونے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ [2]

اور مضطجع کے معنیٰ لیٹنے والے کے آتے ہیں اور اس میں سستی اور کاہلی کی شان پائی جاتی ہے، جس کو بدل کر مُنبعِث نام رکھا جس کے معنیٰ اٹھنے والے کے آتے ہیں، جس میں چستی پائی جاتی ہے۔

اور حضرت مسروق فرماتے ہیں:

لَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ. فَقَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَجْدَعُ شَيْطَانٌ (ابوداود، حدیث نمبر ۴۹۵۹، کتاب الادب، باب فِی تَغْيِيرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ)

ترجمہ: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے پوچھا کہ آپ کون ہو میں نے کہا کہ میں مسروق، اجدع کا بیٹا ہوں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ اجدع شیطان (کا نام) ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتِيَ بِثَوْبٍ مِنَ الْقَصَّارِ، أَوْ يُذْهَبُ بِهِ إِلَى الْقَصَّارِ، وَعَلَيْهِ مَكْتُوبٌ شَيْطَانٌ فَأَمَرَ بِهِ فَمُحِيَ، وَقَالَ :أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۷۷۹۳) [3]

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ ایک کپڑا دھوبی کے یہاں سے لایا

---

[1] وحباب :نوع من الحيات ، وروى "أن الحباب اسم الشيطان "والشهاب : الشعلة من النار ، والنار عقوبة الله(شرح السنه للامام البغوی،باب تغير الاسماء)

[2] وشيطان :اشتقاقه من الشطن ، وهو البعد من الخير ، وهو اسم المارد الخبيث من الجن والإنس (شرح السنه للامام البغوی،باب تغير الاسماء)

[3] وقال الهيثمي:

رواه الطبراني مرفوعا وموقوفا ورجالهما رجال الصحيح إلا أن الطبراني صحح الوقف على الرفع .(مجمع الزوائد، ج۸ص۵۵،باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

جارہا تھا، یا دھوبی کے ہاں لے جایا جارہا تھا، اور اس پر شیطان لکھا ہوا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کو مٹانے کا حکم فرمایا، اور فرمایا کہ میں شیطان کی اللہ سے پناہ چاہتا ہوں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے نام رکھنا جائز نہیں، جو شیطان کے نام ہوں، یا جن ناموں کی نسبت شیطان کی طرف ہو، مثلاً ابلیس، شیطان، حُباب، اجدع، خنزب، ولہان وغیرہ۔

اور اسی طریقہ سے ایسے نام رکھنا بھی جائز نہیں ہوگا جن کی نسبت بتوں یا دیوی دیوتاؤں یا دوسرے باطل مذاہب کی طرف ہو، یا وہ دوسرے مذاہب کا شعار و پہچان ہوں، مثلاً کرشن وغیرہ۔ [1]

اور یہی حکم ان ناموں کا بھی ہے، جو شیطان کے متبعین (کفار وفساق) کا شعار بن گئے ہوں، مثلاً فرعون، قارون، وغیرہ۔ [2]

(۴)......غلط ومکروہ معنیٰ ونسبت والے نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو ناپسند فرمایا، اور ان کو تبدیل فرمایا، ان میں سے چوتھی قسم ان ناموں کی ہے، جو غلط ومکروہ معنیٰ ونسبت والے نام ہوں۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ قَلَبْنَاهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا اِسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ وَلٰكِنْ اِسْمُهُ الْمُنْذِرَ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ (بخاری حدیث نمبر

---

[1] ومنها التسمية بأسماء الشياطين كخنزب والولهان والأعور والأجدع ....وفي سنن ابن ماجة وزيادات عبد الله في مسند أبيه من حديث أبي بن ابن كعب عن النبي ﷺ قال إن للوضوء شيطانا يقال له الولهان فاتقوا وسواس الماء وشكى إليه عثمان بن أبي العاص من وسواسه في الصلاة فقال ذلك شيطان يقال له خنزب(تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۲، ۸۳)

[2] ومنها أسماء الفراعنة والجبابرة كفرعون وقارون وهامان والوليد قال عبد الرزاق في الجامع أخبرنا معمر عن الزهري قال أراد رجل أن يسمي ابنا له الوليد فنهاه رسول الله ﷺ وقال انه سيكون رجل يقال له الوليد يعمل في أمتي بعمل فرعون في قومه(تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۳)

۵۷۲۳، کتاب الادب، باب تحویل الاسم إلی اسم أحسن منہ، واللفظ لہٗ، مسلم حدیث نمبر ۵۷۴۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ کہاں ہے؟ تو (بچے کے والد) ابواسید نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا نام کیا ہے؟ ابواسید نے عرض کیا کہ فلاں نام ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لیکن اس کا نام مُنذِر رہے، تو اس دن اس کا نام مُنذِر رکھ دیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اس بچے کا نام تبدیل فرما کر مُنذِر رکھ دیا تھا، اور جو نام اس کا پہلے رکھا ہوا تھا، اس کو حضور ﷺ نے مناسب نہ سمجھا تھا۔ [1]

اور حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ اسْمُهُ الْعَاصَ، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُطِيْعًا

(مسند احمد، حدیث نمبر ۱۵۴۰۸، واللفظ لہٗ، مسلم حدیث نمبر ۴۷۲۸، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۷۰۷۹، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۶)

ترجمہ: ان کا نام عاص (یا عاصی) تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام مطیع رکھا (ترجمہ ختم)

عاص یا عاصی نافرمان اور گناہ گار کو کہا جاتا ہے، اور مطیع فرمانبردار کو کہا جاتا ہے، اور مومن کی شان نافرمان اور گناہ گار ہونے کے بجائے فرمانبردار ہونے کی ہے، اس لئے حضور ﷺ نے عاص کے بجائے مطیع نام تجویز فرمایا۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قولہ ما اسمہ قال فلان لم أقف علی تعیینہ فکأنہ کان سماہ اسما لیس مستحسنا فسکت عن تعیینہ أو سماہ فنسیہ بعض الرواۃ قولہ ولکن اسمہ المنذر أی لیس ھذا الاسم الذی سمیتہ بہ اسمہ الذی یلیق بہ بل ھو المنذر قال الداودی سماہ المنذر تفاؤلا أن یکون لہ علم ینذر بہ قلت وتقدم فی المغازی أنہ سمی المنذر بالمنذر بن عمرو الساعدی الخزرجی وھو صحابی مشھور من رھط أبی أسید الحدیث الثانی (فتح الباری لابن حجر، باب کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم إذا سمع الاسم القبیح حولہ إلی ما ھو أحسن منہ)

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- غَيَّرَ اِسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيْلَةُ (مسلم، حدیث نمبر ۵۷۲۷، کتاب الآداب، باب اسْتِحْبَابِ تَغْيِيرِ الاِسْمِ الْقَبِيحِ إِلَى حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةَ إِلَى زَيْنَبَ وَجُوَيْرِيَةَ وَنَحْوِهِمَا)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عاصیہ نام تبدیل کردیا اور فرمایا کہ آپ کا نام جمیلہ ہے (ترجمہ ختم)

عاصیہ کے معنیٰ نافرمانی کرنے والی کے ہیں، اور جمیلہ کے معنیٰ خوبصورت کے ہیں، نبی ﷺ نے عاصیہ نام بدل کر جمیلہ تجویز فرمادیا، پس عاصیہ نام رکھنا ممنوع ہوا۔

اور اسی طرح ایسا کوئی دوسرا نام بھی منع ہوگا، جس میں نافرمانی کے معنیٰ پائے جاتے ہوں۔ [1]

ملحوظ رہے کہ یہ ممانعت عاصیہ نام رکھنے کی ہے جو عین اور صاد کے ساتھ ہے، لیکن اگر آسیہ نام رکھا جائے جو الف اور سین کے ساتھ ہے، تو کوئی ممانعت نہیں۔

اور حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَا اِسْمُكَ. قَالَ أَنَا أَصْرَمُ. قَالَ بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۵۶، کتاب الادب، باب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ، واللفظ لہ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۵۲۴، وحدیث نمبر ۸۷۱، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۹) [2]

ترجمہ: ایک آدمی کو اصرم کہا جاتا تھا جو اس قبیلہ کے لوگوں میں شامل تھا جو رسول

---

[1] قال أبو سليمان الخطابي: أما العاص، فإنما غيره كراهية لمعنى العصيان، وإنما سمة المؤمن الطاعة والاستسلام(شرح السنه للامام البغوی، باب تغير الاسماء)

[2] قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ"

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

وقال الهيثمي:

رواه الطبراني ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، ج۸ص۵۴، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا کہ اصرم۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ آپ کا نام زرعہ ہے (ترجمہ ختم)

اصرم کے معنی کٹنے اور جدا ہونے کے ہیں، اور اس میں اچھائی اور خیر و برکت سے کٹنے کی طرف اشارہ ہے، اس لئے آپ ﷺ نے یہ نام پسند نہیں فرمایا اور اس کے بجائے زرعہ نام رکھا جس کے معنی کھیتی کے ہیں۔

جو کہ اچھے معنی ہیں۔ [1]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ''صرم'' نام رکھنا بھی جائز نہیں۔ [2]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ " مَا اِسْمُكَ ؟ "قَالَ: شِهَابٌ، قَالَ " :أَنْتَ هِشَامٌ "(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۴۲، واللفظ لہ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۴۶۵) [3]

ترجمہ: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے، اس نے جواب میں کہا

---

[1] قال بل أنت زرعة بضم زاي وسكون راء مأخوذ من الزرع وهو مستحسن بخلاف أصرم فإنه مأخوذ من الصرم وهو القطع فبادله به وغيره له(مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب ، باب الاسامي)

(بَلْ أَنْتَ زُرْعَة :(بِضَمِّ زَاء وَسُكُون رَاء مَأْخُوذ مِنْ الزَّرْع ، وَهُوَ مُسْتَحْسَن بِخِلَافِ أَصْرَم ، لِأَنَّهُ مُنْبِىء عَنْ اِنْقِطَاع الْخَيْر وَالْبَرَكَة ، فَبَادَلَهُ بِهِ (عون المعبود، كتاب الادب، باب في تغير الاسم القبيح)

[2] قال مصعب :وكان اسمه في الجاهلية صرما، "فسماه رسول الله ﷺ سعيدا " واسم أمه هند(مستدرك حاكم حديث نمبر ۶۱۲۲)

[3] قال الحاكم: " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبي في التلخيص :صحيح

قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبراني في الاوسط بنحوه وفيه عمران القطان وثقه ابن حبان وغيره وفيه ضعف ، وبقية رجاله رجال الصحيح.(مجمع الزوائد،ج۸ص ۵۱،باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

کہ شہاب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام ہشام ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّـہُ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :مَا اِسْمُکَ؟ فَقَالَ :شِہَابٌ، قَالَ :بَلْ اَنْتَ ہِشَامٌ.(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۷۸۹۵، واللفظ لہ، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۴۳، المجالسۃ وجواھر العلم حدیث نمبر ۲۴۹۷، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم حدیث نمبر ۶۵۳۸) [1]

ترجمہ: وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ شہاب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ کا نام ہشام ہے (ترجمہ ختم)

شہاب آگ کے شعلے کو کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بجائے ہشام نام رکھا جس کے معنی سخاوت کے آتے ہیں۔ [2]

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے شہاب نام کو پسند نہیں فرمایا، اور اس کی جگہ ہشام نام تجویز فرمایا۔

اور حضرت ریطہ بنتِ مسلم اپنے والد حضرت مسلم سے روایت کرتی ہیں کہ:

اَنَّـــہُ شَہِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُنَیْنًا، فَقَالَ " مَا اِسْمُکَ؟ " قَالَ :غُرَابٌ، قَالَ " اِسْمُکَ مُسْلِمٌ "(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۳۷، واللفظ لہ، الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۵۳، المعجم

---

[1] قال الهيثمي:
رواه الطبراني وفيه علي بن زيد وهو حسن الحديث وفيه ضعف، وبقية رجاله رجال الصحيح.(مجمع الزوائد، ج۸ص۵۱، باب تغيير الاسماء وما نهي عنه فيها وما يستحب)

[2] والشهاب الشعلة من النار والنار عقوبة الله وأما عفرة يعني بفتح العين وكسر الفاء فهي نعت الأرض التي لا تنبت شيئا فسماها خضرة على معنى التفاؤل حتى تخضر (الترغيب والترهيب تحت حديث رقم ۱۹۸۳)

الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۶۳۹۵، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم حدیث نمبر ۶۰۴۴، مسند الرویانی حدیث نمبر ۱۴۸۰، مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ۱۶۹۱) [1]

ترجمہ: وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ غراب (یعنی کوا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام مسلم ہے (ترجمہ ختم)

غراب کے معنیٰ دور ہونے کے آتے ہیں، اس کے علاوہ غراب، کوے کو کہا جاتا ہے، اور کوا عام طور پر موذی جانور ہے، اور زمانۂ جاہلیت میں بدفالی کے طور پر بھی یہ نام رکھا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بجائے مسلم نام رکھا، جس میں دوسرے کے لئے سلامتی اور نیک فال کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ [2]

اور حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلا کر فرمایا کہ:

"مَا اسْمُکَ؟ "قُلْتُ :عُتْلَةُ بْنُ عَبْدٍ، قَالَ "أَنْتَ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدٍ ." (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۳۷۴۷) [3]

ترجمہ: آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا کہ عتلہ بن عبد، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام عتبہ بن عبد ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عتبہ بن عبد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

---

[1] قال الحاکم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "وقال الذهبی : صحیح.
قال الهیثمی:
رواه الطبرانی وأبو یعلی والبزار بنحوه ورالطة لم یضعفها أحد ولم یوثقها ، وبقیة رجال أبی یعلی ثقات .(مجمع الزوائد ، ج۸ص ۵۲ ،باب تغییر الاسماء وما نهی عنه فیها وما یستحب)

[2] وغراب ماخوذ من الغرب ، وهو البعد ، ثم هوحیوان خبیث الفعل ، خبیث الطعم اباح رسول الله (ﷺ) قتله فی الحل والحرم . (شرح السنه للامام البغوی،باب تغیر الاسماء)

[3] قال الهیثمی:
رواه الطبرانی من طرق ورجال بعضها ثقات(مجمع الزوائد،باب تغییر الاسماء وما نهی عنه فیها وما یستحب)

أَنَّـهُ لَمَّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَـهُ: مَا اِسْمُکَ؟ "قَالَ: نُشْبَةُ، قَالَ "أَنْتَ عُتْبَةُ بْنُ عَبْدٍ" (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۳۷۵۵) [۱]

ترجمہ: انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معلوم کیا، کہ آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ "نشبہ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا نام عتبہ بن عبد ہے (ترجمہ ختم)

عتلہ کے معنیٰ سرکش اور سخت عادت والے اور بہت کھانے والے کے آتے ہیں، اور نشبہ کے معنیٰ بھیڑیئے کے اور کسی کام میں پھنس جانے والے کے آتے ہیں۔

اور ان دونوں ناموں کے معنیٰ میں برائی پائی جاتی ہے، مومن کی شان فرمانبرداری، نرمی، سہولت اور کم کھانے کی ہے، اس لئے آپ ﷺ نے ان کے بجائے عتبہ نام رکھ دیا، جس کے معنیٰ رضامندی اور وادی کے موڑ کے آتے ہیں، گویا کہ آپ ﷺ نے نام کو برائی سے اچھائی کی طرف موڑ دیا۔ [۲]

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِرَجُلٍ: مَا اِسْمُکَ؟ قَالَ: نُعْمٌ، قَالَ: بَلْ أَنْتَ عَبْدُ اللهِ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۱۱۵۸، واللفظ له، المعجم الاوسط للطبراني حديث نمبر ۱۶۷۵) [۳]

ترجمہ: نبی ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ "نُعم" تو رسول اللہ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ آپ کا نام عبداللہ ہے (ترجمہ ختم)

---

[۱] قال الهيثمي:
رواه الطبراني ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد، ج۸ص۵۳، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

[۲] وعتلة: معناها الشدة والغلظ، ومنه قولهم: رجل عتل، أي: شديد غليظ، ومن صفة المؤمن اللين والسهولة (شرح السنه للامام البغوى، باب تغير الاسماء)

[۳] قال الهيثمي:
رواه الطبراني والاوسط ورجاله ثقات. (مجمع الزوائد، ج۸ص۵۳، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

"نعم" کے معنیٰ تن آسانی اور عیش وطرب کے آتے ہیں، اور انسان کے لئے یہ عادت پسندیدہ نہیں ہے، اس لئے آپ ﷺ نے یہ نام تبدیل فرمادیا، اور اس کی جگہ عبداللہ نام رکھا، جو کہ پسندیدہ نام ہے۔

اور حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَكَانَ قَدْ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :اِسْمُهٗ زَحْمٌ "فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِيْرًا (مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۹۵۶، واللفظ لہٗ، الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۷۹۸، وحدیث نمبر ۸۵۸، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۲۱۵، وحدیث نمبر ۲۰۰۰۲، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۳۲۸)[1]

ترجمہ: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اور ان کا نام زحم تھا، تو نبی ﷺ نے ان کا نام بشیر رکھ دیا (ترجمہ ختم)

زحم کے معنیٰ ہجوم اور تنگی کرنے والوں کے آتے ہیں، جس میں دوسروں کے لئے تنگی اور تکلیف کے معنیٰ پائے جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس نام کو بدل کر بشیر نام رکھ دیا، جس کے معنیٰ دوسرے کو خوشخبری سنانے والے کے آتے ہیں، جس میں دوسرے کے لئے خوشی اور راحت کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ كَثِيْرَ بْنَ الصَّلْتِ "كَانَ اِسْمُهٗ قَلِيْلًا ,فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا، وَأَنَّ مُطِيْعَ بْنَ الْأَسْوَدِ كَانَ اِسْمُهُ الْعَاصَ ,فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُطِيْعًا، وَأَنَّ أُمَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ كَانَ اِسْمُهَا عَاصِيَةَ ,فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةَ "

---

[1] قال الهيثمي:
رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح .(مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۱، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

وَكَانَ يَتَفَاءَ لُ بِالْإِسْمِ (معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۵۸۶۰)

ترجمہ: کثیر بن صلت کا نام قلیل تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام کثیر رکھ دیا، اور مطیع بن اسود کا نام عاص تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام مطیع رکھا، اور عاصم بن عمر کی والدہ کا نام عاصیہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جمیلہ رکھا، اور رسول اللہ ﷺ اچھے ناموں سے نیک فالی لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

قلیل کے معنیٰ میں بظاہر ناشکری پائی جاتی تھی، اس لئے آپ ﷺ نے کثیر نام تجویز فرمایا، اور کئی صحابہ کا نام کثیر ملتا ہے، اور ایک شخص کا رسول اللہ ﷺ نے کثیر نام تبدیل فرما کر بشیر تجویز فرمایا۔[1] جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے دنیا یا مال یا شر و برائی کی کثرت کے پیشِ نظر اس نام سے منع فرمایا، ورنہ خیر کی کثرت کے پیشِ نظر کثیر نام رکھنا جائز ہے۔

اور بعض روایات میں اکبر نام کو بشیر نام سے تبدیل کرنے کا ذکر ہے۔[2]

اور حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

وَكَانَ اِسْمُهُ مِيْسَمًا ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَا اِسْمُهُ يَا أَبَا قِرْصَافَةَ ؟ " قُلْتُ :اِسْمُهُ مِيْسَمٌ ، قَالَ "بَلْ اِسْمُهُ مُسْلِمٌ "فَقُلْتُ : مُسْلِمٌ مَعَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۲۴۵۱، واللفظ

---

[1] چنانچہ حضرت بشیر حارثی رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:
قَالَ لِيْ "مَرْحَبًا، مَا اِسْمُكَ ؟ "قُلْتُ :كَثِيْرٌ، قَالَ " بَلْ أَنْتَ بَشِيْرٌ " (مستدرک حاكم حديث نمبر ۷۸۳۵)
قال الحاكم: "هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "وقال الذهبي في التلخيص:صحيح.

[2] عصام بن بشير قال حدثني ابي أن بني الحارث بن كعب وفدوه إلى رسول الله ﷺ قال فدخلت على النبي ﷺ فسلمت عليه فقال مرحبا وعليك السلام من أين اقبلت فقلت يا رسول الله بأبي أنت وأمي بني الحارث وفدوني إليك بالاسلام فقال مرحبا بك ما اسمك قلت اسمي أكبر قال بل أنت بشير فسماه النبي ﷺ بشيرا (السنن الكبرىٰ للنسائي حديث نمبر ۱۰۱۴۵، واللفظ لهٗ،الكنىٰ والاسماء للدولابي حديث نمبر ۸۱۴، عمل اليوم والليلة لابن السني حديث نمبر ۱۸۸)
قال الحافظ في "الإصابة 1 "/ : 266 قال ابن منده :غريب لانعرفه إلا من حديث أهل الجزيرة عن عصام (روضة المحدثين تحت حديث رقم ۳۶۴۲)

لہ، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم حدیث نمبر ۶۰۵۱) [1]

ترجمہ: میرے چھوٹے بھائی کا نام میسم تھا، تو مجھے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوقرصافہ اس کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا اس کا نام میسم ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلکہ اس کا نام مسلم ہے، تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول مسلم آپ کے ساتھ ہے (ترجمہ ختم)

یعنی وہ آپ کا تابعدار ہے، اور اب اس کا نام مسلم ہی ہے۔

اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمُهُ أَسْوَدُ، فَسَمَّاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ "(المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۸۶۱۸، واللفظ لہ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۵۸۸۴) [2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی کا نام اسود تھا، جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے ابیض رکھ دیا تھا (ترجمہ ختم)

اسود کے معنیٰ کالے کے آتے ہیں، اور ابیض کے معنیٰ سفید کے آتے ہیں، اور اسود کے مقابلہ میں ابیض کے معنیٰ میں اچھائی پائی جاتی تھی، اس لئے حضور ﷺ نے اسود نام کو ابیض سے تبدیل فرمادیا۔

البتہ اگر کسی کا اسود نام بطورِ طنز و برائی کے نہ رکھا جائے، بلکہ عاجزی کے طور پر رکھا جائے، تو اس میں حرج نہیں، جیسا کہ بعض صحابۂ کرام کا نام اسود تھا، اور حضور ﷺ نے تبدیل نہیں فرمایا۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال الهيثمي:
رواه الطبراني وفيه جماعة لم أعرفهم .(مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۴،باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

[2] قال الهيثمي:
رواه الطبراني في الاوسط وإسناده حسن .(مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۵،باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ "قَالَ :قُلْتُ :حَرْبًا .قَالَ "بَلْ هُوَ حَسَنٌ "فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ "قَالَ :قُلْتُ حَرْبًا .قَالَ: "بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ "فَلَمَّا وُلِدَ الثَّالِثُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوهُ؟ "قُلْتُ :حَرْبًا .قَالَ "بَلْ هُوَ مُحَسِّنٌ "(مسند احمد حدیث نمبر ۷۶۹،واللفظ لہ،الادب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۵۲، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۲۷۰۶، سنن البیہقی حدیث نمبر ۱۲۲۷۶، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۶۹۵۸، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۷۶۷،مسند الطیالسی حدیث نمبر ۱۲۹، مسند البزار حدیث نمبر ۷۴۳) [1]

ترجمہ: جب حسن کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا میرے اس بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے، تو میں نے کہا کہ حرب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ یہ حسن ہیں، پھر جب حسین کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا میرے اس بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے، تو میں نے کہا کہ حرب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ یہ حسین ہیں، پھر جب تیسرے بیٹے کی پیدائش ہوئی، تو میں نے اس کا نام حرب رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا میرے اس بیٹے کا تم نے کیا نام رکھا ہے، تو میں نے کہا کہ حرب، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ یہ مُحسِّن ہیں (ترجمہ ختم)

حرب کے معنٰی لڑائی کے آتے ہیں۔

---

[1] قال الحاکم: "هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "(حوالہ بالا)

وقال الهيثمي:

رواه أحمد والبزار ....والطبراني ورجال أحمد والبزار رجال الصحيح غير هانء بن هانء وهو ثقة.(مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۲،باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حرب نام رکھنے کی وجہ یہ بتلائی تھی کہ ان کو جنگ (یعنی شرعی جہاد) پسند تھی، اور وہ اپنی کنیت ابوحرب رکھنا چاہتے تھے۔ [1]

اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع میں حضرت حسن کا نام حمزہ اور حسین کا نام جعفر رکھا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حسن وحسین کے ناموں سے تبدیل فرمادیا۔ [2]

ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حرب رکھنے کا بھی ارادہ کیا ہو، اور حمزہ وجعفر نام رکھنا بھی چاہا ہو، اور حضور ﷺ نے حسن وحسین نام رکھا ہو۔

لہٰذا دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔

بہر حال ''حرب'' نام میں لڑائی اور جنگ کے معنیٰ پائے جاتے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اگرچہ مراد اور نیت صحیح تھی، لیکن حضور ﷺ نے ظاہری الفاظ اور ان کے معانی پر نظر کرتے ہوئے

---

[1] عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أُكْتَنَى بِأَبِي حَرْبٍ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "مَا سَمَّيْتُمْ؟" فَقُلْتُ: سَمَّيْتُهُ حَرْبًا، فَقَالَ: "هُوَ الْحَسَنُ." (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۲۷۰۸)

عَنْ سَالِمِ بن أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: كُنْتُ رَجُلا أُحِبُّ الْحَرْبَ فَلَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ هَمَمْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ حَرْبًا، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ هَمَمْتُ أَنْ أُسَمِّيَهُ حَرْبًا، فَسَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُسَيْنَ (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۲۷۱۰)

قال الهيثمي:

رواه البزار والطبراني بنحوه بأسانيد ورجال أحدها رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

[2] عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاهُ حَمْزَةَ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّاهُ بِعَمِّهِ جَعْفَرٍ، قَالَ: فَدَعَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُغَيِّرَ اسْمَ هَذَيْنِ" فَقُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَمَّاهُمَا حَسَنًا وَحُسَيْنًا (مسند احمد ۱۳۷۰، واللفظ له، مستدرک حاكم حديث نمبر ۴۷۷۴، المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۲۷۱۳)

قال الهيثمي:

رواه أحمد وأبو يعلى بنحوه والبزار والطبراني وفيه عبد الله بن محمد بن عقيل وحديثه حسن، وبقية رجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۲، باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

ان کو پسند نہیں فرمایا، اور ان کے بجائے حسن وحسین اور محسن نام رکھا۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ اولاد کے نام مشترک وزن پر، اور ایک دوسرے کے مشابہ رکھنا سنت کے مطابق ہے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ أَبِیْ، یَقُوْلُ :قُتِلَ أَبِیْ عَقْرَبَةُ یَوْمَ أُحُدٍ، فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَبْكِیْ، فَقَالَ "مَا اسْمُکَ؟ "قُلْتُ :عَقْرَبَةُ، قَالَ " أَنْتَ بَشِیْرٌ، أَمَا تَرْضٰی أَنْ أَكُوْنَ أَبَاکَ، وَعَائِشَةُ أُمَّکَ؟ "فَسَكَتُّ (معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۵۵۹۵)

ترجمہ: میں نے اپنے والد حضرت بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرمارہے تھے کہ میرے والد احد کے دن شہید ہو گئے، تو میں نبی ﷺ کے پاس روتا ہوا آیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ عقربہ، نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا نام بشیر ہے، کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں تمہارے والد اور عائشہ تمہاری والدہ کی جگہ ہوں؟ تو (حضور ﷺ کے اس ارشاد کے بعد) میں رونے سے رُک گیا (ترجمہ ختم)

عقرب بچھو کو کہا جاتا ہے، اور بچھو موذی جانور ہے۔

حضور ﷺ نے اس نام کو تبدیل فرمادیا۔

جگہوں کے بھی برے نام رکھنا منع ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِیُّ -صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ -إِذَا سَمِعَ اسْمًا قَبِیْحًا غَیَّرَهُ، فَمَرَّ

---

[1] اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا نام حمزہ اور جعفر رکھنے کو حضور ﷺ نے کسی خاص مصلحت سے پسند نہیں فرمایا۔ لہٰذا کسی دوسرے کو یہ نام رکھنا ممنوع نہیں۔

[2] نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کا نام ایک ہی مادہ کے مختلف صیغوں (مثلاً مصدر، اسم فاعل، اسم مصغر وغیرہ) سے رکھنا بھی جائز ہے۔

عَلٰی قَرْیَةٍ یُقَالُ لَهَا :عُفْرَةُ فَسَمَّاهَا " خُضْرَةَ"(المعجم الصغیر للطبرانی حدیث نمبر ۳۴۹) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ جب کوئی برا نام سنتے تھے، تو اس کو تبدیل فرمادیا کرتے تھے، ایک مرتبہ نبی ﷺ ایک بستی سے گزرے، جس کو عفرہ کہا جاتا تھا، تو اس کا نام نبی ﷺ خضرہ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

عفرہ ایسی زمین کو کہا جاتا ہے، جو بنجر ہو، اور خضرہ ایسی زمین کو کہا جاتا ہے، جو سرسبز ہو۔ [2]

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِأَرْضٍ تُسَمّٰی غَدِرَةَ ,فَسَمَّاهَا خَضِرَةَ (شرح مشکل الآثار للطحاوی، حدیث نمبر ۱۸۴۹، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ أنه کان یعجبه الفال الحسن)

ترجمہ: نبی ﷺ ایک جگہ سے گزرے، جس کو غدرہ کہا جاتا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام خضرہ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

غدرہ دھوکے والی چیز کو کہا جاتا ہے، اور یہ نام ناپسندیدہ اور قبیح ہے، جس میں انسانوں کے لئے دھوکے اور نقصان کے معنیٰ پائے جاتے ہیں، اس لئے اس کو رسول اللہ ﷺ نے تبدیل فرمادیا، اور اس کی جگہ ایسا نام تجویز فرمایا، جس میں انسانوں کے لئے فائدہ کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ:

مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِأَرْضٍ یُقَالُ لَهَا غُذْرَةُ فَسَمَّاهَا خُضْرَةَ(المعجم الاوسط

---

[1] قال الهیثمی:
رواه الطبرانی فی الصغیر ورجاله رجال الصحیح .(مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۱، باب تغییر الاسماء وما نهی عنه فیها وما یستحب)

[2] وأما عفرة یعنی بفتح العین وكسر الفاء فهی نعت الأرض التی لا تنبت شیئا فسماها خضرة علی معنی التفاؤل حتی تخضر (الترغیب والترهیب تحت حدیث رقم ۱۹۸۳)

وأما عفرة ، فهی نعت الأرض التی لا تنبت شیئا ، فسماها خضرة علی معنی التفاؤل حتی تخضر.(شرح السنه للامام البغوی،باب تغیر الاسماء)

للطبرانی حدیث نمبر ۶۴۸، واللفظ لہٗ، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۸۵۷،

موارد الظمآن ج ۱ ص ۴۷۹) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ ایک جگہ سے گزرے، جس کو عذرہ کہا جاتا تھا، تو نبی ﷺ نے اس کا نام خضرہ رکھ دیا (ترجمہ ختم)

عذرہ کے کئی معنیٰ آتے ہیں، مگر وہ معنیٰ جگہ کے لئے مناسب نہ تھے، اس لئے حضور ﷺ نے اس نام کو تبدیل فرمادیا، اور خضرہ نام رکھا، جو سرسبز کے معنیٰ میں ہے۔

اور حضرت عروہ سے روایت ہے:

أَنَّ مَكَانًا كَانَ اِسْمُهُ بَقِيَّةَ الضَّلَالَةِ ، فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ بَقِيَّةَ الْهُدٰى ، قَالَ : وَمَرَّ بِقَوْمٍ ، فَقَالَ لَهُمْ :مَنْ أَنْتُمْ ؟ قَالُوْا :بَنُوْ غِيَّةَ ، فَسَمَّاهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :بَنُوْ رِشْدَةَ (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۸۶۲، باب الاسماء والکنی، واللفظ لہٗ، جامع معمر بن راشد حدیث نمبر ۴۶۵)

ترجمہ: ایک جگہ کا نام ''بقیۃ الضلالۃ'' تھا، اس کا نام نبی ﷺ نے ''بقیۃ الہدیٰ'' رکھا۔ اور نبی ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، ان سے معلوم کیا، تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنوغیۃ (یعنی سرکش کی اولاد) ہیں، تو ان کا نام رسول اللہ ﷺ نے بنورشدۃ (ہدایت یافتہ کی اولاد) رکھا (ترجمہ ختم)

بنوغیہ کے معنیٰ سرکش اور گمراہ کی اولاد کے ہیں، جس کو بدل کر بنورشدہ نام رکھا جس کے معنیٰ ہدایت دہندہ کی اولاد کے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ضلالت وگمراہی والے ناموں کو تبدیل فرما کران کی جگہ ہدایت والے نام تجویز کیے ہیں۔

افسوس ہے کہ آج کل انسانوں کے برے ناموں کو تبدیل کرنے اور اچھے نام رکھنے کا تو مسلمانوں

---

[1] قال الهيثمي:

رواه أبو يعلى والطبراني في الاوسط ورجال أبي يعلى رجال الصحيح . (مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۱،باب تغيير الاسماء وما نهى عنه فيها وما يستحب)

میں کسی قدر اہتمام کیا جاتا ہے، مگر جگہوں کے نام اچھے رکھنے اور برے نام تبدیل کردینے کا ذرا اہتمام نہیں پایا جاتا، بلکہ اس کی طرف کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی، یہاں تک کہ بہت سے اہلِ علم کی بھی۔

چنانچہ ہمارے یہاں جگہوں کے نام جو تجویز کئے جاتے ہیں، وہ انتہائی قبیح اور برے ہوتے ہیں، مثلاً جھگڑا، چکری وغیرہ۔

جبکہ بعض نام ہندوؤں کے مذہبی بھی پائے جاتے ہیں، مثلاً کرشن پورہ، موہن پور، سنگھ پورہ وغیرہ۔

ان کی اصلاح کی طرف خصوصاً اہلِ علم اور حکمرانوں اور عموماً مسلمانوں کو توجہ کرنے اور دلانے کی ضرورت ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے کثرت سے انسانوں اور جگہوں اور چیزوں کے برے ناموں کو تبدیل فرمایا ہے، اور ان کی جگہ اچھے نام تجویز فرمائے ہیں۔ [1]

اس لئے ایسے نام رکھنا منع ہیں، کہ جن کے معنیٰ میں برائی وقباحت پائی جاتی ہو، خواہ وہ نام انسانوں کے ہوں یا کسی جگہ کے۔

لہٰذا اولاً تو ایسے نام رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر رکھ دیئے گئے ہوں، تو ان کو تبدیل کردینا چاہئے۔ [2]

---

[1] وَغَيَّرَ النَّبِيُّ ﷺ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشِهَابٍ فَسَمَّاهُ هِشَامًا وَسَمَّى حَرْبًا سَلْمًا وَسَمَّى الْمُضْطَجِعَ الْمُنْبَعِثَ وَأَرْضًا تُسَمَّى عَفِرَةَ سَمَّاهَا خَضِرَةَ وَشِعْبَ الضَّلَالَةِ سَمَّاهُ شِعْبَ الْهُدَى وَبَنُو الزِّنْيَةِ سَمَّاهُمْ بَنِي الرِّشْدَةِ وَسَمَّى بَنِي مُغْوِيَةَ بَنِي رِشْدَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ تَرَكْتُ أَسَانِيدَهَا لِلِاخْتِصَارِ (ابو داود، کتاب الادب، باب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ)

[2] تكره الاسماء القبيحة والاسماء التى يتطير بنفيها فى العادة لحديث سمرة الذى ذكره المصنف وجاء ت أحاديث كثيرة فى الصحيح بمعناه فمن الاسماء القبيحة حرب ومرة وكلب وكليب وجرى وعاصية ومغوية -بالغين المعجمة -وشيطان وشهاب وظالم وحمار وأشباهها وكل هذه تسمى بها ناس (المجموع شرح المهذب للنووى ج۸ص ۴۳۶)

ومنها الأسماء التى لها معان تكرهها النفوس ولا تلائمها كحرب ومرة وكلب وحية وأشباهها.........وقد كان النبى ﷺ يشتد عليه الاسم القبيح ويكرهه جدا من الأشخاص والأماكن والقبائل والجبال حتى انه مر فى مسيرله بين جبلين فسأل عن اسمهما فقيل له فاضح

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایسے نام ملتے ہیں، کہ بظاہر لغوی اعتبار سے ان کے معنیٰ میں خوبی معلوم نہیں ہوتی، لیکن حضور ﷺ نے ان ناموں کو ملاحظہ فرمانے کے باوجود تبدیل نہیں فرمایا۔

لہٰذا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت سے وہ نام رکھنا جائز ہیں، کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان لانے کے بعد اور حضور ﷺ کے ان ناموں کو بالخصوص کثرت سے ملاحظہ فرمانے کے بعد تبدیل نہ کرنے کی اہمیت لغت کی نسبت سے زیادہ اہم ہے۔ [1]

(۵)......اپنی پاکیزگی کے اظہار اور بدفالی والے نام رکھنا

حضور ﷺ نے جن ناموں کو تبدیل فرمایا، یا کسی وجہ سے تبدیل کرنے کا ارادہ فرمایا، ان میں سے پانچویں قسم ان ناموں کی ہے، جن سے اپنی پاکیزگی کا اظہار کیا جائے، یا ان سے بدفالی کی جائے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اِسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيْلَ تُزَكِّيْ نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲۴، کتاب الادب، بَاب تَحْوِيلِ الِاسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ، واللفظ لهٗ، مسلم، باب اسْتِحْبَابِ تَغْيِيرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ إِلَى

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومخز فعدل عنهما ولم يمر بينهما وكان شديد الاعتناء بذلك ومن تأمل السنة وجد معانى فى الأسماء مرتبطة بها حتى كان معانيها ماخوذة منها وكان الأسماء مشتقة من معانيها فتأمل قوله أسلم سالمها الله وغفار غفر الله لها وعصية عصت الله وقوله لما جاء سهيل بن عمرو يوم الصلح سهل أمركم وقوله لبريدة لما سأله عن اسمه فقال بريدة قال يا أبا بكر برد أمرنا ثم قال ممن أنت قال من أسلم فقال لأبى بكر سلمنا ثم قال ممن قال من سهم قال خرج سهمك ذكره أبو عمر فى استذكاره حتى انه كان يعبر ذلك فى التأويل فقال رأيت كأنا فى دار عقبة بن رافع فأتينا برطب من رطب ابن طالب فأولت العاقبة لنا فى الدنيا والرفعة وأن ديننا قد طاب وإذا أردت أن تعرف تأثير الأسماء فى مسمياتها فتأمل (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۴)

[1] گویا کہ ایک نسبت تو لغوی معنیٰ کی ہے، اور ایک نسبت تقریری حدیث اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبہ کی ہے، اور دوسری نسبت، پہلی نسبت پر غالب ہے۔

البتہ اگر حضور ﷺ کوئی نام ملاحظہ نہ فرما سکے ہوں، اس کا معاملہ الگ ہے، جس کی تفصیل آگے اپنے مقام پر آتی ہے۔

حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةَ إِلَى زَيْنَبَ وَجُوَيْرِيَةَ وَنَحْوِهِمَا)

ترجمہ: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا پہلے نام ''برۃ'' تھا (جس کے معنیٰ پاکیزہ کے ہیں) پس کہا گیا کہ آپ اپنے آپ کو پاکیزہ ظاہر کرتی ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ:

فَقَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمُ اللهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۹۵۵، کتاب الادب، باب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو پاکیزہ ظاہر نہ کرو، اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں کہ تم میں سے کون پاکیزہ ہے (ترجمہ ختم)

برّۃ کے معنیٰ پاکیزہ کے ہیں، حضور ﷺ نے یہ نام اس لئے تبدیل فرمایا، تاکہ اپنے نام کی بنیاد پر کوئی اپنے آپ کو پاکیزہ اور مقدس نہ سمجھے، اور نہ ہی اپنے آپ کو پاکیزہ اور مقدس قرار دے۔

گویا کہ حضور ﷺ نے نام کے ذریعہ سے اپنی پاکیزگی اور شہرت وغیرہ کے اظہار کا سدِ باب فرمادیا۔

لہٰذا اپنی پاکیزگی اور بڑائی وشہرت کو ظاہر کرنے کے لئے کسی نام کا انتخاب کرنا درست نہیں۔ [1]

اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی پہلے برّۃ تھا، اور آپ ﷺ نے یہ نام بدل کر جویریہ رکھ دیا تھا، مگر ان کا نام بدلنے کی وجہ دوسری تھی۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اِسْمُهَا بَرَّةَ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اِسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ (مسلم حدیث نمبر ۵۷۲۹، کتاب الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن وتغيير اسم برة إلى

---

[1] البتہ اگر کوئی ایسا نام منتخب کرے، جس سے نیکی وشرافت وغیرہ کا اظہار ہوتا ہو، اور اس کا مقصود اپنے آپ کو نیک ظاہر کرنا نہ ہو، تو حرج نہیں۔

زینب وجویریۃ ونحوهما)

ترجمہ: حضرت جویریہ کا نام برۃ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا، اور نبی ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ برۃ کے پاس سے چلے گئے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا برۃ نام اس لئے تبدیل فرمادیا تھا، تاکہ کسی وقت میں برۃ کی نفی سے کوئی اچھائی کی نفی کی بدفالی نہ لے۔ [1]

اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُوْلُ أَثَمَّ هُوَ فَيَقُوْلُ لَا (ابوداؤد حديث نمبر ۴۹۶۰، كتاب الادب، باب فى تغيير الاسم القبيح، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۲۰۱۰۷، المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۶۷۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھیں، کیونکہ آپ یہ کہیں گے کہ کیا وہ یہاں ہے؟ تو جواب دینے والا کہے گا کہ نہیں (ترجمہ ختم)

---

[1] فَتَعَلَّقَ الْمَنْعُ لِوَجْهَيْنِ :أَحَدُهُمَا :لِمَا فِيهِ مِنْ تَزْكِيَتِهَا نَفْسَهَا بِمَا تَسَمَّتْ بِهِ .وَالْوَجْهُ الثَّانِي :لِهُجْنَةِ اللَّفْظِ فِي قَوْلِهِمْ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ(المنتقىٰ شرح المؤطا، باب مايكره من الاسماء)

وقد بين ﷺ العلة فى النوعين ، وما فى معناهما ، وهى التزكية ، او خوف التطير (شرح النووى علىٰ مسلم، باب اسْتِحْبَابِ تَغْيِيرِ الاِسْمِ الْقَبِيحِ إِلَى حَسَنٍ وَتَغْيِيرِ اسْمِ بَرَّةَ إِلَى زَيْنَبَ وَجُوَيْرِيَةَ وَنَحْوِهِمَا)

قال ابن الملك تزكية الرجل نفسه ثناؤه عليها والبر اسم لكل فعل مرضى سموها زينب فى القاموس زنب كفرح سمن والأزنب السمين وبه سميت المرأة زينب يعنى إخبارا أو تفاؤلا او من زبانا العقرب لزباناها أو من الزيب الشجر حسن المنظر طيب الرائحة أو أصلها زين أب ....وكان أى النبى يكره أن يقال خرج من عند برة الظاهر أن هذا من عند ابن عباس ويحتمل أنه عليه السلام أخبره عما فى ضميره فحينئذ يصح قول النووى بين فى الحديثين نوعين من العلة وهما التزكية وخوف التطير قلت يعنى أن العلة فى الأول التزكية وفى الثانى التطير مع أنه لا منع من الجمع(مرقاة، كتاب الآداب ، باب الأسامى)

لَمْ تُسَمَّ بِبَرَّةَ بَعْدَ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(معرفة الصحابة ، حديث نمبر ۷۵۳۵)

یسار کے معنیٰ آسانی اور سہولت کے آتے ہیں، اور رباح کے معنیٰ نفع اور فائدہ کے آتے ہیں، اور نجیح کے معنیٰ کامیاب ترین اور درست رائے کے ہیں، اور افلح کے معنیٰ زیادہ کامیاب کے ہیں۔ [۱]
آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ جب ان ناموں کا ذکر کر کے معلوم کیا جائے گا، کہ فلاں یہاں ہے، اور اس کے وہاں نہ ہونے پر جواب میں نفی کی جائے گی، تو گویا کہ سہولت اور فائدہ وغیرہ کی ظاہراً نفی کی جائے گی، اور اس سے کسی کے دل میں بدفالی پیدا ہو سکتی ہے۔
اور بعض روایات میں ہے کہ نبی ﷺ نے برکت، یسار، افلح، نافع اور ان جیسے ناموں (مثلاً نجیح) کے رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ فرمایا، مگر اپنے وصال تک اس سے منع نہیں فرمایا۔ [۲]
اس سے معلوم ہوا کہ اولاً تو رسول اللہ ﷺ نے یسار وغیرہ ان ناموں کے رکھنے سے منع نہیں فرمایا تھا، اور اگر کسی وقت منع بھی فرمایا تھا، تو صرف بدفالی کے خطرے سے بچنے کے لئے منع فرمایا تھا۔
پس یہ نام رکھنا فی نفسہٖ جائز ہے، گناہ نہیں، اور کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ نام ملتے ہیں۔ [۳]

---

[۱] النُّجْحُ والنَّجاحُ :الظَّفَرُ .وسارَ سَيْراً ناجِحاً ونَجِيحاً :أي وَشِيكاً .ورَأْيٌ نَجِيحٌ: صَوَابٌ (المحيط في اللغة،مادة نجح)

[۲] أراد النبي ﷺ أن ينهى أن يسمى ببركة، وأفلح، وبيسار، وبنافع وبنحو ذلك .ثم رأيته سكت بعد عنها فلم يقل شيئا، ثم قبض رسول الله ﷺ ولم ينه عن ذلك .
ثم أراد عمر أن ينهى عن ذلك ثم تركه (مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۲۱۹۶ واللفظ له، صحيح ابن حبان حديث نمبر ۵۸۴۰،مسلم حديث نمبر ۵۷۲۶ عن جابر)

[۳] اور غالباً حضور ﷺ کا ان ناموں کو پسند نہ فرمانے کا واقعہ اس وقت کا ہے، جب لوگوں کا مزاج بدفالی کا تھا، کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں بدفالی کا بہت زیادہ رواج تھا۔
لیکن جب حضور ﷺ نے کثرت کے ساتھ بدفالی کی نفی فرمائی، اور لوگوں کا مزاج تبدیل ہو گیا، تو پھر ان ناموں کے تبدیل اور ان سے منع فرمانے کی آپ ﷺ نے ضرورت نہیں سمجھی۔ لہٰذا معاملہ جواز پر ہی ٹھہرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
وروى عن النبي عليه السلام :أنه نهى أن يسمى المملوك نافعاً أو بركة، أو ما أشبه ذلك، قال الراوى :؛ لأنه لم يحب أن يقال :ليس ههنا بركة، ليس ههنا نافع إذا طلبه إنسان(المحيط البرهاني في الفقه النعماني،الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم)
قال أبو جعفر ففي هذه الآثار عن رسول الله ﷺ قوله لئن عشت إلى قابل لأنهين أن يسمى بهذه الأسماء المذكورة في هذا الحديث وفي ذلك ما قد دل على أن التسمي بها ليس بحرام لأنه لو كان حراما لنهى عنه ﷺ ولم يؤخر ذلك إلى وقت آخر والله أعلم وفي بعضها أنه سكت عن ذلك ولم ينه عنه حتى توفي ففي ذلك ما قد دل أنه لم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ نہ تو ایسے نام رکھنا چاہئے، کہ جن میں شرک کی کوئی بات پائی جاتی ہو، مثلاً عبدُ الکعبہ، عبدُ الحجر، یا عبدِ فلان وغیرہ۔

اور نہ عبد لگائے بغیر اللہ تعالیٰ کے نام رکھنا چاہئے، مثلاً ملکُ الاملاک، شہنشاہ، قیُّوم، حکَم، ابوالحکَم، عزِیز وغیرہ۔

اور نہ ہی شیطانی یا شیطان کے متبعین کے نام رکھنا چاہئے، مثلاً ابلیس، حباب، اجدع، خنزب، ولہان، فرعون، قارون وغیرہ۔

اور نہ ہی غلط اور مکروہ معنیٰ اور نسبت والے نام رکھنا چاہئے، جیسے عاص یا عاصی، اصرم، غراب، عُتلہ، شِہب، میسم، حرب، مُرّۃ، عفرۃ، غدرۃ، عذرۃ، بقیۃ الضلالۃ، بنوغیہ وغیرہ۔ [1]

اور اسی طرح ناموں سے اپنی بڑائی و براءت و پاکیزگی کا اظہار بھی نہیں کرنا چاہئے، اور نہ ہی اچھے نام کے ذکر یا اس کی نفی سے کوئی بدفالی لینی چاہئے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

یحفظا نھی منہ ﷺ وإذا کان ذلک کذلک کانت الإباحۃ فی التسمی بھا قائمۃ (شرح مشکل الآثار للطحاوی، باب بیان مشکل ما روی عن رسول اللہ ﷺ فی التسمی برباح وأفلح ویسار ویسیر وعلاء ونافع وبرکۃ من کراھتہ ومما یدل علی إباحتہ)

جبکہ بعض حضرات نے ان ناموں کے رکھنے کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے، مگر راجح جواز ہی ہے، کما مر بالدلیل۔

(رباحا) من الربح (ولا یسارا) من الیسر ضد العسر (ولا أفلح) من الفلاح (ولا نافعا) من النفع والنھی للتنزیہ لا للتحریم بدلیل خبر مسلم أراد النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم أن ینھی أن یسمی بمقبل وبرکۃ وبأفلح ویسار وبنافع ثم سکت أی أراد أن ینھی عنہ نھی تحریم وإلا فقد صدر النھی عنہ علی وجہ الکراھۃ (فیض القدیر للمناوی، تحت حدیث رقم ۹۷۹۹)

وفی روایۃ لہ أی لمسلم قال لا تسم غلامک رباحا ولا یسارا ولا نافعا فی شرح مسلم للنووی قال أصحابنا یکرہ التسمی بالأسماء المذکورۃ فی الحدیث وما فی معناھا وھی کراھۃ تنزیہ لا تحریم والعلۃ فیہ ما نبہ بقولہ أثم ھو فیقول لا فکرہ لشناعۃ الجواب (مرقاۃ، کتاب الآداب، باب الأسامی)

[1] البتہ حضور ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جن ناموں کا علم ہونے کے باوجود ان کو تبدیل نہیں فرمایا، وہ نام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت سے (نہ کہ لغت کی نسبت سے) رکھنا جائز ہے۔ کما مر۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اوران کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ (بخاری حدیث نمبر ۲۵۳۱، کتاب الشروط، باب ما یجوز من الاشتراط والثنیا فی الإقرار والشروط الخ، واللفظ لہٗ ترمذی حدیث نمبر ۳۴۲۸، مسلم بلفظ حَفِظَهَا بدل احصاها، حدیث نمبر ۶۹۸۵، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فی اسماء اللہ تعالیٰ وفضل من احصاھا)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے یعنی ایک کم سو، نام ہیں، جس نے ان کی حفاظت کی، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (ترجمہ ختم)

محدثین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے صرف ننانوے نام نہیں ہیں، بلکہ اس سے زیادہ نام ہیں اور اس حدیث میں ننانوے ناموں کی حفاظت کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہے، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام محفوظ کرلے، اس کو جنت میں داخلے کی فضیلت حاصل ہوگی۔

پس جب ننانوے ناموں کی حفاظت کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہوا، تو اس سے اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ننانوے تک محدود ہونا ثابت نہ ہوا، البتہ کئی اسمائے حسنیٰ ایسے ہیں کہ جن کے معنیٰ باہم مترادف اور ایک جیسے ہیں۔

رہا یہ کہ ننانوے ناموں کو محفوظ یا ان کی حفاظت کرنے سے کیا مراد ہے؟ تو اس سے مراد یہ ہے کہ جو ان کو یاد کرلے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ مراد ہے کہ ان کے معنیٰ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کے مطابق عقیدہ رکھے (وفیہ اقوال اخر، والاول اظھر) [1]

---

[1] وفی روایۃ: (من حفظھا دخل الجنۃ) قال الإمام أبو القاسم القشیری: فیہ دلیل علی أن الاسم ھو المسمی، إذ لو کان غیرہ لکانت الأسماء لغیرہ لقولہ تعالی: (وللہ الأسماء الحسنی) قال الخطابی وغیرہ: وفیہ: دلیل علی أن أشھر أسمائہ سبحانہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض روایات میں مذکورہ فضیلت کے ساتھ ساتھ ننانوے نام بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

(۱)...... چنانچہ ایک روایت میں ننانوے نام یہ ذکر کئے گئے ہیں:

اَللهُ، اَلرَّحْمٰنُ ،اَلرَّحِيْمُ ،اَلْمَلِكُ ،اَلْقُدُّوْسُ ،اَلسَّلَامُ ،اَلْمُؤْمِنُ ،اَلْمُهَيْمِنُ ، اَلْعَزِيْزُ، اَلْجَبَّارُ، اَلْمُتَكَبِّرُ ،اَلْخَالِقُ، اَلْبَارِءُ ،اَلْمُصَوِّرُ، اَلْغَفَّارُ، اَلْقَهَّارُ، اَلْوَهَّابُ ،اَلرَّزَّاقُ ،اَلْفَتَّاحُ ،اَلْعَلِيْمُ ،اَلْقَابِضُ ،اَلْبَاسِطُ ،اَلْخَافِضُ، اَلرَّافِعُ ، اَلْمُعِزُّ ،اَلْمُذِلُّ ،اَلسَّمِيْعُ ،اَلْبَصِيْرُ ،اَلْحَكَمُ، اَلْعَدْلُ، اَللَّطِيْفُ ،اَلْخَبِيْرُ اَلْحَلِيْمُ، اَلْعَظِيْمُ ،اَلْغَفُوْرُ ،اَلشَّكُوْرُ، اَلْعَلِيُّ، اَلْكَبِيْرُ، اَلْحَفِيْظُ، اَلْمُقِيْتُ ، اَلْحَسِيْبُ ،اَلْجَلِيْلُ ،اَلْكَرِيْمُ ،اَلرَّقِيْبُ ،اَلْمُجِيْبُ ،اَلْوَاسِعُ ،اَلْحَكِيْمُ، اَلْوَدُوْدُ، اَلْمَجِيْدُ ،اَلْبَاعِثُ ،اَلشَّهِيْدُ، اَلْحَقُّ، اَلْوَكِيْلُ، اَلْقَوِيُّ، اَلْمَتِيْنُ،

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وتعالى :(الله) لإضافة هذه الأسماء إليه ، وقد روى أن الله هو اسمه الأعظم ، قال أبو القاسم الطبرى :وإليه ينسب كل اسم له فيقال :الرء وف والكريم من أسماء الله تعالى ولا يقال من أسماء الرء وف أو الكريم الله .واتفق العلماء على أن هذا الحديث ليس فيه حصر لأسمائه سبحانه وتعالى ، فليس معناه :أنه ليس له أسماء غير هذه التسعة والتسعين ، وإنما مقصود الحديث أن هذه التسعة والتسعين من أحصاها دخل الجنة ، فالمراد الإخبار عن دخول الجنة بإحصائها لا الإخبار بحصر الأسماء ، ولهذا جاء فى الحديث الآخر " :أسألك بكل اسم سميت به نفسك أو استأثرت به فى علم الغيب عندك "، وقد ذكر الحافظ أبو بكر بن العربى المالكى عن بعضهم أنه قال :لله تعالى ألف اسم ، قال ابن العربى :وهذا قليل فيها .والله أعلم .وأما تعيين هذه الأسماء فقد جاء فى الترمذى وغيره فى بعض أسمائه خلاف ، وقيل :إنها مخفية التعيين كالاسم الأعظم ، وليلة القدر ونظائرها .وأما قوله ﷺ :(من أحصاها دخل الجنة)فاختلفوا فى المراد بإحصائها ، فقال البخارى وغيره من المحققين :معناه :حفظها ، وهذا هو الأظهر ؛ لأنه جاء مفسرا فى الرواية الأخرى (من حفظها) وقيل :أحصاها :عدها فى الدعاء بها ، وقيل :أطاقها أى :أحسن المراعاة لها ، والمحافظة على ما تقتضيه ، وصدق بمعانيها ، وقيل :معناه :العمل بها والطاعة بكل اسمها ، والإيمان بها لا يقتضى عملا ، وقال بعضهم :المراد حفظ القرآن وتلاوته كله ، لأنه مستوف لها ، وهو ضعيف والصحيح الأول (شرح النووى على مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب فى اسماء الله تعالىٰ وفضل من احصاها)

اَلْوَلِيُّ، اَلْحَمِيْدُ ،اَلْمُحْصِيُ، اَلْمُبْدِئُ، اَلْمُعِيْدُ، اَلْمُحْيِيُ ،اَلْمُمِيْتُ ، اَلْحَيُّ، اَلْقَيُّوْمُ ،اَلْوَاجِدُ ،اَلْمَاجِدُ ،اَلْوَاحِدُ ،اَلصَّمَدُ ،اَلْقَادِرُ، اَلْمُقْتَدِرُ ، اَلْمُقَدِّمُ، اَلْمُؤَخِّرُ ،اَ لْأَوَّلُ ،اَلْآخِرُ، اَلظَّاهِرُ، اَلْبَاطِنُ ،اَلْوَالِيُ ،اَلْمُتَعَالِيُ ، اَلْبَرُّ ، اَلتَّوَّابُ ،اَلْمُنْتَقِمُ، اَلْعَفُوُّ، اَلرَّءُ وْفُ ،مَالِكُ الْمُلْكِ ،ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ،اَلْمُقْسِطُ ،اَلْجَامِعُ ،اَلْغَنِيُّ ،اَلْمُغْنِيُ ،اَلْمَانِعُ ،اَلضَّارُّ ،اَلنَّافِعُ، اَلنُّوْرُ، اَلْهَادِيُ ،اَلْبَدِيْعُ ،اَلْبَاقِيُ ،اَلْوَارِثُ، اَلرَّشِيْدُ، اَلصَّبُوْرُ (ترمذی حدیث نمبر ۳۴۲۹،ابواب الدعوات،باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید،مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۰) [1]

اورامام بیہقی نے شعب الایمان میں اورامام ابنِ حبان نے صحیح ابنِ حبان میں اورابونعیم اصبہانی نے ''طرق حدیث اسماء الحسنٰی'' میں بھی ایک آدھ نام کے فرق کے ساتھ یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

(ملاحظہ ہو: شعب الایمان حدیث نمبر ۱۰۱ ،صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۸۰۸، طرق حدیث الأسماء الحسنی -أبو نعیم الأصبهانی ج ۱ ص ۱۰۱)

(۲)......اورامام حاکم نے ایک روایت میں ننانوے نام یہ ذکر فرمائے ہیں:

---

[1] قَالَ أَبُو عِيسَى :
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَدَّثَنَا بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ فِي كَبِيرِ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ذِكْرَ الْأَسْمَاءِ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ رَوَى آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ هَذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هَذَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ فِيهِ الْأَسْمَاءَ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ(حوالہ بالا)

وقال الحاکم:
" .هَذَا حَدِيثٌ قَدْ خَرَّجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ بِأَسَانِيدَ صَحِيحَةٍ دُونَ ذِكْرِ الْأَسَامِيِ فِيهِ، وَالْعِلَّةُ فِيهِ عِنْدَهُمَا أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ مُسْلِمٍ تَفَرَّدَ بِسِيَاقَتِهِ بِطُولِهِ، وَذَكَرَ الْأَسَامِيَ فِيهِ وَلَمْ يَذْكُرْهَا غَيْرُهُ، وَلَيْسَ هَذَا بِعِلَّةٍ فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ اخْتِلَافًا بَيْنَ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ مُسْلِمٍ أَوْثَقُ وَأَحْفَظُ وَأَعْلَمُ وَأَجَلُّ مِنْ أَبِي الْيَمَانِ وَبِشْرِ بْنِ شُعَيْبٍ وَعَلِيِّ بْنِ عَيَّاشٍ وَأَقْرَانِهِمْ مِنْ أَصْحَابِ شُعَيْبٍ، ثُمَّ نَظَرْنَا فَوَجَدْنَا الْحَدِيثَ قَدْ "رَوَاهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ جَمِيعًا، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطُولِهِ(حوالہ بالا)

اَللّٰہُ، اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِیْمُ، اَلْاِلٰہُ، اَلرَّبُّ، اَلْمَلِکُ، اَلْقُدُّوْسُ، اَلسَّلَامُ، اَلْمُؤْمِنُ، اَلْمُھَیْمِنُ، اَلْعَزِیْزُ، اَلْجَبَّارُ، اَلْمُتَکَبِّرُ، اَلْخَالِقُ، اَلْبَارِءُ، اَلْمُصَوِّرُ، اَلْحَلِیْمُ، اَلْعَلِیْمُ، اَلسَّمِیْعُ، اَلْبَصِیْرُ، اَلْحَیُّ، اَلْقَیُّوْمُ، اَلْوَاسِعُ، اَللَّطِیْفُ، اَلْخَبِیْرُ، اَلْحَنَّانُ، اَلْمَنَّانُ، اَلْبَدِیْعُ، اَلْوَدُوْدُ، اَلْغَفُوْرُ، اَلشَّکُوْرُ، اَلْمَجِیْدُ، اَلْمُبْدِءُ، اَلْمُعِیْدُ، اَلنُّوْرُ، اَلْاَوَّلُ، اَلْآخِرُ، اَلظَّاھِرُ، اَلْبَاطِنُ، اَلْغَفَّارُ، اَلْوَھَّابُ، اَلْقَادِرُ، اَلْاَحَدُ، اَلصَّمَدُ، اَلْکَافِیُ، اَلْبَاقِیُ، اَلْوَکِیْلُ، اَلْمَجِیْدُ، اَلْمُغِیْثُ، اَلدَّائِمُ، اَلْمُتَعَالِ، ذُوْ الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، اَلْمَوْلٰی، اَلنَّصِیْرُ، اَلْحَقُّ، اَلْمُبِیْنُ، اَلْبَاعِثُ، اَلْمُجِیْبُ، اَلْمُحْیِیْ، اَلْمُمِیْتُ، اَلْجَمِیْلُ، اَلصَّادِقُ، اَلْحَفِیْظُ، اَلْکَبِیْرُ، اَلْقَرِیْبُ، اَلرَّقِیْبُ، اَلْفَتَّاحُ، اَلتَّوَّابُ، اَلْقَدِیْمُ، اَلْوِتْرُ، اَلْفَاطِرُ، اَلرَّزَّاقُ، اَلْعَلَّامُ، اَلْعَلِیُّ، اَلْعَظِیْمُ، اَلْغَنِیُّ، اَلْمَلِیْکُ، اَلْمُقْتَدِرُ، اَلْاَکْرَمُ، اَلرَّءُوْفُ، اَلْمُدَبِّرُ، اَلْمَالِکُ، اَلْقَدِیْرُ، اَلْھَادِیْ، اَلشَّاکِرُ، اَلرَّفِیْعُ، اَلشَّھِیْدُ، اَلْوَاحِدُ، ذُوْ الطَّوْلِ، ذُوْ الْمَعَارِجِ، ذُوْ الْفَضْلِ، اَلْخَلَّاقُ، اَلْکَفِیْلُ، اَلْجَلِیْلُ، اَلْکَرِیْمُ "(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۱)[1]

(۳)......اور ابنِ ماجہ کی روایت میں ننانوے نام اس طرح آئے ہیں:

اَللّٰہُ، اَلْوَاحِدُ، اَلصَّمَدُ، اَلْاَوَّلُ، اَلْآخِرُ، اَلظَّاھِرُ، اَلْبَاطِنُ، اَلْخَالِقُ، اَلْبَارِءُ، اَلْمُصَوِّرُ، اَلْمَلِکُ، اَلْحَقُّ، اَلسَّلَامُ، اَلْمُؤْمِنُ، اَلْمُھَیْمِنُ، اَلْعَزِیْزُ، اَلْجَبَّارُ، اَلْمُتَکَبِّرُ، اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِیْمُ، اَللَّطِیْفُ، اَلْخَبِیْرُ، اَلسَّمِیْعُ، اَلْبَصِیْرُ، اَلْعَلِیْمُ، اَلْعَظِیْمُ، اَلْبَارُّ، اَلْمُتَعَالِ، اَلْجَلِیْلُ، اَلْجَمِیْلُ، اَلْحَیُّ، اَلْقَیُّوْمُ، اَلْقَادِرُ،

---

[1] قال الحاکم:
"ھٰذَا حَدِیْثٌ مَحْفُوْظٌ مِنْ حَدِیْثِ اَیُّوْبَ وَھِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ، عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مُخْتَصَرًا دُوْنَ ذِکْرِ الْاَسَامِیْ الزَّائِدَۃِ فِیْھَا، کُلُّھَا فِی الْقُرْآنِ، وَعَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ الْحُصَیْنِ بْنِ التَّرْجُمَانِ ثِقَۃٌ، وَاِنْ لَّمْ یُخَرِّجَاہُ، وَاِنَّمَا جَعَلْتُہٗ شَاھِدًا لِلْحَدِیْثِ الْاَوَّلِ "(حوالہ بالا)

اَلْقَاهِرُ، اَلْعَلِيُّ ،اَلْحَكِيْمُ ،اَلْقَرِيْبُ، اَلْمُجِيْبُ، اَلْغَنِيُّ ،اَلْوَهَّابُ ،اَلْوَدُوْدُ، اَلشَّكُوْرُ، اَلْمَاجِدُ ،اَلْوَاجِدُ ،اَلْوَالِيُ، اَلرَّاشِدُ ،اَلْعَفُوُّ ،اَلْغَفُوْرُ ،اَلْحَلِيْمُ، اَلْكَرِيْمُ ،اَلتَّوَّابُ ،اَلرَّبُّ ،اَلْمَجِيْدُ ،اَلْوَلِيُّ ،اَلشَّهِيْدُ، اَلْمُبِيْنُ ،اَلْبُرْهَانُ ، اَلرَّءُوْفُ ،اَلرَّحِيْمُ ،اَلْمُبْدِءُ ،اَلْمُعِيْدُ، اَلْبَاعِثُ ،اَلْوَارِثُ ،اَلْقَوِيُّ ،اَلشَّدِيْدُ، اَلضَّارُّ، اَلنَّافِعُ ،اَلْبَاقِيُ ،اَلْوَاقِيُ، اَلْخَافِضُ، اَلرَّافِعُ ،اَلْقَابِضُ ،اَلْبَاسِطُ، اَلْمُعِزُّ، اَلْمُذِلُّ ،اَلْمُقْسِطُ، اَلرَّزَّاقُ ،ذُوْ الْقُوَّةِ ،اَلْمَتِيْنُ ،اَلْقَائِمُ ،اَلدَّائِمُ، اَلْحَافِظُ ،اَلْوَكِيْلُ ،اَلْفَاطِرُ، اَلسَّامِعُ، اَلْمُعْطِيُ ،اَلْمُحْيِيُ ،اَلْمُمِيْتُ ، اَلْمَانِعُ، اَلْجَامِعُ، اَلْهَادِيُ، اَلْكَافِيُ ،اَلْأَبَدُ، اَلْعَالِمُ، اَلصَّادِقُ، اَلنُّوْرُ، اَلْمُنِيْرُ، اَلتَّامُّ، اَلْقَدِيْمُ، اَلْوِتْرُ ،اَلْأَحَدُ، اَلصَّمَدُ الَّذِيُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ (ابن ماجة ،حديث نمبر ۳۸۵۱، كتاب الدعاء، باب اسماء الله عزوجل)

(۴)...... اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے قرآن مجید میں مذکور ننانوے نام اس طرح ذکر فرمائے:

فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ :يَا اَللّٰهُ ، يَا رَبُّ ، يَا رَحْمٰنُ ، يَا رَحِيْمُ، يَا مَلِكُ ، وَفِي الْبَقَرَةِ سِتَّةٌ وَّعِشْرُوْنَ اِسْمًا :يَا مُحِيْطُ ، يَا قَدِيْرُ ، يَا عَلِيْمُ ، يَا حَكِيْمُ ، يَا تَوَّابُ ، يَا بَصِيْرُ ، يَا وَاسِعُ ، يَا بَدِيْعُ ، يَا سَمِيْعُ ، يَا كَافِيُ ، يَا رَءُوْفُ ، يَا شَاكِرُ ، يَا إِلٰهُ ، يَا وَاحِدُ ، يَا غَفُوْرُ ، يَا حَلِيْمُ ، يَا قَابِضُ ، يَا بَاسِطُ ، يَا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ، يَا حَيُّ ، يَا قَيُّوْمُ ، يَا عَلِيُّ ، يَا عَظِيْمُ ، يَا وَلِيُّ ، يَا غَنِيُّ ، يَا حَمِيْدُ ، وَفِيْ آلِ عِمْرَانَ أَرْبَعَةُ أَسْمَاءٍ :يَا قَائِمُ ، يَا وَهَّابُ ، يَا سَرِيْعُ ، يَا خَبِيْرُ ، وَفِي النِّسَاءِ سِتَّةُ أَسْمَاءٍ :يَا رَقِيْبُ ، يَا حَسِيْبُ ، يَا شَهِيْدُ ، يَا غَفُوْرُ ، يَا مُعِيْنُ ، يَا وَكِيْلُ ، وَفِي الْأَنْعَامِ خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ :يَا فَاطِرُ ، يَا قَاهِرُ ، يَا قَادِرُ ، يَا لَطِيْفُ ، يَا خَبِيْرُ ، وَفِي الْأَعْرَافِ

اِسْمَانِ :يَا مُحْيِيْ ، يَا مُمِيْتُ ، وَفِي الْأَنْفَالِ اِسْمَانِ :يَا نِعْمَ الْمَوْلٰى ، وَيَا نِعْمَ النَّصِيْرِ ، وَفِيْ هُوْدٍ سَبْعَةُ أَسْمَاءٍ :يَا حَفِيْظُ ، يَا قَرِيْبُ ، يَا مُجِيْبُ ، يَا قَوِيُّ ، يَا مَجِيْدُ ، يَا وَدُوْدُ ، يَا فَعَّالُ ، وَفِي الرَّعْدِ اِسْمَانِ :يَا كَبِيْرُ ، يَا مُتَعَالِ ، وَفِيْ إِبْرَاهِيْمَ اِسْمٌ :يَا مَنَّانُ ، وَفِي الْحِجْرِ اِسْمٌ :يَا خَلَّاقُ ، وَفِيْ مَرْيَمَ اِسْمَانِ ، يَا صَادِقُ ، يَا وَارِثُ ، وَفِي الْحَجِّ اِسْمٌ :يَا بَاعِثُ ، وَفِي الْمُؤْمِنِيْنَ اِسْمٌ :يَا كَرِيْمُ ، وَفِي النُّوْرِ ثَلَاثَةُ أَسْمَاءٍ :يَا حَقُّ ، يَا مُبِيْنُ ، يَا نُوْرُ ، وَفِي الْفُرْقَانِ اِسْمٌ :يَا هَادِيْ ، وَفِيْ سَبَأٍ اِسْمٌ :يَا فَتَّاحُ ، وَفِي الْمُؤْمِنِ أَرْبَعَةُ أَسْمَاءٍ :يَا غَافِرُ ، يَا قَابِلُ ، يَا شَدِيْدُ ، يَا ذَا الطَّوْلِ ، وَفِي الذَّارِيَاتِ ثَلَاثَةُ أَسْمَاءٍ :يَا رَزَّاقُ ، يَا ذَا الْقُوَّةِ ، يَا مَتِيْنُ ، وَفِي الطُّوْرِ اِسْمٌ :يَا بَرُّ ، وَفِيْ اِقْتَرَبَتْ اِسْمٌ :يَا مُقْتَدِرُ ، وَفِي الرَّحْمٰنِ ثَلَاثَةُ أَسْمَاءٍ : يَا بَاقِيْ ، يَا ذَا الْجَلَالِ ، يَا ذَا الْإِكْرَامِ ، وَفِي الْحَدِيْدِ أَرْبَعَةُ أَسْمَاءٍ :يَا أَوَّلُ ، يَا آخِرُ ، يَا ظَاهِرُ ، يَا بَاطِنُ ، وَفِي الْحَشْرِ عَشَرَةُ أَسْمَاءٍ :يَا قُدُّوْسُ ، يَا سَلَامُ ، يَا مُؤْمِنُ ، يَا مُهَيْمِنُ ، يَا عَزِيْزُ ، يَا جَبَّارُ ، يَا مُتَكَبِّرُ ، يَا خَالِقُ ، يَا بَارِءُ ، يَا مُصَوِّرُ ، وَفِي الْبُرُوْجِ اِسْمَانِ :يَا مُبْدِءُ ، يَا مُعِيْدُ ، وَفِيْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اِسْمَانِ :يَا أَحَدُ ، يَا صَمَدُ (فوائد تمام الرازی حدیث نمبر ۵٦۸)

ترجمہ: سورہ فاتحہ میں پانچ نام یہ ہیں:

يَا اَللّٰهُ ، يَا رَبُّ ، يَا رَحْمٰنُ ، يَا رَحِيْمُ ، يَا مَلِكُ

اور سورہ بقرہ میں چھبیس نام یہ ہیں:

يَا مُحِيْطُ ، يَا قَدِيْرُ ، يَا عَلِيْمُ ، يَا حَكِيْمُ ، يَا تَوَّابُ ، يَا بَصِيْرُ ، يَا وَاسِعُ ، يَا بَدِيْعُ ، يَا سَمِيْعُ ، يَا كَافِيْ ، يَا رَءُوْفُ ، يَا شَاكِرُ ، يَا إِلٰهُ ، يَا وَاحِدُ ، يَا غَفُوْرُ ، يَا حَلِيْمُ ، يَا قَابِضُ ، يَا بَاسِطُ ، يَا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ، يَا حَيُّ ، يَا قَيُّوْمُ ،

يَا عَلِيُّ ، يَا عَظِيمُ ، يَا وَلِيُّ ، يَا غَنِيُّ ، يَا حَمِيدُ .

اورسورہ آلِ عمران میں چار نام یہ ہیں:

يَا قَائِمُ ، يَا وَهَّابُ ، يَا سَرِيعُ ، يَا خَبِيرُ.

اورسورہ نساء میں چھ نام یہ ہیں:

يَا رَقِيبُ ، يَا حَسِيبُ ، يَا شَهِيدُ ، يَا غَفُورُ ، يَا مُعِينُ ، يَا وَكِيلُ .

اورسورہ انعام میں پانچ نام یہ ہیں:

يَا فَاطِرُ ، يَا قَاهِرُ ، يَا قَادِرُ ، يَا لَطِيفُ ، يَا خَبِيرُ .

اورسورہ اعراف میں دو نام یہ ہیں:

يَا مُحْيِيُ ، يَا مُمِيتُ .

اورسورہ انفال میں دو نام یہ ہیں:

يَا نِعْمَ الْمَوْلٰى ، وَيَا نِعْمَ النَّصِيرِ.

اورسورہ ہود میں سات نام یہ ہیں:

يَا حَفِيظُ ، يَا قَرِيبُ ، يَا مُجِيبُ ، يَا قَوِيُّ ، يَا مَجِيدُ ، يَا وَدُودُ ، يَا فَعَّالُ .

اورسورہ رعد میں دو نام یہ ہیں:

يَا كَبِيرُ ، يَا مُتَعَالِ.

اورسورہ ابراہیم میں ایک نام یہ ہے:

يَا مَنَّانُ .

اورسورہ حجر میں ایک نام یہ ہے:

يَا خَلَّاقُ .

اورسورہ مریم میں دو نام یہ ہیں:

يَا صَادِقُ ، يَا وَارِثُ .

اورسورہ حج میں ایک نام یہ ہے:

يَا بَاعِثُ.

اور سورہ مؤمنون میں ایک نام یہ ہے:

يَا كَرِيْمُ .

اور سورہ نور میں تین نام یہ ہیں:

يَا حَقُّ ، يَا مُبِيْنُ ، يَا نُوْرُ .

اور سورہ فرقان میں ایک نام یہ ہے:

يَا هَادِئُ .

اور سورہ سبا میں ایک نام یہ ہے:

يَا فَتَّاحُ.

اور سورہ مؤمن میں چار نام یہ ہیں:

يَا غَافِرُ ، يَا قَابِلُ ، يَا شَدِيْدُ ، يَا ذَا الطَّوْلِ .

اور سورہ ذاریات میں تین نام یہ ہیں:

يَا رَزَّاقُ ، يَا ذَا الْقُوَّةِ ، يَا مَتِيْنُ .

اور سورہ طور میں ایک نام یہ ہے:

يَا بَرُّ.

اور سورہ قمر میں ایک نام یہ ہے:

يَا مُقْتَدِرُ .

اور سورہ رحمٰن میں تین نام یہ ہیں:

يَا بَاقِيُ ، يَا ذَا الْجَلَالِ ، يَا ذَا الْإِكْرَامِ .

اور سورہ حدید میں چار نام یہ ہیں:

يَا أَوَّلُ ، يَا آخِرُ ، يَا ظَاهِرُ ، يَا بَاطِنُ .

اور سورہ حشر میں دس نام یہ ہیں:

يَا قُدُّوْسُ ، يَا سَلَامُ ، يَا مُؤْمِنُ ، يَا مُهَيْمِنُ ، يَا عَزِيْزُ ، يَا جَبَّارُ ، يَا مُتَكَبِّرُ ،
يَا خَالِقُ ، يَا بَارِءُ ، يَا مُصَوِّرُ .

اور سورہ بروج میں دو نام یہ ہیں:

يَا مُبْدِءُ ، يَا مُعِيْدُ .

اور سورہ اخلاص میں دو نام یہ ہیں:

يَا أَحَدُ ، يَا صَمَدُ .

(ترجمہ ختم)

اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن مجید میں صرف یہی ننانوے نام آئے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ ننانوے نام قرآن مجید میں آئے ہیں۔

مذکورہ روایات میں سے کوئی سے بھی ننانوے نام محفوظ کر لینے سے ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہونے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ [1]

مسئلہ......: اللہ تعالیٰ کے بعض اسمائے حسنیٰ تو ایسے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، مثلاً "اللہ، رحمٰن، خالق، رزاق، قدوس، صمد، قیوم، باری، غفار" وغیرہ۔ ایسے نام کسی غیر اللہ کے رکھنا، یا کسی غیر اللہ پر ان کا اطلاق کرنا جائز نہیں۔

اور بعض نام ایسے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی ان کا اطلاق کسی اور حیثیت سے درست ہے، مثلاً ھادی، صادق، معین، وکیل، سلام، سریع، قابض، شاکر، واسع، حکیم، حلیم، ولی، غنی، قائم، عظیم، علی، کبیر، رقیب، قادر، مبین، نور، شدید، قابل، مومن، کریم، سمیع، بصیر، علیم، رؤف، رحیم، عزیز، ملک، قریب، قوی، واجد، شہید، ودود، ظاہر،

[1] من أحصى من أسماء الله تعالى تسعة وتسعين اسما دخل الجنة ، سواء أحصاها مما نقلنا في حديث الوليد بن مسلم أو مما نقلناه في حديث عبد العزيز بن الحصين ، أو من سائر ما دل عليه الكتاب والسنة والله أعلم ، وهذه الأسامي كلها في كتاب الله تعالى وفي سائر أحاديث رسول الله ﷺ نصا أو دلالة ونحن نشير إلى مواضعها إن شاء الله تعالى في جماع أبواب معاني هذه الأسماء ، ونضيف إليها ما لم يدخل في جملتها بمشيئة الله تعالى وحسن توفيقه(الاسماء والصفات للبيهقي تحت حديث رقم ۱۰)

رشید، علیم، کافی، باعث، جمیل، اکرم، مالک، کفیل، ملِک، ماجد، راشد، سامع، رافع، باسط، قائم، مانع، معطی، جامع، عالم، منیر، تام، وغیرہ۔

مگر فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جس حیثیت سے ان ناموں کا اطلاق واستعمال ہوتا ہے، کسی دوسرے کے لئے اس حیثیت سے ان کا استعمال واطلاق نہیں ہوتا، مثلاً اللہ تعالیٰ کا علیم، جمیل، اکرم، مالک، کفیل، ملِک، وغیرہ ہونا کامل اور ذاتی ہے، اور مخلوق کا ناقص وعطائی۔

لہٰذا اس دوسری قسم کے ناموں کا بھی کسی غیر اللہ پر اطلاق اس حیثیت سے جائز نہیں، جس حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ ''ممنوع ومکروہ اور ناپسندیدہ نام'' کے ذیل میں گزر چکا، البتہ دوسری حیثیت سے اطلاق جائز ہے۔

مسئلہ......: لفظِ ''خدا'' فارسی کا لفظ ہے، عربی کا لفظ نہیں ہے، لہٰذا اس کو قرآن وحدیث اور عربی زبان میں تلاش کرنے کے درپے ہونے کے کوئی معنیٰ نہیں، اور فارسی میں خدا کا لفظ مالک اور صاحب کے معنیٰ میں ہے، اور یہ دراصل ''خود'' اور ''آ'' سے مرکب ہے، جس کے معنیٰ ہیں ''جو خود سے موجود ہو، کسی دوسرے کے پیدا کرنے اور وجود میں لانے سے وجود میں نہ آیا ہو'' اور یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اور اسی وجہ سے لفظِ خدا بغیر کسی قید کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر نہیں بولا جاتا (ملاحظہ ہو: غیاث اللغات)

لہٰذا لفظِ خدا کا اللہ تعالیٰ پر فارسی زبان کا لفظ ہونے کی حیثیت سے اطلاق کرنا درست ہے، اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اور اس پر بعض لوگوں کا اعتراض کرنا کم علمی کا باعث ہے۔

مسئلہ......: اللہ تعالیٰ کے ذاتی وصفاتی ناموں کو (بحیثیت اللہ تعالیٰ کے نام ہونے کے) اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے، اور ذکر اور وِرد ووظیفہ کے طور پر پڑھنا عبادت وثواب اور جائز ہے، جبکہ کوئی فاسد غرض نہ ہو۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام کو بطورِ تقرب یعنی غیرُ اللہ کو راضی وخوش کرنے اور ان سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کا عقیدہ رکھتے ہوئے اور غیرُ اللہ کے لئے بطورِ وِرد ووظیفہ کے پڑھنا (بمعنیٰ جپنا) درست نہیں۔

حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ کی تحقیق

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا:

إِنَّ لِيْ أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُوْ اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَأَنَا الْعَاقِبُ (بخاری حدیث نمبر ۴۵۱۷، کتاب تفسیر القرآن، باب قوله تعالى من بعدى اسمه أحمد)

ترجمہ: میرے کئی نام ہیں، میرا نام محمدؐ ہے، اور میرا نام احمدؐ ہے، اور میرا نام ماحیؐ ہے، کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹاتے ہیں، اور میرا نام حاشرؐ ہے، لوگوں کو میرے پیچھے جمع کیا جائے گا، اور میرا نام عاقبؐ ہے (ترجمہ ختم)

عاقب کے معنیٰ بعد میں آنے والے کے آتے ہیں، اور اس سے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ سب سے آخری نبی ہیں، اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

چنانچہ ایک حدیث کے آخر میں یہ وضاحت ہے:

وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۷۶۶، ابواب الادب، بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ، واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۷۳۴، مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۳۲۳۴۹)

ترجمہ: اور میرا نام عاقبؐ ہے، کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں ایک چھٹے نام کا اضافہ ہے، جو کہ خاتمؐ ہے، اور اس سے مراد ''خاتم النبیین'' ہونا ہے۔[1]

---

[1] عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، فَقَالَ: أَتُحْصِي أَسْمَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، يَعُدُّهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، هِيَ سِتٌّ: مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَخَاتَمٌ وَحَاشِرٌ وَعَاقِبٌ وَمَاحٍ، فَأَمَّا حَاشِرٌ فَبُعِثَ مَعَ السَّاعَةِ (نَذِيرٌ لَكُمْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ أَسْمَاءً، مِنْهَا مَا حَفِظْنَا وَمِنْهَا مَا لَمْ نَحْفَظْ، فَقَالَ "أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الْمَلْحَمَةِ "(مسند احمد حديث نمبر ۱۹۶۲۱، واللفظ له، وحديث نمبر ۱۹۵۲۵، مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبرنمبر ۳۲۳۵۱، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۶۱۴، وحديث نمبر ۱۶۱۵)

ترجمہ: ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی نام ذکر فرمائے، جن میں سے بعض ہمیں یاد رہے، اور بعض ہمیں یاد نہیں رہے، آپ نے فرمایا کہ میرا نام محمد ہے، اور احمد ہے، اور مقفّی ہے اور حاشر ہے، اور نبی التوبۃ ہے، اور نبی الملحمۃ ہے (ترجمہ ختم)

اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں نبی الملحمۃ کے بجائے نبی الرحمہ ہے۔ [1]

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَالْحَاشِرُ، وَالْمُقَفِّي، وَنَبِيُّ الْمَلَاحِمِ "(مسند احمد حديث نمبر ۲۳۴۴۵، واللفظ له، شرح السنة للبغوی، ج۱۳ ص ۲۱۲، ۲۱۳) [2]

ترجمہ: میں محمد ہوں، احمد ہوں، نبی الرحمۃ ہوں، نبی التوبہ ہوں، حاشر ہوں، مقفّی

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)، وَأَمَّا عَاقِبٌ فَإِنَّهُ عُقْبُ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَمَّا مَاحٍ فَإِنَّ اللّٰهَ مَاحٍ بِهِ سَيِّئَاتِ مَنِ اتَّبَعَهُ "(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۸۲۸)

قال الحاكم: " هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرط البخاری والمسلم.

[1] عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (مسلم حديث نمبر ۶۲۵۴)

[2] قال الزين العراقی :وإسناده صحيح(فيض القدير للمناوی، تحت حديث رقم ۲۷۰۱)

ہوں، نبی الملاحم ہو (ترجمہ ختم)

اس روایت میں نبی الملحمہ کے بجائے نبی الملاحم کے الفاظ ہیں، دونوں کے معنیٰ میں کوئی فرق نہیں
مقفّی سے مراد آخری نبی ہونا ہے، اور نبی التوبہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے توبہ
واستغفار اور رجوع کرنے والے ہیں۔

اور نبی الرحمۃ سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام عالَم کے لئے رحمت ہیں۔ [1]

اور نبی ملحمہ یا نبی ملاحم سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ جہاد کا شوق رکھنے والے نبی ہیں، جو کہ مخلوق کی
حق پر ہدایت کا ذریعہ ہے۔ [2]

اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے یہ دو نام بھی مروی ہیں:

---

[1] والمقفى بكسر الفاء المشددة فى جميع الأصول المصححة أى المتبع من قفا أثره إذا تبعه يعنى أنه آخر الأنبياء الآتى على أثرهم لا نبى بعده وقيل المتبع لآثارهم امتثالا لقوله تعالى فبهداهم اقتده الأنعام وفى معناه العاقب وفى بعض نسخ الشمائل بفتح الفاء المشددة لأنه قفى به قال الطيبى قيل هو على صيغة الفاعل وهو المولى الذاهب يقال قفى عليه أى ذهب به فكأن المعنى هو آخر الأنبياء فإذا قفى فلا نبى بعده فمعنى المقفى والعاقب واحد لأنه تبع الأنبياء أو هو المقفى لأنه المتبع للنبيين وكل شىء تبع شيئا فقد قفاه يقال هو يقفو أثر فلان أى يتبعه قال تعالى ثم قفينا على آثارهم برسلنا الحديد هذا أحد الوجهين والوجه الآخر أن يكون المقفى بفتح القاف ويكون مأخوذا من القفى والقفى الكريم والضيف والقفاوة البر واللطف فكأنه سمى المقفى لكرمه وجوده وفضله والوجه الأول أحسن وأوضح أقول والظاهر أن هذا الوجه الثانى لا وجه له بل هو تصحيف لمخالفته أصول المشكاة والشمائل والشفاء والحاشر ونبى التوبة لأنه تواب كثير الرجوع إلى الله تعالى لقوله إنى أستغفر الله فى اليوم سبعين مرة أو مائة مرة أو لأنه قبل من أمته التوبة بمجرد الاستغفار بخلاف الأمم السالفة قال تعالى ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما النساء ولما كان هذا المعنى مختصا به سمى نبى التوبة ونبى الرحمة قال تعالى وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين الأنبياء وقال إنما أنا رحمة مهداة والرحمة العطف والرأفة والإشفاق لأنه بالمؤمنين رؤوف رحيم ولذا كانت أمته أمة مرحومة لأن النبى ما يرحم إلا من رحمة الله (مرقاة، كتاب الفضائل والشمائل، باب اسماء النبى وصفاته)

[2] (ونبى الملحمة) أى نبى الحرب وسمى به لحرصه على الجهاد ووجه كونه نبى الرحمة ونبى الحرب إن الله بعثه لهداية الخلق إلى الحق وأيده بمعجزات فمن أبى عذب بالقتال والاستئصال فهو نبى الملحمة التى بسببها عمت الرحمة وثبتت المرحمة (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ٢٧٠١)

اَلْمُتَوَكِّلُ ، اَلْمُخْتَارُ [۱]

متوکل سے مراد اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے والے اور مختار سے مراد اللہ تعالیٰ کے

---

[۱] أخبرنا أبو الحسين بن الفضل ، قال : حدثنا عبد الله بن جعفر ، قال : حدثنا يعقوب بن سفيان ، قال : حدثنا أبو عثمان ، قال : حدثنا عبد الله وهو ابن المبارك قال : أخبرنا إبراهيم بن إسحاق ، قال : حدثنا المسيب بن رافع ، قال : قال كعب : قال الله تعالى لمحمد ﷺ : عبدى سميتك المتوكل المختار (دلائل النبوة للبيهقي حديث نمبر ٦٦)

حدثنا أحمد بن يعقوب بن المهرجان، حدثنا يوسف القاضي، حدثنا محمد بن عبد الملك بن أبي الشوارب، حدثنا أبو عوانة، عن عبد الملك بن عمير، عن رجل، عن ذكوان، عن كعب ح . وحدثنا محمد بن أحمد بن الحسن، حدثنا بشر بن موسى، حدثنا محمد بن إسحاق، حدثنا شريك، عن عاصم بن بهدلة، عن أبي صالح، حدثنا لوين، حدثنا إسماعيل بن زكريا، عن العلاء بن المسيب، عن أبيه، عن كعب، قال : قال: محمد في التوراة مكتوب، قال الله تعالى : محمد عبدى المتوكل المختار، ليس بفظ ولا غليظ، ولا صخاب في الأسواق، ولا يجزى بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويغفر، مولده بمكة، وهجرته بطيبة وملكه بالشام . وذكر نحوه .(حلية الاولياء ج ٢ ص ٣٤٩، تحت ترجمة كعب الاحبار)

ملحوظ رہے کہ ایک روایت میں حضور ﷺ کا "احید" نام بھی مذکور ہے، مگر وہ روایت سند کے اعتبار سے مستند نہیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله (ﷺ) سيد بنى دارا واتخذ مأدبة وبعث داعيا فالسيد الجبار والمأدبة القرآن والدار الجنة فالداعي أنا فأنا اسمي في القرآن محمد وفي الإنجيل أحمد وفي التوراة أحيد وإنما سميت أحيد لأني احيد عن أمتي نار جهنم فأحبوا العرب بكل قلوبكم (تاريخ دمشق ج ٣ ص ٣٤ باب معرفة أسمائه وأنه خاتم رسل الله وأنبيائه)

"اسمي في القرآن محمد وفي الإنجيل أحمد وفي التوراة أحيد لأني أحيد أمتي فأحبوا العرب بكل قلوبكم "فيه إسحاق كذاب يضع عن سفينة (تذكرة الموضوعات لمحمد طاهر الفتني ، باب فضل الرسول ﷺ وخصاله)

حديث اسمي في القرآن محمد وفي الإنجيل أحمد وفي التوراة أحيد لأني أحيد أمتي فأحبوا العرب بكل قلوبكم في إسناده وضاع (الفوائد المجموعة ،ص ٣٢٦، باب فضائل النبي ﷺ)

(قلت) قد ناقض السيوطي فذكر هذا الحديث في كتابه في المعجزات والخصائص معزوا إلى تخريج ابن عدى وابن عساكر وقد ذكر في أول كتابه المذكور أنه نزهه عن الأخبار الموضوعة والله تعالى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة ، كتاب المناقب والمثالب، باب مايتعلق بالنبي ، الفصل الثالث)

خاص پسندیدہ ہوتا ہے۔ [۱]

مذکورہ احادیث وروایات سے حضور ﷺ کے یہ نام معلوم ہوئے:

مُحَمَّدٌ ، أَحْمَدُ ، اَلْمَاحِيُ ، اَلْحَاشِرُ، خَاتَمٌ، اَلْعَاقِبُ ، اَلْمُقَفِّيُ ، نَبِيُّ التَّوْبَةِ ، نَبِيُّ الْمَلْحَمَةِ ، نَبِيُّ الْمَلَاحِمِ ، نَبِيُّ الرَّحْمَةِ ، اَلْمُتَوَكِّلُ، اَلْمُخْتَارُ.

اور اہلِ علم حضرات نے حضور ﷺ کے اور بھی کئی نام ذکر فرمائے ہیں، مثلاً:

اَلرَّسُوْلُ ، اَلْمُرْسَلُ ، اَلنَّبِيُّ ، اَلْأُمِّيُّ ، اَلشَّاهِدُ، اَلشَّهِيْدُ ، اَلْمُبَشِّرُ ، اَلْبَشِيْرُ، اَلنَّذِيْرُ، اَلْمُنْذِرُ ، اَلْاَمِيْنُ ، اَلصَّادِقُ، اَلْمُصَدِّقُ ، اَلسِّرَاجُ ، اَلْمُنِيْرُ ، اَلْمُذَكِّرُ، اَلْمُصْطَفٰى، اَلشَّفِيْعُ ، اَلْمُشَفَّعُ، اَلْهَادِيُ ، اَلدَّاعِيُ ، اَلْآمِرُ ، اَلنَّاهِيُ ، اَلرَّءُ وْفُ ، اَلرَّحِيْمُ ، اَلْعَبْدُ .

بعض حضرات نے حضور ﷺ کے ناموں کی تعداد سو سے بھی زائد ذکر کی ہے۔

مگر اہلِ علم حضرات کے ذکر کردہ ان ناموں میں سے اکثر نام حضور ﷺ کے اوصاف ہیں، اور ان پر آپ ﷺ کے ناموں کا اطلاق مجازاً کیا جاتا ہے۔ [۲]

بعض حضرات نے "مزمل" اور "مدثر" کو بھی حضور ﷺ کے ناموں میں ذکر کیا ہے۔

مگر بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ دونوں حضور ﷺ کے باقاعدہ نام نہیں ہیں، بلکہ حضور ﷺ کو

---

[۱] وَأَمَّا الْمُتَوَكِّلُ :فَهُوَ الْمُلْقِي مَقَالِيدَ الْأُمُورِ إلَى اللهِ عِلْمًا ، كَمَا قَالَ :(لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْك ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْت عَلَى نَفْسِك) ، وَعَمَلًا ، كَمَا قَالَ :(إلَى مَنْ تَكِلُنِي ؟ إلَى بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي ، أَوْ إلَى عَدُوٍّ مَلَّكْته أَمْرِي) ؟(احکام القرآن لابن العربی، الآیۃ الثالثۃ عشر من سورۃ الاحزاب)

[۲] ومما وقع من أسمائه فی القرآن بالإتفاق الشاهد المبشر النذير المبين الداعی إلی الله السراج المنير وفيه أيضا المذكر والرحمة والنعمة والهادی والشهيد والأمين والمزمل والمدثر وتقدم فی حديث عبد الله بن عمرو بن العاص المتوكل ومن أسمائه المشهورة المختار والمصطفى والشفيع المشفع والصادق المصدوق وغير ذلك قال بن دحية فی تصنيف له مفرد فی الأسماء النبوية قال بعضهم أسماء النبی صلى الله عليه وسلم عدد أسماء الله الحسنى تسعة وتسعون اسما قال ولو بحث عنها باحث لبلغت ثلاثمائة اسم وذكر فی تصنيفه المذكور أماكنها من القرآن والأخبار وضبط ألفاظها

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جس وقت ان الفاظ سے خطاب کیا گیا، اس وقت کی مخصوص حالت ہے۔ [1]

اور بعض حضرات نے ''طٰہٰ'' اور ''یٰس'' کو بھی حضور ﷺ کے ناموں میں ذکر کیا ہے۔

لیکن بعض حضرات نے فرمایا کہ ''طٰہٰ'' اور ''یٰس'' دراصل الٓمّٓ ، الٓرٰ، طٰہٰ، طٰسٓ، صٓ، قٓ، نٓ، حٰمٓ، طٰسٓمٓ، عٓسٓقٓ، وغیرہ کی طرح حروف مقطعات میں سے ہیں، جن کے حقیقی معنیٰ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وشرح معانيها واستطرد كعادته إلى فوائد كثيرة وغالب الأسماء التي ذكرها وصف بها النبي صلى الله عليه و سلم ولم يرد الكثير منها على سبيل التسمية مثل عده اللبنة بفتح اللام وكسر الموحدة ثم النون في أسمائه للحديث المذكور في الباب بعده(فتح الباري لابن حجر، باب ما جاء في أسماء رسول الله صلى الله عليه و سلم)

قلت :وبعض هذه المذكورات صفات، فإطلاقهم الأسماء عليها مجاز(تهذيب الاسماء واللغات للنووي، باب الترجمة النبوية الشريفة)

[1] الثالثة -قال السهيلي :ليس المزمل باسم من أسماء النبي ﷺ، ولم يعرف به كما ذهب إليه بعض الناس وعدوه في أسمائه عليه السلام، وإنما المزمل اسم مشتق من حالته التي كان عليها حين الخطاب، وكذلك المدثر .وفي خطابه بهذا الاسم فائدتان : إحداهما الملاطفة، فإن العرب إذا قصدت ملاطفة المخاطب وترك المعاتبة سموه باسم مشتق من حالته التي هو عليها، كقول النبي ﷺ لعلي حين غاضب فاطمة رضي الله عنهما، فأتاه وهو نائم وقد لصق بجنبه التراب فقال له :(قم يا أبا تراب) إشعارا له أنه غير عاتب عليه، وملاطفة له. (تفسير القرطبي ج۹ ۱ ص ۳۴)

اگر یہ خطاب ملاطفت ہے، تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو یہ خطاب ملاطفت زیب ہوگا، مگر بندوں کی طرف سے زیب نہ ہوگا، الا حکایۃ عن القرآن عند التلاوۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[2] (يس) الله أعلم بمراده به (تفسير الجلالين ، تحت آيت ۱ من سورة يس)

اور بعض مفسرین نے جو اس کی دوسری مرادیں بیان کی ہیں، وہ زیادہ تر اجتہادی نوعیت کی ہیں، جن کو تفسیر کے بجائے نکات سے تعبیر کرنا زیادہ موزون ہے، جن میں یٰس سے اللہ تعالیٰ کا نام ہونے کی مراد بھی ہے، اور اس مراد کی بناء پر کسی انسان کا یٰس نام رکھنا ممنوع ہوگا۔

وإنما منع مالك من التسمية ب "يسين "، لأنه اسم من أسماء الله لا يدرى معناه، فربما كان معناه ينفرد به الرب فلا يجوز أن يقدم عليه العبد .(تفسير القرطبي ج۱۵ ص ۴، تحت آيت ۱ من سورة يس)

(يس) الكلام فيه كالكلام في (الم) (البقرة) ونحوه من الحروف المقطعة في أوائل السور إعراباً ومعنى عند كثير .وأخرج ابن أبي شيبة .وعبد بن حميد .وابن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور کسی صحیح اور مستند حدیث سے طٰہٰ اور یٰسین کے بارے میں حضور ﷺ کا نام ہونا ثابت نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جرير .وابن المنذر .وابن أبي حاتم من طرق عن ابن عباس أنه قال :يس يا انسان . وفي رواية أخرى عنه زيادة بالحبشية .وفي أخرى عنه أيضاً في لغة طي (روح المعاني، تحت آيت ١ من سورة يس)

قد تقدم الكلام على الحروف المقطعة في أول "سورة البقرة "، وروى عن ابن عباس وعِكْرِمَة، والضحاك، والحسن وسفيان بن عُيَيْنَة أن "يس "بمعنى :يا إنسان.
وقال سعيد بن جبير :هو كذلك في لغة الحبشة .وقال مالك، عن زيد بن أسلم :هو اسم من أسماء الله تعالى(تفسير ابن كثير، تحت آيت ١ من سورة يس)

اختلف أهل التأويل في تأويل قوله(يس)؛ فقال بعضهم :هو قسم أقسم الله به، وهو من أسماء الله *.ذكر من قال ذلك:حدثني علي قال :ثنا أبو صالح، قال :ثني معاوية، عن علي، عن ابن عباس، قوله(يس)قال :فإنه قسم أقسمه الله، وهو من أسماء الله .
وقال آخرون :معناه :يا رجل ذكر من قال ذلك:حدثنا ابن حميد، قال :ثنا أبو تُميلة، قال :ثنا الحسين بن واقد، عن يزيد، عن عكرمة، عن ابن عباس، في قوله(يس) قال :يا إنسان بالحبشية .حدثنا ابن المثنى قال :ثنا محمد بن جعفر، قال :ثنا شعبة، عن شرقي، قال :سمعت عكرمة يقول :تفسير)يس(:يا إنسان .وقال آخرون :هو مفتاح كلام افتتح الله به كلامه *.ذكر من قال ذلك :حدثنا ابن بشار، قال :ثنا مؤمل، قال :ثنا سفيان، عن ابن أبي نجيح عن مجاهد قال(يس)مفتاح كلام افتتح الله به كلامه .
وقال آخرون :بل هو اسم من أسماء القرآن *.ذكر من قال ذلك:حدثنا بشر، قال :ثنا يزيد، قال :ثنا سعيد، عن قتادة، قوله(يس)قال :كل هجاء في القرآن اسم من أسماء القرآن .قال أبو جعفر ، وقد بيّنا القول فيما مضى في نظائر ذلك من حروف الهجاء بما أغنى عن إعادته وتكريره في هذا الموضع(تفسير طبري، تحت آيت ١ من سورة يس)

[1] ومما يمنع منه التسمية بأسماء القرآن وسوره مثل طه ويس وحم وقد نص مالك على كراهة التسمية ب يس ذكره السهلي وأما يذكره العوام أن يس وطه من أسماء النبي ﷺ فغير صحيح ليس ذلك في حديث صحيح ولا حسن ولا مرسل ولا أثر عن صاحب وإنما هذه الحروف مثل الم وحم والر ونحوها(تحفة المودود بأحكام المولود ص٨٨)

اور جو اس سلسلہ میں روایات وارد ہیں، وہ مرفوع درجہ کی نہیں، جبکہ سنداً بھی ضعیف ہیں۔

واخبرنا أبو القاسم بن السمرقندي أنا أبو القاسم بن مسعدة الجرجاني .أنبانا حمزة بن يوسف السهمي أنبانا أبو أحمد عبد الله بن عدي .أنبانا عبد الله بن محمد بن عبد العزيز أنبانا عبد الله بن عمر أنبانا أبو يحيى التيمي أنبانا سيف بن وهب عن أبي الطفيل قال قال رسول الله (ﷺ) إن لي عند ربي عشرة أسماء قال أبو الطفيل قد حفظت منها ثمانية محمد وأحمد وأبو القاسم والفاتح والخاتم والماحي فالعاقب والحاشر قال أبو يحيى وزعم سيف أن أبا جعفر قال له إن الاسمين الباقيين يس وطه(تاريخ دمشق،باب معرفة أسمائه وأنه خاتم رسل الله وأنبيائه)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ اگر کوئی حروفِ مقطعات (یعنی یٰسٓ) کے بجائے ''یاسین'' نام رکھے، تو اس میں حرج نہیں۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الکامل لابنِ عدی، اور الشریعۃ للآجری میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

مگر اولاً تو اس روایت کی سند محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اور ثانیاً اس میں ''طٰہٰ'' اور ''یٰسٓ'' کا حضور ﷺ کے نام ہونا مرفوعاً مذکور نہیں، اور تیسرے وہ ذکر بھی ''زعم سیف'' جیسے کمزور الفاظ کے ساتھ ہے۔

حديث :ان لى عند ربى عزوجل عشرة أسماء ، وأنا محمد ، وأنا أحمد ، وأنا الماحى الذى يمحو الله بى الكفر ، وأنا العاقب الذى ليس بعدى أحد ، وأنا الحاشر الذى يحشر الله الخلائق معى على قدمى ، وأنا رسول الرحمة ، ورسول التوبة ، ورسول الملاحم ، وأنا المقفى قفيت النبيين عامة ، وأنا قثم ، والقثم الكامل الجامع .رواه أبو البخترى وهب بن وهب :عن جعفر بن محمد ، عن أبيه ، وهشام بن عروة ، عن أبيه ، عن عائشة .وعن محمد بن أبى ذئب ، عن المقبرى ، وعن ابن شهاب وابن أخى الزهرى ، عن عمه ، وعبدالملك بن عبدالعزيز ، عمن يخبره ، عن على بن أبى طالب .ومحمد بن أبى حميد ، عن محمد بن المنكدر ، عن جابر ، قالوا :قال رسول الله (. قال ابن عدى :وهذه الأحاديث بواطيل .وأبو البخترى جسور من جملة الكذابين الذين يضعون الحديث .وكان يجمع فى كل حديث أسانيد من جسارته .ورواه سيف بن وهب - وذكر فى الأسماء :طه ، ويسين -عن أبى الطفيل .وسيف ضعفه يحيى بن سعيد القطان ، وأحمد بن حنبل (ذخيرة الحفاظ تحت حديث رقم ١٩٩٦)

مذکورہ عبارت سے ''قثم'' اور ''قُثَم'' کے حضور ﷺ کے نام ہونے کی روایت کا باطل ہونا بھی معلوم ہو گیا۔

اور قاضی عیاض نے شفا میں یہ نقل کیا ہے:

وروى النقاش عنه ﷺ :لى فى القرآن سبعة أسماء :محمد وأحمد ويس وطه والمدثر والمزمل وعبد الله (الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ، ج ١ ص ٢٣٢)

مگر اس کی سند تلاش کے باوجود نہیں مل سکی۔

اور محمد بن حنفیہ سے مروی ہے:

يس قال :محمد ﷺ (دلائل النبوة للبيهقى حديث نمبر ٦٣)

مگر اولاً تو اس کی سند بھی ضعیف ہے، اور ثانیاً یہ مرفوع نہیں، اور ثالثاً یہ اس تفسیر پر مبنی ہے، جس کے مطابق یٰسٓ سے ''یا ایہا الانسان'' مراد ہے، اور انسان سے حضور ﷺ مراد ہیں، گویا کہ یہ ''یا ایہا الانسان'' کا مخفف ہے، اور اس قسم کی مختلف تفاسیر کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، کہ وہ نکات کا درجہ رکھتی ہیں، نہ کہ اصل تفسیر کا۔

[1] وإنما منع مالك من التسمية ب "يسين "، لأنه اسم من أسماء الله لا يدرى معناه، فربما كان معناه ينفرد به الرب فلا يجوز أن يقدم عليه العبد .فإن قيل فقد قال الله تعالى: "سلام على إل ياسين "قلنا :ذلك مكتوب بهجاء فتجوز التسمية به، وهذا الذى ليس بمتهجى هو الذى تكلم مالك عليه، لما فيه من الإشكال، والله أعلم (تفسير القرطبى ج ١٥ ص ٤، تحت آيت ١ من سورة يٰس)

بہرحال احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ کسی انسان کا طٰہٰ اور یٰسٓ نام رکھنے سے پرہیز کیا جائے۔ [1]

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نام مستند احادیث سے چند ثابت ہیں، اور باقی نام اہلِ علم حضرات نے قرآن اور احادیث وروایات میں مذکور حضور ﷺ کے اوصاف کو پیشِ نظر رکھ کر ذکر فرمائے ہیں، جن میں سے اکثر آپ ﷺ کے اوصاف ہیں، حقیقی نام نہیں ہیں، اور ان کو نام صرف مجازی طور پر کہا جاتا ہے، جبکہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کردہ بعض نام اختلافی ہیں، اور بعض نام کسی مستند حدیث وروایت سے ثابت نہیں۔

اور آج کل اکثر عوام اس قسم کے ناموں کو آپ ﷺ کے حقیقی نام کا درجہ دیتے ہیں، اور اکثر عوام، بلکہ بہت سے خواص بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی طرح حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ کا ننانوے ہونا احادیث سے ثابت ہے، اور مزید براں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کو محفوظ کر کے جنت میں داخل ہونے کی فضیلت ہے، اور اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ اسمائے حسنیٰ کے ساتھ ۹۹ کی تعداد میں حضور ﷺ کے نام شائع کرتے اور ان کا ورد کرتے ہیں۔

جبکہ اس قسم کا عقیدہ ونظریہ رکھنا درست نہیں، اور غلو وحد سے تجاوز ہے، ہر نام کو اس کے درجہ وشان پر رکھنا ضروری ہے۔

---

[1] قال السهيلي :قال بعض المتكلمين في معاني القرآن آل ياسين آل محمد عليه السلام، ونزع إلى قول من قال في تفسير "يس "يا محمد.

وهذا القول يبطل من وجوه كثيرة :أحدها :أن سياقة الكلام في قصة إلياسين يلزم أن تكون كما هي في قصة إبراهيم ونوح وموسى وهارون وأن التسليم راجع عليهم، ولا معنى للخروج عن مقصود الكلام لقول قيل في تلك الآية الأخرى مع ضعف ذلك القول أيضا، فإن "يس "و "حم "و "الم "ونحو ذلك القول فيها واحد، إنما هي حروف مقطعة، إما مأخوذة من أسماء الله تعالى كما قال ابن عباس، وإما من صفات القرآن، وإما كما قال الشعبي :لله في كل كتاب سر، وسره في القرآن فواتح القرآن.

وأيضا فإن رسول الله ﷺ قال " :لي خمسة أسماء "ولم يذكر فيها "يس ."وأيضا فإن "يس "جاءت التلاوة فيها بالسكون والوقف، ولو كان اسما للنبي صلى ﷺ لقال " :يسن "بالضم، كما قال تعالى " :يوسف أيها الصديق "(يوسف 46 :) وإذا بطل هذا القول لما ذكرناه، ف "إلياسين "هو إلياس المذكور وعليه وقع التسليم.(تفسير القرطبي ج۱۵ ص ۱۲۰، تحت سورة الصافات)

ناموں سے متعلق متفرِّق مسائل واحکام

مسئلہ......: نام کے اچھا اور برا ہونے کا زندگی اور اعمال پر گہرا اثر پڑتا ہے، اس لئے بچے کا نام اچھے سے اچھا رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور نام کے اچھا ہونے کی بنیاد کسی کو صرف پسند آجانا نہیں ہے، بلکہ اچھا ہونے کی بنیاد شریعت کی نظر میں اس نام کا اچھا ہونا ہے۔ [1]

مسئلہ......: بعض حضرات نے فرمایا کہ بچے کا نام کسی نیک صالح انسان سے تجویز کرانا مستحب ہے، تاکہ شرعی ہدایات کا لحاظ بہتر طریقہ پر ہو۔

اور اگر کوئی خود سے شرعی ہدایات کے مطابق نام تجویز کرلے، تو بھی کوئی حرج نہیں۔

لیکن اگر خود سے پسند کرنے کے بعد کسی نیک صالح انسان سے بھی اس کے بارے میں مشورہ کرلے، تو زیادہ بہتر ہے۔ [2]

مسئلہ......: عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام رکھنا مستحب ہے، اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دوسرے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ عبد لگا کر نام رکھنا بھی مستحب ہے، مثلاً عبدالغفار، عبدالخالق، عبدالرب، عبدالباری، عبدالستار وغیرہ۔ نیز انبیائے کرام اور صحابۂ کرام اور بطورِ خاص جلیل القدر اور مشہور صحابۂ کرام کے نام رکھنا بھی مستحب وافضل ہے۔

اور اسی طرح وہ نام جو انسان کی حالت اور اس کی شان کے مطابق ہوں، مثلاً حارث، ہمام، سعید وغیرہ بھی بہتر ناموں میں داخل ہیں۔

اس کے علاوہ ہر وہ نام رکھنا جائز ہے، جس میں شریعت کے بتلائے ہوئے کسی اصول کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو۔

---

[1] يستحب تحسين الاسم (المجموع شرح المهذب للنووي ج۸ص ۴۳۶)

[2] ومنها استحباب تفويض تسميته إلى صالح فيختار له اسما يرتضيه (شرح النووي على مسلم، كتاب الآداب، باب استحباب تحنيك المولود الخ)

مسئلہ......: نام رکھنے میں اس کا لحاظ بہتر ہے کہ ان کے معنیٰ میں عاجزی اور مسکنت پائی جاتی ہو، کیونکہ عبدیت کے معنیٰ بندگی اور عاجزی کے ہیں، اور اسی وجہ سے عبدیت والے نام پسندیدہ وافضل ہیں۔

اوراس کے برعکس جن ناموں میں تکبر یا اس کا شائبہ وآمیزش پائی جاتی ہو، ان سے بچنا چاہئے۔

مسئلہ......: انبیائے کرام کے ناموں کے معنیٰ سے زیادہ ان کی انبیائے کرام کی طرف نسبت کی اہمیت ہے، اس لئے اگر کسی نبی کے نام کے معنیٰ معلوم نہ ہوں، یا معلوم ہوں، مگر معنیٰ میں کوئی ظاہری خوبی معلوم نہ ہوتی ہو، تب بھی یہ نام مستحب ہیں۔

اسی طرح جلیل القدر صحابۂ کرام کے ناموں کا بھی معاملہ ہے، کہ وہ بھی مستحب یا کم از کم جائز ہیں۔

البتہ جن ناموں کو حضور ﷺ نے ناپسند فرمایا، یا ان کو تبدیل فرما دیا، ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مسئلہ......: حضور ﷺ نے یہ نام بھی بعض صحابۂ کرام وصحابیات کے لئے تجویز فرمائے ہیں:

منبعث، منذر، مطیع، جمیلہ، زرعہ، ہشام، مسلم، عتبہ، بشیر، ابیض، حسن، حسین، محسن، زینب، جویریہ، وغیرہ۔

لہٰذا یہ نام بھی مستحب وافضل ہیں۔

مسئلہ......: فرشتوں کے وہ نام جو فرشتوں کا خاص شعار سمجھے جاتے ہیں، جیسے جبریل، عزرائیل، میکائیل، اسرافیل وغیرہ، یہ نام انسانوں کے لئے رکھنا منع ہے۔

اوراسی وجہ سے خیر القرون، صحابۂ کرام وتابعینِ عظام کے دور میں اس طرح فرشتوں کے نام رکھنے کا ذکر نہیں ملتا۔ [1]

---

[1] ويكره التسمي بأسماء الملائكة مثل جبريل وميكائيل ، لأن عمر ابن الخطاب رضي الله عنه قد كره ذلك ، ولم يأتنا عن أحد من الصحابة ولا التابعين أنه سمى ولدا له باسم أحد منهم ، هذا قول حميد بن زنجوية.(شرح السنة للبغوى ج ۱۲ ص ۳۳۶)

ومنها كأسماء الملائكة كجبرائيل وميكائيل وإسرافيل فإنه يكره تسمية الآدميين بها قال أشهب سئل مالك عن التسمي بجبريل فكره ذلك ولم يعجبه وقال القاضي عياض قد استظهر بعض العلماء التسمي بأسماء الملائكة وهو قول الحارث بن مسكين قال وكره مالك التسمي بجبريل وياسين وأباح ذلك غيره قال عبد الرزاق في

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ......: قرآن مجید میں جو حروفِ مقطعات آئے ہیں، یعنی جو حروف الگ الگ کر کے پڑھے جاتے ہیں، مثلاً:

الٓمٓ ، الٓرٰ ، طٰہٰ ، طٰسٓ ، صٓ ، قٓ ، نٓ ، حٰمٓ ، طٰسٓمٓ ، عٓسٓقٓ ، الٓمٓرٰ ،
الٓمٓصٓ ، کٓھٰیٰعٓصٓ ، وغیرہ

ان کے حقیقی معنیٰ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں، اس لئے ان ناموں کے رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔
اور طٰہٰ اور یٰسٓ کے بارے میں اگرچہ بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں سے ہیں۔
لیکن بعض اہلِ علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ بھی دوسرے حروفِ مقطعات کی طرح سے ہیں، لہٰذا جس طرح دوسرے حروفِ مقطعات والے نام رکھنا منع ہیں، اسی طرح یہ نام رکھنا بھی منع ہیں۔
اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ یہ نام رکھنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔
البتہ اگر کوئی حروفِ مقطعات کے بجائے "یاسین" نام رکھے، تو اس میں حرج نہیں۔ [1]
مسئلہ......: جب نام اسلامی ہدایات کے مطابق رکھا جائے، تو تنہا مفرد نام رکھنا بھی درست ہے،

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الجامع عن معمر قال قلت لحماد بن أبي سليمان كيف تقول في رجل تسمى بجبريل وميكائيل فقال لا بأس به قال البخاري في تاريخه قال أحمد بن الحارث حدثنا أبو قتادة الشامي ليس بالحراني مات سنة أربع وستين ومائة حدثنا عبد الله بن جراد قال صحبني رجل من مزينة فأتى النبي ﷺ وأنا معه فقال يا رسول الله ﷺ ولد لي مولود فما خير الأسماء قال إن خير الأسماء لكم الحارث وهمام ونعم الاسم عبد الله وعبد الرحمن وتسموا بأسماء الأنبياء ولا تسموا بأسماء الملائكة قال وباسمك قال وباسمي ولا تكنوا بكنيتي وقال البيهقي قال البخاري في غير هذه الرواية في إسناده نظر (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۳)

[1] ومما يمنع منه التسمية بأسماء القرآن وسوره مثل طه ويس وحم وقد نص مالك على كراهة التسمية ب يس ذكره السهيلي وأما يذكره العوام أن يس وطه من أسماء النبي ﷺ فغير صحيح ليس ذلك في حديث صحيح ولا حسن ولا مرسل ولا أثر عن صاحب وإنما هذه الحروف مثل الم وحم والر ونحوها (تحفة المودود باحكام المولود ص ۸۸)

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اس کے ساتھ محمد یا احمد وغیرہ ملانا ضروری نہیں۔

لیکن اگر ملالیا جائے، تو کوئی گناہ بھی نہیں، بلکہ اگر مسلمان ہونے کی ترجمانی یا حضور علیہ کی طرف نسبت کرنے اور آپ کے امتی وتبع ہونے کی نسبت ظاہر کرنے کے لئے ہو تو فضیلت سے خالی نہیں۔

مسئلہ......: بچیوں کا نام بھی مفرد یعنی بغیر کسی دوسرے لفظ کے ملائے بغیر رکھنا درست ہے، اور والد کی طرف بنت یا دختر سے یا شوہر کی طرف زوجہ سے، یا اولاد کی طرف اُم سے نسبت کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ......: اگر بچہ نام رکھنے سے پہلے فوت ہو جائے، تب بھی اس کا نام رکھنا مستحب ہے۔ [۱]

بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس کو دفن کرنے سے پہلے اس کا نام رکھ دیا جائے۔ [۲]

مسئلہ......: جو بچہ مُردہ پیدا ہو، تو اس کا نام رکھنے کی ضرورت نہیں، البتہ بعض حضرات کے نزدیک اس کا بھی نام رکھ دینا چاہئے، اس لئے اگر نام رکھ دیا جائے، تو اچھا ہے، اور نہ رکھا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔ [۳]

مسئلہ......: اگر کسی انسان کے ایک سے زیادہ نام ہوں، تو اس کو اچھے نام سے پکارنا بہتر ہے۔

چنانچہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وإنما منع مالک من التسمية ب "يسين "، لأنه اسم من أسماء الله لا يدرى معناه، فربما كان معناه ينفرد به الرب فلا يجوز أن يقدم عليه العبد .فإن قيل فقد قال الله تعالى: "سلام على إل ياسين "(الصافات 130 :) قلنا :ذلک مکتوب بهجاء فتجوز التسمية به، وهذا الذى ليس بمتهجى هو الذى تكلم مالک عليه، لما فيه من الإشكال، والله أعلم(تفسير القرطبى ج۱۵ ص۴، تحت آيت ۱ من سورة يٰس)

[۱] (الثانية) قال أصحابنا لو مات المولود قبل تسميته استحب تسميته قال البغوى وغيره يستحب تسمية السقط لحديث ورد فيه (المجموع شرح المهذب للنووى ج۸ص ۴۳۵)

[۲] وروى إذا ولد لأحدهم ولد فمات، فلا يدفنه حتى يسميه إن كان ذكراً باسم الذكر، وإن كان أنثى فباسم أنثى، وإن كان لم يعرف فباسم يصلح لهما(المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى، الفصل الرابع والعشرون فى تسمية الأولاد وكناهم)

[۳] من وُلِدَ مَيِّتًا لا يُسَمَّى عِنْدَ أبى حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى خِلَافًا لِمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى (الفتاوى الهندية، الْبَابُ الثَّانِي وَالْعِشْرُونَ ، كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ)

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُعْجِبُهُ أَنْ يَّدْعُوَ الرَّجُلَ بِأَحَبِّ أَسْمَائِهِ إِلَيْهِ وَأَحَبِّ كُنَاهُ ." (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۳۴۱۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ وہ آدمی کو اس کے پسندیدہ نام سے اور پسندیدہ کنیت سے پکاریں (ترجمہ ختم)

مسئلہ......: ایک سے زیادہ نام رکھنا بھی جائز ہے، اور نام کے ساتھ کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔

(کنیت کا ذکر بعد میں آتا ہے)

مسئلہ......: اتفاقاً نام کو کسی قدر مختصر کر کے پکارنا، مثلاً عائشہ کو عائش، کہنا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے نام والے کو تکلیف وناگواری نہ ہو، اور معنیٰ میں بگاڑ وفساد پیدا نہ ہو۔

اور یہ بھی لحاظ کیا جائے کہ یہ اصل نام پر غالب نہ آجائے، بلکہ اتفاقاً ایسا کیا جائے۔

اور آج کل عوام میں جو بلا قید وبند آزادنہ اختصار کر کے نام پکارنے کا طریقہ چل چکا ہے، وہ نام کے اختصار کے بجائے نام کے بگاڑ میں داخل ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ [2]

مسئلہ......: اولاد اور شاگرد، مرید اور بیوی کے لئے بہتر یہ ہے کہ بلاضرورت اپنے والد، اپنے استاد، اپنے شیخ، اور اپنے شوہر کا نام نہ لے، بلکہ کسی ادب والے لقب سے پکارے، مثلاً والد کو ابا جان، استاد کو استاد صاحب، شیخ کو شیخ صاحب یا حضرت صاحب، اور شوہر کو میاں صاحب وغیرہ جیسے ادب والے القاب سے پکارنا اور مخاطب کرنا بہتر ہے۔

لیکن ادب واحترام اور شریعت وتہذیب اسلامی ہونی چاہئے۔

آج کل بعض غیر اسلامی اور فیشنی نام مشہور ہوگئے، مثلاً ڈیڈی، پاپا، انکل وغیرہ، ان سے پرہیز کرنا

---

[1] قال الهيثمي:
رواه الطبراني ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج۸ص ۵۶، باب دعاء الرجل بأحب أسمائه إليه)

[2] اتفقوا على جواز ترخيم الاسم المنقص إذا لم يتأذى بذلك صاحبه ثبت أن رسول الله ﷺ رخم أسماء جماعة من الصحابة فقال لأبي هريرة يا أباهر ولعائشة يا عائش ولانجشة يا انجش (المجموع شرح المهذب للنووي ج۸ص ۴۴۲)

ملحوظ رہے کہ "عائش" اور "ھر" "انجش" بھی مکمل نام ہیں، اس لئے حضور ﷺ کی مذکورہ ترخیم سے فساد معنیٰ والی ترخیم کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

چاہئے، اوران کوادب وتہذیب نہیں سمجھنا چاہئے۔ [1]

مسئلہ......: لڑکی کوشادی سے پہلے دخترِ فلان، اور شادی کے بعد زوجۂ فلان، اور اولاد کے بعد اُمِ فلان کے نام سے پکارنے اور ذکر کرنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ......: جس کا نام معلوم نہ ہو، اور اس کو پکارنے کی ضرورت پیش آئے، تو مناسب یہ ہے کہ اس کو ایسے الفاظ سے پکارے، جس سے اسے تکلیف نہ ہو، مثلاً اے بھائی، یا اے عبداللہ وغیرہ۔ [2]

مسئلہ......: بعض گھرانوں میں والدہ کو باجی یا بھابھی، اور والد کو بھائی کہہ کر پکارا جاتا ہے، اور یہی نسبت مشہور ہو جاتی ہے، جو کہ غلط طریقہ ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مسئلہ......: اپنے ماتحت مثلاً اولاد، شاگرد، اور مرید کو تنبیہ اور اصلاح کی غرض سے کسی برے نام مثلاً جانور، گدھے، جنگلی کبوتر، ذلیل وغیرہ سے پکارنے کی گنجائش ہے، جبکہ اس کو صرف تنبیہ

---

[1] يُكْرَهُ أَنْ يَدْعُوَ الرَّجُلُ أَبَاهُ وَالْمَرْأَةُ زَوْجَهَا بِاسْمِهِ كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ (الفتاوى الهندية، الْبَابُ الثَّانِي وَالْعِشْرُونَ ، كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ)

(التاسعة) يستحب للولد والتلميذ والغلام أن لا يسمى أباه ومعلمه وسيده باسمه روينا فى كتاب ابن السنى عن أبى هريرة عن النبى ﷺ (راى رجلا معه غلام فقال للغلام من هذا قال أبى قال لا تمشى أمامه ولا تستسب له ولا تجلس قبله ولا تدعه باسمه) ومعنى لا تستسب له أى لا تفعل فعلا تتعرض فيه لان يسبك عليه أبوك زجرا وتأديبا *وعن عبد الله بن زحر -بفتح الزاى واسكان الحاء المهملة- قال (يقال من العقوق أن تسمى أباك وأن تمشى أمامه)(المجموع شرح المهذب للنووى ج۸ص ۴۴۲)

[2] (العاشرة) إذا لم يعرف اسم من يناديه ناداه بعبارة لا يتأذى بها كيا أخى يا فقير يا فقيه يا صاحب الثوب الفلانى ونحو ذلك وفى سنن أبى داود أن النبى ﷺ قال لرجل يمشى بين القبور (يا صاحب السبتين ويحك الق سبتيك) وقد سبق بيان هذا الحديث فى كتاب الجنائز فى زيارة القبور *وفى كتاب ابن السنى أن النبى ﷺ (كان إذا لم يحفظ اسم الرجل قال يا ابن عبد الله)(المجموع شرح المهذب للنووى ج۸ص ۴۴۲)

حضرت یزید بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كنت عند النبى صلى الله عليه و سلم فكان إذا لم يحفظ اسم الرجل قال يا عبد الله (المعجم الاوسط للطبرانى حديث نمبر ۳۴۳۶، واللفظ لهٗ، المعجم الصغير للطبرانى حديث نمبر ۳۶۰، عمل اليوم والليلة لابن السنى حديث نمبر ۳۹۸)

ترجمہ: میں نبی ﷺ کے پاس تھا، پس جب نبی ﷺ کو کسی آدمی کا نام یاد نہ ہوتا تھا، تو اس کو عبداللہ کہہ کر پکارا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

واصلاح وغیرہ کی ضرورت تک محدود رکھا جائے، نہ یہ کہ اس کو اصل نام اور تعارف کا ہی درجہ دے دیا جائے۔

البتہ ایسے نام سے پرہیز کرنا چاہئے، جس میں گالی یا برے عمل کی نسبت پائی جاتی ہو، مثلاً خبیث، بدبخت، حرامی وغیرہ۔ [1]

مسئلہ......: بچے کا اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنا اس کے والد اور سرپرستوں کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

اگر انہوں نے کسی بچے کا نام اسلامی اصولوں کے خلاف رکھ دیا، تو وہ گناہ گار ہیں، اور ان کو ایسا نام تبدیل کر دینا ضروری ہے۔

اور اگر وہ ایسا نہ کریں، تو بڑے ہونے کے بعد خود انسان کو ممکنہ حد تک اپنے نام کی اصلاح ضروری ہے۔ [2]

مسئلہ......: بچے کے نام کا انتخاب شرعی ہدایات کے مطابق کرنا چاہئے، اس کی نسبت اور معنیٰ کو نظر انداز کر کے صرف اپنی پسند پر دارومدار رکھنا یا صرف اس بنیاد پر کوئی نام منتخب کرنا، کہ وہ نام علاقہ اور خاندان میں کسی اور کا نہ ہو، درست نہیں۔

صحابۂ کرام وتابعین اور خیر القرون کے دور میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں کہ قریب ترین رشتہ داروں کے ایک جیسے نام ہوتے تھے، اور ولدیت یا کسی دوسری نسبت کے بغیر ان کو پہچاننا بھی مشکل

---

[1] يجوز للانسان أن يخاطب من يتبعه من ولد وغلام ومتعلم ونحوهم باسم قبيح تأديبا وزجرا ورياضة ففي الصحيحين أن (أبا بكر الصديق رضي الله عنه قال لابنه عبد الرحمن يا غنثر فجدع وسب) (قوله) غنثر -بغين معجمة مضمومة ثم نون ساكنة ثم ثاء مثلثة مفتوحة ومضمومة ومعناه الثقيل الوخم (قوله) جدع -بالجيم والدال المهملة -أي دعا بقطع أنفه ونحوه (المجموع شرح المهذب للنووي ج۸ص ۴۴۲)

[2] اگر بڑے ہونے کے بعد سرکاری دستاویزات میں تبدیلی مشکل ہو، تو دوسرے طریقوں سے استعمال کی حد تک اصلاح کی کوشش ضروری ہے۔

حدثنا الحسين قال :أخبرنا ابن المبارك ، قال :كان سفيان الثوري يقول : حق الولد على الوالد أن يحسن اسمه ، وأن يزوجه إذا بلغ ، وأن يحسن أدبه (البر والصلة للحسين بن حرب حديث نمبر ۱۴۶)

السنة تغيير الاسم القبيح للحديث الصحيح (المجموع شرح المهذب للنووي ج۸ص ۴۳۷)

ہوتا تھا۔

احادیث کے روایت کرنے والوں میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، یہاں تک کہ دادا، پوتے بلکہ باپ بیٹے بھی بعض ہم نام ہوتے تھے، لہٰذا جو نام پہلے سے خاندان میں کسی کا رکھا جاچکا ہو، وہ نام نومولود کا رکھنا جائز ہے۔

آج کل اسلامی ہدایات کو نظر انداز کر کے مختلف طریقوں سے غلط نام تجویز کیے جانے لگے ہیں، اور اسی وجہ سے معاشرہ میں غیر اسلامی ناموں کا رواج ہوتا جارہا ہے، جس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)......بعض لوگ قرآن مجید سے مخصوص طریقہ پر نام کا انتخاب کرتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں بعض ایسے ناموں کو تجویز کرلیا جاتا ہے، جو مناسب نہیں ہوتے، جیسے "لِمَنْ" "وَرِيْشًا" "هُمَا" "وَانْحَرْ" "اَبْتَرُ" وغیرہ۔

قرآن مجید سے اس طرح نام کے انتخاب کا طریقہ غلط ہے، کیونکہ قرآن مجید میں بہت سے الفاظ ایسے بھی ہیں کہ ان سے نام رکھنا یا تو مہمل ہوتا ہے، جیسے "ہما" اور یا پھر جائز نہیں ہوتا، جیسے حمار، کلب، خنزیر، فرعون، ہامان، قارون وغیرہ۔ [1]

(۲)......بعض علاقوں میں اسلامی ہدایات کو نظر انداز کر کے صرف رسمی نام رکھے جاتے ہیں، مثلاً نبی خان، سمندر خان، ہندوستان خان، آسمان خان، انجیر خان، چھوٹے خان، لونگ خان، منگل خان، بدھو خان، جمعرات، جمعراتی، صحبت خان، وغیرہ، گویا کہ بس جس دن یا جس حالت یا جس موقع پر کوئی پیدا ہوگیا، اسی نسبت سے نام طے کردیا جاتا ہے، خواہ وہ نسبت اچھی ہو یا بری، یا مہمل۔

یہ طرزِ عمل غلط ہے۔

(۳)......بعض علاقوں میں منّتی نام رکھے جاتے ہیں، کہ بچہ کی پیدائش سے پہلے کوئی غیر شرعی منت مان کران کے نام تجویز کردیئے جاتے ہیں، مثلاً "چھدّا" نام اس لئے

---

[1] غالباً "مرسلین" بھی قرآن مجید سے نکالا ہوا نام ہے، اور یہ مرسل کی جمع ہے، جو کہ قرآن مجید میں کئی رسولوں کے لئے استعمال ہوا ہے، اور اسی وجہ سے فتاوی محمودیہ میں ایک سوال کے جواب میں ہے:

کسی بچہ کا نام مرسلین نہیں رکھنا چاہئے (فتاوی محمودیہ ج ۱۲ص ۳۷۷)

رکھا جاتا ہے کہ اولاد ہونے پر کان چھیدا جائے گا، یا ''گھسیٹا'' نام اس لئے رکھا جاتا ہے کہ پیدائش کے بعد ٹوکرے وغیرہ میں رکھ کر گھسیٹنے کی منت مانی جاتی ہے۔

اس طرح کی منت ماننا اور اس کے مطابق نام رکھنا، سب گناہ ہے۔

(۴)......بعض اوقات نام تو صحیح رکھ دیا جاتا ہے، مگر بعد میں لاڈ، پیار یا تخفیف کی وجہ سے نام کو بگاڑ دیا جاتا ہے، اور یہی نام مشہور ہو جاتا ہے، اور اصل نام کا اکثر لوگوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا، مثلاً جمیل کو ''جمی'' فہمیدہ کو ''فہمی'' عطیہ کو ''عطی'' فاطمہ کو ''فطی'' عبداللہ کو ''دلا'' عبدالرحمٰن کو ''عبد'' عبید کو ''بیدی'' مصطفیٰ کو ''مصُو'' احمد کو ''آمو'' محی الدین کو ''محی'' وغیرہ وغیرہ، یہ طرزِ عمل صحیح نہیں۔

کبھی کبھار اتفاق سے تخفیف کے ساتھ شرعی حدود میں نام پکارے، تو گنجائش ہے، بشرطیکہ کوئی گناہ والے معنیٰ نہ بن جائیں۔

مگر اس کو اتنا رواج دینا اور عام کرنا کہ اصل نام کی حیثیت ہی ختم ہو جائے، یہ غلط ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آج کل انگریزی وغیرہ میں تخفیف کر کے نام استعمال کرنے کا جو رواج ہے، کہ اس میں انگریزی کی اے، بی، سی، ڈی وغیرہ استعمال ہوتی ہے، مثلاً عبدالرحمٰن کی جگہ اے، رحمٰن، عبدالخالق کی جگہ اے، خالق وغیرہ، یہ بھی درست نہیں، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو، تو بقدرِ ضرورت اجازت ہے۔

(۵)......بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیدائش کے دن و تاریخ اور وقت کے اعتبار سے، ستاروں کی مناسبت سے نام رکھنا چاہئے، اور ایسا نہ کرنے سے وہ نام نہ صرف یہ کہ بھاری پڑ جاتا ہے، بلکہ مختلف مصائب وآفات کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

یہ سب خلافِ شرع باتیں ہیں، نام کا ستاروں سے کوئی تعلق وابستہ نہیں، اس لئے ستاروں سے نام کے ملاپ اور نسبت کا متلاشی ہونا غلط ہے۔

(۶)......بعض لوگ تاریخی نام کو بہت اہمیت دیتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ بچہ کی پیدائش کی تاریخ اور دن کے حساب سے نام تجویز کرنا چاہئے، جس سے انسان کی زندگی پر

اچھے اثرات پڑتے ہیں، اوراس کی خلاف ورزی پرنقصان ہوتا ہے۔
حالانکہ ایسی کوئی بات بھی شریعت سے ثابت نہیں، اس لئے ایسا عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔
البتہ تاریخی نام کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ عربی زبان کے ہرحرف کا ایک فن میں مخصوص عدد ہوتا ہے، اور پیدائش کی تاریخ اورسن کے اعتبار سے حروف کا انتخاب کرکے نام رکھنے سے تاریخِ پیدائش محفوظ اور یاد ہوجاتی ہے، اور بس، اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں، نہ تو اس کا زندگی اوراس کے حالات سے اچھا برا تعلق ہے، اور نہ ہی خلاف ورزی پرکوئی نقصان۔
(۶)...... بعض لوگ اسلامی ہدایات کے مطابق نام رکھنے کے بجائے ناول اور افسانوں کی کتابوں بلکہ مختلف ذرائع ابلاغ کے غیر مذہبی وغیر شرعی پروگراموں سے اخذ کر کے نام رکھتے ہیں، جبکہ وہ نام یا تو فرضی ہوتے ہیں، یا سراسر غیر اسلامی، بلکہ دوسرے باطل مذاہب کے ہوتے ہیں، جوکہ انتہائی افسوسناک صورتِ حال ہے۔
مسئلہ......: محمد علی، محمد حسین، محمد حسن، محمد جعفر وغیرہ اگرچہ اہلِ تشیع کثرت سے رکھتے ہیں، مگر اہلُ السنۃ والجماعۃ کو بھی یہ نام رکھنا جائز ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے صحابۂ کرام کے ناموں کو بھی رواج دیا جائے اوران کے نام بھی رکھے جائیں، تاکہ اہلِ تشیع کے ساتھ مشابہت لازم نہ آئے، اور کسی غلط عقیدہ کی تائید نہ ہو۔
مسئلہ......: انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھنا بھی مستحب وافضل ہے، مگر آج کل بعض انبیائے کرام کے ناموں کا بالکل رواج نہیں رہا، مثلاً آدم، ذوالکفل اورنوح، ہود، لوط، الیسع وغیرہ۔
حالانکہ یہ نام بھی رکھنا چاہئیں۔
مسئلہ......: ''پرویز'' ایران کے اس بادشاہ کا نام تھا، جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو چاک کرڈالا تھا، اور بعد میں ایک مشہور منکرِ حدیث کا بھی نام مشہور ہوگیا، اس شہرت اورنسبت کی وجہ سے بعض حضرات نے اس نام کے رکھنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس نام

کے رکھنے سے پرہیز کیا جائے۔

اور اگر کسی کا یہ نام ہو، لیکن اس کا عمل غلط نہ ہو، تو اس کو صرف نام کی وجہ سے غلط جاننا بھی مناسب نہیں۔

مسئلہ......: غلام اللہ نام رکھنا جائز ہے، کیونکہ یہاں غلام خادم کے معنیٰ میں نہیں ہے، بلکہ ماتحت اور تابعدار اور بندگی کے معنیٰ میں ہے۔

مسئلہ......: نام کا عربی میں ہونا ضروری نہیں، کسی دوسری زبان کا نام رکھنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ کافروں یا فاسقوں سے مشابہت لازم نہ آتی ہو، تاہم عربی زبان کا نام رکھنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے، البتہ انبیائے کرام کے نام اس سے مستثنیٰ ہیں، کہ وہ غیر عربی کے ہو کر بھی افضل ہیں۔

مسئلہ......: بعض غیر مسلم ممالک میں قانونی طور پر عیسائی مذہب کے نام رکھنا لازم قرار دیا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہاں کے مسلمانوں کو اسلامی نام رکھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

ایسی صورت میں مسلمانوں کو ایسے نام رکھ لینے کی گنجائش ہے، جو مسلمانوں اور عیسائیوں، دونوں کے یہاں رائج ہوں، مثلاً اسحاق، داؤد، سلیمان، مریم، لیلیٰ، راحیل، صفورہ وغیرہ۔

اور اس کی بھی گنجائش ہے کہ بچے کا اصل نام تو اسلامی ہی رکھا جائے، اور اسی نام سے اس کو عام بول چال میں پکارا جائے، البتہ صرف سرکاری محکمہ میں بچے کا کوئی اور نام درج کرا دیا جائے (فقہی مقالات، جلد اول، بتغیر)

والله تعالیٰ اعلم، وعلمہٗ اتم واحکم



کنیت، لقب اور نسبت ونسب کے احکام

بعض اوقات کسی کا نام کنیت سے رکھا جاتا ہے، اور اسی سے مشہور ہو جاتا ہے۔

کنیت اسے کہا جاتا ہے کہ جس میں باپ یا ماں کی طرف نسبت ہو، مثلاً ابوبکر، ابوذر، ابوسلمہ، امِ سلمہ، امِ سلیم، امِ رومان، ام الدرداء وغیرہ۔

اور کسی کا نام لقب سے مشہور ہو جاتا ہے۔

اور لقب اسے کہا جاتا ہے، جو انسان کی کسی اچھائی یا برائی پر دلالت کرے، جیسے صدیق، فاروق، غنی، مرتضٰی، زین العابدین وغیرہ۔ [1]

اور بعض اوقات کسی شخص یا جماعت کا نام اس کے وطن وعلاقہ وقبیلہ یا پیشے یا ہنر یا کسی علم وغیرہ کی وجہ سے مشہور ہو جاتا ہے، اس کو نسبتی نام (اسمِ منسوب) کہا جاتا ہے، جیسے بغدادی، بصری، مکی، کوفی، قدوری، درزی، دھوبی، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ۔ [2]

اور بعض شخصی نسبتیں یا القاب اور نام ان کے بعد والوں میں نسب کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، جیسے ہاشمی، صدیقی، فاروقی وغیرہ۔ [3]

---

[1] ينقسم العلم إلى ثلاثة أقسام :إلى اسم، وكنية، ولقب، والمراد بالاسم هنا ما ليس بكنية ولا لقب، كزيد وعمرو، وبالكنية :ما كان في أوله أب أو أم، كأبي عبد الله وأم الخير، وباللقب :ما أشعر بمدح كزين العابدين، أو ذم كأنف الناقة(شرح ابنِ عقيل ج ا ص ۱۱۹)

الكنية بضم الكاف وسكون النون مأخوذة من الكناية تقول كنيت عن الأمر بكذا إذا ذكرته بغير ما يستدل به عليه صريحا وقد اشتهرت الكنى للعرب حتى ربما غلبت على الأسماء كأبي طالب وأبي لهب وغيرهما وقد يكون للواحد كنية واحدة فأكثر وقد يشتهر باسمه وكنيته جميعا فالاسم والكنية واللقب يجمعها العلم بفتحتين وتتغاير بأن اللقب ما أشعر بمدح أو ذم والكنية ما صدرت بأب أو أم وما عدا ذلك فهو اسم وكان النبي صلى الله عليه و سلم يكنى أبا القاسم بولده القاسم وكان أكبر أولاده(فتح الباری لابنِ حجر،قوله باب كنية النبي صلى الله عليه و سلم ج۶ص ۵۶۰)

[2] (والنسبة إلى) الوطن أعم من أن يكون بلادا أو ضياعا أو سككا أو مجاورة وتقع إلى الصنائع كالخياط والحرف كالبزار (اليواقيت والدرر شرح نخبة الفكر للمناوی، معرفة الكنى والألقاب المجردة)

[3] ويقال النسب للآباء والحسب للأفعال(فتح الباری لابنِ حجر، ج۷ص ۲۱،قوله باب قول النبي صلى الله عليه و سلم لو كنت متخذا خليلا) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اگر یہ چیزیں شرعی حدود کے اندر ہوں، تو ان کے استعمال کی اجازت ہے، اور شرعی دلائل سے ان کا ثبوت ہے۔

چنانچہ عرب میں کنیت کا کثرت سے رواج تھا، اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے "ابوالقاسم" کنیت منتخب فرمائی تھی، اور اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی کنیت خود سے تجویز فرمائی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مختلف اہلِ فضل صحابۂ کرام کے لئے لقب کا استعمال بھی رہا ہے۔

مسئلہ......: کنیت کا استعمال جائز ہے، بلکہ اہلِ فضل مَردوں وعورتوں کے لئے مستحب ہے، خواہ کسی کی اولاد ہو یا نہ ہو، اور کنیت اپنی اولاد کے ساتھ بھی جائز ہے، اور اس کے علاوہ بھی، اور بڑے کے علاوہ بچے کی کنیت بھی جائز ہے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے بچے کی کنیت ابوعمیر رکھی تھی۔ [1]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والنسب الوجه الذى يحصل به الادلاء من جهة الآباء والحسب ما يعده المرء من مفاخر آبائه (فتح البارى لابنِ حجر ۸ص۲۱۷، قوله باب قوله تعالى قل يا أهل الكتاب تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم أن لانعبد إلا الله)

[1] وأما الكلام فى الكنية فكان عادة العرب أنه إذا ولد لأحدهم ولد كان يكنى به، وامرأته كانت تكنى به أيضاً، يقال للزوج :أب فلان، ولامرأته :أم فلان، كما قيل :أبو سلمة، وامرأته أم سلمة، وأبو الدرداء، وامرأته أم الدرداء، وأبو ذر، وامرأته أم ذر، وكان الرجل لا يكنى له ما لم يولد له، ولو كنى ابنه الصغير بأبى بكر، أو غيره كره بعضهم، إذ ليس لهذا الابن ابن اسمه بكر ليكون هو أب بكر، وعامتهم على أنه لا يكره؛ لأن الناس يريدون بهذا التعالى أنه سيصير فى ثانى الحال، لا التحقيق فى الحال .(المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى،الفصل الرابع والعشرون فى تسمية الأولاد وكناهم)

وَلَوْ كَنَّى ابْنَهُ الصَّغِيرَ بِأَبِي بَكْرٍ أَو غَيْرِهِ الصَّحِيحُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ فإن الناس يُرِيدُونَ التَّفَاؤُلَ أَنَّهُ يَصِيرُ أَبًا فِي ثَانِي الْحَالِ لَا التَّحْقِيقَ فِي الْحَالِ كَذَا فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِينَ (الفتاوى الهندية،الْبَابُ الثَّانِي وَالْعِشْرُونَ ،كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ)

يجوز التكنى ويجوز التكنية ويستحب تكنية أهل الفضل من الرجال والنساء سواء كان له ولد أم لا وسواء كنى بولده أم بغيره وسواء كنى الرجل بأبى فلان أو ابى فلانة وسواء كنيت المرأة بأم فلان أو أم فلانة...... ويجوز تكنية الصغير...... وفى سنن ابى داود باسناد صحيح عن عائشة أنها قالت (يا رسول الله كل صواحباتى لهن كنى قال فاكتنى بابنك عبد الله) قال الراوى يعنى بابنها عبد الله بن الزبير وهو ابن اختها أسماء بنت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جب کنیت کا استعمال جائز ہوا، تو کنیت کو بطور نام استعمال کرنا بھی جائز ہوا۔

مسئلہ......: کنیت انسانوں کے بجائے کسی اور چیز کی طرف منسوب کر کے بھی جائز ہے، مثلاً ابو ہریرہ، ابوالمکارم، ابوالمحاسن، ابوتراب وغیرہ۔ [1]

مسئلہ......: جب کسی کے ایک سے زیادہ بچے ہوں، تو عام حالات میں اس کو اپنے بڑے بچے کے نام کے ساتھ کنیت رکھنا بہتر ہے، لیکن اگر اس میں کوئی مانع ہو، یا دوسرے بچے میں کوئی ترجیح کی وجہ ہو، تو دوسرے بچے کے نام کے ساتھ رکھنے میں بھی کوئی گناہ نہیں۔ [2]

مسئلہ......: کسی کافر اور فاسق و بدعتی کو اس کی اصل کنیت سے مخاطب کرنا جائز ہے، جبکہ اس کا کنیت کے علاوہ کسی اور نام وغیرہ سے تعارف نہ ہو سکے، یا نام سے خطاب کرنے میں کوئی مفسدہ لازم آتا ہو۔ ورنہ عام حالات میں اس کے صرف نام سے مخاطب کرنا ہی مناسب ہے۔ [3]

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ابی بکر وکانت عائشة تكنى أم عبد الله "فهذا هو الصواب المعروف أن عائشة لم يكن لها ولد وانما كنيت بابن اختها عبد الله ابن أسماء (المجموع شرح المهذب للنووی ج۸ص ۴۳۸، ۴۳۹)

عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه:

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنَّاهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمنِ وَلَمْ يُولَدْ لَهُ." (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۸۳۲۳)

قال الهيثمي: رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، باب ما جاء في الكنى)

إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ (بخاری عن انس حدیث نمبر ۵۶۶۴ واللفظ له، ابن ماجة، حديث نمبر ۳۷۲۰ كتاب الادب، باب المزاح)

[1] ويجوز التكنية بغير أسماء الآدميين كأبي هريرة وأبي المكارم وأبي الفضائل وأبي المحاسن وغير ذلك (المجموع شرح المهذب للنووی ج۸ص ۴۳۸)

[2] قال رسول الله ﷺ لهانئ بن يزيد:

ما لك من الولد؟ قلت: لي شريح، وعبد الله، ومسلم، بنو هانئ، قال: فمن أكبرهم؟ قلت: شريح، قال: فأنت أبو شريح، ودعا له وولده (الأدب المفرد للبخاری حدیث نمبر ۸۳۸، واللفظ له، شرح السنه للامام البغوی، باب تغیر الاسماء)

وإذا كنى من له أولاد كنى بأكبرهم (المجموع شرح المهذب للنووی ج۸ص ۴۳۸)

[3] ولا بأس بمخاطبة الكافر والفاسق والمبتدع بكنيته إذا لم يعرف بغيرها أو خيف من ذكره باسمه مفسدة وإلا فينبغي أن لا يزيد على الاسم. وقد تظاهرت الاحاديث الصحيحة بما ذكرته (المجموع شرح المهذب للنووی ج۸ص ۴۳۸)

مسئلہ......: حضور ﷺ نے اپنا نام رکھنے کی تو اجازت دی ہے، اور اپنی کنیت یعنی ابوالقاسم رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ [1]

حضور ﷺ کے اس ارشاد کے پیشِ نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ ممانعت حضور ﷺ کی حیات تک تھی، بعد میں یہ ممانعت باقی نہیں رہی، جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ جس کا نام محمد ہو، اس کو ابوالقاسم کنیت کا رکھنا منع ہے۔

بہر حال احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ جس کا نام محمد ہو، اس کو ابوالقاسم کنیت رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے، اور محمد نام نہ ہو، تو ''ابوالقاسم'' کنیت رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ [2]

---

[1] عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي (بخاری حدیث نمبر ۳۲۷۴)

[2] جبکہ بعض حضرات نے ابوالقاسم کنیت سے بہر حال منع فرمایا ہے، خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

ولا بأس بأن يكنى بكنية رسول الله ﷺ، والذى روى عن النبى عليه السلام أنه قال : سموا باسمى، ولا تكنوا بكنيتى، فقد قيل :إنه منسوخ، وروى عن على بن أبى طالب رضى الله عنه :أنه سمى ابنه محمد وهو ابن الحنفية، وكناه أبو القاسم وقد كان استأذن منه .وعن عائشة رضى الله عنها :أن امرأة قالت لرسول الله ﷺ :إنى ولدت غلاماً فسميته محمداً وكنيته أبا القاسم، فذكر لى أنك تكره ذلك، فقال :ما الذى حرم كنيتى وأحل اسمى أو ما الذى حلّ اسمى، وحرم كنيتى، وعن محمد :أن من سمى باسم رسول الله ﷺ أكره أن يكنى بكنيته، ذكره فى الكشف (المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى، الفصل الرابع والعشرون فى تسمية الأولاد وكناهم)

واختلف العلماء فى التكنية بأبى القاسم على ثلاثة مذاهب (أحدها) مذهب الشافعى أنه لا يحل لاحد أن يكنى بأبى القاسم سواء كان اسمه محمدا أم غيره لظاهر الحديث المذكور وممن نقل هذا النص عن الشافعى من أصحابنا الائمة الحفاظ الثقات الاثبات المحدثون الفقهاء أبو بكر البيهقى فى باب العقيقة من سننه رواه عن الشافعى باسناده الصحيح وأبو محمد البغوى فى كتابه التهذيب فى أول كتاب النكاح وأبو القاسم بن عساكر فى ترجمة النبى ﷺ فى أول كتابه تاريخ دمشق وحمل الشافعى وأصحابه حديث على رضى الله عنه على الترخص له وتخصيصه من العموم وممن قال بقول الشافعى فى هذا أبو بكر بن المنذر

(والمذهب الثانى) مذهب مالك أنه يجوز التكنى بأبى القاسم لمن اسمه محمد ولغيره ويجعل النهى خاصا بحياة النبى ﷺ.

(والثالث) لا يجوز لمن اسمه محمد ويجوز لغيره (المجموع شرح المهذب للنووى ج۸ ص۴۴۰)

مسئلہ......: ابوعیسیٰ کنیت کا رکھنا جائز ہے۔ [1]

مسئلہ......: کسی کے لئے ایسے لقب کا استعمال جائز ہے، جو اس کو ناپسند نہ ہو، بلکہ اگر اسے پسند ہو، تو ایسے لقب کا استعمال شرعی حدود میں مستحب ہے۔ [2]

مسئلہ......: اپنے نام کے ساتھ مولانا، مفتی، صوفی، حافظ یا حاجی وغیرہ جیسے القاب کا استعمال اگر اپنی بڑائی اور فخر وتفاخر کے طور پر ہو تو ناجائز ہے، اور اگر کسی ضرورت کی وجہ سے ہو، مثلاً کسی کا تعارف اس کے بغیر مشکل ہو تو حرج نہیں۔

مسئلہ......: اگر کسی بزرگ یا سلسلہ کی طرف نسبت لگا کر اپنے نام کے ساتھ استعمال کی جائے تو اگر کسی ضرورت ومصلحت کی وجہ سے ہو، اور اس سے کوئی فاسد غرض نہ ہو تو حرج نہیں، جبکہ اس نسبت کا لحاظ بھی کیا جائے، اور اگر کوئی فاسد غرض مثلاً اپنی بڑائی، وشہرت ہو، یا عصبیت کا اظہار

---

[1] لا باس بالتكنى بابى عيسى وفى سنن ابى داود باسناد جيد (ان المغيرة بن شعبة تكنى بابى عيسى فقال عمر بن الخطاب رضى الله عنه اما يكفيك ان تكنى بابى عبد الله فقال كنانى رسول الله ﷺ) وان عمر ضرب ابنا له تكنى بابى عيسى *دليلنا حديث المغيرة والاصل عدم النهى حتى يثبت ولا يتخيل من هذا كون عيسى بن مريم ﷺ لا اب له لان المكنى ليس ابا حقيقة والله أعلم(المجموع شرح المهذب للنووى ج٨ص ۴۴۱)

[2] واتفقوا على استحباب اللقب الذى يحبه صاحبه فمن ذلك أبو بكر الصديق اسمه عبد الله بن عثمان ولقبه عتيق هذا هو الصحيح الذى عليه جماهير العلماء من المحدثين وأهل السير والتواريخ وغيرهم (وقيل) اسمه عتيق حكاه الحافظ ابو القاسم بن عساكر فى كتابه الاطراف والصواب الاول *واتفقوا على أنه لقب خير واختلفوا فى سبب تسميته عتيقا فروينا عن عائشة من أوجه أن رسول الله ﷺ قال (أبو بكر عتيق الله من النار) فمن يومئذ سمى عتيقا *وقال مصعب بن الزبير وغيره من أهل النسب سمى عتيقا لانه لم يكن فى نسبه شئ يعاب به وقيل غير ذلك *ومن ذلك أبو تراب لقب على بن أبى طالب رضى الله عنه كنيته أبو الحسن ثبت فى الصحيح (أن رسول الله ﷺ وجده نائما فى المسجد وعليه التراب فقال قم أبا تراب فلزمه هذا اللقب الحسن) روينا هذا فى الصحيحين عن سهل بن سعد قال سهل وكانت أحب أسماء على إليه وأن كان ليفرح أن يدعا بها *ومن ذلك ذو اليدين واسمه الخرباق - بكسر الخاء المعجمة وبالباء الموحدة وآخره قاف -كان فى يده طول ثبت فى الصحيح أن رسول الله ﷺ(كان يدعوه ذا اليدين) والله أعلم (المجموع شرح المهذب للنووى ج٨ص ۴۴۲)

ہو، یا اس نسبت سے لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہو، یا کسی کی طرف جھوٹی نسبت لازم آتی ہو، وغیرہ وغیرہ، تو گناہ ہے۔

آج کل بہت سے تکلف وتصنع پر مشتمل القاب چل گئے ہیں، اوران سے مقصود اپنی بڑائی، اور شہرت بن کررہ گیا ہے، جوکہ گناہ ہے۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آج کل خطابات بہت سستے ہورہے ہیں، حالت یہ ہے کہ جو قدوری بھی نہیں پڑھ سکتا، ان کو مولوی کا خطاب مل جاتا ہے، بہت سے شمس العلماء ایسے ہیں کہ اگران کے سامنے کوئی چھوٹی سی کتاب بھی پڑھانے کے لیے رکھ دو، تو نہ پڑھا سکیں۔

میں تو ایسے لوگوں کو شمسِ مکسوف کہا کرتا ہوں (آداب تقریر وتصنیف، صفحہ ۱۹۱، بحوالہ حقوق الزوجین صفحہ ۳۲۷)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

آج کل نسبتوں کا بہت رواج ہوگیا ہے، جیسے فاروقی، چشتی وغیرہ۔

مجھے تو بُرا معلوم ہوتا ہے، چاہے تفاخر کی نیت نہ ہو، مگر صورت تو ضرور ہے (آداب تقریر وتصنیف، صفحہ ۱۹۳، بحوالہ الفصل والوصل، صفحہ ۱۹۷)

نیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:

آج کل زمانہ عجیب طرح کا ہے کہ لوگ ہندوستان اور پنجاب کے جانور بننا چاہتے ہیں، کوئی شیرِ پنجاب، بنتا ہے، کوئی طوطیِ ہند کوئی بلبلِ ہند۔

لوگ انسانوں سے جانور بننا چاہتے ہیں، خدا خیر کرے، آج تو شیر اور بلبل بنے ہیں، کل کو کوئی گاؤ ہند، اور خر ہند بھی بننے لگے گا، کیا واہیات ہے؟ خدا نے تم کو انسان بنایا ہے، تم چرند پرند کیوں بنتے ہو (آداب تقریر وتصنیف، صفحہ ۱۹۳، بحوالہ التبلیغ، جلد ۷، صفحہ ۱۵۷)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ایک مرض یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اپنے نام کے ساتھ رشیدی، قاسمی، خلیلی،

محمودی لکھنے لگے، اور بعض کوڑی ہو کر اپنے کو اشرفی لکھتے ہیں۔

اس میں شائبہ شرک تو نہیں، مگر تحزب اور پارٹی بندی ہے، اور حنفی اور شافعی لکھنے میں جو حکمت ہے، وہ یہاں نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہاں اہلِ زیغ سے احتراز مقصود ہے، یہاں کس طرح احتراز مقصود ہے؛ کیا اس جماعت میں بھی تمہارے نزدیک صاحبِ زیغ ہے، جس سے امتیاز کا قصد کیا جاتا ہے؟ (آدابِ تقریر وتصنیف، صفحہ ۱۹۴، بحوالہ جمال الجلیل ملحقہ جزاء وسزاء، صفحہ ۳۵)

مسئلہ......: کسی بے دین وبددین مثلاً کافر ومنافق، اور فاسق کو اچھے القاب سے پکارنا درست نہیں۔ [۱]

مسئلہ......: کسی کو ایسے لقب سے پکارنا، جس سے وہ ناراض ہوتا ہو، یا ایسے الفاظ سے اس کا ذکر کرنا، جو اس کی تحقیر کے لئے استعمال کیا جاتا ہو، وہ جائز نہیں، جیسے کسی کو لنگڑا، لولا، اندھا،

---

[۱] چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ -ﷺ- لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ (ابوداؤد حديث نمبر ۴۹۷۹، واللفظ لهٔ، شرح مشكل الآثار للطحاوى حديث نمبر ۵۹۸۷، الادب المفرد للبخارى، حديث نمبر ۷۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم منافق کو سیّد (یعنی سردار) نہ کہو، کیونکہ اگر وہ سردار بن گیا، تو تم اپنے رب عزوجل کو ناراض کرنے والے شمار ہوگے (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

" لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدَنَا ؛ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدَكُمْ فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ "(مسند احمد، حديث نمبر ۲۲۹۳۹، واللفظ لهٔ، السنن الكبرىٰ للنسائى حديث نمبر ۱۰۰۷۳، شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر ۴۵۴۲، عمل اليوم والليلة لابن السنى حديث نمبر ۳۹۰)

ترجمہ: تم منافق کو اپنا سیّد (یعنی اپنا سردار) نہ کہو، کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہوگا، تو تم اپنے رب کو ناراض کرنے والے شمار ہوگے (ترجمہ ختم)

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَتَأَمَّلْنَا مَا فِي هَذَا الْحَدِيثِ، فَوَجَدْنَا السَّيِّدَ الْمُسْتَحِقَّ لِلسُّؤْدُدِ هُوَ الَّذِي مَعَهُ الْأَسْبَابُ الْعَالِيَةُ الَّتِي يَسْتَحِقُّ بِهَا ذَلِكَ، وَيَبِينُ بِهَا عَمَّنْ سِوَاهُ مِمَّنْ سَادَهُ......وَكَانَ الْمُنَافِقُ بِضِدِّ ذَلِكَ، وَلَمَّا كَانَ كَذَلِكَ لَمْ يَسْتَحِقَّ بِهِ أَنْ يَكُونَ سَيِّدًا، وَكَانَ مَنْ سَمَّاهُ بِذَلِكَ وَاضِعًا لَهُ بِخِلَافِ الْمَكَانِ الَّذِي وَضَعَهُ اللهُ بِذَلِكَ، وَكَانَ بِذَلِكَ مُسْخِطًا لِرَبِّهِ(شرح مشكل الآثار للطحاوى ، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ من

نهيه أن يقال للمنافق :سيد)

یا کانا کہہ کر پکارنا۔ [۱]

البتہ اگر کوئی کسی برے لقب سے ہی مشہور ہوگیا ہو، کہ اس کے بغیر اس کو پہچانا ہی نہ جاتا ہو، تو اس کو اس لقب سے پکارنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کی تذلیل اور تحقیر مقصود نہ ہو۔ [۲]

---

[۱] چنانچہ حضرت ابوجبیرہ بن ضحاک فرماتے ہیں کہ:

فِينَا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي بَنِي سَلِمَةَ (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ) قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ -ﷺ- وَلَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَلَهُ اسْمَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ فَجَعَلَ النَّبِيُّ -ﷺ- يَقُولُ يَا فُلَانُ. فَيَقُولُونَ مَهْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هَذَا الِاسْمِ فَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الآيَةُ (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ)(ابوداود، باب فِي تَغْيِيرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ، واللفظ له،ترمذی، حدیث نمبر ۳۱۹۱)

ترجمہ: ہمارے قبیلہ بنی سلمہ کے متعلق (سورہ حجرات کی) یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ

(جس کا ترجمہ یہ ہے) اور تم ایک دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے۔

حضرت ابوجبیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، تو اس وقت ہم میں سے ایک آدمی کے دو یا تین نام ہوتے تھے، تو نبی ﷺ نے ان ناموں سے پکارنا شروع کیا، تو لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول وہ اس نام سے ناراض ہوتا ہے، تو اس وقت میں (سورہ حجرات کی) یہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ(ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو اسحاق، مزینہ قبیلہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُنَادِي فِي شِعَارِهِ :يَا حَرَامُ يَا حَرَامُ .فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :يَا حَلَالُ يَا حَلَالُ "(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۲۴۷۳، واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۸۶۵، مصنف ابن ابی شیبة حدیث نمبر ۳۴۲۵۴،معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۷۱۶۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو سنا، جو اپنے رواج کے مطابق اے حرام، اے حرام کہہ کر پکار رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے حلال، اے حلال (ترجمہ ختم)

[۲] (السابعة) قال الله تعالى (ولا تنابزوا بالالقاب) واتفق العلماء على تحريم تلقيب الانسان بما يكره سواء كان صفة كالاعمش والاعمى والاعرج والاحول والاصم والابرص والاصفر والاحدب والازرق والافطس والاشعر والاثرم والاقطع والزمن والمقعد والاشل أو كان صفة لابيه أو لامه أو غير ذلك مما يكرهه .واتفقوا على جواز ذكره بذلك على جهة التعريف لمن لا يعرفه الا بذلك ودلائل كل ما ذكرته مشهورة حذفتها لشهرتها (المجموع شرح المهذب للنووی ج۸ص ۴۴۱)

مسئلہ......: نسب پر فخر کرنا، اور اس پر آخرت کی کامیابی کا دارومدار رکھنا جائز نہیں۔
اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت اور کرامت کی چیز خاندان اور نسب نہیں، بلکہ انسان کا نیک عمل اور تقویٰ ہے، لہٰذا نیک اعمال کو نظر انداز کر کے خاندان پر فخر کی بنیاد رکھنا سراسر ناجائز ہے۔ [1]

مسئلہ......: جان بوجھ کر اپنے نسب کو تبدیل کرنا سخت گناہ ہے، احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ [2]

مسئلہ......: انسان کا نسب اس کے حقیقی والد سے ثابت ہوتا ہے، اور اسلام میں نسب کی حفاظت کی بہت اہمیت ہے، حقیقی والد کے بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا درست نہیں، آج کل بعض لوگ بچپن میں کسی دوسرے کے بچے کو مانگ کر پال لیتے ہیں، اس طرح لے کر پال لینے سے بچہ کا حقیقی والد سے نسب کا تعلق ختم نہیں ہوجاتا۔

مسئلہ......: آج کل ''سید'' ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت علی، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے نسبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں، اور ''ہاشمی'' ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو بنی ہاشم خاندان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں، اور ''علوی'' ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ

---

[1] يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورۃ حجرات آیت ۱۳)

وقوله(لِتَعَارَفُوا) يقول :ليعرف بعضكم بعضا في النسب، يقول تعالى ذكره :إنما جعلنا هذه الشعوب والقبائل لكم أيها الناس، ليعرف بعضكم بعضا في قرب القرابة منه وبعده، لا لفضيلة لكم في ذلك، وقُربة تقرّبكم إلى الله، بل أكرمكم عند الله أتقاكم (تفسیر طبری، سورۃ حجرات آیت ۱۳)

[2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ (بخاری حدیث نمبر ۶۲۷۰، مسلم حدیث نمبر ۲۲۷)

قال رسول الله لا ترغبوا أي لا تعرضوا عن آبائكم أي عن الانتماء إليهم فمن رغب عن أبيه أي والنسب إلى غيره فقد كفر أي قارب الكفر أو يخشى عليه الكفر في النهاية الدعوة بالكسر في النسب وهو أن ينتسب الإنسان إلى غير وعشيرته وكانوا يفعلونه فنهوا عنه والإدعاء إلى غير الأب مع العلم به حرام فمن اعتقد إباحته كفر لمخالفة الإجماع ومن لم يعتقد إباحته فمعنى كفر وجهان أحدهما أنه قد أشبه فعله فعل الكفار والثاني أنه كافر نعمة الإسلام قال الطيبي (مرقاة، كتاب النكاح، باب اللعان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کسی اور بیوی کی اولاد سے ہوں، اور ''صدیقی'' ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نسبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں، اور ''فاروقی'' ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلۂ نسب سے تعلق رکھتے ہوں، اور ''عثمانی'' ان لوگوں کو کہا جاتا ہے، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نسبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

اس لئے جو ان حضراتِ گرامی کے نسب سے تعلق نہ رکھتا ہو، اور اسے یہ بات معلوم ہو، تو اسے ان حضرات کی طرف خلافِ واقعہ نسبت کرنا گناہ ہے۔

مگر افسوس ہے کہ آج کل اس کو گناہ نہیں سمجھا جاتا، اور ہر شخص اپنی بڑائی اور شرف کو ظاہر کرنے کے لئے جان بوجھ کر اپنے نسب کو غلط ظاہر کر کے گناہ گار ہوتا ہے، خاص طور پر بہت سے لوگ اپنے آپ کو سیّد ظاہر کرتے ہیں، جبکہ ان کا نسب حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ ان مقدس ہستیوں کی طرف اپنی جھوٹی نسبت کرنے کا وبال انتہائی سخت ہے۔ [1]

مسئلہ......: جب کسی کو نام اور کنیت ولقب کے ساتھ ذکر کیا جائے، تو عربی قاعدہ کے لحاظ سے نام پہلے اور اس کے بعد لقب ذکر کرنا چاہئے، البتہ کنیت کو نام سے پہلے اور بعد میں دونوں طرح ذکر کرنے میں حرج نہیں۔ [2]



[1] البتہ جس نے خود سے اپنا نسب تبدیل نہیں کیا، اور وہ کسی نسب سے مشہور ہے، اور اس کے پاس اس نسب کی تصدیق وتکذیب کی کوئی دلیل نہیں، سوائے اس نسب کی شہرت کے، تو وہ اپنے مشہور نسب کو ظاہر کرنے کی صورت میں گناہ گار نہیں۔

[2] وهو إنما يجب تأخيره مع الاسم، فأما مع الكنية فأنت بالخيار بين أن تقدم الكنية على اللقب، فتقول :أبو عبد الله زين العابدين، وبين أن تقدم اللقب على الكنية، فتقول: زين العابدين أبو عبد الله(شرح ابن عقيل ج ١ ص ١٢١، ١٢٢)

عربی ناموں کے بارے میں کچھ فنی قواعد وعلمی فوائد

عربی زبان میں جو نام واسماء آتے ہیں، ان کے مختلف صیغے اور وزن اور اسی اعتبار سے ان کے معنیٰ ہوتے ہیں، اور ان کے بنانے کے قاعدے مختلف ہوتے ہیں۔

آگے اس سلسلہ میں چند اصولی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

عربی میں جو نام آتے ہیں، اُن کی اصل بنیادیں تین ہیں:

(۱)...... تین حرفی نام، جن کو ثلاثی کہا جاتا ہے (۲)...... چار حرفی نام، جن کو رُباعی کہا جاتا ہے (۳)...... پانچ حرفی نام، جن کو خماسی کہا جاتا ہے۔

پھر بعض اوقات تو نام کے تمام حروف اصلی ہوتے ہیں، ایسے نام کو مجرد کہا جاتا ہے؛ اور بعض اوقات کوئی حرف اصلی حروف سے زائد بھی ہوتا ہے، ایسے نام کو مزید فیہ کہا جاتا ہے۔ [1]

اسمائے مشتقہ والے نام

جو نام کسی خاص مصدر سے نکل کر بنائے گئے ہوں، ان کو اسمائے مشتقہ کہا جاتا ہے، اور وہ سات قسم کے نام ہیں:

(۱)...... اسمِ فاعل (۲)...... اسمِ مفعول (۳)...... اسمِ صفت یا صفتِ مشبہ (۴)...... اسمِ تفضیل (۵)...... اسمِ مبالغہ (۶)...... اسمِ ظرف (۷)...... اسمِ آلہ [2]

ملحوظ رہے کہ بعض اہلِ علم نے اسمائے مشتقہ کی تعداد سات کے بجائے چھ ذکر فرمائی ہے، اس کی وجہ

---

[1] اس طرح سے اوپر کی تین قسموں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں اور مجموعی طور پر چھ قسمیں بن جاتی ہیں (۱) ثلاثی مجرد (جیسے زمن) (۲) ثلاثی مزید (جیسے زمان، جس میں الف زائد ہے) (۳) رباعی مجرد (جیسے ثعلب) (۴) رباعی مزید (جیسے قندیل، جس میں یاء زائد ہے) (۵) خماسی مجرد (جیسے سفرجل) (۶) خماسی مزید (جیسے عضرفوط، جس میں واؤ زائد ہے)

[2] الأسماءُ المشتقة سبعة :اسم الفاعل، واسم المفعول، والصفة المشبهة، واسم التفضيل، واسم الزمان، واسم المكان، واسم الآلة .والاشتقاق أخذ كلمة من أُخرى مع تناسب بينهما في المعنى وتغيير في اللفظ مثل "حَسن "من "حسُن." وأصل المشتقات جميعاً المصدر(الموجز في

یہ ہے کہ انہوں نے مبالغہ کو الگ قسم کے تحت ذکر نہیں کیا، بلکہ مبالغہ کو اسمِ فاعل کے تحت ہی شمار کیا ہے، کیونکہ مبالغہ میں دراصل فاعل کے ہی مصدری معنیٰ کی زیادتی پائی جاتی ہے، مثلاً ضَارِبٌ (مارنے والا) ضَرَّابٌ (بہت مارنے والا)

ذیل میں ان سات قسم کے ناموں کی ترتیب وار تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱)......**اسم فاعل والے نام:**......بعض عربی نام اسم فاعل کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کے کرنے والے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔

لہٰذا جس فعل سے بھی اسم فاعل کا صیغہ بنایا جائے گا، اسی فعل کی مناسبت سے اس نام میں وہ کام کرنے والے کے معنیٰ پائے جائیں گے، پھر اگر وہ کسی مؤنث (عورت) کا نام ہے، تو اس کے آخر میں گول ۃ کا اضافہ ہوگا (جو کہ وقف کی صورت میں ہاء پڑھی جاتی ہے) اور اگر کسی مذکر (مرد) کا نام ہے، تو اس میں یہ اضافہ نہیں ہوگا۔ [۱]

اسمِ فاعل کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ناصر (مدد کرنے والا) **ناصرۃ** (مدد کرنے والی)

---

[۱] اور اسمِ فاعل کا صیغہ افعالِ ثلاثی سے فاعل کے وزن پر آتا ہے، جیسے ناصر۔

اور غیر ثلاثی سے بنانے کا یہ قاعدہ ہے کہ مضارع معروف کے حرفِ مضارعت کو میم مضموم سے بدل دیا جاتا ہے، اور آخری حرف سے پہلے حرف کو کسرہ دے دیا جاتا ہے (اگر کسرہ پہلے سے نہ ہو) جیسے یکرم سے مکرم یستغفر سے مستغفر۔

اسمِ فاعل کے صیغوں کی علامت یہ ہے کہ اس کے صیغے ثلاثی مجرد سے فاعل کے وزن پر آتے ہیں، جیسے ناصر؛ اور ثلاثی مزید، رباعی مجرد، رباعی مزید میں اسمِ فاعل کے صیغوں کے شروع میں م مضموم اور آخر سے پہلے حرف پر زیر ہوتا ہے، جیسے مستقیم؛ یا درمیان میں زیر نہ ہو تو زبر بھی نہیں ہوتا، جیسے متکون۔

یصاغ اسم الفاعل للدلالة على من فعل الفعل على وجه الحدوث :مثل :أكاتب أخوك درسه، أو على من قام به الفعل مثل :مائت سليم.ويشتق من الأفعال الثلاثية على وزن فاعل مثل :ناصر، قائل، واعد، رام، قاض، شاذ .ويكون من غير الثلاثي على وزن مضارعه المعلوم بإبدال حرف المضارعة ميماً مضمومة وكسر ما قبل آخره مثل :مُكْرِم، مُسْتغفِر، متخاصِمان، معجِّم، مختار، مصطفٍ(الموجز في قواعد اللغة العربية،المشتقات وعملها،اسم الفاعل وعمله)

بعض اوقات مصدر بھی اسمِ فاعل کے معنیٰ میں ہوتا ہے، جیسے:

وَسْوَاس بمعنىٰ مُوَسْوِس، رَبٌّ بمعنىٰ رَابٌّ، سَوَاءٌ بمعنىٰ مُسْتَوٍ، بُشْرٌ بمعنىٰ مُبَشِّر، قِبَلٌ بمعنىٰ مُقَابِل، عَشِيْرٌ بمعنىٰ مُعَاشِرٌ.

قائل (کہنے والا) قائلۃ (کہنے والی)

واعد (وعدہ کرنے والا) واعدۃ (وعدہ کرنے والی)

قاضٍ (فیصلہ کرنے والا) قاضیۃ (فیصلہ کرنے والی)

رامٍ (رمی کرنے والا) رامیۃ (رمی کرنے والی)

یہ سب ثلاثی کے اسم فاعل ہیں۔

محبّ (محبت کرنے والا) محبّۃ (محبت کرنے والی)

معین (مدد کرنے والا) معینۃ (مدد کرنے والی)

منیب (جھکنے والا) منیبۃ (جھکنے والی)

مطیع (اطاعت کرنے والا) مطیعۃ (اطاعت کرنے والی)

محسن (نیک سلوک کرنے والا) محسنۃ (نیک سلوک کرنے والی)

مُنذِر (ڈرانے والا) منذرۃ (ڈرانے والی)

یہ بابِ افعال سے اسم فاعل کے صیغے ہیں۔

مصدّق (تصدیق کرنے والا از باب تفعیل) مصدّقۃ (تصدیق کرنے والی)

مصاحِب (ساتھ رہنے والا، از باب مفاعلہ) مصاحِبہ (ساتھ رہنے والی)

مُتَدَارِک (تلافی کرنے والا، اسمِ فاعل از بابِ تفاعل) مُتَدَارِکہ (تلافی کرنے والی)

متمنّی (تمنا کرنے والا، از باب تفعل) متمنیہ (تمنا کرنے والی)

مکتسِب (کمائی کرنے والا، از بابِ افتعال) مکتسِبہ (کمائی کرنے والی)

مُستَنصِر (مدد کا طالب، از بابِ استفعال) مُستَنصِرہ (مدد کی طالب)

مُنبَعِث (بیدار ہونے والا، از بابِ انفعال) مُنبَعِثہ (بیدار ہونے والی)

پھر ان میں سے بعض نام اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کرکے بھی رکھے جاتے ہیں، جیسے شاکرُ اللہ (اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا) مطیعُ اللہ (اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا) مطیعُ الرحمٰن (رحمٰن کی اطاعت کرنے والا) منیبُ الرحمٰن (رحمٰن کی طرف جھکنے والا) محبُّ اللہ (اللہ سے محبت کرنے والا)

(۲)......اسمِ مفعول والے نام:......بعض عربی نام اسمِ مفعول کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں

نام والے پر اس فعل کے واقع ہونے کی نسبت پائی جاتی ہے۔

لہٰذا جس فعل سے بھی اسمِ مفعول کا صیغہ بنایا جائے گا، اس فعل کی مناسبت سے اس نام والے پر وہ کام واقع ہونے کے معنیٰ پائے جائیں گے، پھر اگر وہ کسی مؤنث (عورت) کا نام ہے، تو اس کے آخر میں گول ۃ کا اضافہ ہوگا (جو کہ وقف کی صورت میں ہاء پڑھی جاتی ہے) اور اگر کسی مذکر (مرد) کا نام ہے، تو اس میں یہ اضافہ نہیں ہوگا، البتہ اس کے بعض صیغے مذکر ومؤنث دونوں کے لئے بغیر کسی فرق کے استعمال ہوتے ہیں۔ [1]

---

[1] اسمِ مفعول ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے، جیسے مضروب، ممدوح، موعود، مرمی (جس کی اصل مرموی تھی) اور غیر ثلاثی مجرد سے اسمِ مفعول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع مجہول کے حرفِ مضارعت کو میم مضموم سے بدل دیا جاتا ہے، جیسے یُکرم سے مُکرَم، یُستغفر سے مُستغفَر، یُتداول سے مُتداول، یُصطفی سے مُصطفی، یُختار سے مُختار۔

اسمِ مفعول کے صیغوں کی علامت یہ ہے کہ ثلاثی مجرد سے اس کے صیغے مفعول کے وزن پر آتے ہیں، یعنی شروع میں میم مفتوح ہوتی ہے، اور درمیان میں (یعنی آخری حرف سے پہلے) واؤ ہوتی ہے، جس کا ماقبل مضموم یا مکسور ہوتا ہے، جیسے منصور، مقول، مبیع (یہ کسرہ تعلیلاً آیا ہے، اور اس کی وجہ سے واؤ، یاء سے بدل گیا) یا آخر میں "واؤ" یا "یاء" مشدد ہوتی ہے، جیسے مدعو، مرمی۔ اور ثلاثی مزید، رباعی مجرد اور رباعی مزید میں اسمِ مفعول کے صیغوں کے شروع میں میم مضموم اور درمیان میں (یعنی آخری حرف سے پہلے فتح ہوتا ہے) جیسے مزّمل، مطمئن؛ یا درمیان میں الف ہوتا ہے، جیسے مختار، محتاج۔

اور اسمِ مفعول ہی میں چار ایسے سماعی اوزان ہیں، جن میں مذکر اور مؤنث برابر ہیں:

(۱) فَعِیْلٌ جیسے قَتِیْلٌ، جَرِیْحٌ (۲) فُعْلَةٌ جیسے ضُحْكَةٌ، اُكْلَةٌ، مُضْغَةٌ، طُعْمَةٌ (۳) فَعَلٌ جیسے قَبَضٌ، قَنَصٌ، سَلَبٌ، جَلَبٌ (۴) فِعْلٌ جیسے ذِبْحٌ، طِحْنٌ، طِرْحٌ

يصاغ اسم المفعول للدلالة على من وقع عليه الفعل .ويكون من الثلاثي على وزن "مفعول :" مضروب، ممدوح، موعود، مغزوٌّ، مرميٌّ "أصلها مرمويٌ قلبت الواو ياءً"، مقول، مدين "أصلها مقوول ومديون :تحذف العلة في الفعل الأجوف ويضم ما قبلها إن كانت العلة واواً، ويكسر إن كانت ياءً ." ويصاغ من غير الثلاثي على وزن المضارع المجهول بإبدال حرف المضارعة ميماً مضمومة وفتح ما قبل الآخر :يُكرَم :مُكرَم، يُستغفر :مُستَغفَر، يُتَداول :متداول، يُصطفى : مُصطفى، يُختار :مختار .لا يصاغ اسم المفعول إلا من الفعل المتعدى، فإذا أريد صياغته من فعل لازم فيجب أن يكون معه ظرف أو مصدر أو جار ومجرور :السرير منومٌ فوقه، الأرض مسابق عليها، هل مفروحٌ اليوم فرحٌ عظيم؟ملاحظة :بمعنى اسم المفعول صيغ أربع سماعية يستوى فيها المذكر والمؤنث(۱)فَعيل :جريح، قتيل(۲)فِعْل :شاة ذِبحٌ "مذبوحة"، طِحْن، طِرح(۳)فَعَل : قَنص، سَلَب، جلب(۴)فُعْلة :أُكلة، مُضغة، طُعمة.

تنبيه :يجتمع أحياناً اسم الفاعل واسم المفعول من غير الثلاثي على صيغة واحدة في المضعف والأجوف مثل اختارَك رئيسك فأنت مختار ورئيسك مختار .شاذذت أخاك فأنا مشاد وأخوك مُشاد، والتفريق بالقرينة(الموجز في قواعد اللغة العربية،اسم المفعول)

اسمِ مفعول کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مشکور (قدر کیا ہوا یا قدر کیا جانے والا)	مشکورۃ (قدر کی ہوئی یا قدر کی جانے والی)
مسعود (سعادت مند مرد)	مسعودۃ (سعادت مند عورت)
مسرور (خوش کیا ہوا)	مسرورۃ (خوش کی ہوئی)
مقصود (قصد کیا جانے والا)	مقصودۃ (قصد کی جانے والی)
مفلح (کامیاب شدہ مرد، از بابِ افعال)	مفلحہ (کامیاب شدہ عورت)
مظفر (کامیاب قرار دیا ہوا، از بابِ تفعیل)	مظفرۃ (کامیاب قرار دی ہوئی)
مصاحَب (ساتھ رہا ہوا، از باب مفاعلہ)	مصاحَبہ (ساتھ رہی ہوئی)
متدارَک (تلافی کیا ہوا، از بابِ تفاعل)	متدارَکہ (تلافی کی ہوئی)
متبرَّک (برکت حاصل کیا ہوا، از بابِ تفعّل)	متبرَّکہ (برکت حاصل کی ہوئی)
معتصَم (محفوظ کیا جانے والا، از بابِ افتعال)	معتصَمہ (محفوظ کی جانے والی)
مستنصَر (مدد طلب کیا ہوا، از بابِ استفعال)	مستنصَرۃ (مدد طلب کی ہوئی)
منبعَث (بیدار شدہ مرد، از بابِ انفعال)	منبعَثہ (بیدار شدہ عورت)

(۳)......اسمِ صفت یا صفتِ مشبّہ والے نام:...... بعض عربی نام اسمِ صفت یا صفتِ مشبہ کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کو دوام اور ہمیشگی کے ساتھ کرنے والے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں، جو فعل اس لفظ کے مصدری معنیٰ میں موجود ہے۔

البتہ بعض اوقات اس صیغہ کے معنیٰ دوام کی قید لگائے بغیر بعینہٖ اسم فاعل والے بھی کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا جس فعل سے بھی صفتِ مشبہ کا صیغہ بنایا جائے گا، اس فعل کی مناسبت سے اس نام میں وہ کام دوام یا بغیر دوام کے کرنے والے کے ساتھ کرنے والے کے معنیٰ پائے جائیں گے، پھر اگر وہ کسی مؤنث (عورت) کا نام ہے، تو اس کے آخر میں گول ۃ کا اضافہ ہوگا (جو کہ وقف کی صورت میں ہاء پڑھی جاتی ہے) یا الف ممدودہ کا اضافہ ہوگا، اور اگر کسی مذکر (مرد) کا نام ہے، تو اس میں یہ اضافہ نہیں ہوگا۔

صفتِ مشبہ کے بہت سارے صیغے ہیں۔ ۱

۱ اور صفتِ مشبہ ثلاثی لازم کے ابواب سے آتا ہے، اور اس کے صیغے سماعی ہیں، اور جب یہ فعلِ لازم باب کرم سے ہوتو اکثر فَعِيْلٌ کے وزن پرآتا ہے۔ اور باب سمع سے صفتِ مشبہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی لفظ خوشی یا غم پر دلالت کرے، تو اس کا صفتِ مشبہ فَعِلٌ کے وزن پر ہوتا ہے، جیسے ضَجِرٌ ضَجِرَةٌ، طَرِبٌ طَرِبَةٌ۔
اور جب کسی پیدائشی عیب یا حسن پر دلالت کرے، یا کسی رنگ پر دلالت کرے، تو پھر اَفْعَلُ کے وزن والے الفاظ کو صفتِ مشبہ کہتے ہیں، جن کا مؤنث فعلاء ہے، جیسے اَعْرَجُ جس کا مؤنث عَرْجَاءُ، اَصْلَعُ جس کا مؤنث صَلْعَاءُ، اَحْوَرُ جس کا مؤنث حَوْرَاءُ، اَحْمَرُ جس کا مؤنث حَمْرَاءُ، اَبْيَضُ جس کا مؤنث بَيْضَاءُ، اَصْفَرُ جس کا مؤنث صَفْرَاءُ، اَسْوَدُ جس کا مؤنث سَوْدَاءُ آتا ہے۔ اور جب خالی ہونے یا بھرنے کے معنیٰ پر دلالت کرے، تو فَعْلَان کے وزن پر آتا ہے، جیسے عَطْشَانُ جس کا مؤنث عَطْشٰى، رَيَّانُ جس کا مؤنث رَيَّا، جَوْعَانُ جس کا مؤنث جَوْعٰى آتا ہے۔
اور اس کے اور بھی اوزان ہیں، جن سے آنے والے کچھ اسماء یہ ہیں:

شجاع وجبان وصُلْب وحسَن وشهْم

اور ہر وہ فعل جو کہ ثلاثی سے اسمِ فاعل کے معنیٰ میں ہو، اور اس کا وزن اسمِ فاعل کے خلاف ہو، تو وہ بھی صفتِ مشبہ کہلاتا ہے، جیسے سید، شیخ وغیرہ۔ اور حدوث کے بجائے ثبوت ودوام کے معنیٰ دینے والے الفاظ جو فاعل کے وزن پر ہوتے ہیں، وہ صفتِ مشبہ ہوتے ہیں، نہ کہ اسمِ فاعل، جیسے:

غَافِرُ الذَّنْبِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

اور جب صفتِ مشبہ سے مقصود حدوث ہو، تو اس کو اسمِ فاعل کے وزن پر لاتے ہیں، جیسے:

ضَائِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ

أسماء تصاغ للدلالة على من اتصف بالفعل على وجه الثبوت مثل :كريم الخلق، شجاع، نبيل .ولا تأتي إلا من الأفعال الثلاثية اللازمة، وصيغها كلها سماعية إلا أن الغالب في الفعل من الباب الرابع "باب طرِب يطرَب "أن يكون على إحدى الصيغ الآتية(١)على وزن "فَعِل "إذا دل على فرح أو حزن مثل :ضَجِر وضجِرة، طَرِب وطربة(٢)على وزن "أفعل "فيما دل على عيب أو حسن في خلقته أو على لون مثل :أعرج، أصلع، أحور، أخضر .ومؤنث هذه الصفة "فعلاء" :"عرجاءُ، صلعاءُ، حوراءُ، خضراءُ .والجمع "فُعْل :"عُرْج، صُلع، حُور، خُضْر(٣)على وزن "فَعْلان "فيما دل على خلوّ أو امتلاء :عطشان وريان، جَوْعان وشبعان والمؤنث "فَعْلى :"عطشى وريّا، وجَوْعى وشَبْعى .وإذا كان الفعل اللازم من باب "كرُم "فأكثر ما تأتي صفته على "فعيل "مثل كريم وشريف .وله أوزان أخرى مثل :شجاع وجبان وصُلْب وحسَن وشهْم .هذا وكل ما جاءَ من الثلاثي بمعنى اسم فاعل ووزنه مغاير لوزن اسم الفاعل فهو صفة مشبهة مثل :سيِّد وشيخ هِمّ وسيء .
ملاحظة :إذا قصدت من اسم الفاعل أو اسم المفعول الثبوت لا الحدوث أصبح صفة مشبهة يعمل عملها مثل :أنت محمودُ السجايا طاهر الخلقُ معتدل الطباع .أما إذا قصدت من الصفة المشبهة الحدوث جئت بها على صيغة اسم الفاعل فتعمل عمله مثل :أنت غداً سائدٌ رفاقَك "الصفة سيد ."فضيّق الصفة المشبهة إذا أردت منها الحدوث قلت :صدرك اليوم ضائق على غير عادتك(الموجز في قواعد اللغة العربية،الصفة المشبهة باسم الفاعل)

صفتِ مشبہ یا اسمِ مشبہ کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

حَسَن (اچھا مرد)	حَسَنۃ (اچھی عورت)
طاہر (پاک مرد)	طاہرۃ (پاک عورت)
نذیر (ڈراتے رہنے والا)	نذیرۃ (ڈراتے رہنے والی)
جمیل (جمال رکھنے والا)	جمیلۃ (جمال رکھنے والی)
عقیل (عقل مند مرد)	عقیلۃ (عقل مند عورت)
فہیم (سمجھ رکھنے والا)	فہیمۃ (سمجھ رکھنے والی)
شریف (شرافت والا)	شریفۃ (شرافت والی)
اَحمر (سرخ رنگ کا مرد)	حَمراء (سرخ رنگ کی عورت)
اَعیَن (بڑی آنکھ والا مرد)	عَیناء (بڑی آنکھ والی عورت)
وَقُور (صاحبِ وقار)	شجاع (بہادر)
فَرِح (خوش)	حَق (درست، اصلہٗ حَقِق)

پھر بعض اوقات اس صیغے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر کے نام رکھا جاتا ہے، مثلاً فہیم اللہ، عقیل الرحمٰن، جمیل الرحمٰن، وغیرہ۔

اور بعض اوقات اسلام یا دین کی نسبت لگا دی جاتی ہے، مثلاً فہیم الدین، فہیم الاسلام، وغیرہ۔

(۴)......**اسم تفضیل والے نام:**...... بعض عربی نام اسم تفضیل کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کے مصدری معنیٰ کی دوسروں کے مقابلہ میں زیادتی اور اضافہ وکثرت پائی جاتی ہے۔ [1]

---

[1] اسمِ تفضیل عام طور سے اَفعل کے وزن پر آتا ہے،

ثلاثی مجرد کے علاوہ تمام ابواب سے اَفعل التفضیل نہیں آتا، ان میں تفضیل کے معنیٰ ادا کرنے کے لئے اشدّ یا اکثر وغیرہ کا اضافہ کیا جاتا ہے، اور ثلاثی مجرد میں سے جو افعال کثرت کو قبول نہیں کرتے، جیسے الوان، عیوب، طلوع، غروب وغیرہ، ان سے بھی اسمِ تفضیل نہیں آتا۔

اسم التفضيل: يصاغ على وزن "أفعل "للدلالة على أن شيئين اشتركا في صفة وزاد أحدهما فيها على الآخر مثل: كلاكما ذكي لكن جارك أذكى منك وأعلم.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسمِ تفضیل کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

احمد (بہت زیادہ تعریف والا)	**انصر** (بہت زیادہ مدد والا)
اشرف (زیادہ شرافت والا)	**انور** (زیادہ روشنی والا)
اسلم (زیادہ سلامتی والا)	**امجد** (زیادہ بزرگی والا)
احسن (زیادہ اچھا)	**اکرم** (زیادہ اکرام والا)
ارشد (زیادہ ہدایت والا)	**افضل** (زیادہ فضیلت والا)
اطہر (زیادہ پاکیزہ)	**اجمل** (زیادہ جمال والا)
خیر (بہتر، اس کی اصل اخیر ہے)	**اشہر** (مشہورتر)
اشغل (بہت مشغول)	**انصر** (بہت مدد کرنے والا)

پھر اگر اس صیغہ سے کسی مؤنث (عورت) کا نام رکھا جائے، تو اس کے آخر میں الف مقصورہ کا اضافہ ہوگا، جیسے اصغر سے صغریٰ، اطیب سے طوبیٰ، احسن سے حسنیٰ وغیرہ۔

البتہ اس کے بعض صیغے مؤنث کے نہیں آتے۔

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقد يصاغ للدلالة على أن صفة شيء زادت على صفة شيء آخر مثل :العسل أحلى من الخل، والطالح أخبث من الصالح .وقليلاً يأتي بمعنى اسم الفاعل فلا يقصد منه تفضيل مثل" :الله أعلم حيث يجعل رسالته ."هذا ولا يصاغ اسم التفضيل إلا مما استوفى شروط اشتقاق فعلى التعجب " فإذا أريد التفضيل فيما لم يستوف الشروط أتينا بمصدره بعد اسم تفضيل فعله مستوفى الشروط مثل :أنت أكثر إنفاقاً، وأسرع استجابة.واسم التفضيل لا يأتي على حالة واحدة في مطابقته لموصوفه، وأحواله ثلاثة(۱)يلازم حالة واحدة هي الإفراد والتذكير والتنكير حين يقارن بالمفضّل عليه مجروراً بمن مثل "الطلاب أكثر من الطالبات "أو يضاف إليه منكراً" :الطالبات أسرع كاتباتٍ ."(۲)يطابق موصوفه إن لم يقارَن بالمفضل عليه سواءٌ أعرّف بـ"ال "أم أُضيف إلى معرفة ولم يقصد التفضيل مثل " :نجح الدارسون الأفضلون والطالبات الفضليات حتى الطالبتان الصغريان "، زميلاتك فضليات الطالبات(۳)إذا أُضيف إلى معرفة وقصد التفضيل جازت المطابقة وعدمها :مثل" :الطلاب أفضل الفتيان =أفاضلهم، زينب أكبر الرفيقات =كبرى الرفيقات ."
ملاحظة :لم يرد لكثير من أسماءِ التفضيل جمع ولا مؤنث، فعلى المتكلم مراعاة السماع؛ فإذا اضطر قاس مراعياً الذوق اللغوي السليم(الموجز في قواعد اللغة العربية،اسم التفضيل)

(۵)......اسم مبالغہ والے نام:...... بعض عربی نام اسم مبالغہ کے صیغوں پر آتے ہیں، جن میں اس فعل کے بہت زیادہ کرنے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں، مگر اس میں اسمِ تفضیل کی طرح دوسرے کے مقابلہ میں زیادتی مقصود نہیں ہوتی، بلکہ اپنی ذات میں زیادتی وکثرت مقصود ہوتی ہے۔[1]

اسمِ مبالغہ کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

حمّاد (بہت تعریف کرنے والا مرد یا عورت)	**سجّاد** (بہت زیادہ سجدہ کرنے والا مرد یا عورت)
جوّاد (بہت زیادہ سخاوت کرنے والا مرد یا عورت)	**خلّاد** (بہت باقی رہنے والا مرد یا عورت)
صبّار (بہت زیادہ صبر کرنے والا مرد یا عورت)	**زوّار** (بہت ملاقات کرنے والا مرد یا عورت)
بشّار (بہت زیادہ خوشخبری دینے والا مرد یا عورت)	**حسّان** (بہت زیادہ حسن واچھائی والا مرد یا عورت)
بزّاز (پارچہ فروش مرد یا عورت)	**مِدْعَس** (بہت آمد ورفت کا راستہ)

---

[1] اور اسمِ مبالغہ میں فعول ومفعال ومِفعل ومِفعیل کے اوزان پر مذکر ومؤنث کے صیغے الگ الگ نہیں ہوتے، بلکہ ایک ہی صیغہ مذکر مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، مگر کبھی مبالغہ کے لئے آخر میں تاء بڑھا دیتے ہیں، جیسے رجل علامۃ۔ اور جب فعیل بمعنیٰ فاعل اور فعول بمعنیٰ مفعول کے ہو، تو اس وقت تذکیر وتانیث میں تفریق کی جاتی ہے، جیسے علیم، علیمہ، حمول، حمولہ۔ اور مبالغہ کے زیادہ تر صیغے متعدی ہوتے ہیں۔

اسمِ مبالغہ کے بہت سے اوزان ہیں، البتہ پانچ اوزان مشہور اور قیاسی ہیں، جو کہ یہ ہیں:

"فَعَّالٌ" جیسے قَوَّالٌ "مِفْعَالٌ" جیسے مِغْوَاف، "فَعُوْلٌ" جیسے ضَرُوْبٌ "
فَعِيْلٌ" جیسے نَصِيْرٌ "فَعِلٌ" جیسے حَلِرٌ.

اور ان کے علاوہ فِعِّیْلٌ جیسے صِدِّیْقٌ، اور مِفْعِیْلٌ جیسے مِسْکِیْنٌ، اور فَاعُوْلٌ جیسے فَارُوْقٌ، اور فُعُّوْلٌ جیسے قُدُّوْسٌ، فَعْلَانٌ جیسے رَحْمٰنٌ، اور فُعَّالٌ جیسے عُجَابٌ، وغیرہ کے اوزان پر بھی اسمِ مبالغہ آتا ہے۔

وإذا أُريد الدلالة على المبالغة حُوّل اسم الفاعل إلى إحدى الصيغ الآتية:

فعّال مثل :غفّار ضرّاب ......مِفعال مثل :مِقْوال......فَعُول مثل :قؤول، غفور، ضروب ......فعيل مثل :رحيم، عليم......فَعِل مثل :حذِر.

ويلاحظ أن أفعال صيغ المبالغة كلها متعدية، وقل أن تأتي من الفعل اللازم.

وهناك صيغ أخرى سماعية مثل :مِفْعل "مِدْعَس =طعانٌ "فِعّيل ومِفْعيل "للمداوم على الشيء " مثل سكّير ومِعطير، وفُعَلة مثل هُمزَة ولمزَة وضُحَكة، وفاعول مثل فاروق وحاطوم وهاضوم، وفُعال مثل طُوال وكُبار، وفُعّال مثل كبار وحسّان.

ملاحظة :صيغ "فعول ومفعال ومِفْعل ومِفْعيل "يستوي فيها المذكر والمؤنث تقول :رجل معطير وامرأة معطير، ورجل رؤوم وأم رؤوم(الموجز في قواعد اللغة العربية،المشتقات وعملها،اسم الفاعل وعمله)

فَارُوْق (بہت امتیاز کرنے والا مرد یا عورت) مِنْعَام (بہت انعام دینے والا مرد یا عورت)

کُبَّار (بہت بزرگ مرد یا عورت) عُجَاب (بہت عجیب مرد یا عورت)

حَذِر (بہت بچنے والا مرد یا عورت) صِدِّیْق (بہت سچا)

حَمُول (بہت بردبار مرد یا عورت) غَیُوْر (بہت غیرت مند)

البتہ اسم مبالغہ کے صیغے والے بہت سے نام اللہ تعالیٰ کے مخصوص اسمائے حسنیٰ میں داخل ہیں، جیسے غفار، رزّاق وغیرہ۔

ایسے ناموں کو عبد کی نسبت لگا کر رکھنا چاہئے، جیسے عبدُ الغفار، عبدُ الرزاق وغیرہ۔

(۶)......اسمِ ظرف والے نام......: بعض نام اسم ظرف کے وزن پر آتے ہیں، جن میں اس معنیٰ کی جگہ یا وقت کی طرف نسبت ہوتی ہے۔

اور انسانوں کے علاوہ اسمِ ظرف کے صیغوں والے نام زمانوں اور جگہوں کے بھی کثرت سے رکھے جاتے ہیں۔ [1]

اسمِ ظرف کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مَکْتَب (لکھنے پڑھنے کی جگہ) مَظْہَر (غلبہ اور فتح کا مقام)

---

[1] اسمِ ظرف باب نصر، سمع، فتح، اور کرم سے اور ناقص کے ہر باب سے مَفْعَل کے وزن پر آتا ہے، اور باب ضرب اور مثال کے ہر باب سے مَفْعِل کے وزن پر آتا ہے۔

اور غیر ثلاثی سے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے، جیسے مُنْتَظَر۔

اسم الزمان واسم المكان: يصاغان للدلالة على زمن الفعل ومكانه مثل " :هنا مدفن الثروة، وأمس مسابق العدائين . "ويكونان من الثلاثي المفتوح العين في المضارع أو المضموم العين على وزن "مَفْعَل "مثل :مكتب، مدخل، مجال، منظر، وإذا كان مكسور العين فالوزن "مفعِل "مثل :منزِل، مهبط، مطير، مبيع .فإذا كان الفعل ناقصاً كان على "مفعَل "مهما تكن حركة عينه مثل :مسعى، مَرْقى، مرمى .وإذا كان الفعل مثالاً صحيح اللام فاسم الزمان والمكان منه على "مفعِل "مثل: موضِع، موقع .أما غير الثلاثي فاسم الزمان والمكان منه على وزن اسم المفعول مثل :هنا منتظر الزوار "مكان انتظارهم "، غداً مُسافر الوفد "زمن سفره ."فاجتمع على صيغة واحدة في الأفعال غير الثلاثية :المصدر الميمي واسم المفعول واسما الزمان والمكان، والتفريق بالقرائن .ملاحظة: ما ورد على غير هذه القواعد من أسماء الزمان والمكان يحفظ ولا يقاس عليه، فقد سمع بالكسر على خلاف القاعدة هذه الأسماء :المشرق، المغرب(الموجز في قواعد اللغة العربية،اسم الزمان واسم المكان)

مَسْعَد (سعادت مندی یا نیک بختی کا مقام) — مَقْصَر (مدد کا مقام یا جگہ)

مَنظَر (خوبصورت مقام) — مَنْسِک (قربان گاہ)

مَجْزِر (اونٹوں کی قربان گاہ) — مطلَع (سورج طلوع ہونے کا مقام)

مَشْرِق (طلوعِ آفتاب کا مقام یا جہت) — مغرِب (غروبِ آفتاب کا مقام یا جہت)

مَجْزِر (اونٹوں کی قربان گاہ) — مطلِع (سورج طلوع ہونا کا مقام)

مسجِد (سجدہ وعبادت گاہ) — منزِل (اترنے کی جگہ)

مَسْکَن (رہنے کی جگہ) — مشہَد (حاضر ہونے کی جگہ)

(۷)......اسمِ آلہ والے نام......: بعض نام اسمِ آلہ کے وزن پر آتے ہیں، جن میں اس کام کو کرنے کا ذریعہ یا آلہ ہونے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ [1]

اسمِ آلہ کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مِکْرَز (جمع ہونے کا ذریعہ) — مِحْصَن (محفوظ ہونے کا ذریعہ)

مفتاح (کھولنے کا ذریعہ یعنی چابی) — مِرْوَحہ (ہوا کا آلہ یعنی پنکھا)

مِصْباح (روشنی کا آلہ یعنی چراغ) — مِسْطَح (سیدھا کرنے کا آلہ)

اسمائے مصدریہ والے نام

بعض نام مصدر کے وزن پر آتے ہیں، اور مصدر ایسا اسم ہے، جس سے فعل اور اسمِ مشتق بنے، اور

---

[1] اسمِ آلہ صرف ثلاثی مجرد متعدی سے آتا ہے، اور اس میں تین وزن کثرت سے مستعمل ہیں:

(۱)...... مِفْعَلٌ (۲)...... مِفْعَالٌ (۳)...... مِفْعَلَةٌ

اور کمی کے ساتھ یہ بھی مستعمل ہے: فِعَالٌ

اسمِ آلہ فاعل کے وزن پر بھی آتا ہے، لیکن اس کے صرف دو وزن ہیں عالَم، خاتَم

اسم الآلة: يصاغ من الأفعال الثلاثية المتعدية أوزان ثلاثة للدلالة على آلة الفعل، وهي "مِفعَل ومِفعال ومِفعلة "بكسر الميم في جميعها مثل :مِحرَز ومِبرَد ومفتاح ومِطرقة.هذا وهناك صيغ أخرى تدل على الآلة كاسم الفاعل ومبالغته مثل :كابح "فرام "صقّالة وجرّافة وسحّاب، و "فِعال" مثل :ضِماد، وحِزام "وفاعول "مثل ساطور "وفعول "مثل "قدوم "وغيرها.ملاحظة :لا عمل لاسم الزمان ولا لاسم المكان ولا لاسم الآلة.(الموجز في قواعد اللغة العربية،اسم الآلة)

اس کے معنیٰ میں اس فعل کا کرنا یا ہونا پایا جائے۔
اور مصدر کے معنیٰ کیونکہ جنسی ہوتے ہیں، اس لیے ان کا اطلاق مذکر ومؤنث کی تفریق کے بغیر ہوتا ہے۔ [1]

مصدر کے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

نَصْر (مدد کرنا، ثلاثی مجرد) — إحسان (نیک سلوک کرنا، بابِ افعال)
إنعام (انعام کرنا، بابِ افعال) — إکرام (اکرام کرنا، بابِ افعال)
إرشاد (ہدایت کرنا، بابِ افعال) — توقیر (عزت کرنا، بابِ تفعیل)
تبحّر (وسیع علم والا ہونا، بابِ تفعّل) — مبارَکہ (برکت والا ہونا، بابِ مفاعلہ)
تدارُک (تلافی کرنا، بابِ تفاعُل) — اعتصام (اپنے آپ کو محفوظ رکھنا، بابِ افتعال)
استباق (ایک دوسرے سے آگے نکلنا، بابِ استفعال) — انبعاث (بیدار ہونا، کھڑا ہونا، بابِ انفعال)

بعض اوقات اس کے ساتھ مختلف نسبتیں بھی لگائی جاتی ہیں، مثلاً احسانُ اللہ، انعامُ اللہ، اکرامُ اللہ، وغیرہ۔
پھر بعض نام کسی مصدر کے آخر میں الف نون بڑھا کر بھی رکھے جاتے ہیں، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ [2]

اسمائے جامدہ والے نام

جامدہ وہ اسم ہے، جو نہ خود کسی دوسرے اسم سے بنا ہو (جیسا کہ اسمائے مشتقہ کا معاملہ ہے) اور نہ اس سے کوئی اسم بنے (جیسا کہ مصادر کا معاملہ ہے) اور اسی وجہ سے ایسے ناموں کو جامد کہا جاتا ہے کہ وہ

---

[1] اور عربی میں مصدروں کے مختلف ابواب واوزان ہیں، جن میں سے ہر ایک کی الگ الگ معنیٰ کی خاصیت ہے۔

[2] مصادر میں ایک مصدر اسمِ مصدر کہلاتا ہے، جس کے معنیٰ مصدر والے ہوتے ہیں، لیکن اس کے حروف فعل کے حروف سے کم ہوتے ہیں، جیسے:
سُبْحَانٌ، جس کا مصدر تسبیح ہے۔ سَلَامٌ، جس کا مصدر تسلیم ہے۔ سَوَاءٌ، جس کا مصدر استواء ہے۔
وِدَاعٌ، جس کا مصدر تودیع ہے۔
اور اسی طرح ایک مصدر صناعی کہلاتا ہے، اور مصدر صناعی وہ اسم ہے، جس کے آخر میں یاء مشدّد اور تاء زیادہ کر کے مصدر بنایا گیا ہو، جیسے: إنْسَانٌ سے إنْسَانِيَّةٌ، بمعنیٰ کسی چیز کا انسان ہونا۔

اپنی جگہ منجمد ہوتے ہیں، ان کا کسی مصدر یا مشتق سے تعلق نہیں ہوتا۔

عربی میں ایسے بھی بہت سے نام پائے جاتے ہیں۔ [1]

چند اسمائے جامدہ کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

فَلْس (پیسہ، ثلاثی مجرد)	فَرَس (گھوڑا، ثلاثی مجرد)
عِنَب (انگور، ثلاثی مجرد)	عُنُق (گردن، ثلاثی مجرد)
حِمار (گدھا، ثلاثی مزید)	جَعْفَر (نہر، رباعی مجرد)
دِرْهَم (چاندی کا سکہ، رباعی مجرد)	يُونُس (نام، رباعی)
سَفَرْجَل (بہی، خماسی مجرد)	قَرْطَبُوس (بڑی مصیبت، خماسی مزید)

وزنِ فعل والے نام

عربی میں بعض نام فعل کے صیغوں یا ان کے وزنوں کے مشابہ ہوتے ہیں، جیسے:

یَعِیش کہ یہ صحابی کا نام ہے، جن کا احادیث میں ذکر ہے، اور حضور ﷺ نے اس نام کو پسند فرمایا ہے، اور یہ عاش یعیش سے بیع اور یصیر کی طرح فعل مضارع کے وزن پر ہے۔ [2]

اور اسی طرح بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نام یزید ہے، اور یہ بھی "یعیش" کی طرح فعل مضارع کے وزن پر ہے۔ [3]

---

[1] اور اسمائے جامدہ کی قسمیں یہ ہیں، ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید، رباعی مجرد، رباعی مزید، خماسی مجرد، خماسی مزید۔
البتہ بہت سے نام ایسے ہیں کہ وہ ایک حیثیت سے جامد ہیں، اور جامد ہونے کی حیثیت سے ان کے دوسرے معنیٰ آتے ہیں، اور دوسری حیثیت سے وہ مصدر یا کوئی اسمِ مشتق ہیں، اور اس دوسری حیثیت سے ان کے اور معنیٰ آتے ہیں، اور اصحابِ لغت بعض اوقات اس طرح کے کسی لفظ کے دونوں معنیٰ بیان کردیتے ہیں۔

[2] يعيش بلفظ مضارع من عاش يعيش غير منصرف (اوجز المسالک ج۶ ص ۴۲۰، کتاب الجامع، باب مایکره من الاسماء)

[3] زَيْد: مصدر زاد الشيءُ يزيد زَيْداً. قال الشاعر: وأنتمُ معشر زَيْدٌ على مائةٍ ...فأجمِعوا أمركم طُرّاً فكيدوني......ويُروى: كيدكم. وقد سمّت العرب زَيْداً ومَزْيَداً وزِياداً وزائدة وزِيادة ويزيد. والزِّيادة: ضد النقصان. والمَزِيد من كل شيء: الاستكثار منه والزيادة فيه؛ يقال: عند الله المَزِيد من النعيم(جمهرة اللغة،لابن دريد، باب الدال والزاي)

اسی طرح یَعمَر میم کے زبر اور پیش دونوں کے ساتھ آیا ہے، اور صحابی کا نام ہے، اور یہ یفتح اور ینصر کی طرح فعل مضارع کے وزن پر ہے۔ [1]

اور اسی طرح یشکر اور یثرب اور تغلب بھی وزنِ فعل والے نام ہیں۔

نیز بعض اسمائے مشتقہ والے نام میں بھی وزنِ فعل پایا جاتا ہے، جیسے احمد، اکرم، الطف، اشرف، احسن، اجمل، اعزّ، احمر، اخضر، وغیرہ۔

اسمِ تصغیر والے نام

بعض اوقات کسی عربی نام کی تصغیر کردی جاتی ہے، جس کا مقصد اس فعل کے معنیٰ میں چھوٹا پن، عاجزی وانکساری اور زمانے کا قُرب وغیرہ کے معنیٰ داخل کرنا اور نام میں کشش وخوبصورتی اور تسہیل پیدا کرنا ہوتا ہے۔ [2]

---

[1] یعمر بفتح الیاء والمیم(مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ)

یعمر غیر منصرف وھو بفتح الیاء تحتھا نقطتان وفتح المیم ویضم (مرقاۃ، کتاب المناسک، باب الاحصار)

یعمر بفتح الیاء آخر الحروف وسکون العین المھملۃ وضم المیم وفتحھا وفی آخرہ راء (عمدۃ القاری، کتاب المناقب، باب بلاترجمۃ قبل باب ابن أخت القوم ومولی القوم منھم)

[2] اسمِ تصغیر کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس اسم کے تین حروف ہوں، تو پہلے حرف کو ضمہ اور دوسرے کو فتحہ دے کر ان دونوں کے بعد یاء ساکن زیادہ کردی جائے، جیسے رَجُل سے رُجَیْل۔

اور جس اسم کے تین سے زیادہ حروف ہوں، تو یاء کے بعد والے حرف کو کسرہ دے دیا جائے، جیسے دِرْھَم سے دُرَیْھِم۔

اور اگر اسم کا دوسرا حرف حرفِ علت ہو، اور اصلی ہو، لیکن اپنی اصل پر نہ ہو، تو تصغیر کی صورت میں وہ اپنی اصل پر آجاتا ہے، اور دوسری جگہ اگر الف ہو تو تصغیر میں واؤ سے بدل جاتا ہے، اور جو تیسری جگہ ہو تو وہ یاء سے بدل جاتا ہے، جیسے بابٌ سے بُوَیْبٌ، حارث سے حُوَیْرِث، حاطِب سے حُوَیطِب، حمار سے حُمَیِّر۔

اور اگر حرفِ علت زائد ہو، تو واؤ سے بدل جاتا ہے، جیسے ضاربٌ سے ضُوَیْرِبٌ۔

اور مؤنث سماعی کی تاء تصغیر میں ظاہر ہوجاتی ہے، جیسے اَرْضٌ سے اُرَیْضَۃٌ۔

اور جو حرف اسم کے آخر سے گر گیا ہو، وہ تصغیر میں واپس آجاتا ہے، جیسے اِبْنٌ سے بُنَیٌّ۔

علماء نے تصغیر کے پانچ وزن بتلائے ہیں (۱) فُعَیل جیسے رجل سے رُجَیل (یہ اسمِ ثلاثی کی تصغیر کے لیے ہے) (۲) فُعَیعِل جیسے جعفر سے جُعَیفِر (یہ ثلاثی مزید فیہ اور رباعی اور خماسی کی تصغیر کے لیے ہے، جبکہ چوتھا حرف مدہ نہ ہو) (۳) فُعَیعِیل جیسے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسمِ تصغیر والے چند ناموں کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

عُبید (چھوٹا بندہ) — سُلیم (چھوٹا سلامتی والا)

حُسین (چھوٹا حسن والا) — عُمیر (چھوٹا عمر والا)

اُسید (چھوٹا شیر یعنی بہادر) — اُویس (چھوٹا عطیہ)

اسمِ منسوب والے نام

بعض نام نسبتی کہلاتے ہیں، جن میں کسی چیز کی طرف نسبت ہوتی ہے، اور انہیں عربی میں اسمِ منسوب کہا جاتا ہے۔

عربی میں اسمِ منسوب کے لئے اسم کے آخری حرف پر کسرہ لگا کر اس کے بعد تشدید والی یاء لگا دی جاتی ہے، جو کہ یائے نسبتی کہلاتی ہے، جیسے بغداد سے بغدادی (یعنی بغداد کا رہنے والا)

اور اگر کسی نام کے آخر میں تاء ہو تو یائے نسبت لگاتے وقت تانیث کی تاء کو گرا دیا جاتا ہے، اور مؤنث کے لیے یائے نسبت کے بعد تاء زیادہ کردی جاتی ہے، جیسے مَکَّۃٌ سے مَکِّیٌّ (یعنی مکہ کا رہنے والا) اور مکیہ (یعنی مکے کی رہنے والی) اور جیسے کوفۃ سے کوفی (یعنی کوفے کا رہنے والا) اور کوفیۃ (یعنی کوفے کی رہنے والی)

اور فَعِیْلَۃٌ اور فُعَیْلَۃٌ کی یاء اور فَعُوْلَۃٌ کا واؤ نسبت میں گرا دیا جاتا ہے، جیسے مَدِیْنَۃٌ سے مَدَنِیٌّ (یعنی مدینہ کا رہنے والا) اور جُہَیْنَۃٌ سے جُہَنِیٌّ، اور شَنُوْءَۃٌ سے شَنَئِیٌّ۔

اور الف ممدودہ کا ہمزہ اصلی ہو تو بحال رہتا ہے، جیسے قُضَاءٌ سے قُضَائِیٌّ، مَاءٌ سے مَائِیٌّ۔

اور اگر الف ممدودہ تانیث کی علامت ہو، تو واؤ سے بدل جاتا ہے، جیسے سَمَاءٌ سے سَمَاوِیٌّ، بَیْضَاءٌ سے بَیْضَاوِیٌّ۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قرطاس سے قریطیس، خندریس سے خدیریس (یہ ثلاثی، رباعی اور خماسی مزید فیہ کی تصغیر کے لیے ہے، جبکہ چوتھا حرف مدہ ہو) (۴) فعیلال جیسے سکران سے سکیران، اجمال سے اُجَیمال (یہ اُس ثلاثی مزید فیہ کی تصغیر کے لیے ہے، جو فعلان اور افعال کے وزن پر ہو (۵) فعیلل جیسے سفرجل سے سفیرجل (یہ صرف خماسی مجرد کی تصغیر کے لیے ہے) (کتاب الصرف لعبدالرحمٰن امرتسری)

اوراسم کا آخری حرف گرگیا ہو، تو یائے نسبت کے وقت واپس آ جاتا ہے، جیسے دَمٌ سے دَمَوِیّ۔ [1]

الف نون زائدتان والے نام

عربی میں بعض نام کسی لفظ کے اصلی حروف (ف ع ل، خواہ وہ مصدر ہو، یا غیر مصدر) کے آخر میں الف نون زائدتان لگا کر رکھے جاتے ہیں۔

جیسے:

غُفران (مصدر، بمعنی مغفرت والا) **رِضوان** (مصدر، بمعنی رضامندی)

فُرقان (مصدر، بمعنی امتیاز کرنے والا) **فیضان** (مصدر، بمعنی فائدہ ونفع)

عدنان (عدن سے ماخوذ، بمعنی ٹھہرنے والا)

اور بعض اوقات ان میں سے بعض نام اللہ تعالیٰ یا کسی اور چیز کی طرف نسبت کر کے بھی رکھے جاتے ہیں، جیسے رضوانُ اللہ، رضوانُ الحق۔ [2]

---

[1] البتہ بعض الفاظ کی نسبت قیاس کے خلاف آئی ہے، جیسے نُورٌ سے نُورَانِیٌّ، حَقٌّ سے حَقَّانِیٌّ۔
اور یائے نسبت مبالغہ کے لئے بھی آتی ہے، جیسے اَحْمَرُ سے اَحْمَرِی۔

[2] غفران مصدر كالغفر والمغفرة ، ومثله سبحانك ، ونصبه بإضمار فعل تقديره ههنا :أطلب غفرانك(عون المعبود شرح ابى داوٗد، كتاب الطهارة، باب مايقول الرجل اذا خرج من الخلاء)

الرِّضْوَانُ والرُّضْوَانُ بكسر الراء وضَمِّها الرِّضَا والمَرْضاة مثْلُه(مختار الصحاح، مادة ر ض ا)

الرَّضِيُّ :المُطيع :والرَّضِيُّ :المُحِبّ .والرَّضِيّ :الضامن(تهذيب اللغة ،ماده رضى)

فأَما بالضم ففي المصادر كالغُفْرانِ والرُّضْوان (لسان العرب، مادة بسط)

الرِّضْـوانُ الـرِّضـا وكـذلك الـرُّضْـوانُ بـالضم والمَرْضاةُ مثلهُ غيره المَرْضاةُ والرِّضْوان مصدران والـقُـرّاء كـلهـم قَـرَؤُوا الرِّضْوانَ بكسر الراء إلاَّ ما رُوِيَ عن عاصم أَنه قرأَ رُضْوان ويقال هو مَرْضِيٌّ ومـنـهـم مـن يـقـول مَرْضُوٌّ لأَن الرِّضا في الأَصل من بنات الواو وقيل في عيشَةٍ راضِيَة أَي مَرْضِيَّة أَي ذات رضـىً كـقـولهم هَمٌّ ناصِبٌ ويقال رُضِيَتْ مَعيشَتهُ على ما لم يُسَمَّ فاعلهُ ولا يقال رَضِيَتْ ويقال رَضِيتُ به صاحِباً وربما قالوا رَضِيتُ عليْه في معنَى رَضِيتُ به وعنه وأَرْضَيْتُه عَنِّي ورَضَّيْته بالتشديد أَيضـاً فَرَضِي وتَرَضَّيته أَي أَرْضَيْته بعد جَهْدٍ واسترْضَيْتُه فأَرْضاني وراضاني مُراضاةً ورِضاء فَرَضَوْتُه أَرْضوهُ بالضم إذا غَلَبْتَه فيه لأَنه من الواو وفي المحكم فرضَوْتُه كنت أَشدَّ رِضاً منه ولا يُمَدُّ الرضا إلا على ذلك قال الجوهري وإنما قالوا رَضِيتُ عنه رِضاً وإن كان من الواو كما قالوا شَبِعَ شِبَعاً وقالوا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکر ومؤنث نام

اکثر وبیشتر عربی زبان میں مذکر یعنی لڑکوں اور مؤنث یعنی لڑکیوں کے ناموں میں کچھ فرق ہوتا ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ نام میں اصل مذکر ہونا ہے، لہٰذا اس کے لئے تو کسی علامت کی ضرورت نہیں، البتہ مؤنث میں تانیث کی کوئی خاص علامت ہوتی ہے، اور مؤنث کی لفظوں میں (جس کو تانیثِ لفظی کہا جاتا ہے) ایک علامت کسی نام میں حقیقتاً ''تاء'' کا ہونا ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

رَضِيَ لِمكان الكسر وحَقُّه رَضُوَ قال أبو منصور إذا جعلت الرِّضى بمعنى المُراضاةِ فهو ممدود وإذا جعلته مصدَرَ رَضِيَ يَرْضَى رِضىً فهو مقصور (لسان العرب، مادة رضى)

سورة الفرقان وهو مصدر فرق بين الشيئين إذا فصل بينهما (عمدة القارى، كتاب تفسير القرآن، باب سورة الفرقان)

فَاضَ الماء يفيض فيضانًا :كَثُر حتى سال .ومنه فاض النهر، وفاض السيل .والماء فائض - وينطقونها بالياء بدل الهمزة .وفاض الإناء :امتلأ حتى طفح .وفاض الخير :كثر .وفاض الخبر ذاع وانتشر .وأفاض الحجاج من عرفات إلى منى :انصرفوا إليها بعد انقضاء الموقف .واستفاض الخبر :انتشر(العامى الفصيح من إصدارات مجمع اللغة العربية بالقاهرة، باب الفاء)

عدنان بوزن فعلان من العدن تقول عدن أقام(فتح البارى لابن حجر،قوله باب مبعث النبى صلى الله عليه و سلم)و العَدْنُ مأخوذ من قولك :عَدَن فلان بالمكان إذا أقام به(تهذيب اللغة، مادة عدن)

والحسبان قد يكون مصدر حسبت حسابا وحسبانا مثل الغفران والكفران والرجحان والنقصان والبرهان وقد يكون جمع حساب كالشهبان والركبان والقضبان والرهبان (عمدة القارى، كتاب تفسير القرآن،باب سورة الرحمان)

كل شيء كانت في آخره ألف ونون زائدتان نحو (عُرْيَان) (وعُثمان) إن كانت نونه أصلية صرفته في كل حال نحو (دُهْقَان) من الدَّهْقَنَة وشيطان من الشيطنة (وسمَّان) إن أخذته من السَّمّ لم تصرفه وإن أخذته من السمن صرفته وكذلك (تَبَّان) إن أخذته من التَّبّ لم تصرفه وإن أخذته من التِّبْن صرفته وكذلك (حسَّان) إن أخذته من الحِسّ لا يصرف وإن أخذته من الحُسن صرفته (وديوان) نونه من الأصل فهو ينصرف (ورُمَّان) فُعَّال فهو ينصرف لأن نونه لام الفعل (ومُرَّان) يُصرف لأنه من المَرَانة سمي بذلك للينه(ادب الكاتب لابن قتيبة، باب مالاينصرف)

[1] تائے تانیث اسماء کے آخر میں تائے زائدہ کے طور پر آتی ہے، اور اسماء کے آخر میں متصلاً یا منفصلاً لکھی ہوتی ہے، اور وقف کی صورت میں ہ بن جاتی ہے، اصلی نہیں ہوتی، اور تائے اصلی مدوّر نہیں ہوتی کہ جو وقف کی صورت میں ہ بن جائے۔

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

اور دوسری علامت آخر میں ''الف مقصورہ'' کا ہونا ہے، جیسے ''بشریٰ''، ''حبلیٰ''

اور تیسری علامت آخر میں ''الف ممدودہ'' کا ہونا ہے، جیسے حمراء، صحراء وغیرہ۔

البتہ بعض نام ایسے ہیں کہ ان میں لفظوں میں مؤنث کی کوئی علامت نہیں ہوتی، بلکہ ان میں تانیثِ معنوی ہوتی ہے، یعنی وہ بغیر ظاہری علامت کے مؤنث سمجھے جاتے اور استعمال ہوتے ہیں، جیسے سماء۔

اور ان کا مؤنث ہونا سماعی ہوتا ہے، جو کلامِ عرب میں اس کی تصغیر سے یا اس کی صفت کے مؤنث استعمال ہونے سے یا اس کی طرف مؤنث ضمیر لوٹنے سے واضح ہوتی ہے۔

اور ایک تاء مصدریہ ہوتی ہے، جو کہ بعض مصدروں کے آخر میں آتی ہے، اور اس تاء کی وجہ سے وہ مصدر خاص مؤنث کے معنیٰ نہیں دیتا، بلکہ اسمِ جنس کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔ [1]

اسی طرح بعض مذکر اسمائے جامدۃ کے آخر میں بھی تاء ہوتی ہے، جیسے ''حمزۃ'' ایسے اسماء میں تاء تانیث کے لئے نہیں ہوتی، بلکہ علمیت پر محمول کی جاتی ہے۔

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

البتہ ایک تاء حکمی ہوتی ہے، یعنی چوتھا حرف تائے تانیث کے قائم مقام ہوتا ہے، جیسے زینب۔

[1] جیسے رَحْمَةٌ بروزن فَعْلَةٌ، اور مَسْغَبَةٌ /مَنْقَبَةٌ بروزن مَفْعَلَةٌ، اور قَيْلُوْلَةٌ بروزن فَعْلُوْلَةٌ، اور كَيْنُوْنَةٌ بروزن فَيْعَلُوْلَةٌ، اور شَهَادَةٌ بروزن فَعَالَةٌ، اور مَغْفِرَةٌ بروزن مَفْعِلَةٌ، اور جَبْرُوَّةٌ بروزن فَعْلُوَّةٌ، اور نَصِيْحَةٌ/لَطِيْمَةٌ بروزن فَعِيْلَةٌ، اور كَاذِبَةٌ بروزن فَاعِلَةٌ، اور مَمْلُكَةٌ بروزن مَفْعُلَةٌ، اور مَكْلُوْبَةٌ بروزن مَفْعُوْلَةٌ، اور سُهُوْلَةٌ بروزن فُعُوْلَةٌ، اور خِلَافَةٌ/ دِرَايَةٌ بروزن فِعَالَةٌ، اور بُغَايَةٌ/عُطَالَةٌ بروزن فُعَالَةٌ، اور جَبُوْرَةٌ بروزن فَعُوْلَةٌ، اور غَلَبَةٌ بروزن فَعَلَةٌ، اور سَرِقَةٌ بروزن فَعِلَةٌ، اور كَرَاهِيَةٌ بروزن فَعَالِيَةٌ.

یہ سب ثلاثی مجرد کے اوزان سے ہیں۔

اور ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے صرف ایک باب مفاعلۃ کے آخر میں تاء مصدریہ آتی ہے، جیسے مقاتلۃ۔

اور ثلاثی مزید با ہمزہ وصل میں کوئی نہیں، اور اس طرح رباعی مزید میں بھی کوئی نہیں، اور رباعی مجرد میں باب فَعْلَلَةٌ ہے، جیسے بَعْثَرَةٌ، اور ملحق بارباعی مجرد کے جن ابواب کے آخر میں تاء ہوتی ہے، وہ یہ ہیں:

فَعْلَلَةٌ جیسے جَلْبَبَةٌ (لام کے تکرار سے) فَعْوَلَةٌ جیسے سَرْوَلَةٌ (عین کلمے کے بعد واو بڑھانے سے)

فَيْعَلَةٌ جیسے صَيْطَرَةٌ (فاء کلمے کے بعد یاء بڑھانے سے) فَوْعَلَةٌ جیسے جَوْرَبَةٌ (فاء کلمے کے بعد واو بڑھانے سے) فَعْنَلَةٌ جیسے قَلْنَسَةٌ (عین کلمے کے بعد نون بڑھانے سے)

فَعْلَاةٌ جیسے قَلْسَاةٌ (لام کلمے کے بعد ہمزہ یا الف بڑھایا، جو تعلیل ہوکر یاء الف ہوگیا)

نام کے صحیح و جائز ہونے کی نسبت

کسی نام کے صحیح اور جائز ہونے کی بنیاد اس کی نسبت پر ہے۔

اور نسبت ایک تو لغوی ہوتی ہے، اور دوسری شخصی۔

پس جو نام لغت کے اعتبار سے صحیح معنیٰ رکھتا ہو، اور اس میں شرعی تقاضوں کی رعایت پائی جاتی ہو، اس کے درست ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔

اور جو نام کسی شخصیت کی طرف منسوب ہو، تو اگر وہ شخصیت ایسی ہے کہ جو شرعاً حجت ہو، خواہ بذاتِ خود (جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام) یا کسی دوسری وجہ سے حجت بن گئی ہو (جیسا کہ نبی علیہ السلام کا کسی نام پر سکوت وتقریر فرمانا) تو اس نسبت کی وجہ سے بھی وہ نام صحیح اور جائز ناموں کی فہرست میں داخل ہوجائے گا، اگرچہ لغوی نسبت سے اس کے معنیٰ اچھے نہ ہوں۔

چنانچہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام اسی شخصی نسبت کی وجہ سے حجت اور اچھے ناموں میں داخل ہیں، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ نام کہ جن کو حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا، اور تبدیل نہیں فرمایا، وہ بھی حضور ﷺ کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے حجت اور صحیح ناموں کی فہرست میں داخل ہیں۔

پس انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ناموں کے معنیٰ اگر معلوم نہ ہوں، یا بظاہر ان کے لغوی معنیٰ اچھے نہ ہوں، تب بھی ان ناموں کا رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ناموں کا بھی معاملہ ہے، کہ وہ بھی صحیح اور جائز ناموں کی فہرست میں داخل ہیں۔ [1]

اسلام کی آمد سے پہلے اہلِ عرب مختلف وجوہات واسباب کے پیشِ نظر نام رکھا کرتے تھے۔

مثلاً بعض نام بذاتِ خود اپنے بچوں کی نیک فالی کے پیشِ نظر رکھا کرتے تھے، مثلاً سالم، سعد،

---

[1] اور یہ حکم انبیائے عظام وصحابۂ کرام کے فی نفسہٖ ناموں کے بارے میں ہے، لیکن جہاں تک کسی نام کے کسی نبی کے ہونے یا کسی صحابی کے ہونے کا معاملہ ہے، تو اس کا دارومدار ثبوت پر ہے، جس درجہ کا ثبوت ہوگا، اس درجہ کا حکم ہوگا۔
پس جس نام کے بارے میں کسی نبی کا ہونا، یا جس نام کے بارے میں کسی صحابی کا ہونا معتبر دلیل سے ثابت نہ ہو، اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔

سعید، اسعد، عامر، وغیرہ۔

اور بعض نام دشمنوں پر غالب آنے کے نیک فال کو ملحوظ رکھ کر رکھا کرتے تھے، جیسے غالب، مقاتل، ثابت، وغیرہ۔

اور بعض نام درندوں کے نام پر دشمنوں کو ڈرانے اور ان پر رعب ڈالنے کے لئے رکھا کرتے تھے، جیسے اسد، سباع، لیث، ثعلب، وغیرہ۔

اور بعض نام کسی درخت کی سختی اور نرمی کو نیک فال بنا کر رکھا کرتے تھے، جیسے سمرہ، طلحہ، سلمۃ، قتادہ، وغیرہ۔

اور بعض نام زمین کی سختی اور اس کی نرمی کی نیک فالی کی بنیاد پر رکھا کرتے تھے، جیسے حجر، حُجیر، صخر، جندل، وغیرہ۔

اور بعض نام اپنے مخصوص مزاج کے پیشِ نظر اس بنیاد پر رکھا کرتے تھے کہ استقرارِ حمل یا بچے کی ولادت وغیرہ کے موقع پر گھر سے باہر نکلتے وقت کسی جانور کا سامنا ہوگیا، تو اسی جانور کے نام پر بچے کا نام رکھ دیا، جیسے کلب، حمار، کلیب، قرد، خنزیر، غراب وغیرہ۔ [1]

---

[1] واعلمْ أن للعرب مذاهب في تسمية أبنائها:

فمنها ما سمَّوه تفاؤلاً على أعدائهم نحو غالب، وغَلاّب، وظالم، وعارم، ومُنازِل، ومقاتل، ومُعارِك، وثابت، ونحو ذلك. وسمَّوا في مثل هذا الباب: مُسهِراً، ومُؤرِّقا، ومصبِّحا، ومنبِّها، وطارقاً.

ومنها ما تفاءلوا به للأبناء نحو: نائل، ووائل، وناجٍ، ومُدرِك، ودَرّاک، وسالم، وسُلَيم، ومالک، وعامر، وسعد، وسَعِيد، ومَسْعَدة، وأسعَد، وما أشبه ذلک.

ومنها ما سمّي بالسِّباع ترهيباً لأعدائهم: نحو: أسد، وليث، وفَرّاس، وذِئب، وسِيد، وعَمَلّس، وضِرغام، وما أشبه ذلک.

ومنها ما سمّي بما غلُظ وخشُن من الشَّجَر تفاؤلاً أيضاً نحو: طلحة، وسَمُرة، وسَلَمة، وقَتادة، وهَراسة، كلُّ ذلک شجرٌ له شوکٌ، وعِضاهٌ.

ومنها ما سمي بما غَلُظ من الأرض وخشُن لمسُه وموطِئُه، مثل حَجَر وحُجَير، وصَخْر وفِهر، وجَندل وجَرْوَل، وحَزْن وحَزْم.

ومنها أن الرجَل كان يخرج من منزله وامرأته تَمخضُ فيسمّي ابنه بأوّل ما يلقاه من ذلک، نحو:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسلام کی آمد کے بعد بدفالی اور شگون سے تو منع کر دیا گیا، البتہ نیک فال کی اجازت دی گئی، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اچھے ناموں سے نیک فال لینا احادیث میں مذکور ہے۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ناموں سے منع فرمادیا، اور اسی طرح جس نام کو کسی خاص نسبت وجہت سے منع فرمادیا، اس نسبت وجہت سے تو وہ نام ممنوع ومکروہ ہوگئے۔

اور جن ناموں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمانے کے بعد تبدیل نہیں فرمایا، تو وہ خاص جہت ونسبت سے جائز رہے۔ [1]

چنانچہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایسے نام ملتے ہیں، کہ بظاہر عربی لغت کے اعتبار سے

﴿ گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ثعلب وثعلبة، وضبّ وضبّة، وخُزَز، وضُبَيعة، وكلبٍ وكليب، وحمار وقرد وخنزير، وجحش، وكذلك أيضاً تُسمّي بأول ما يَسنَح أو يسرح لها من الطّير نحو: غُرابٍ وصُرَد، وما أشبهَ ذلك(الاشتقاق لابن دريد، مقدمة الكتاب)

[1] اور اگر کسی صحابی کا ایسا نام روایات میں ملتا ہو، کہ جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمادیا، تو اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نام کا علم نہ ہوسکا ہو (اور وہ صحابی کسی اور نام سے مثلاً کنیت یا لقب سے معروف ہوں، یا کسی اور وجہ سے) اور ان صحابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس نام کے بارے میں ناپسندیدگی کا علم نہ ہوسکا ہو، یا اس نام کا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منع وناپسندیدہ فرمانے سے پہلے کا ہو۔

(تسموا بأسماء الأنبياء) لفظه أمر ومعناه الإباحة لأنه خرج على سبب وهو تسموا باسمي وإنما طلب التسمي بالأنبياء لأنهم سادة بني آدم وأخلاقهم أشرف الأخلاق وأعمالهم أصلح الأعمال فأسماؤهم أشرف الأسماء فالتسمي بها شرف للمسمى ولو لم يكن فيها من المصالح إلا أن الاسم يذكر بمسماه ويقتضي التعلق بمعناه لكفى به مصلحة مع ما فيه من حفظ أسماء الأنبياء عليهم السلام وذكرها وأن لا تنسى فلا يكره التسمي بأسماء الأنبياء بل يستحب مع المحافظة على الأدب، قال ابن القيم: وهو الصواب وكان مذهب عمر كراهته ثم رجع كما يأتي وكان لطلحة عشرة أولاد كل منهم اسمه اسم نبي والزبير عشرة كل منهم مسمى باسم شهيد فقال له طلحة: أنا أسميهم بأسماء الأنبياء وأنت بأسماء الشهداء فقال: أنا أطمع في كونهم شهداء وأنت لا تطمع في كونهم أنبياء (فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت حديث نمبر ۳۳۰۰)

ويجوز التسمية بأسماء الأنبياء وبأسماء الصحابة، مع معرفة أن الأنبياء لا يساويهم ولا يدانيهم أحد، والصحابة هم خير الناس بعد الأنبياء والمرسلين صلوات وسلامه وبركاته عليهم أجمعين، والتسمية بابها واسع، سواء كانت بأسماء الأنبياء، أو من بأسماء الصحابة، أو بغير ذلك (شرح سنن أبي داود، لعبد المحسن العباد)

ان کے معنیٰ اچھے نہیں ہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں کو تبدیل نہیں فرمایا۔

اوراس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات عربی لغت میں کسی لفظ کے ایک سے زیادہ معنیٰ آتے ہیں، اور ان میں سے بعض معنیٰ کے اعتبار سے تو وہ نام بظاہر اچھا معلوم نہیں ہوتا، لیکن کسی دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے صحیح اور اچھا ہوتا ہے، اوراسی صحیح اور اچھے معنیٰ کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل نہیں فرمایا۔ [1]

اسی طرح بعض اوقات عربی لغت میں کسی لفظ کے معنیٰ بظاہر اچھے نہیں ہوتے، لیکن کسی دوسری نسبت یا جہت سے ان میں اچھائی داخل ہوجاتی ہے، اور وہ خاص معنیٰ لغوی اس میں ملحوظ نہیں ہوتے۔

اسی طرح بعض صحابۂ کرام کے نام عربی کے علاوہ دوسری زبان میں تھے، اوراس زبان میں اس نام کے معنیٰ درست بنتے تھے، اور عربی زبان کے لحاظ سے درست نہیں بنتے تھے۔

چنانچہ عربی زبان میں ''اسد'' کے معنیٰ ''شیر'' کے آتے ہیں، جوایک درندے اور چیر پھاڑ کرنے والے جانور کا نام ہے، لیکن بعض اوقات شیر کی بہادری کی صفت اور نسبت کو ملحوظ رکھ کر کسی انسان کا یہ نام رکھ دیا جاتا ہے، اوراس صورت میں اس نام سے مراد درندہ یا درندگی نہیں ہوتی، بلکہ انسان کا بہادر ہونا یااس کی بہادری مراد ہوتی ہے۔

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں احادیث میں ''اسد اللہ'' اور ''اسد رسولہ'' یعنی اللہ اوراس کے رسول کا شیر ہونے کے الفاظ آئے ہیں، جس سے مراد بہادر ہونا ہے۔ [2]

---

[1] اور معنیٰ کی یہ تبدیلی ابواب کے مختلف ہونے سے بھی واقع ہوتی ہے، کہ مثلاً ایک لفظ کے ایک باب سے اور معنیٰ آتے ہیں، اور دوسرے باب سے دوسرے معنیٰ آتے ہیں۔

اوراسی طرح اعراب کی تبدیلی سے بھی معنیٰ مختلف ہوجاتے ہیں۔

[2] عَنْ يَحْيَى بن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بن أَبِي لَبِيبَةَ ، عَنْ جَدِّهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ " :وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَمَكْتُوبٌ عِنْدَ اللَّهِ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ :حَمْزَةُ بن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسَدُ اللَّهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ "(المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۲۸۸۱)

قال الهيثمي: رواه الطبراني ويحيى وأبوه لم أعرفهما ، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد ج۹ص۲۶۸)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی طرح عابس اور عباس کو اگر عبس سے مشتق مانا جائے، توان کے معنیٰ ترش روئی کے آتے ہیں، یہ توان کے معنیٰ مشتق (یعنی اسمِ فاعل یا اسم تفضیل کی نسبت سے) ہیں، جبکہ اسمِ جامد ہونے کی حیثیت سے عابس اور عباس ایسے شیر کو کہا جاتا ہے، جس سے دوسرے شیر بھاگ جاتے ہوں، اور صحابۂ کرام کے عابس اور عباس نام اسی اسمِ جامد ہونے کے اعتبار سے انتہائی بہادری کے وصف کے لحاظ سے ہیں۔ [۱]

اوراسی طرح مثلاً لغت میں فاطمہ کے معنیٰ دودھ یا عادت چھوڑنے والی کے آتے ہیں۔ [۲]

لیکن اس نام کے تجویز کرنے میں ایک تو نیک فالی ہے، کہ بچہ خیر وعافیت اور سلامتی کے ساتھ اس عمر تک پہنچ جائے، جب وہ دودھ چھوڑنے کے قابل ہوجاتا ہے، اور دوسرے بری عادت چھوڑنے کی نیک فالی بھی ملحوظ ہے۔

﴿گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَنْ عُمَيْرِ بن إِسْحَاق ، قَالَ :كَانَ حَمْزَةُ بن عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يُقَاتِلُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَيْفَيْنِ ، وَيَقُولُ " :أَنَا أَسَدُ اللَّهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ "(المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۲۸۸۲)

قال الهيثمى:رواه الطبرانى ورجاله إلى قائله رجال الصحيح(مجمع الزوائد ج۹ ص۲۶۸)

بلکہ خود حمزہ کے معنیٰ بھی شیر کے آتے ہیں، جس سے مراد بہادر ہوتا ہے۔

[۱] والعَابِسُ :الأَسَدُ الذِى تَهْرُبُ منه الأُسود وقال ابن الأَعْرَابِىّ :كالعَبُوسِ والعَبّاسِ قال ابْن الأَعْرَابِىّ :وبه سُمِّىَ الرجُلُ عَبّاساً .قلت :عَبّاسٌ والعَبّاسُ :اسم عَلَمٍ فمَن قال :عَبّاسٌ فهو يُجْرِيه مُجْرَى زَيْدٍ ومَن قال :العَبّاسُ فإِنَّمَا أَرادَ أَن يَجْعَلَ الرجلَ هو الشىء بِعَيْنِه قال ابن جِنّى :العَبّاسُ وما أَشبهه من الأَوصَافِ الغالِبَة إِنَّمَا تَعرَّفَتْ بالوَضْعِ دُونَ اللامِ وإِنما أُقِرَّت اللامُ فيها بعدَ النَّقْلِ وكونِهَا أَعلاماً مُرَاعاةً لمذهبِ الوَصْفِ فيها قبلَ النَّقْلِ (تاج العروس، مادة عبس)

وعَبّسٌ وعَبَسٌ وعُبَيْسٌ أَسماء أَصلها الصفة وقد يكون عبيس تصغير عَبْسٍ وعَبَسٍ وقد يكون تصغير عَبّاسٍ وعابِسٍ تصغير الترخيم ابن الأَعرابى العَبّاسُ الأَسد الذى تهرب منه الأُسُدُ وبه سمى الرجل عَبّاساً (لسان العرب، مادة عبس)

[۲] فِطامُ الصبىّ :فِصالُهُ عن امّه .يقال :فَطَمَتِ الأُمُّ ولدها، والصبىُّ فطيمٌ .والجمع فُطُمٌ .وفَطَمْتُ الرجلَ عن عادته .وناقةٌ فاطِمٌ، إذا بلغ حوارها سنةً ففُطِمَ .وفَطَمْتُ الحبلَ :قطعته(الصحاح فى اللغة، مادة فطم)

العود أو الحبل فطما قطعه ويقال فطم فلانا عن عادته قطعه عنها والمرضع الرضيع قطعت عنه الرضاعة فهى فاطم وفاطمة(المعجم الوسيط، باب الفاء، مادةفطم)

اس اعتبار سے یہ نسبت اور معنیٰ بہت اچھے ہیں۔

اور اسی طرح مثلاً ''باقر'' حضرت زین العابدین کا لقب ہے، اور باقر لفظِ ''بقر'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ ''گائے کے ریوڑ'' اور ''کھولنے'' اور ''وسعت دینے والے'' کے آتے ہیں۔

اور حضرت محمد بن علی زین العابدین کا یہ لقب علم کی وسعت کی نسبت سے تجویز کیا گیا ہے۔ [1]

اسی طرح مثلاً لفظِ ''عثمان''، ''عثم'' سے ماخوذ ہے، جس کے عربی لغت میں کئی معنیٰ آتے ہیں، اور اس کے بعض لغوی معنیٰ اگرچہ مناسب نہیں ہیں، مگر بعض معنیٰ درست ہیں۔

چنانچہ اس کے ایک معنیٰ کسی معاملہ میں جدوجہد کرنے اور اپنے آپ کو اس میں مشغول کرنے کے آتے ہیں۔ [2]

---

[1] وقال الليث :الباقر جماعة البقر مع راعيها، وكذلك الجامل جماعة الجمال مع راعيها(تهذيب اللغة،مادة بقر)

والباقِرُ لَقَبُ الإمامِ أبي عبدِ اللهِ وأبي جعفر محمّد بن الإمامِ عليِّ زَيْنِ العَابِدِينَ ابنِ الحُسَيْنِ بنِ عليّ رضيَ اللهُ تعالى عنهم ....وإنما لُقِّبَ به لتَبَحُّرِه في العِلْمِ وتَوسُّعِه وفي اللّسَان :لأنه بَقَرَ العِلْمَ وعَرَفَ أَصلَه واستنبطَ فَرْعَه (تاج العروس، مادة بقر)

والباقر جماعة البَقَر مع رُعاتها وأهل اليَمَن يُسَمُّون البقرة بَاقُورة وكَتَب النبيّ عليه الصلاة والسلام في كتاب الصدَقة لأَهْل اليَمَن .(في ثلاثين باقورةً بقرة) التَّبَقُّر التوسُّع في العِلْم ومنه محمد البَاقِر لتبقُّره في العِلْم(مختار الصحاح، مادة ب ق ر)

(الباقر) المتوسع في العلم و به سمي أبو جعفر محمد بن علي زين العابدين بن الحسين الباقر و عرق في موق العين و جماعة البقر مع رعاتها(المعجم الوسيط، باب الباء، مادة بقر)

[2] أبو عبيد عن الكسائيّ :عَثَمت يَدُهُ تعثم، وعثمتها أنا إذا جبرتها على غير استواء .

وقال أبو زيد في العثم مثله.

وقال الفرّاء :تَعَثَّم -بضم الثاء -وتَعْثَل مثله.

وقال الليث :العَثْم :إساءة الجَبْر حتى يبقى فيه أَوَدٌ كهيئة المشش .ثعلب عن ابن الأعرابي قال :العَيْثوم :الأنثى من الفيلة.

وقال أبو عبيد :العَيْثُوم :الضبع والذكر ضِبعان.

وقال الليث :العَيْثوم :الضخم الشديد من كل شيء .ويقال للفيلة الأنثى عَيْثوم .قال: ويقال :للفيل الذكر :عَيْثوم وجمعه عَيَاثم .وقال الشاعر:

وقد أسير أمام الحيّ تحملني ...والفضلعين كِنَازُ اللحم عَيْثوم

وصف ناقته فجعلها عَيْثوما .قال :والعَيْثام :شجر يقال له البيضاء، الواحد عَيْثامة .أبو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور ''عثمان'' خلیفہٴ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام ہے، اور یہ نام جد وجہد کرنے اور مشغول ہونے کے معنیٰ کے اعتبار سے ہے، یعنی دین کے معاملہ میں جد وجہد اور اپنے آپ کو مشغول کرنے والا۔

اور اسی طرح مثلاً ''معاویہ'' کے عربی لغت میں کئی معنیٰ آتے ہیں، جن میں سے اگرچہ بعض معنیٰ تو اچھے نہیں ہیں، لیکن بعض معنیٰ درست ہیں، چنانچہ اس کے ایک معنیٰ ایک دوسرے کو دعوت دینے اور بلانے و پکارنے کے آتے ہیں۔ [1]

اور دعوت دینا اور بلانا اچھائی کی طرف بھی ہوسکتا ہے، اور برائی کی طرف بھی، اور معاویہ ایک جلیل القدر صحابی اور کئی دیگر صحابہٴ کرام کا نام ہے، اور ان حضراتِ گرامی کا یہ نام اچھائی کی طرف دعوت دینے کے اعتبار سے ہے۔

اور مثلاً ارقم کے ایک معنیٰ مخصوص سانپ کے آتے ہیں، اور دوسرے معنیٰ نقش ونگار والے کے آتے ہیں، بلکہ مخصوص سانپ کا نام بھی اسی وجہ سے ارقم رکھا گیا ہے، کہ اس کے جسم پر نقش ونگار ہوتے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عبيد عن عمرو :العَمَمُعَم :الشديد العظيم من الإبل .وقال الليث :العَمَمُعَم من الإبل: الطويل في غلظ، والجمع عَمَمُعمات .قال :والأسد عَمَمُعَم، يقال ذلک من ثقل وَطئه. بَغل عَمَمُعَم :قوىّ .وقال الجعدىّ يصف جملا:

أتاک أبو ليلى يجوب به الدُجى ...دُجى الليل جَوّابُ الفلاة عَمَمُعَم

أبو العباس عن ابن الأعرابى :إنى لأعْثِم له شيئاً من الرجز أى أنعف .وقال ابن الفرج : سمعت جماعة من قيس يقولون :فلان يَعْثَم ويَعْثِن أى يجتهد في الأمر ويُعْمل نفسه فيه. وقال ابن شميل :العَثْم في الكسر والجرح :تدانى العظم حتى همّ أن يَجْبر ولم يَجْبُر بعد كما ينبغى .يقال :أجبر عظم البعير؟ فيقال :لا ولكنه عَثَم ولم يَجْبُر .وقد عثم الجرح وهو ان يُكْتب ويَجْلب ولم يبرأ بعد .ثعلب عن ابن الأعرابى :العُثم جمع عاثم وهم المُجبّرون، عثمه إذا جبره .عمرو عن أبيه قال :العُثْمان :الجان، جاء به في باب الحيّات :أبو عبيد ابن عمرو :العَمَمُعَم :الشديد العظيم من الإبل .قال الأزهرى: عُثمان :فُعْلان من العَثْم(تهذيب اللغة، مادة عثم)

[1] واشتقاق معاوية من قولهم :تَعاوَى القومُ، إذا تداعَوْا إلى حربٍ وغيرها .واستعوى بنو فلانٍ، إذا استنصروهم .واستعوى الرجلُ، إذا باتَ القَفْرَ .واستعوى الكلابَ ليسمعَ نُباحَها، فيعلمُ أنّه قريبٌ من ماء أو حِلّة(الاشتقاق لابن دريد، اشتقاق أسماء رجال بنى عبد شمس)

ہیں، اور ایک جلیل القدر صحابی کا نام بھی ارقم ہے، تو وہ اسی نقش ونگار بمعنیٰ مزین وخوبصورت کی نسبت سے ہے۔ [1]

اور مثلاً مسروق یا سراقہ کے عربی لغت میں معنیٰ چرائے ہوئے کے آتے ہیں اور یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام ہیں، جن کو حضور ﷺ نے تبدیل نہیں فرمایا۔

کیونکہ ان الفاظ کے معنیٰ ''خفیہ طریقہ پر حاصل کی ہوئی چیز'' کے بھی آتے ہیں، اور مجازی طور پر ایسی چیز چُرانے پر بھی ان کا اطلاق آتا ہے، جو کہ حرام نہیں ہے، مثلاً شعر چرانا، نظر چُرانا، بلکہ آواز وغیرہ کے کمزور ہونے پر بھی ان الفاظ کا اطلاق آتا ہے۔

تو یہ نام انہی معانی کے پیشِ نظر ہیں۔ [2]

اسی طرح مثلاً ''سَرَق'' فارسی زبان میں ریشمی اور عمدہ کپڑے کو کہا جاتا ہے، اور عربی میں اس کے معنیٰ چوری کے آتے ہیں، اور بعض صحابۂ کرام کا نام ''سرق'' فارسی زبان کے اعتبار سے تھا، نہ کہ عربی زبان کے اعتبار سے۔ [3]

---

[1] (ر ق م) : (رَقَمَ الثَّوْبَ) وَشَّاهُ رَقْمًا (وَمِنْهُ) بُرُودُ الرَّقْمِ وَهُوَ نَوْعٌ مِنْهَا مُوَشًّى وَالتَّاجِرُ يَرْقُمُ الثِّيَابَ أَيْ يُعَلِّمُهَا بِأَنَّ ثَمَنَهَا كَذَا وَمِنْهُ لا يَجُوزُ بَيْعُ الشَّيْءِ بِرَقْمِهِ وَالْأَرْقَمُ مِنْ الْأَفَاعِي الْأَرْقَشُ (وَبِهِ سُمِّيَ) أَرْقَمُ بْنُ أَبِي الْأَرْقَمِ وَهُوَ الَّذِي اُسْتُعْمِلَ عَلَى الصَّدَقَاتِ فَاسْتَتْبَعَ أَبَا رَافِعٍ وَاسْمُ أَبِي الْأَرْقَمِ عَبْدُ مَنَافٍ (المغرب، مادة رق م ، باب الراء مع القاف)

[2] اور جو دوسروں کے شعر چرا کر ان میں اصلاح کرے، اسے بھی سراقہ کہہ دیا جاتا ہے۔

قالَ ابنُ بَرّيّ :ويُقال لسارِقِ الشِّعْرِ :سُرَاقَةٌ(تاج العروس ، مادة سرق)

سرق .ويقال :سرق السمع، والنظر :سمع، أو نظر مستخفيا .و :سرقتني عيني :نمت. سرق الشيء -سرقا :خفي(القاموس الفقهي ص ١٧١)

ومسروق :مفعول من قولهم :سَرِق الشيء ، إذا ضَعُف .والسَّرَق معروف (الاشتقاق لابن دريد، تسمية رجال بني زيد بن كهلان وقبائلهم)

ومن المجاز :استرق السمع، وسارقة النظر .واسترق الكاتب بعض الحاسبات إذا لم يبرزه. وسرقنا ليلة من الشهر إذا نعموا فيها .وسرق صوته، وهو مسروق الصوت إذا بحّ صوته (اساس البلاغه، ،كتاب السين، ماده س ر ق)

[3] (السرق) شقق الحرير أو أجوده الواحدة سرقة (المعجم الوسيط، باب السين)

والسَّرَق :ضرب من الثِّياب الحرير، أحسِبه فارسياً معرَّباً(الاشتقاق لابن دريد،تسمية رجال بني زيد بن كهلان وقبائلهم)

اسی طرح مثلاً ایاس الف پر زبر کے ساتھ مایوسی وناامیدی کے معنیٰ میں آتا ہے، لیکن الف کے زیر کے ساتھ اس کے معنیٰ عوض وبدلہ کے آتے ہیں، اور بعض صحابۂ کرام کا یہ نام اسی معنیٰ کے اعتبار سے تھا۔ [1]

اور بعض نام ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ ان میں لغوی معنیٰ ملحوظ ہی نہیں، بلکہ وہ بطورِ علمیت کے ہی متعین ہوگئے ہیں۔

بہرحال تفصیلِ مذکور کی روشنی میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ نام کہ جن کو نبی ﷺ نے ملاحظہ فرما کر تبدیل نہیں فرمایا، وہ نام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک شخصیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور ان کی طرف نسبت کا اعتبار کرتے ہوئے رکھنا جائز ہے، خواہ لغوی نسبت معلوم نہ ہو، یا بظاہر اچھی معلوم نہ ہوتی ہو۔ [2] فقط

محمد رضوان

مورخہ ۲۱/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ 04/ جولائی /2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[1] (أیس) الجوهری أَیِسْتُ منه آیَسُ یَأْساً لغة فی یَئِسْتُ منه أَیْأَسُ یَأْساً ومصدرهما واحد وآیَسَنی منه فلانٌ مثل أَیْأَسَنی وكذلك التأْییسُ ابن سیده أَیِسْتُ من الشیء مقلوب عن یَئِسْتُ ولیس بلغة فیه ولولا ذلك لأَعَلُّوه فقالوا إِسْتُ أَآسُ كهِبْتُ أَهابُ فظهوره صحیحاً یدل علی أَنه إِنما صح لأَنه مقلوب عما تصح عینه وهو یَئِسْتُ لتكون الصحة دلیلاً علی ذلك المعنی كما كانت صحة عَوِرَ دلیلاً علی ما لا بد من صحته وهو اعْوَرَّ وكان له مصدر فأَما إِیاسٌ اسم رجل فلیس من ذلك إِنما هو من الأَوْسِ الذی هو العِوَضُ علی نحو تسمیتهم للرجل عطیة تَفَؤُّلاً بالعطیة ومثله تسمیتهم عیاضاً وهو مذكور فی موضعه الكسائی سمعت غیر قبیلة یقولون أَیِسَ یایَسُ بغیر همز والإِیاسُ السَّلُّ وآس (لسان العرب، مادہ أیس ج۶ ص ۱۹)

[2] ملحوظ رہے کہ روایات میں بعض صحابیات کا نام امۃ اللہ ملتا ہے، اور حدیث میں بھی جاریہ کو ''اَمَتی'' کہنے سے منع کرتے وقت فرمایا گیا ہے کہ تمام عورتیں اللہ تعالیٰ کی ''اِمَاء'' ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي. كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيَتِي وَفَتَايَ وَفَتَاتِي (مسلم حدیث نمبر ۶۰۱۱)

جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی وصفاتی ناموں کی طرف عبد کی نسبت لگا کر لڑکوں کے نام رکھے جاتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی وصفاتی ناموں کی طرف ''اَمَۃ'' کی نسبت لگا کر لڑکیوں کے نام بھی رکھنے چاہئیں۔

خاتمہ

بچوں کے اسلامی ناموں کی فہرست

اس سے پہلے ہم اچھے اور صحیح وجائز اور ناجائز وغلط ناموں کے بارے میں اصولی طور پر تفصیل ذکر کر چکے ہیں۔ اب بچوں کے اسلامی ناموں کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

اس فہرست کو ترتیب دینے میں درج ذیل امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

(۱)...... حروفِ تہجی کے اعتبار سے پہلے مذکر (لڑکوں اور مَردوں کے) نام درج کئے گئے ہیں، اور اس کے بعد مؤنث (لڑکیوں اور عورتوں کے) نام درج کئے گئے ہیں۔ [۱]

(۲)...... ہر نام کے ساتھ اصل نام لکھ کر آگے اس کا اعراب لگا کر صحیح تلفظ کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ [۲]

اور اسی کے ساتھ اس نام کی نسبت اور معنیٰ کی وضاحت کر دی گئی ہے، اور بعض مقامات پر اس نام کے صیغے کو بھی واضح کر دیا گیا ہے۔

(۳)...... ہر حرفِ تہجی کے ناموں میں انبیائے عظام اور صحابۂ کرام کے ناموں کو بھی شامل کیا گیا ہے، اور مناسب موقعوں پر معنیٰ کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔

---

[۱] البتہ حروفِ تہجی کی رعایت نام کے شروع ہونے والے حرف کو ملحوظ رکھ کر تو کی گئی ہے، لیکن پہلے حرف کے بعد والے حروف میں حروفِ تہجی کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

[۲] اور عربی واسلامی ناموں کے صحیح تلفظ کی اہمیت بہت زیادہ ہے، اس لئے کہ اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے ظاہری الفاظ واعراب کے مختلف ہونے سے معنیٰ ونسبت مختلف ہو جاتی ہے۔ اور صحیح تلفظ واعراب کی جتنی جامعیت عربی زبان میں ہے، اتنی کسی اور زبان میں نہیں پائی جاتی، چنانچہ آج کل رائج انگریزی زبان میں بعض عربی حروف اور اعراب کے لئے کوئی مستقل حرف یا اعراب نہیں ہے، اور اسی وجہ سے انگریزی زبان اور بالخصوص انگریزی تحریر میں بہت سے عربی الفاظ واعراب کی ترجمانی کی کوئی متبادل چیز موجود نہیں۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو بہت سے مسلمان اپنے ناموں کو انگریزی یا دوسری زبان میں لکھنے اور دستخط کرنے کے عادی ہیں، اس سے اسلامی نام کے تمام تقاضوں کی رعایت نہیں ہو پاتی، جس کی وجہ سے اس کی برکات بھی حاصل نہیں ہو پاتیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے نام عربی اور اردو میں تحریر کرنے کا اہتمام کریں۔

(۴)...... صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کے نام معتبر اور مستند کتب سے لئے گئے ہیں، اور ممکنہ حد تک ان کی تحقیق کی گئی ہے۔ [1]

(۵)...... جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں یا کنیتوں کو شامل کیا گیا ہے، ان کے صرف نام یا کنیت کے درج کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور طوالت یا اختلاف وغیرہ سے بچنے کے لئے پورا تعارفی نام یا نسبت وغیرہ نہیں لکھی گئی۔

(۶)...... بعض نام عربی اصول اور لغات سے اخذ کئے گئے ہیں۔

(۷)...... نام کو مرکب رکھنے کے طریقے کی بھی بطور نمونہ نشاندہی کردی گئی ہے، لہٰذا خاص نشان زدہ الفاظ سے نام کو مرکب کرنا ضروری نہیں، بلکہ خود مرکب نام رکھنا بھی ضروری نہیں۔ اور لڑکیوں کے نام میں مرکب رکھنے کی نشاندہی نہیں کی گئی، ان کے ساتھ بنت یا زوجہ یا اُم یا حسنہ، محمودہ وغیرہ کا لفظ لگا کر مرکب کیا جاسکتا ہے۔ [2]

---

[1] چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کی اصل بنیاد تو ''اسد الغابہ'' پر رکھی گئی ہے، اور مزید تحقیق کے لئے ''الاصابہ فی تمییز الصحابہ'' اور ''معرفۃ الصحابہ لابی نعیم'' اور بعض مستند عربی لغات سے استفادہ کیا ہے۔
اور اگر کسی نام کے بارے میں صحابی یا تابعی ہونے میں اختلاف نظر سے گزرا، تو اس کی بھی ساتھ وضاحت کردی گئی ہے۔
البتہ بعض نام صحابی کے ہونے نہ ہونے میں اختلاف یا کسی دوسری وجہ سے شامل نہیں کئے گئے۔

[2] ملحوظ رہے کہ عربی کے بہت سے نام ایسے ہیں کہ جو مرد اور عورت دونوں کے رکھے جاسکتے ہیں (مثلاً مصادر والے نام اور بعض صفتِ مشبہ، اور مبالغہ وغیرہ کے صیغوں والے نام اور اسی طرح بعض اسمائے جامدہ) اور ہمارے یہاں مَردوں کے نام کے شروع میں محمد اور آخر میں احمد، حسن، حسین وغیرہ لگانے کے مروجہ طریقہ سے اس نام کے مَرد کا ہونے کا کافی حد تک تعارف ہوجاتا ہے۔ لیکن خواتین کے نام کے شروع یا آخر میں ایسے عربی کے الفاظ کے استعمال کا رواج نہیں کہ جن کی وجہ سے عورت کا نام ہونے کا تعارف ہو۔ البتہ اگر عورت کے نام کے بعد ''اُم'' یا ''بنت'' یا ''زوجہ'' فلاں کا اضافہ کیا جائے، تو عورت کے نام کو مرد کے نام سے امتیاز حاصل ہوجاتا ہے، اس لئے یا تو ام یا بنت، یا زوجہ فلاں کے الفاظ لگا کر امتیاز دینے کا رواج ہونا چاہئے۔ مگر ہمارے یہاں ام یا بنت یا زوجہ فلاں کے بجائے براہِ راست والد، یا شوہر کا نام لگادیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے مخصوص ناموں میں تو (جو ہمارے معاشرے میں عورتوں کے لئے ہی مخصوص رائج ہیں) امتیاز ہوجاتا ہے، لیکن مرد وعورت کے درمیان مشترک ناموں میں امتیاز مشکل ہوتا ہے، اور اسی وجہ ہمارے یہاں خواتین کے ایسے نام رکھنے کا رواج نہیں ہے، جو مرد وعورت کے درمیان عربی قواعد کے لحاظ سے مشترک ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے عورتوں کے ناموں کی تعداد کم سمجھی جاتی ہے، اور غیر اسلامی ناموں کا سہارا ڈھونڈا جاتا ہے۔ اس مشکل کا ایک حل یہ ہے کہ مَردوں کے ناموں کے ساتھ محمد، احمد، حسن، حسین وغیرہ جیسے امتیازی اوصاف والے الفاظ کی طرح عورتوں کے لئے بھی مخصوص امتیازی اوصاف والے الفاظ کو رواج دیا جائے، مثلاً عورت کے نام کے آخر میں حسنہ، محمودہ، وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

لڑکوں کے اسلامی نام

حرف ''الف'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
آدم	آدَم	ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا نام، بمعنیٰ گندم گو (اصلۂ اٰدم)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
احمد	اَحْمَد	نبی ﷺ کا نام، بمعنیٰ بہت زیادہ قابل تعریف (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں حسن لگایا جاسکتا ہے
ادریس	اِدْرِیْس	ایک نبی کا نام، بمعنیٰ دین کی تعلیم دینے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ایوب	اَیُّوب	ایک نبی کا نام جن کا صبر مشہور ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الٰہی/ لگایا جاسکتا ہے
الیاس	اِلْیَاس	ایک نبی کا نام، جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ابراہیم	اِبْرَاهِیْم	ایک جلیل القدر نبی اور نبی ﷺ کے بیٹے کا نام	" " "
اسماعیل	اِسْمَاعِیْل	حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام (عبرانی زبان کا لفظ)	" " "
اسحاق	اِسْحَاق	حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
الیسع	اَلْیَسَع	ایک نبی کا نام، جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
امین	اَمِیْن	نبی ﷺ کا لقب، بمعنیٰ بہت امانت دار (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/احسن/ لگایا جاسکتا ہے
ایاس	اِیَاس	صحابی کا نام، بمعنیٰ بدلہ (من الاوس، بحوالہ لسان العرب)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اسد	اَسَد	صحابی کا نام، بمعنیٰ شیر یعنی بہادر (اسم جامد)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
اسید	اُسَیْد	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا بہادر (اسد کی تصغیر)	〃 〃 〃
ارقم	اَرْقَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ منقش و مزین (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/ لگایا جاسکتا ہے
اخرم	اَخْرَم	صحابی کا نام، شاہِ روم کا لقب، بمعنیٰ ٹیلا جو کسی نشیب میں اترتا ہو/ تالاب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
احوص	اَحْوَص	صحابی کا نام، بمعنیٰ تنگ یک چشم	〃 〃 〃
احمر	اَحْمَر	صحابی کا نام، بمعنیٰ سرخ (اسم مشبہ بروزن افعل)	〃 〃 〃
ادرع	اَدْرَع	صحابی کا نام، بمعنیٰ زرہ پہننے والا	〃 〃 〃
ازہر	اَزْهَر	صحابی کا نام، بمعنیٰ سفید اور چمک دار چہرے والا	〃 〃 〃
اسود	اَسْوَد	صحابی کا نام، بمعنیٰ کالا بطور عاجزی (اسم مشبہ)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
اقعس	اَقْعَس	صحابی کا نام، بمعنیٰ بلند، عزیز وقوی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اکثم	اَکْثَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ شکم سیر/ وسیع راہ	〃 〃 〃
اسمر	اَسْمَر	صحابی کا نام، بمعنیٰ سفید بہ سیاہی مائل یعنی خوبصورت	〃 〃 〃
اہبان	اُھْبَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ ھبہ وعطیہ (الف نون زائدتان عن الھبۃ والھمزة بدل من الواو)	〃 〃 〃
اوس	اَوْس	صحابی کا نام، بمعنیٰ عطیہ کرنا (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃
ابان	اَبَانٌ	صحابی کا نام، بمعنیٰ واضح وظاہر	〃 〃 〃
اربد	اَرْبَدْ	صحابی کا نام، بمعنیٰ خاکستری لون والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/ لگایا جاسکتا ہے
اسامہ	اُسَامَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ شیر یعنی بہادر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
امیہ	اُمَیَّہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ قریش کا ایک قبیلہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ابی	اُبَیّ	صحابی کا نام (تصغیر اب مخفف، اصلہ اُبَیْوٌ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اغر	اَغَرّ	صحابی کا نام، بمعنیٰ سفید اور شریف	〃 〃 〃
اسعد	اَسْعَدْ	صحابی کا نام، بمعنیٰ نہایت نیک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
اقرع	اَقْرَعُ	صحابی کا نام، بمعنیٰ سخت ڈھال	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
افلح	اَفْلَحُ	صحابی کا نام، بمعنیٰ کامیاب ترین	〃 〃 〃
ایمن	اَیْمَنُ	صحابی کا نام، بمعنیٰ دایاں/راست/بابرکت	〃 〃 〃
اُسیر	اُسَیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا قیدی (یعنی احکامِ الٰہی کا) (اسیر کی تصغیر)	〃 〃 〃
انیف	اُنَیْف	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا سرسبز باغ (اُنف کی تصغیر)	〃 〃 〃
انس	اَنَس	صحابی کا نام، بمعنیٰ انسیت ہونا (مصدر انِس بہ من باب طرِب)	〃 〃 〃
انیس	اُنَیْس	صحابی کا نام، بمعنیٰ انسیت ہونا (انس کی تصغیر)	〃 〃 〃
انیس	اَنِیْس	انسیت والا (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/لگایا جاسکتا ہے
اوسط	اَوْسَط	حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہونے والے تابعی کا نام، بمعنیٰ درمیان و معتدل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
احنف	اَحْنَف	تابعی کا نام، بمعنیٰ استقامت کی طرف مائل ہونے والا	〃 〃 〃
اشرف	اَشْرَف	زیادہ شرافت والا (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
اجمل	اَجْمَل	زیادہ جمال والا (اسم تفضیل)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
اجود	اَجْوَد	زیادہ سخی (اسمِ تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
احسن	اَحسَن	زیادہ اچھا (اسمِ تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ارشد	اَرْشَد	زیادہ ہدایت والا (اسمِ تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
ابیض	اَبْیَض	سفید یا صاف ستھرا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
احور	اَحْوَر	سفید (اسمِ مشبہ)	" " "
اکرم	اَکْرَم	زیادہ عزت واکرام والا	" " "
اکمل	اَکْمَل	زیادہ کامل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
انور	اَنْوَر	زیادہ روشنی والا	" " "
انصر	اَنْصَر	بہت زیادہ مدد والا	" " "
اسلم	اَسْلَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ زیادہ سلامتی والا	" " "
امجد	اَمْجَد	زیادہ بزرگی والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسین/لگایا جاسکتا ہے
افضل	اَفْضَل	زیادہ فضیلت والا	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
اطہر	اَطْھَر	زیادہ پاکیزہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/مبارک/لگایا جاسکتا ہے
اطیب	اَطْیَب	زیادہ پاک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اصغر	اَصْغَر	چھوٹا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
اَخضر	اَخْضَر	صحابی کا نام، بمعنیٰ سرسبز/تروتازہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
ابکر	اَبْکَر	آگے بڑھنے والا	" " "
اَذکیٰ	اَذْکیٰ	نہایت عقل مند	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
اَحمس	اَحْمَس	دین میں زیادہ قوی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
ازھر	اَزْھَر	صحابی کا نام، بمعنیٰ نہایت سفید و روشن	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
اظہر	اَظْھَر	زیادہ ظاہر و قوی	" " "
ارشق	اَرْشَق	خوبصورت اور اچھے قد والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
انظر	اَنْظَر	خوب دھیان رکھنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اعتصام	اِعْتِصَام	خود کو گناہوں سے محفوظ رکھنا (اسم مصدر، باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق/لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
انتصار	اِنْتِصَار	فتح یاب ہونا (اسم مصدر، باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق/ لگایا جاسکتا ہے
اعتماد	اِعْتِمَاد	یقین و بھروسہ کرنا (اسم مصدر، باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
انعام	اِنْعَام	نعمت و تحفہ دینا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
اِخلاص	اِخْلَاص	کھوٹ و ملاوٹ سے خالی و پاک ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ابرار	اِبْرَار	نیکوکار و پرہیزگار ہونا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق/ لگایا جاسکتا ہے
ارشاد	اِرْشَاد	ہدایت کرنا، راہ دکھانا (اسم مصدر، باب افعال)	" " "
اوّاب	اَوَّاب	بہت رجوع کرنے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اُویس	اُوَیْس	چھوٹا سا عطیہ (اَوس کی تصغیر)	" " "
امان	اَمَان	پناہ/حفاظت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
ایثار	اِیْثَار	دوسرے کو ترجیح دینا (اسم مصدر، باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق/ لگایا جاسکتا ہے
انتخاب	اِنْتِخَاب	پسند کرنا، چھانٹنا (اسم مصدر از باب افتعال)	" " "
اطمئنان	اِطْمِئْنَان	مطمئن ہونا، سکون و آرام ہونا (اسم مصدر از باب افعلال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
احسان	اِحْسَان	اچھا سلوک اور بھلائی کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
امکان	اِمْکَان	ممکن و آسان ہونا (اسم مصدر)	〃 〃 〃
اسلام	اِسْلَام	صلح کرنا/فرمانبردار ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن لگایا جاسکتا ہے
اعلام	اِعْلَام	ظاہر کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اقبال	اِقْبَال	کسی کی طرف متوجہ ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن لگایا جاسکتا ہے
اصلاح	اِصْلَاح	درست کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
ارضاء	اِرْضَاء	راضی کرنا، خوش کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن لگایا جاسکتا ہے
ارتضاء	اِرْتِضَاء	اپنے لئے پسند کرنا (اسم مصدر از باب افتعال)	〃 〃 〃
افلاح	اِفْـلَاح	کامیاب ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	〃 〃 〃
انفاق	اِنْفَاق	خرچ کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انظار	اِنْظَار	مہلت دینا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
احصان	اِحْصَان	مضبوط جگہ میں محفوظ کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ادراک	اِدْرَاک	پانا/معلوم کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اشفاق	اِشْفَاق	مہربانی کرنا/ڈرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن لگایا جاسکتا ہے
اسفار	اِسْفَار	روشن ہونا/روشنی میں جانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اقتدار	اِقْتِدَار	قادر وغالب ہونا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انتظار	اِنْتِظَار	منتظر ہونا (اسم مصدر از باب افتعال)	〃 〃 〃
اصباح	اِصْبَاح	صبح میں داخل ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	〃 〃 〃
اختیار	اِخْتِیَار	چننا، منتخب کرنا (اسم مصدر از باب افتعال)	〃 〃 〃
ابراد	اِبْرَاد	ٹھنڈے وقت میں داخل ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اظہار	اِظْهَار	ظاہر کرنا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اطعام	اِطْعَام	کھلانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اسباغ	اِسْبَاغ	کامل بنانا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اذعان	اِذْعَان	مطیع ہونا (اسم مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
اذکار	اِذْکَار	یاد دلانا (اسمِ مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اسعاد	اِسْعَاد	نیک بخت بنانا/مدد کرنا (اسمِ مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اثمار	اِثْمَار	درخت کا پھل دار ہونا (اسمِ مصدر از باب افعال)	〃 〃 〃
اقساط	اِقْسَاط	انصاف کرنا (اسمِ مصدر از باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اکمال	اِکْمَال	پورا کرنا (اسمِ مصدر از باب افعال)	〃 〃 〃
اشتراک	اِشْتِرَاک	باہم شریک ہونا (اسمِ مصدر از باب افتعال)	〃 〃 〃
ابتہال	اِبْتِہَال	خوب انکساری سے دعا مانگنا (اسمِ مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن لگایا جاسکتا ہے
اتباع	اِتِّبَاع	پیروی کرنا (اسمِ مصدر از باب افتعال)	〃 〃 〃
استباق	اِسْتِبَاق	ایک دوسرے سے آگے نکلنا (اسمِ مصدر از باب استفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
اقتراب	اِقْتِرَاب	قریب ہونا (اسمِ مصدر از باب افتعال)	〃 〃 〃
اقتصاد	اِقْتِصَاد	میانہ روی کرنا (اسمِ مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اقتصار	اِقْتِصَار	اکتفاء کرنا (اسمِ مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
التماس	اِلْتِمَاس	طلب کرنا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
امتثال	اِمْتِثَال	حکم بجالانا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن لگایا جاسکتا ہے
اکتساب	اِکْتِسَاب	حاصل کرنا/کمانا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
انتباہ	اِنْتِبَاہ	خبردار ہونا (اسم مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
استبشار	اِسْتِبْشَار	خوش ہونا (اسم مصدر از باب استفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
استحسان	اِسْتِحْسَان	اچھا سمجھنا (اسم مصدر از باب استفعال)	〃 〃 〃
استحکام	اِسْتِحْکَام	محکم کرنا (اسم مصدر از باب استفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انکشاف	اِنْکِشَاف	کھلنا/ظاہر ہونا (اسم مصدر از باب انفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
انشراح	اِنْشِرَاح	کھلنا/دل کی رکاوٹ دور ہونا (اسم مصدر از باب انفعال)	〃 〃 〃
اندراج	اِنْدِرَاج	داخل ہونا (اسم مصدر از باب انفعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
انبساط	اِنْبِسَاط	پھیلنا/خوش ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
انبعاث	اِنْبِعَاث	بھیجا جانا/بیدار ہونا/کھڑا ہونا (اسم مصدر)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
احمرار	اِحْمِرَار	سرخ ہونا (اسم مصدر از باب افعلال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
امہ	اُمَّہ	ایک جماعت/مقتداء	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
آمر	آمِر	حکم دینے والا (اسم فاعل از ثلاثی مجرد باب نصر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
آمن	آمِن	بے خوف (اسم فاعل ثلاثی مجرد باب سمع)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ایسر	اَیْسَر	زیادہ آسان وسہل (اسم تفضیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
امتداد	اِمْتِدَاد	لمبا ودراز ہونا (مصدر از باب افتعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
ایسار	اِیْسَار	آسانی فراہم کرنا (باب افعال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
اشجع	اَشْجَع	زیادہ بہادر (اسم تفضیل)	〃 〃 〃
اریب	اَرِیْب	عاقل (صفتِ مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
اتقان	اِتْقَان	پختگی/مہارت/خوبی	〃 〃 〃
احتشام	اِحْتِشَام	حیاء/وقار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق لگایا جاسکتا ہے
ارفق	اَرْفَق	مفید/فائدہ مند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ابوبکر	اَبُوْبَکْر	صدیق اکبر کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرکب ہے
ابوحذیفہ	اَبُوْحُذَیْفَه	صحابی کی کنیت	〃 〃 〃
ابوسلمہ	اَبُوْسَلْمَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوعبیدہ	اَبُوْعُبَیْدَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوموسیٰ	اَبُوْمُوْسیٰ	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابن ام مکتوم	اِبْنِ اُمِّ مَکْتُوْم	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابواحمد	اَبُوْاَحْمَد	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوبردہ	اَبُوْبُرْدَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوبرزہ	اَبُوْبَرْزَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوذر	اَبُوْذَر	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابورافع	اَبُوْرَافِع	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابورہم	اَبُوْرُهْم	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوسبرہ	اَبُوْسَبْرِه	〃 〃 〃	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ابوسنان	اَبُوْسِنَان	صحابی کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرکب ہے
ابوفکیہہ	اَبُوْفَکِیْهَة	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوقیس	اَبُوْقَیْس	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوکبشہ	اَبُوْکَبْشَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابومرثد	اَبُوْمَرْثَد	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوہریرہ	اَبُوْهُرَیْرَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوایوب	اَبُوْاَیُّوْب	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوطلحہ	اَبُوْطَلْحَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوالدرداء	اَبُوْالدَّرْدَاء	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوسعید	اَبُوْسَعِیْد	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابومسعود	اَبُوْمَسْعُوْد	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوقتادہ	اَبُوْقَتَادَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابودجانہ	اَبُوْدُجَانَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ابوالیسر	اَبُوْالیُسْر	صحابی کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرکب ہے
ابولبابہ	اَبُوْلُبَابہ	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوالہیثم	اَبُوْالْهَیْثَم	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوقیس	اَبُوْقَیْس	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوحمید	اَبُوْحَمِیْد	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوزید	اَبُوْزَیْد	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوعمرہ	اَبُوْعَمْرَہ	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوعبس	اَبُوْعَبْس	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابواُسید	اَبُوْاُسَیْد	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابن ابی اوفیٰ	اِبْنِ اَبِیْ اَوْفٰی	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوامامہ	اَبُوْاُمَامَہ	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوبصیر	اَبُوْبَصِیْر	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوبکرہ	اَبُوْبَکْرَہ	〃 〃 〃	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ابوجہم	اَبُوْجَهْم	صحابی کی کنیت	کوئی لفظ ملانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ خود مرکب ہے
ابوجندل	اَبُوْجَنْدَل	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوثعلبہ	اَبُوْثَعْلَبَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابورفاعہ	اَبُوْرِفَاعَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوسفیان	اَبُوْسُفْيَان	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوشریح	اَبُوْشُرَيْح	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوالعاص	اَبُوالْعَاص	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوعامر	اَبُوْعَامِر	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوعسیب	اَبُوْعَسِيْب	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوعمرو	اَبُوْعَمْرو	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابومالک	اَبُوْمَالِک	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابو محجن	اَبُوْمِحْجَن	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابومحذورہ	اَبُوْمَحْذُوْرَه	〃 〃 〃	〃 〃 〃
ابوواقد	اَبُوْوَاقِد	〃 〃 〃	〃 〃 〃

حرف ''ب'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
بشیر	بَشِیْر	نبی اور کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ خوشخبری دینے والا (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
بشر	بِشْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ چہرے کی رونق/کشادہ روئی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بکر	بَکْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ ابتدائی/جلدی کرنا	〃 〃 〃
بکیر	بُکَیْر	صحابی کا نام (بکر کی تصغیر)	〃 〃 〃
بکیر	بَکِیْر	موسم بہار کی ابتدائی بارش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/مبارک/لگایا جاسکتا ہے
باکر	بَاکِر	صبح آنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
بلال	بِلَال	مشہور صحابی کا نام، بمعنیٰ پانی/تری، جو حلق کو تر کردے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بریدہ	بُرَیْدَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ چوکور کالی چادر (بردہ کی تصغیر، بحوالہ المغرب)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
برید	بَرِیْد	قاصد	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
براء	بَرَاء	صحابی کا نام، بمعنیٰ عیوب و آفات سے بری	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
بدیل	بَدِیْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ سخی، فیاض/شریف	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بسر	بُسْر	صحابی کا نام بمعنیٰ، تازہ چیز/طلوع کے وقت کا سورج	〃 〃 〃
بریر	بَرِیْر	پیلو کے درخت کا پہلا پھول	〃 〃 〃
بریر	بُرَیْر	صحابی کا نام (برر کی تصغیر)	〃 〃 〃
بصرہ	بَصْرَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ سفیدی مائل نرم پتھر (باء پر زبر، زیر اور پیش تینوں طرح درست ہے)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
بلیل	بُلَیْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ نمدار ٹھنڈی ہوا (بلل کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بلیل	بَلِیْل	نمدار ٹھنڈی ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/مبارک/لگایا جاسکتا ہے
بجیر	بَجِیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ علم یا مال میں وسیع (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بریع	بَرِیْع	عقل وجمال میں کامل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
بعیث	بَعِیْث	بھیجا ہوا	〃 〃 〃
بلیت	بَلِیْت	خوش بیان، عقلمند	〃 〃 〃
بقیع	بَقِیْع	درختوں کی جڑوں والی جگہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
باقر	بَاقِر	علم میں وسیع (وجہ التسمیۃ مذکور فی الخاتمۃ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
باعق	بَاعِق	اذان دینے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
بادر	بَادِر	پورا چاند/ آگے بڑھنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
بارع	بَارِع	ماہر/ باکمال/ فائق (اسم فاعل)	〃 〃 〃
بارق	بَارِق	روشن، چمکدار (اسم فاعل)	〃 〃 〃
باصر	بَاصِر	غور سے دیکھنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
بدر	بَدَر	چودھویں کا چاند (اسم جامد)	〃 〃 〃
برز	بَرُز	بہادری میں سبقت لے جانا (اسم مصدر)	〃 〃 〃
برکت	بَرْکَت	خیر، بھلائی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
برہان	بُرْھَان	مضبوط دلیل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
بہیس	بُھَیْس	دلیری (بھس کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بشارت	بَشَارَت	حسن و جمال	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ مبارک/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
بصارت	بَصَارَت	جاننا، دیکھنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
بلاغت	بَلَاغَت	فصیح وبلیغ ہونا (اسم مصدر)	〃 〃 〃
بلیغ	بَلِیْغ	خوش بیان (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
بسیل	بَسِیْل	بہادر	〃 〃 〃
بسول	بَسُوْل	انتہائی بہادر	〃 〃 〃
بہلول	بُہْلُوْل	عمدہ صفات کا سردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرفِ "ب" سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ''ت'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
توحید	تَوْحِیْد	وحدانیت بیان کرنا (اسمِ مصدر، از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ لگایا جاسکتا ہے
تبشیر	تَبْشِیْر	خوشخبری سُنانا (اسمِ مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
تمیم	تَمِیْم	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ انتہائی ٹھوس/ پورے قد وقامت والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تمام	تَمَّام	صحابی کا نام، بمعنیٰ انتہائی مکمل، پورا (اسمِ مبالغہ)	" " "
تائب	تَائِب	توبہ کرنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے
تابع	تَابِع	فرمانبردار (اسمِ فاعل)	" " "
تبیع	تَبِیْع	تابع دار/ ماتحت (اسمِ مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الرحمٰن/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
تریج	تَرِیْج	مضبوط پٹھوں والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تبن	تَبِنْ	سمجھدار	" " "
تقی	تَقِیّ	پرہیزگار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
تاجی	تَاجِیُ	باغبان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
توقیر	تَوْقِیر	عزت کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
توصیف	تَوْصِیف	تعریف کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃
توثیق	تَوْثِیق	مضبوط کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃
تحسین	تَحسِین	اچھا اور خوبصورت بنانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃
تنویر	تَنْوِیر	روشن کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الاسلام/الحق/لگایا جاسکتا ہے
تسکین	تَسْکِین	سکون پہنچانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الاسلام/لگایا جاسکتا ہے
تسلیم	تَسْلِیم	حکم ماننا/گردن جھکانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/لگایا جاسکتا ہے
تسنیم	تَسْنِیم	جنت کی ایک نہر	〃 〃 〃
تنزیل	تَنْزِیل	نازل کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃
توفیق	تَوْفِیق	نیک اسباب پہنچانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/لگایا جاسکتا ہے
تیسیر	تَیْسِیر	آسانی و سہولت پیدا کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
تہلیل	تَہْلِیْل	اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے
تنویل	تَنْوِیْل	بھلائی پہنچانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الاسلام/ لگایا جاسکتا ہے
تجمل	تَجَمُّل	حسن والا (اسم مصدر از باب تفعّل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تفضل	تَفَضُّل	مہربانی کرنا/ بزرگی وفضیلت حاصل کرنا (اسم مصدر از باب تفعّل)	〃 〃 〃
تیمن	تَیَمُّن	برکت حاصل کرنا (اسم مصدر از باب تفعّل)	〃 〃 〃
تبسم	تَبَسُّم	مسکرانا (اسم مصدر از باب تفعّل)	〃 〃 〃
تکمیل	تَکْمِیْل	پورا کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین لگایا جاسکتا ہے
تسہیل	تَسْہِیْل	آسان کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃
تعظیم	تَعْظِیْم	عظمت ظاہر کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃
تشریح	تَشْرِیْح	کھولنا/ واضح کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃
تحمید	تَحْمِیْد	حمد بیان کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃
تصدیق	تَصْدِیْق	سچا بتلانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
تصریح	تَصْرِیْح	صاف بات کرنا/کھولنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
تطہیر	تَطْہِیْر	پاک کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	″ ″ ″
تثبیت	تَثْبِیْت	ثابت و مضبوط کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	″ ″ ″
تفضیل	تَفْضِیْل	ترجیح دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	″ ″ ″
تفہیم	تَفْہِیْم	سمجھانا (اسم مصدر از باب تفعیل)	″ ″ ″
تمہید	تَمْہِیْد	درست و ہموار کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	″ ″ ″
تنشیف	تَنْشِیْف	صاف کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	″ ″ ″
تنعیم	تَنْعِیْم	نعمت دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تمرین	تَمْرِیْن	مشق کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
تنزیہ	تَنْزِیْہ	برائی سے دور رکھنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	″ ″ ″
تکریم	تَکْرِیْم	عزت دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	″ ″ ″
تقبیل	تَقْبِیْل	چومنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
تمکین	تَمْکِیْن	اختیار دینا/جگہ دینا (اسم مصدر از باب تفعیل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
تشفیع	تَشْفِیْع	سفارش قبول کرنا (اسم مصدر از باب تفعیل)	〃 〃 〃
تراضی	تَرَاضِیْ	ایک دوسرے سے راضی ہونا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تبرک	تَبَرُّک	برکت حاصل کرنا (اسم مصدر از باب تفعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تدبر	تَدَبُّر	انجام سوچنا (اسم مصدر از باب تفعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق لگایا جاسکتا ہے
تقرب	تَقَرُّب	قرب طلب کرنا (اسم مصدر از باب تفعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
تفکر	تَفَکُّر	سوچنا/غور کرنا (اسم مصدر از باب تفعل)	〃 〃 〃
تحفظ	تَحَفُّظ	حفاظت کرنا/بچنا (اسم مصدر از باب تفعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تمکن	تَمَکُّن	جگہ پانا (اسم مصدر از باب تفعل)	〃 〃 〃
تبحر	تَبَحُّر	وسیع علم والا ہونا (اسم مصدر از باب تفعل)	〃 〃 〃
تدارک	تَدَارُک	تلافی کرنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
تصدق	تَصَدُّق	صدقہ دینا (اسم مصدر از باب تفعل)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
تضرع	تَضَرُّع	دعا مانگنے میں انکساری ظاہر کرنا (اسم مصدر از باب تفعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تمتع	تَمَتُّع	لمبے عرصہ تک فائدہ اٹھانا (اسم مصدر از باب تفعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
ترقب	تَرَقُّب	انتظار کرنا (اسم مصدر از باب تفعل)	〃 〃 〃
تسحر	تَسَحُّر	سحری کھانا (اسم مصدر از باب تفعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تکفل	تَکَفُّل	کفیل ہونا (اسم مصدر از باب تفعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین لگایا جاسکتا ہے
تبارک	تَبَارُک	برکت والا ہونا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
تساہل	تَسَاهُل	ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کرنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
تذکر	تَذَکُّر	یاد کرنا (اسم مصدر از باب تفعل)	〃 〃 〃
تطہر	تَطَهُّر	خوب پاکی حاصل کرنا (اسم مصدر از باب تفعل)	〃 〃 〃
تشجع	تَشَجُّع	بہادر بننا (اسم مصدر از باب تفعل)	〃 〃 〃
تثبت	تَثَبُّت	چھان بین کر کے آہستگی سے کام لینا (اسم مصدر از باب تفعل)	〃 〃 〃
تظاہر	تَظَاهُر	ایک دوسرے کی مدد کرنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرغوب طریقہ
تطابق	تَطَابُق	ایک دوسرے کے موافق ہونا (اسم مصدر از باب تفاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
تعاون	تَعَاوُن	ایک دوسرے کی مدد کرنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	〃 〃 〃
تجاور	تَجَاوُر	ایک دوسرے کے قریب رہنا (اسم مصدر از باب تفاعل)	〃 〃 〃
تقن	تَقِن	ماہر/ہوشیار	〃 〃 〃
تناسق	تَنَاسُق	یکجہتی	〃 〃 〃
تائج	تَائِج	تاجدار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرفِ ”ت“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف "ث" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ثابت	ثَابِت	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ مضبوط (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ثعلبہ	ثَعْلَبَہ	کئی صحابہ کا نام (دشمنوں پر رعب والے معنیٰ کی مناسبت)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ثمامہ	ثُمَامَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک گنجان اور لمبی شاخوں والا پودا	" " "
ثوبان	ثَوْبَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ثقب	ثَقَب	صحابی کا نام، بمعنیٰ روشن ہونا	" " "
ثقیب	ثَقِیْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ سرخ چہرے والا	" " "
ثور	ثَوْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ شفق کی سرخی/ایک بُرج کا نام	" " "
ثواب	ثَوَّاب	اللہ کی طرف کثرت سے رجوع کرنے والا	" " "
ثقف	ثَقَف	صحابی کا نام، بمعنیٰ ذہین ودانشمند اور مہذب ہونا	" " "
ثقیف	ثَقِیْف	نہایت عقل مند وذہین (اسمِ مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ثوران	ثَوْرَان	شفق کی سرخی (الف نون زائدتان فی ثور)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
ثاقب	ثَاقِب	روشن/کامل عقل	〃 〃 〃
ثائب	ثَائِب	ابتدائی بارش کی تیز ہوا (بحوالہ، القاموس الوحید)	〃 〃 〃
ثناء	ثَنَاء	تعریف	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الحق/لگایا جاسکتا ہے
ثمر	ثَمَر	پھل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/مبارک/لگایا جاسکتا ہے
ثمیر	ثَمِیْر	پھلدار/بارآور/نتیجہ خیز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
ثامر	ثَامِر	پھل والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرفِ "ث" سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ''ج'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
جمیل	جَمِیْل	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ حسن و جمال والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جعفر	جَعْفَر	جلیل القدر صحابی کا نام، بمعنیٰ نہر	// // //
جعیل	جُعَیْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ نگران آدمی (جعل کی تصغیر)	// // //
جابر	جَابِر	صحابی کا نام، بمعنیٰ درست و مستحکم (اسم فاعل)	// // //
جبیر	جُبَیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہادر (جبر کی تصغیر)	// // //
جریر	جَرِیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ لگام	// // //
جفینہ	جُفَیْنَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ فیاض اور میزبان (جَفْنَۃ کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
جمیع	جَمِیْع	صحابی کا نام، بمعنیٰ مکمل و تمام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جناب	جَنَاب	صحابی کا نام، بمعنیٰ آنجناب (تعظیمی لقب)	// // //
جنادح	جُنَادِح	صحابی کا نام جو مصر کی فتح میں شریک ہوئے، بمعنیٰ سخت آدمی	// // //
جنبذ	جُنْبُذ	صحابی کا نام، بمعنیٰ بلند حصہ	// // //

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
جندب	جُنْدُب	حضرت ابوذر غفاری صحابی کا نام (جو بڑے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جنید	جُنَیْد	صحابی کا نام، بمعنیٰ فوج/لشکر/مددگار (جُنْد کی تصغیر)	〃 〃 〃
جہر	جَہْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ اعلان/اشاعت/اظہار/بلند (اسم مصدر)	〃 〃 〃
جہم	جَہْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ عاجز/شیر	〃 〃 〃
جہیم	جُہَیْم	صحابی کا نام (جہَم کی تصغیر)	〃 〃 〃
جون	جَوْن	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنیٰ خالص سرخ/سفید وسیاہ/دن (اسم مصدر)	〃 〃 〃
جیفر	جَیْفَر	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنیٰ سخت اور بڑا شیر یعنی بڑا بہادر	〃 〃 〃
جنادل	جُنَادِل	بمعنیٰ مضبوط وباعظمت آدمی	〃 〃 〃
جواد	جَوَاد	سخی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
جواد	جَوَّاد	بہت سخی (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/لگایا جاسکتا ہے
جودان	جَوْدَان	عمدہ (الف نون زائدتان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جید	جَیِّد	عمدہ (اسم مصدر ککہیں ضِدُّ الرَّدِیْءِ)	〃 〃 〃
جمال	جَمَال	حسن وجمال	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
جلیس	جَلِیْس	ہم نشین/ساتھی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
جازم	جَازِم	پختہ ارادہ کرنے والا	〃 〃 〃
جاسر	جَاسِر	دلیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جسار	جَسَّار	بہت دلیر	〃 〃 〃
جالب	جَالِب	کھینچنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
جلیب	جَلِیْب	لایا ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جدیر	جَدِیْر	احاطہ کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
جزیل	جَزِیْل	کثیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جامع	جَامِع	جمع کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
جاھد	جَاهِد	کوشش کرنا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
جذلان	جُذْلَان	خوش	〃 〃 〃
جلال	جَلَال	عظمت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
جوار	جَوَار	پڑوسی بننا اور بنانا، ظلم سے پناہ لینا اور دینا (اسمِ مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ''ح'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
حاشر	حَاشِر	حضور ﷺ کا نام، بمعنیٰ جمع واٹھانے کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حارث	حَارِث	حدیث کی رُو سے پسندیدہ نیز صحابی کا نام، بمعنیٰ کمانے والا	〃 〃 〃
حویرث	حُوَیْرِث	صحابی کا نام (حارث کی تصغیر)	〃 〃 〃
حریث	حُرَیْث	صحابی کا نام، بمعنیٰ کھیتی (حارث کی تصغیر ترخیم)	〃 〃 〃
حمزہ	حَمْزَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ شیر یعنی بہادر	〃 〃 〃
حذیفہ	حُذَیْفَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ قطعہ (حِذفہ کی تصغیر)	〃 〃 〃
حنظلہ	حَنْظَلَہ	صحابی کا نام/عرب کے ایک قبیلہ کا نام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
حماد	حَمَّاد	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہت تعریف کرنے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حسان	حَسَّان	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہت خوبصورت (اسم مبالغہ، حُسن)	〃 〃 〃
حسن	حَسَن	نواسۂ رسول کا نام، بمعنیٰ خوبصورت واچھا (اسم مشبہ)	〃 〃 〃
حسین	حُسَیْن	نواسۂ رسول کا نام، بمعنیٰ چھوٹا خوبصورت (حسن کی تصغیر)	〃 〃 〃
حصین	حُصَیْن	صحابی کا نام، بمعنیٰ محفوظ مقام (حِصن کی تصغیر)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
حبیب	حَبِیْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ دوست/محبت کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حاطب	حَاطِب	صحابی کا نام، بمعنیٰ لکڑیاں وایندھن جمع کرنے اور مدد دینے والا (اسمِ فاعل)	″ ″ ″
حویطب	حُوَیْطِب	صحابی کا نام (حاطب کی تصغیر)	″ ″ ″
حابس	حَابِس	صحابی کا نام، بمعنیٰ حراست میں رکھنے والا (اسمِ فاعل)	″ ″ ″
حاجب	حَاجِب	صحابی کا نام، بمعنیٰ دربان/نگران (اسمِ فاعل)	″ ″ ″
حارثہ	حَارِثَہ	غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابی کا نام (حارثہ بن نعمان)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
حازم	حَازِم	صحابی کا نام، بمعنیٰ عقل مند/محتاط/دور اندیش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
حبان	حَبَّان	صحابی کا نام (حبان بن منقذ، جو غزوہ احد وغیرہ میں شریک ہوئے)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حیان	حَیَّان	صحابی کا نام، بمعنیٰ زندہ/شرمیلا (فعلان من حییت)	″ ″ ″
حبیش	حُبَیْش	صحابی کا نام/ملکِ حبشہ کی طرف نسبت (حبش کی تصغیر)	″ ″ ″
حجاج	حَجَّاج	کئی صحابہ کا نام، کثرت سے حج کرنے والا (بروزنِ فعّال، العین لخلیل بصری)	″ ″ ″
حجر	حُجْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ گود/حلقۂ چشم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حجیر	حُجَیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ گود/حلقۂ چشم (حُجر کی تصغیر)	″ ″ ″

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
حدیر	حُدَیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ سخت یا ڈھلوان زمین (حدر کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حدرد	حَدْرَد	صحابی کا نام، بمعنیٰ جلدی کا طلب گار	″ ″ ″
حر	حُرّ	صحابی کا نام، بمعنیٰ خالص/ ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک/ اصلی/ شریف	″ ″ ″
حذیم	حِذْیَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ ماہر/ کلام اور چلنے میں نرمی (بحوالہ الاشتقاق)	″ ″ ″
حرملہ	حَرْمَلَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص پوشاک	″ ″ ″
حریز	حَرِیْز	صحابی کا نام، بمعنیٰ مضبوط و محفوظ/ مضبوط قلعہ و پناہ گاہ	″ ″ ″
حزابہ	حُزَابَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ سخت و سنگین (یعنی دشمن کے لئے)	″ ″ ″
حزام	حِزَام	صحابی کا نام، بمعنیٰ تیار کرنا و باندھنا	″ ″ ″
حزم	حَزْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ مضبوط ارادہ/ احتیاط/ دور اندیشی	″ ″ ″
حشرج	حَشْرَج	صحابی کا نام، بمعنیٰ پانی ٹھنڈا کئے جانے کا آبخورہ/ ناریل	″ ″ ″
حوشب	حَوْشَب	صحابی کا نام، بمعنیٰ گروہ	″ ″ ″
حطاب	حَطَّاب	صحابی کا نام، بمعنیٰ لکڑہارا (اسم مبالغہ)	″ ″ ″
حفص	حَفْص	صحابی و تابعی کا نام، بمعنیٰ شیر یعنی بہادر کا بچہ	″ ″ ″

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
حکیم	حَکِیْم	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ دانش ور (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حلیس	حُلَیْس	صحابی کا نام، بمعنیٰ پختہ عہد وپیان (حلس کی تصغیر)	〃 〃 〃
حمام	حُمَام	صحابی کا نام، بمعنیٰ شریف سردار	〃 〃 〃
حمران	حُمْرَان	صحابی وتابعی کا نام، بمعنیٰ زعفران	〃 〃 〃
حمیل	حَمِیْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ ضامن	〃 〃 〃
حوط	حَوْط	صحابی کا نام، بمعنیٰ چاندی وغیرہ کا بنا ہوا چاند	〃 〃 〃
حنبل	حَنْبَل	صحابی نیز محدث کا نام، بمعنیٰ پست قد / پرانی پوستین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / اللہ لگایا جاسکتا ہے
حمید	حَمِیْد	صحابی کا نام، بمعنیٰ قابل تعریف / بہت تعریف کئے جانے والا (اسم مشبہ)	〃 〃 〃
حنیف	حَنِیْف	صحابی کا نام، بمعنیٰ دین میں سچا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حمول	حَمُوْل	بہت بردبار / دانش مند / جفاکش (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حزیم	حَزِیْم	سمجھدار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے
حریم	حَرِیْم	قابل حفاظت چیز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حاذق	حَاذِق	ماہر / تجربہ کار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد / الدین / لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
حامد	حَامِد	حمد کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/ لگایا جاسکتا ہے
حاتم	حَاتِم	حاکم اور سخی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے
حارس	حَارِس	پاسبان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
حاسب	حَاسِب	حساب دان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الخیر/ لگایا جاسکتا ہے
حسیب	حَسِیْب	حساب کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حاذق	حَاذِق	ماہر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
حافظ	حَافِظ	حفاظت اور یاد کرنے والا	〃 〃 〃
حشیم	حَشِیْم	باوقار/ بارعب/ باحیاء	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حلیف	حَلِیْف	رفیق	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے
حمدان	حَمْدَان	حمد کرنے والا (الف نون زائدتان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
حمول	حَمُوْل	بردبار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے
حسن	حُسْن	خوبصورت ہونا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
حسبان	حُسْبَان	گمان کرنا/ شمار کرنا (اسم مصدر از باب سمع)	〃 〃 〃

یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ	نسبت / معنی	نام کا صحیح تلفظ	اصل نام
شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے	ظاہر ہونا (اسم مصدر از باب فعللہ)	حَصْحَصَہ	حصحصہ
شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے	لائق	حَقِیْق	حقیق
" " "	کثیر/بہت	حَفِیْل	حفیل
" " "	بہت علم رکھنے والا/لطیف و شفیق	حَفِیّ	حفی
" " "	مشتاق/بہت خوش	حَانّ	حان
" " "	مہربانی/رحمدلی/محبت/شفقت (حاء اور نون پر زبر ہے بغیر تشدید کے)	حَنَان	حنان
" " "	بہت شفقت کرنے والا/مہربان	حَنُوْن	حنون
" " "	محفوظ و مستحکم (اسم مشبہ)	حَصِیْن	حصین
" " "	مالک/پانے اور حاصل کرنے والا (اسم فاعل)	حَائِز	حائز

حرفِ ”ح“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف "خ" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
خدیج	خَدِیْج	صحابی کا نام، بمعنیٰ ناقص وناتمام (بطورِ تواضع وعاجزی)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خزیمہ	خُزَیْمه	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک مفید درخت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خذام	خِذَام	صحابی کا نام، بمعنیٰ تیز اور دھاردار ہونا (یعنی دشمن کے لئے)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خبیب	خُبَیْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ نرم چال/سُرعت وتیزی (خبب کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خالد	خَالِد	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ لمبی عمر اور دیر تک باقی رہنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/ لگایا جاسکتا ہے
خویلد	خُوَیْلِد	صحابی کا نام، بمعنیٰ لمبی عمر والا (خالد کی تصغیر)	" " "
خلید	خُلَیْد	صحابی کا نام، بمعنیٰ لمبی عمر والا (خالد کی تصغیرِ ترخیم)	" " "
خلاد	خَلَّاد	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہت لمبی عمر والا (اسمِ مبالغہ)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خریم	خُرَیْم	صحابی کا نام/ مدینہ کے قریب وادی/ نبی ﷺ کا بدر سے واپسی کا راستہ	" " "
خرباق	خِرْبَاق	ذوالیدین صحابی کا نام، بمعنیٰ تیز چلنا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خریت	خِرِّیْت	صحابی کا نام بمعنیٰ ماہر رہبر	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
خزامہ	خُزَامَہ	صحابی کے بیٹے، بمعنیٰ قرآن کا تابعدار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خشخاش	خَشْخَاش	صحابی کا نام، بمعنیٰ ہلکا تیز/کسی چیز میں داخل ہونا/مخصوص پودا (بحوالہ جمہرۃ اللغۃ)	〃 〃 〃
خشرم	خَشْرَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ بیت النحل	〃 〃 〃
خفاف	خُفَاف	صحابی کا نام، بمعنیٰ ذہین/ہوشیار/زود فہم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خلف	خَلَف	صحابی کا نام، بمعنیٰ ولدِ صالح/سچا جانشین/بدل/عوض	〃 〃 〃
خلیفہ	خَلِیفَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ جانشین/قائم مقام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
خمیم	خَمِیم	تعریف کیا ہوا/قابلِ ستائش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خفیف	خَفِیف	ہلکا/سبک/پتلا	〃 〃 〃
خیر	خَیْر	بہت بھلائی و نیکی والا (اسمِ تفضیل اصلہٗ اخیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الدین/لگایا جاسکتا ہے
خادم	خَادِم	خدمت گار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
خاشع	خَاشِع	خشوع والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خاضع	خَاضِع	عاجزی والا	〃 〃 〃
خالم	خَالِم	ہموار	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
خالص	خَالِص	ملاوٹ کے بغیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خلص	خِلْص	گہرا دوست/ دَم ساز	″ ″ ″
خلصان	خُلْصَان	گہرا اور مخلص دوست/ ہم راز (الفنون زائدتان)	″ ″ ″
خلیص	خَلِيْص	خالص/ بے کھوٹ/ صاف	″ ″ ″
خضر	خَضِر	سبز/ ہرا	″ ″ ″
خطیب	خَطِيْب	خطبہ دینے والا	″ ″ ″
خلیل	خَلِيْل	دوست	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے
خصیب	خَصِيْب	سرسبز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خلیق	خَلِيْق	خوش اخلاق	″ ″ ″
خلاق	خَلَاق	حصہ/ نصیب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
خلاق	خِلَاق	زعفران سے تیار کردہ خوشبو	″ ″ ″
خلق	خُلُق	عادت/ طبعی خصلت/ طبیعت	″ ″ ″
خطبہ	خُطْبَه	وہ کلام جس سے خطاب کیا جائے/ تقریر/ گفتگو	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ڈ“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
داؤد	دَاوٗد	ایک جلیل القدر نبی کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
دانیال	دَانْیَالَ	اللہ کے ایک نبی کا نام	″ ″ ″
دحیہ	دِحْیَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ فوج کا سردار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
درہم	دِرْھَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ چاندی کا سکہ	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
دہشم	دَھْشَم	صحابہ کا نام، بمعنیٰ فیاض وسخی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
دکین	دُکَیْن	صحابی کا نام، دکن کی تصغیر، بمعنیٰ تھوڑا سا مٹیالا/ سیاہی مائل	″ ″ ″
دیلم	دَیْلَم	صحابی کا لقب، بمعنیٰ لشکر	″ ″ ″
دہر	دَھْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ طویل زمانہ	″ ″ ″
دینار	دِیْنَار	صحابی کا نام، بمعنیٰ سونے کا سکہ	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
داعی	دَاعِی	دعوت دینے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
دراس	دَرَّاس	بہت پڑھنے اور درس دینے والا (اسمِ مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
دراک	دَرَّاک	مرغوب چیز کو پانے والا	〃 〃 〃
دلہام	دِلْھَام	دلیر/بہادر	〃 〃 〃
دماج	دِمَاج	بہت مضبوط/سیدھا	〃 〃 〃
• دواس	دَوَّاس	بہت بہادر (اسمِ مبالغہ)	〃 〃 〃
دریر	دَرِیْر	تیز رفتار/روشن/کامل الخلقت/متوازن جسم والا	〃 〃 〃
دسیم	دَسِیْم	بہت ذکر کرنے والا	〃 〃 〃
داعیہ	دَاعِیَہ	بہت دعوت دینے والا مبلغ (تائے مبالغہ)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
دالق	دَالِق	سبقت لے جانے والا/پیش رو	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرفِ ''د'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرفِ ''ذ'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ذوالکفل	ذُوالکِفْل	ایک نبی کا نام، جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ذکوان	ذَکْوَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ کامل عمر (بحوالہ، الاشتقاق)	〃 〃 〃
ذابل	ذَابِل	صحابی کا نام، بمعنیٰ رقیق/ پتلا/ دُبلا	〃 〃 〃
ذؤاب	ذُؤَابُ	صحابی کا نام، بمعنیٰ بلند	〃 〃 〃
ذؤیب	ذُؤَیْب	صحابی کا نام (ذؤاب کی تصغیر)	〃 〃 〃
ذوالیدین	ذُوالیَدَیْن	صحابی کا لقب، بمعنیٰ بڑے ہاتھ والا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ذوالشمالین	ذُوالشِّمَالَیْن	صحابی کا لقب، بمعنیٰ دونوں ہاتھوں سے کام کرنے والا	〃 〃 〃
ذواللحیۃ	ذُواللِّحْیَہ	صحابی کا لقب، بمعنیٰ صاحبِ ریش	〃 〃 〃
ذریع	ذَرِیْع	سفارش کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ذاکر	ذَاکِر	ذکر کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے
ذکیر	ذَکِیْر	بہت یاد کرنے والا	〃 〃 〃
ذکی	ذَکِی	ذہین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے

حرف "ر" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
راشد	رَاشِد	صحابی کا نام، بمعنیٰ ہدایت والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رشدان	رَشْدَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ ہدایت والا (الف نون زائدتان)	〃 〃 〃
رشید	رُشَیْد	صحابی کا نام، بمعنیٰ ہدایت دہندہ	〃 〃 〃
رافع	رَافِع	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بلند	〃 〃 〃
رویفع	رُوَیْفِع	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹا بلند (رافع کی تصغیر)	〃 〃 〃
رباح	رِبَاح	صحابی کا نام، بمعنیٰ نفع و فائدہ	〃 〃 〃
ربیع	رَبِیْع	صحابی کا نام، بمعنیٰ موسمِ بہار	〃 〃 〃
ربیعہ	رَبِیْعَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ مخصوص پتھر اور موسمِ بہار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
رجاء	رِجَاء	صحابی کا نام، بمعنیٰ امید	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رحیل	رَحِیْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ چلنے میں قوی	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
روبح	رُدَیْح	حضرت عائشہ کے آزاد کردہ غلام، بمعنیٰ لمبی مدت (ردح کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رزین	رَزِین	صحابی کا نام، بمعنیٰ صاحبِ وقار/پختہ رائے والا	〃 〃 〃
رسیم	رَسِیْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ تیز چلنے والا	〃 〃 〃
رفاعہ	رِفَاعَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بلند و مضبوط آواز	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
رقاد	رُقَاد	صحابی کا نام، بمعنیٰ سونا/آرام و سکون پانا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رقیم	رُقَیْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ نقش و نگار/علامت وغیرہ (رقم یا ارقم کی تصغیر، بحوالہ الاشتقاق)	〃 〃 〃
رکانہ	رُکَانَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ باعثِ تقویت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
روح	رَوْح	صحابی کا نام، بمعنیٰ آرام و خوشگوار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رومان	رُوْمَان	صحابی کا نام/ملکِ روم کی طرف نسبت	〃 〃 〃
راجع	رَاجِع	رجوع کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
راجی	رَاجِی	امیدوار (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
راسخ	رَاسِخ	مضبوط (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرغب طریقہ
راغب	رَاغِب	رغبت کرنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
راکع	رَاکِع	رکوع کرنے والا	〃 〃 〃
رائد	رَائِد	قائد/رہنما	〃 〃 〃
رضوان	رِضْوَان	راضی ہونا/خوش ہونا/ جنت کا دربان (اسمِ مصدر از باب سمع، الف ونون زائدتان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/لگایا جاسکتا ہے
رضی	رَضِیّ	پسندیدہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
رشیق	رَشِیْق	خوش قامت/خوش طبع	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رفیق	رَفِیْق	ساتھی/مہربان/شفیق	〃 〃 〃
رفاقت	رَفَاقَتْ	دوستی/معیت/ساتھ	〃 〃 〃
رفعت	رِفْعَت	شرف وقدر والا ہونا (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃
رفیع	رَفِیْع	بہت بلند	〃 〃 〃
رقیب	رَقِیْب	نگران، پاسبان	〃 〃 〃
ریحان	رَیْحَان	خوشبودار پودا/ تازبو	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ریاض	رِیَاض	باغ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق/لگایا جاسکتا ہے
رمیز	رَمِیْز	معزز/عقل مند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رھیب	رُھَیْب	چھوٹا سا رعب دار	〃 〃 〃
رکین	رَکِیْن	ثابت قدم/سنجیدہ/باوقار	〃 〃 〃
رشد	رُشْد	ہدایت پانا (اسم مصدر)	〃 〃 〃
ریان	رَیَّان	سرسبز/تروتازہ/جنت کے ایک دروازے کا نام	〃 〃 〃
ریع	رَیْع	ہر چیز کا بہتر حصہ	〃 〃 〃
روید	رُوَیْد	ہلکی ہلکی ہوا/بادِ لطیف (ارواد کی تصغیر ترخیم)	〃 〃 〃
ربانی	رَبَّانِی	اللہ والا/خداپرست/علم وعمل میں کامل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رباع	رَبَاع	اچھی حالت/خوش حالی	〃 〃 〃
ربغ	رُبَغ	آسودگی/خوش حالی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
رابغ	رَابِغ	خوش حال	〃 〃 〃

حرف "ز" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ	نسبت / معنیٰ	نام کا صحیح تلفظ	اصل نام
شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے	ایک جلیل القدر نبی کا نام	زَکَرِیَّا	زکریا
〃 〃 〃	صحابی کا نام، بمعنیٰ کھیتی کرنے والا	زَارِع	زارع
〃 〃 〃	صحابی کا نام، بمعنیٰ چمکدار صاف رنگ والا	زَاھِر	زاہر
〃 〃 〃	صحابی کا نام، بمعنیٰ پوری رات کا چاند	زِبْرِقَان	زبرقان
〃 〃 〃	صحابی کا نام، بقول بعض اس پہاڑ کا نام، جس پر اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا	زُبَیْر	زبیر
〃 〃 〃	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنیٰ شگوفہ/ پودے کی کلی/ بٹن وغیرہ	زِرّ	زرّ
شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے	صحابی کا نام، بمعنیٰ کاٹنا (فعالة من الزّروهو العض، بحواله، الاشتقاق)	زُرَارَہ	زرارہ
〃 〃 〃	صحابی کا نام، بمعنیٰ بیج و کھیتی	زُرْعَہ	زرعہ
شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے	صحابی کا نام، بمعنیٰ ڈول، وروئی کا پودا	زَعَبَل	زعبل
〃 〃 〃	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہادر/ کثیر پانی والا دریا/ مُشک/ مضبوط آدمی/ بڑا عطیہ	زُفَر	زفر

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
زہیر	زُهَیْر	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ نباتات کی رونق (زهر کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زیاد	زِیَاد	صحابی کا نام، بمعنیٰ بڑھنا وزیادہ ہونا	" " "
زید	زَیْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بڑھنا وزیادہ ہونا (اسمِ مصدر)	" " "
زیدان	زَیْدَان	بمعنیٰ زید (الف ونون زائدتان)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زاہد	زَاهِد	متقی/پرہیزگار	" " "
زبید	زُبَیْد	عطیہ/تحفہ	" " "
زوار	زَوَّار	کثرت سے زیارت کرنے والا	" " "
زکی	زَکِیّ	پاک	" " "
زین	زَیْن	زینت	شروع میں محمد یا آخر میں الدین لگایا جاسکتا ہے
زریر	زَرِیْر	انتہائی ذہین	" " "
زریر	زُرَیْر	زریر کی تصغیر، چھوٹا سا ذہین	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زمیع	زَمِیْع	پکے ارادے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
زمیت	زَمِیْت	اپنی رائے اور اپنے مذہب کا پکا (مصلِب)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
زعیم	زَعِیْم	سربراہ/ذمہ دار	〃 〃 〃
زیب	زَیْب	مضبوط آدمی	〃 〃 〃
زائن	زَائِن	آراستہ/سجا ہوا/خوبصورت	〃 〃 〃
زراف	زَرّاف	تیز رفتار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
زاعب	زَاعِب	ملکوں کی سیاحت کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرفِ "ز" سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ''س'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
سلیمان	سُلَیْمَان	اللہ کے ایک نبی، اور کئی صحابہ کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سلمان	سَلْمَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ عرب کی ایک جگہ کا نام	〃 〃 〃
سلام	سَلَام	صحابی کا نام، بمعنیٰ عیوب وآفات سے محفوظ	〃 〃 〃
سلامہ	سَلَامَة	صحابی کا نام، بمعنیٰ عیوب وآفات سے بَری ہونا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سلم	سَلَم	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنیٰ سالم ومحفوظ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سلیم	سُلَیْم	کئی صحابہ کا نام (سلم کی تصغیر)	〃 〃 〃
سالم	سَالِم	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ سلامتی وتابعداری	〃 〃 〃
سلمہ	سَلَمَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ سلامتی، تابعداری/ایک مخصوص درخت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سمرہ	سَمُرَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ ببول کا خوبصورت درخت	〃 〃 〃
سمیرہ	سُمَیْرَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ گندمی رنگ (سَمُرَة کی تصغیر)	〃 〃 〃
سمیر	سُمَیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ چاند کی روشنی/رات کی گفتگو (سَمَر کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
سراقہ	سُرَاقَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ پوشیدہ حاصل کردہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سکبہ	سَکَبَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک خوشبودار درخت	〃 〃 〃
سفیان	سُفْیَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ مخصوص ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سمعان	سَمْعَان/سِمْعَان	حضرت سمعان بن عمرو اور سمعان بن خالد صحابہ کا نام	〃 〃 〃
سابط	سَابِط	صحابی کا نام، بمعنیٰ تروتازہ	〃 〃 〃
ساریہ	سَارِیَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ رات کو آنے والا بادل/رات کی بارش	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ساعد	سَاعِد	صحابی کا نام، بمعنیٰ سردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سالف	سَالِف	صحابی کا نام، بمعنیٰ پیش رفتہ	〃 〃 〃
سبرہ	سَبْرَہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ ٹھنڈی صبح	〃 〃 〃
سبیع	سُبَیْع	بدری صحابی کا نام، بمعنیٰ ساتواں ہونا (سبع کی تصغیر)	〃 〃 〃
سحیم	سُحَیْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص درخت (سحم کی تصغیر)	〃 〃 〃
سخبرہ	سَخْبَرَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص پودا (بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
سراج	سِرَاج	صحابی کا نام، بمعنیٰ چراغ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
سرق	سَرَق	صحابی کا نام، بمعنیٰ پوشیدہ ہونا/ درزبانِ فارسی ریشمی کپڑا (الاشتقاق)	〃 〃 〃
سریع	سَرِیْع	صحابی کا نام، بمعنیٰ تیز رو	〃 〃 〃
سعد	سَعْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ نیک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
سعید	سَعِیْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بہت نیک	〃 〃 〃
سلیط	سَلِیْط	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ غالب/ ہر چیز میں تیز	〃 〃 〃
سلیک	سُلَیْک	صحابی کا نام، بمعنیٰ سلسلہ/ راستہ (سِلک کی تصغیر)	〃 〃 〃
سلیل	سَلِیْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ اولاد/ ولد (بحوالہ الاشتقاق)	〃 〃 〃
سماک	سِمَاک	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بلند چیز	〃 〃 〃
سنان	سِنَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ تیز کرنے کا ذریعہ	〃 〃 〃
سندر	سَنْدَر	صحابی کا نام، بمعنیٰ نڈر/ دلیر	〃 〃 〃
سنین	سُنَیْن	صحابی کا نام، بمعنیٰ طریقہ/ نمونہ (سنن کی تصغیر)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
سہل	سَہْل	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ آسانی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
سہیل	سُہَیْل	کئی صحابہ کا نام/ایک ستارے کا نام (یا سہل کی تصغیر بمعنیٰ آسانی)	〃 〃 〃
سہم	سَہْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ حِصّہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
سواء	سَوَاء	صحابی کا نام، بمعنیٰ برابر، درست (اسمِ مصدر بمعنیٰ اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سویط	سُوَیْط	صحابی کا نام، بمعنیٰ تر و تازہ (ساہط کی تصغیر)	〃 〃 〃
سویق	سُوَیْق	صحابی کا نام، بمعنیٰ آگے بڑھنے والا	〃 〃 〃
سوید	سُوَیْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بڑی اکثریت (سواد کی تصغیر)	〃 〃 〃
سیار	سَیَّار	صحابی کا نام، بمعنیٰ تیز رو	〃 〃 〃
سیف	سَیْف	صحابی کا نام، بمعنیٰ تلوار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الدین/لگایا جاسکتا ہے
سابق	سَابِق	آگے بڑھنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
ساجد	سَاجِد	سجدہ کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/لگایا جاسکتا ہے
سجاد	سَجَّادْ	بہت سجدہ کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
سعود	سَعُوْدُ	نیک بختی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سائی	سَاعِی	کوشش کرنیوالا	" " "
سارب	سَارِب	ظاہر، واضح	" " "
سامع	سَامِع	سننے والا	" " "
سالک	سَالِک	شریعت پر چلنے والا	" " "
ساجع	سَاجِع	درمیانی چال چلنے والا	" " "
سائغ	سَائِغ	خوشگوار (اسمِ فاعل)	" " "
سرمد	سَرْمَد	قائم دائم	" " "
سرور	سَرْوَرْ	بزبانِ فارسی بمعنیٰ سردار (فارسی کا لفظ)	" " "
سرور	سُرُوْر	خوش	" " "
سلیم	سَلِیْم	بہت سلامتی والا	" " "
سلم	سِلْم	صلح کرنے والا	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
سلم	سُلَّم	سیڑھی/ذریعہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سبق	سَبَق	آگے بڑھنا (اسم مصدر)	〃 〃 〃
سبحان	سُبْحَان	اللہ کی پاکی بیان کرنا (اسم مصدر، تسبیح بقوم مقام المصدر)	〃 〃 〃
سحبان	سَحْبَان	عرب کے مشہور فصیح بلیغ آدمی کا نام، بمعنیٰ تیزی سے بہالے جانے والا	〃 〃 〃
سلطان	سُلْطَان	اختیار حاصل ہونا (اسم مصدر از باب سمع، الف نون زائدتان)	〃 〃 〃
سعادت	سَعَادَتْ	خوش نصیب و نیک بخت ہونا (اسم مصدر)	〃 〃 〃
سفیر	سَفِیر	قاصد (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
سفیط	سَفِیط	پاکیزہ، سخی (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
سائر	سَائِر	چلنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃

حرفِ ''س'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف "ش" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
شعیب	شُعَیْب	ایک جلیل القدر نبی کا نام، بمعنیٰ محنتی/ جفاکش/ جماعت (شَعْب یا شِعْب کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شفیع	شَفِیع	نبی ﷺ کا نام، بمعنیٰ خوب شفاعت کرنے والا (اسم مشبہ)	〃 〃 〃
شافع	شَافِع	صحابی کا نام، بمعنیٰ شفاعت کرنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
شبث	شَبَث	صحابی کا نام، بمعنیٰ وابستہ و متعلق ہونا (یعنی خیر کے ساتھ)	〃 〃 〃
شبر	شَبَر	صحابی کا نام، بمعنیٰ عمر/ قد وقامت	〃 〃 〃
شبرمہ	شُبْرُمَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک خاص جڑی بوٹی	〃 〃 〃
شبل	شِبْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ شیر و بہادر کا بچہ	〃 〃 〃
شبیب	شَبِیب	صحابی کا نام، بمعنیٰ نشاط و فرحت والا	〃 〃 〃
شجاع	شُجَاع	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بہادر (اسم مشبہ بروزن فُعَال)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
شجیع	شَجِیع	دلیر و بہادر (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
شداد	شَدَّاد	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بہت مضبوط (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
شراحیل	شَرَاحِیل	کئی صحابہ کا نام (منسوب الی ایل، وایل ہو اللہ، ادب الکاتب)	〃 〃 〃
شرحبیل	شُرَحْبِیل	کئی صحابہ کا نام (منسوب الی ایل، وایل ہو اللہ، ادب الکاتب)	〃 〃 〃
شریح	شُرَیْح	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ واضح کرنا (شرح کی تصغیر، بحوالہ المغرب)	〃 〃 〃
شرید	شَرِیْد	صحابی کا نام، بمعنیٰ چیز کا بقیہ (المنجد)	〃 〃 〃
شریط	شَرِیْط	صحابی کا نام، بمعنیٰ چراغ کی بتی، بٹی ہوئی مضبوط رسی	〃 〃 〃
شریق	شَرِیْق	صحابی کا نام، بمعنیٰ طلوع ہونے والا سورج/خوبصورت لڑکا (بحوالہ المنجد)	〃 〃 〃
شریک	شَرِیْک	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ ساجھی	〃 〃 〃
شطب	شَطْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ لمبا اور خوش قامت انسان	〃 〃 〃
شقیق	شَقِیق	حضرت ابن مسعود کے شاگرد، بمعنیٰ سگا بھائی/مشابہ	〃 〃 〃
شکل	شَکَل	صحابی کا نام، بمعنیٰ سفیدی اور سرخی کا مجموعہ (من الشُّکلۃ بحوالہ الاشتقاق)	〃 〃 〃
شمعون	شَمْعُوْن	صحابی کا نام (عجمی لفظ)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
شیبان	شَیْبَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ ژالہ باری والا مہینہ جس میں زمین سفید ہو جاتی ہے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جا سکتا ہے
شیبہ	شَیْبَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ کالے رنگ کے ساتھ سفیدی کا جمع ہونا (بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جا سکتا ہے
شاکر	شَاکِر	شکر کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الرحمٰن/الدین لگایا جا سکتا ہے
شارق	شَارِق	روشن آفتاب/طلوع ہونے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جا سکتا ہے
شاہد	شَاهِد	گواہ (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/ لگایا جا سکتا ہے
شائق	شَائِق	شوق رکھنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
شرافت	شَرَافَت	بزرگی، بلند مرتبہ/صاحب عزت ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسین/ لگایا جا سکتا ہے
شریف	شَرِیْف	شرافت والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق/ لگایا جا سکتا ہے
شفیق	شَفِیْق	مہربان (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/ لگایا جا سکتا ہے
شفقت	شَفْقَت	مہربان ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں حسن لگایا جا سکتا ہے
شجاعت	شُجَاعَت	بہادر ہونا (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں حسین لگایا جا سکتا ہے
شہادت	شَهَادَت	گواہی دینا (اسم مصدر از باب سمع)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
شکیل	شَکِیْل	خوبصورت (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/لگایا جاسکتا ہے
شوکت	شَوْکَت	دبدبہ (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/لگایا جاسکتا ہے
شہید	شَہِیْد	گواہ (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
شمیم	شَمِیْم	بلند/عمدہ خوشبو	〃 〃 〃
شیفان	شَیْفَان	محافظ/نگران	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرفِ "ش" سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ''ص'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
صالح	صَالِح	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام، بمعنیٰ نیک ولائق (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صبیح	صُبَیْح	صحابی کا نام، بمعنیٰ فجر کا وقت، دن کا اول حصہ (صُبح کی تصغیر)	// // //
صحار	صَحَار	صحابی کا نام، بمعنیٰ ظاہر، واضح	// // //
صخر	صَخْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ انتہائی مضبوطی	// // //
صدی	صُدَیّ	ابواُمامۃ باہلی صحابی کا نام، بمعنیٰ آواز بازگشت (صَدیٰ کی تصغیر)	// // //
صعب	صَعْب	صحابی کا نام بمعنیٰ خوددار	// // //
صلہ	صِلَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ بدلہ وانعام/احسان	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
صعصعہ	صَعْصَعَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ متفرق کرنا/حرکت دینا (اسم مصدر)	// // //
صفوان	صَفْوَان	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ صاف ستھرا/چکنی چٹان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صلت	صَلْت	صحابی کا نام، بمعنیٰ سریع	// // //

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
صنابح	صُنَابِح	صحابی کا نام، بمعنیٰ خوبصورت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صہبان	صُہْبَان	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنیٰ سرخ وسفیدی مائل زرد	〃 〃 〃
صہیب	صُہَیْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ سرخی وسفید مائل زرد (اصہَب کی تصغیرِ ترخیم)	〃 〃 〃
صبحان	صَبْحَان	خوبصورت	〃 〃 〃
صابر	صَابِر	صبر کرنیوالا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
صادق	صَادِق	سچا، مخلص (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
صامت	صَامِت	چپ رہنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
صائب	صَائِب	درست/ٹھیک (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
صائم	صَائِم	روزہ دار (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
صبیح	صَبِیح	خوب صورت (اسمِ مشبہ)	〃 〃 〃
صداقت	صَدَاقَت	سچائی (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃
صدیق	صِدِّیق	بہت سچا، بہت مخلص (اسمِ مبالغہ)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
صغیر	صَغِیر	چھوٹا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صفی	صَفِیّ	خالص/ برگزیدہ/ چُنا اور منتخب کیا ہوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/اللہ/الرحمٰن لگایا جاسکتا ہے
صلاح	صَلَاح	نیک و درست ہونا (اسم مصدر از باب کرم)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
صرد	صَرْد	بالکل خالص چیز جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو/ پہاڑ کی بلند جگہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
صمیان	صَمْیَان	سچا اور جچا ہوا حملہ کرنے والا/ بہادر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
صمیم	صَمِیْم	ہر چیز کا خالص اور اصلی/ سردار	〃 〃 〃
صنان	صَنَّان	بہادر (القاموس الوحید)	〃 〃 〃

حرفِ ''ص'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ''ض'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ضحاک	ضَحَّاک	صحابی کا نام، بمعنیٰ انتہائی خوش (اسمِ مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ضرار	ضِرَار	صحابی کا نام، بمعنیٰ نقصان کا بدلہ (الضَّرَر ابتداء الفعل والضِّرارُ الجزاء علیہ بحوالہ النہایہ)	〃 〃 〃
ضماد	ضِمَاد	صحابی کا نام، بمعنیٰ زخم بھرنے والی دواء و پٹی	〃 〃 〃
ضمرہ	ضَمْرَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ دُبلا مگر چست اور ٹھوس	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ضمیرہ	ضُمَيْرَة	صحابی کا نام (ضمرة کی تصغیر)	〃 〃 〃
ضامن	ضَامِن	کفیل، ذمہ دار (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ضابط	ضَابِط	ضبط کرنے والا، مضبوط (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
ضیاء	ضِيَاء	روشنی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق/ لگایا جاسکتا ہے

حرف ''ض'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ''ط'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
طارق	طَارِق	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ روشن ستارہ/دروازہ کھٹکھٹانے اور رات کو آنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طاہر	طَاهِر	صحابی کا نام، بمعنیٰ پاک (اسمِ مشبہ بروزن فاعل از باب نصر)	″ ″ ″
طفیل	طُفَيْل	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا بچہ (طِفل کی تصغیر)	″ ″ ″
طرفہ	طُرْفَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ نادر وعمدہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
طریفہ	طُرَيْفَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ نادر وعمدہ (طُرفہ کی تصغیر)	″ ″ ″
طریف	طَرِيْف	صحابی کا نام، بمعنیٰ نادر/عمدہ/انوکھا/نیا/پسندیدہ/تازہ حاصل شدہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طریح	طُرَيْح	صحابی کا نام، بمعنیٰ خوش عیش وفراخ زندگی گزارنا (طَرَح کی تصغیر از باب سمع)	″ ″ ″
طلحہ	طَلْحَه	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ شگوفہ/ببول کا درخت (طَلْح کا واحد)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
طلیحہ	طُلَيْحَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا شگوفہ/ببول کا درخت (طلحہ کی تصغیر)	″ ″ ″
طہفہ	طَهْفَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص گھاس	″ ″ ″
طعمہ	طُعْمَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ خوراک/کھانے کی چیز	″ ″ ″

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
طلق	طَلْق	صحابی کا نام، بمعنیٰ غیر مقید/ ہرن/ ایک پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طلیق	طَلِیْق	صحابی کا نام، بمعنیٰ آزاد	〃 〃 〃
طلیب	طُلَیْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ خواہش و جستجو/ مطلوب و مقصد (طِلب یا طَلَب کی تصغیر)	〃 〃 〃
طہمان	طَهْمَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ خوش نما (فی معنیٰ المُطَهَّم)	〃 〃 〃
طہیہ	طُهَيَّه	صحابی کا نام، بمعنیٰ باریک بادل (طَهَاة کی تصغیر، بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
طالب	طَالِب	طلب کرنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
طلیب	طَلِیْب	بہت تلاش کرنے والا (اسمِ مشبہ، از باب نصر)	〃 〃 〃
طیب	طَيِّب	پاکیزہ/ عمدہ/ حلال	〃 〃 〃
طالوت	طَالُوْت	بنی اسرائیل کے صالح بادشاہ کا نام	〃 〃 〃
طائع	طَائِع	اطاعت کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
طائف	طَائِف	طواف کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
طریر	طَرِيْر	خوبصورت ہیئت والا	〃 〃 〃
طلاب	طَلَّاب	نہایت طلب گار (اسمِ مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف ''ظ'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
ظبیان	ظَبْیَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ ہرن (الف نون زائدتان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ظہیر	ظُھَیر	صحابی کا نام، بمعنیٰ کمر/زمین یا کسی چیز کا بالائی اور ابھرا ہوا حصہ (ظَھر کی تصغیر)	〃 〃 〃
ظہیر	ظَہِیْر	حمایتی/مددگار/پشت پناہ	〃 〃 〃
ظاہر	ظَاہِر	غالب، واضح، نیز اللہ تعالیٰ کا نام	〃 〃 〃
ظہور	ظُھُوْر	ظاہر/واضح	〃 〃 〃
ظریف	ظَرِیْف	ہوشیار/خوش طبع/زیرک	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/حسن/لگایا جاسکتا ہے
ظفر	ظَفَر	کامیابی/فتحیابی/مقصد میں کامیاب ہونا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ظفیر	ظَفِیْر	کامیاب ترین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
ظفیر	ظُفَیْر	ظفر کی تصغیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ظرافت	ظَرَافَت	عقل مند و دانا ہونا (اسم مصدر از باب کرم یکرم)	شروع میں محمد یا آخر میں حسین لگایا جاسکتا ہے

حرف ”ع“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرتّب طریقہ
عبداللہ	عَبْدُاللّٰہ	اللہ کا بندہ، کئی صحابہ کا نام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالرحمٰن	عَبْدُالرَّحْمٰن	اللہ وحدہٗ رحمٰن کا بندہ، اور کئی صحابہ کا نام	〃 〃 〃
عبدالقدوس	عَبْدُالْقُدُّوْس	اللہ وحدہٗ قدوس کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالخالق	عَبْدُالْخَالِق	اللہ وحدہٗ خالق کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالباری	عَبْدُالْبَارِی	اللہ وحدہٗ باری کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالغفار	عَبْدُالْغَفَّار	اللہ وحدہٗ غفار کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالوہاب	عَبْدُالْوَهَّاب	اللہ وحدہٗ وہّاب کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالتواب	عَبْدُالتَّوَّاب	اللہ وحدہٗ توّاب کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالرزاق	عَبْدُالرَّزَّاق	اللہ وحدہٗ رزاق کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالغفور	عَبْدُالْغَفُوْر	اللہ وحدہٗ غفور کا بندہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
عبدالشکور	عَبْدُالشَّكُوْر	اللہ وحدہٗ شکور کا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالصبور	عَبْدُالصَّبُوْر	اللہ وحدہٗ صبور کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالقیوم	عَبْدُالْقَيُّوْم	اللہ وحدہٗ قیوم کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالنور	عَبْدُالنُّوْر	اللہ وحدہٗ نور کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالرحیم	عَبْدُالرَّحِيْم	اللہ وحدہٗ رحیم کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالعزیز	عَبْدُالْعَزِيْز	اللہ وحدہٗ عزیز کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالعلیم	عَبْدُالْعَلِيْم	اللہ وحدہٗ علیم کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالجلیل	عَبْدُالْجَلِيْل	اللہ وحدہٗ جلیل کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالسمیع	عَبْدُالسَّمِيْع	اللہ وحدہٗ سمیع کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالخبیر	عَبْدُالْخَبِيْر	اللہ وحدہٗ خبیر کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالبصیر	عَبْدُالْبَصِيْر	اللہ وحدہٗ بصیر کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالنصیر	عَبْدُالنَّصِيْر	اللہ وحدہٗ نصیر کا بندہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عبدالقدیر	عَبْدُالْقَدِیْر	اللہ وحدہٗ قدیر کا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالقدیم	عَبْدُالْقَدِیْم	اللہ وحدہٗ قدیم کا بندہ	〃 〃 〃
عبداللطیف	عَبْدُاللَّطِیْف	اللہ وحدہٗ لطیف کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالحلیم	عَبْدُالْحَلِیْم	اللہ وحدہٗ حلیم کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالعظیم	عَبْدُالْعَظِیْم	اللہ وحدہٗ عظیم کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالکبیر	عَبْدُالْکَبِیْر	اللہ وحدہٗ کبیر کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالحفیظ	عَبْدُالْحَفِیْظ	اللہ وحدہٗ حفیظ کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمقیت	عَبْدُالْمُقِیْت	اللہ وحدہٗ مقیت کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمحیط	عَبْدُالْمُحِیْط	اللہ وحدہٗ مُحیط کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمقسط	عَبْدُالْمُقْسِط	اللہ وحدہٗ مقسط کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمدبّر	عَبْدُالْمُدَبِّر	اللہ وحدہٗ مدبّر کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمصوّر	عَبْدُالْمُصَوِّر	اللہ وحدہٗ مصوّر کا بندہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عبدالحسیب	عَبْدُالْحَسِیْب	اللہ وحدہٗ حسیب کا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالکریم	عَبْدُالْکَرِیْم	اللہ وحدہٗ کریم کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالرقیب	عَبْدُالرَّقِیْب	اللہ وحدہٗ رقیب کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمجیب	عَبْدُالْمُجِیْب	اللہ وحدہٗ مجیب کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالحکیم	عَبْدُالْحَکِیْم	اللہ وحدہٗ حکیم کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمجید	عَبْدُالْمَجِیْد	اللہ وحدہٗ مجید کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمتین	عَبْدُالْمَتِیْن	اللہ وحدہٗ متین کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالحمید	عَبْدُالْحَمِیْد	اللہ وحدہٗ حمید کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمعید	عَبْدُالْمُعِیْد	اللہ وحدہٗ معید کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالممیت	عَبْدُالْمُمِیْت	اللہ وحدہٗ ممیت کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالرّشید	عَبْدُالرَّشِیْد	اللہ وحدہٗ رشید کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالودود	عَبْدُالْوَدُوْد	اللہ وحدہٗ ودود کا بندہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عبدالملک	عَبْدُ الْمَلِک	اللہ وحدہٗ ملِک کا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالسلام	عَبْدُ السَّلام	اللہ وحدہٗ سلام کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمنّان	عَبْدُ الْمَنَّان	اللہ وحدہٗ منّان کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالحنّان	عَبْدُ الْحَنَّان	اللہ وحدہٗ حنّان کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمؤمن	عَبْدُ الْمُؤْمِن	اللہ وحدہٗ مؤمن (امن دینے والے) کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمہیمن	عَبْدُ الْمُهَيْمِن	اللہ وحدہٗ مہیمن کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالجبار	عَبْدُ الْجَبَّار	اللہ وحدہٗ جبار کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالفتّاح	عَبْدُ الْفَتَّاح	اللہ وحدہٗ فتّاح کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالستار	عَبْدُ السَّتَّار	اللہ وحدہٗ ستار کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالباسط	عَبْدُ الْبَاسِط	اللہ وحدہٗ باسط کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمُعز	عَبْدُ الْمُعِزّ	اللہ وحدہٗ معز کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمذل	عَبْدُ الْمُذِلّ	اللہ وحدہٗ مذل کا بندہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عبدالحکم	عَبْدُالحَکَم	اللہ وحدہٗ حکم کا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالواسع	عَبْدُالوَاسِع	اللہ وحدہٗ واسع کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالباعث	عَبْدُالبَاعِث	اللہ وحدہٗ باعث کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالواجد	عَبْدُالوَاجِد	اللہ وحدہٗ واجد کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالماجد	عَبْدُالمَاجِدُ	اللہ وحدہٗ ماجد کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالواحد	عَبْدُالوَاحِد	اللہ وحدہٗ واحد کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالفاطر	عَبْدُالفَاطِر	اللہ وحدہٗ فاطر کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالقادر	عَبْدُالقَادِر	اللہ وحدہٗ قادر کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالقاہر	عَبْدُالقَاهِر	اللہ وحدہٗ قاہر کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالقہار	عَبْدُالقَهَّار	اللہ وحدہٗ قہار کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالخلاق	عَبْدُالخَلَّاق	اللہ وحدہٗ خلاق کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالغافر	عَبْدُالغَافِر	اللہ وحدہٗ غافر کا بندہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
عبدالظاہر	عَبْدُالظَّاهِر	اللہ وحدہٗ ظاہر کا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالنافع	عَبْدُالنَّافِع	اللہ وحدہٗ نافع کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالحق	عَبْدُالْحَق	اللہ وحدہٗ حق کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمبدیٔ	عَبْدُالْمُبْدِئ	اللہ وحدہٗ مبدی کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمحی	عَبْدُالْمُحْيِي	اللہ وحدہٗ محی کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالحیّ	عَبْدُالْحَيّ	اللہ وحدہٗ حیی کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالاحد	عَبْدُالْاَحَد	اللہ وحدہٗ احد کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالصمد	عَبْدُالصَّمَد	اللہ وحدہٗ صمد کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالابد	عَبْدُالْاَبَد	اللہ وحدہٗ ابد کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمقتدر	عَبْدُالْمُقْتَدِر	اللہ وحدہٗ مقتدر کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالوالی	عَبْدُالْوَالِي	اللہ وحدہٗ والی کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالولی	عَبْدُالْوَلِيّ	اللہ وحدہٗ ولی کا بندہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عبدالمتعالی	عَبْدُ الْمُتَعَالِی	اللہ وحدہٗ متعالی کا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالبر	عَبْدُ الْبَرّ	اللہ وحدہٗ برّ کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالرّب	عَبْدُ الرَّب	اللہ وحدہٗ رب کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمنتقم	عَبْدُ الْمُنْتَقِم	اللہ وحدہٗ منتقم کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالعفو	عَبْدُ الْعَفُوّ	اللہ وحدہٗ عفوّ کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالرؤف	عَبْدُ الرَّؤُف	اللہ وحدہٗ رؤف کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالغنی	عَبْدُ الْغَنِیّ	اللہ وحدہٗ غنی کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمغنی	عَبْدُ الْمُغْنِی	اللہ وحدہٗ مغنی کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالمعطی	عَبْدُ الْمُعْطِیْ	اللہ وحدہٗ معطی کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالہادی	عَبْدُ الْهَادِی	اللہ وحدہٗ ہادی کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالبدیع	عَبْدُ الْبَدِیْع	اللہ وحدہٗ بدیع کا بندہ	〃 〃 〃
عبدالباقی	عَبْدُ الْبَاقِی	اللہ وحدہٗ باقی کا بندہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عبدالواقی	عَبْدُالْوَاقِی	اللہ وحدہٗ واقی کا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدالدائم	عَبْدُالدَّائِم	اللہ وحدہٗ دائم کا بندہ	〃 〃 〃
عبدِذی الفضل	عَبْدِذِی الْفَضْل	اللہ وحدہٗ ذوالفضل کا بندہ	〃 〃 〃
عبدِذی القوہ	عَبْدِ ذِی الْقُوَّۃ	اللہ وحدہٗ ذوالقوہ کا بندہ	〃 〃 〃
عبدِذی الجلال	عَبْدِ ذِی الْجَلَال	اللہ وحدہٗ ذوالجلال کا بندہ	〃 〃 〃
عیسیٰ	عِیْسٰی	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام (عبرانی زبان کا لفظ)	〃 〃 〃
عاقب	عَاقِب	حضور ﷺ کا نام، بمعنی بعد میں آنے والا/ جانشین/ جزائے خیر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عزیر	عُزَیْر	بنی اسرائیل کے نبی یا بزرگ کا نام (عجمی لفظ یا عربی کے عَزَر کی تصغیر، بمعنی مدد کرنا)	〃 〃 〃
عمر	عُمَر	دوسرے خلیفۂ راشد اور دیگر کئی صحابہ کا نام، بمعنی آباد/ پررونق (فی معنی عامر لانہ عدل)	〃 〃 〃
عثمان	عُثْمَان	تیسرے خلیفۂ راشد اور دیگر کئی صحابہ کا نام، بمعنی جدوجہد کرنا	〃 〃 〃
علی	عَلِی	چوتھے خلیفۂ راشد اور دیگر کئی صحابہ کا نام، بمعنی بلند/ مضبوط	〃 〃 〃
عباس	عَبَّاس	کئی صحابہ کا نام/ ایسا شیر جسے دیکھ کر دوسرے شیر بھاگ جاتے ہوں یعنی انتہائی بہادر	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عاصم	عَاصِم	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ (بُرائی وغیرہ سے) بچانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عازب	عَازِب	صحابی کا نام، بمعنیٰ غیر شادی شدہ	〃 〃 〃
عاقل	عَاقِل	صحابی کا نام بمعنیٰ عقل مند (اسم فاعل)	〃 〃 〃
عامر	عَامِر	بہت سے صحابہ کا نام بمعنیٰ آباد/ پر رونق (اسم فاعل)	〃 〃 〃
عویمر	عُوَيْمِر	صحابی کا نام، بمعنیٰ آباد/ پر رونق (عامر کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عائذ	عَائِذ	صحابی کا نام، بمعنیٰ پناہ پکڑنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عائذ اللہ	عَائِذُ اللہ	صحابی کا نام بمعنیٰ اللہ کی پناہ پکڑنے والا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عباد	عَبَّاد	بہت سے صحابہ کا نام بمعنیٰ بہت عبادت گزار (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبادہ	عُبَادَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ عبادت کرنا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عبدہ	عَبْدَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ عبادت کرنا	〃 〃 〃
عبس	عَبْس	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک خاص قسم کی گھاس (اسم جامد بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبید اللہ	عُبَيْدُ اللہ	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ اللہ کا چھوٹا سا بندہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عبید	عُبَیْد	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا بندہ (عبد کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عبیدہ	عُبَیْدَة	کئی صحابہ کا نام، عبادت کرنا (عبدہ کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے اور یہ نام لڑکی کا بھی رکھا جاسکتا ہے
عتاب	عَتَّاب	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہت زیادہ فہمائش و سرزنش کرنے والا (اسم مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عتبان	عِتْبَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ سرزنش کرنا (الف نون زائدتان)	〃 〃 〃
عتبہ	عُتْبَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ سخت و مضبوط/ سرزنش کرنا (بحوالہ، الاشتقاق)	〃 〃 〃
عتیر	عُتَیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ اصل، نیز ایک دوا والی بوٹی (عِتر کی تصغیر)	〃 〃 〃
عتیق	عَتِیْق	حضرت ابوبکر کا لقب، بمعنیٰ نفیس و عمدہ/ شریف الطبع/ قابلِ تکریم	〃 〃 〃
عتیک	عَتِیک	صحابی کا نام، بمعنیٰ حملہ آور (یعنی دشمن پر)	〃 〃 〃
عثیم	عُثَیْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ جدوجہد کرنا (عثم کی تصغیر)	〃 〃 〃
عجیر	عُجَیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ تھوڑا سا موٹا اور سخت ہونا (عجر کی تصغیر)	〃 〃 〃
عدس	عُدُس	صحابی کا نام، بمعنیٰ خوب چلنا/ سفر کرنا (بحوالہ، الاشتقاق)	〃 〃 〃
عدی	عَدِیّ	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ دشمن سے لڑائی کے لئے نکلنے والا گروہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عرباض	عِرْبَاض	صحابی کا نام، بمعنیٰ شدید وقوی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عرزب	عَرْزَب	صحابی کا نام، بمعنیٰ سخت پیٹھ (علیٰ وزنِ جعفر)	〃 〃 〃
عرس	عُرْس	صحابی کا نام، بمعنیٰ زفاف/شادی/خوشی	〃 〃 〃
عرفجہ	عَرْفَجَة	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص درخت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عرفطہ	عُرْفُطَة	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک پودا	〃 〃 〃
عروہ	عُرْوَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص درخت/قابلِ اعتماد چیز/حلقہ/ذریعۂ اتحاد/عمدہ مال	〃 〃 〃
عریب	عَرِیب	صحابی کا نام، بمعنیٰ خالی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عصام	عِصَام	صحابی کا نام، بمعنیٰ دستہ/سُرمہ/مشک باندھنے کی رسی	〃 〃 〃
عصمۃ	عِصْمَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ خداداد ملکہ/پاک دامنی/حفاظت/بے گناہی	شروع میں محمد یا آخر میں اللہ لگایا جاسکتا ہے
عصیمہ	عُصَیْمَة	صحابی کا نام، عصمہ کے ہم معنیٰ (عصمَة کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عطاء	عَطَاء	صحابی کا نام، بمعنیٰ بخشش/عطیہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عطارد	عُطَارِد	صحابی کا نام، بمعنیٰ طویل/نو سیاروں میں سے ایک سیارہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عطیہ	عَطِیَّة	صحابی کا نام، بمعنیٰ ہبہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عقبہ	عُقْبَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ انجام/بدل/حسن وجمال کی نشانی/حیثیت	″ ″ ″
عقیب	عُقَیْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک ستارہ/تیز نگاہ والا پرندہ/بیٹا (عُقاب یا عقِب کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عفان	عَفَّان	صحابی کا نام، بمعنیٰ پاک دامن (الف نون زائد تان)	″ ″ ″
عفیف	عَفِیْف	صحابی یا تابعی کا نام بمعنیٰ انتہائی پاک دامن	″ ″ ″
عفیر	عُفَیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ روئے زمین/کھیتی کی پہلی سیرابی/بہادر (عفو کی تصغیر)	″ ″ ″
عقیل	عَقِیْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ انتہائی عقل مند	″ ″ ″
عکاشہ	عُکَّاشَه	بدری صحابی کا نام، بمعنیٰ عنکبوت	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عکراش	عِکْرَاش	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص ومفید پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عکرمہ	عِکْرِمَه	صحابی کا نام/کبوتر	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
علاء	عَلَاء	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بلندی (بحوالہ، الاشتقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
علباء	عِلْبَاء	صحابی کا نام، بمعنیٰ گردن کا لمبا پٹھا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
علبہ	عُلْبَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ مخصوص برتن یا ٹوکری	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
علس	عَلَس	صحابی کا نام، بمعنیٰ مخصوص کھانا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
علقمہ	عَلْقَمَه	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنیٰ حنظل کا ٹکڑا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عمار	عَمَّار	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنیٰ بہت زیادہ آخرت کو رونق بنانے والا (یعنی بہت نیک صالح)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عمر	عَمْر	بہت سے صحابہ کا نام زندگی کا عرصہ/عمر (عین پر زبر اور میم پر جزم ہے)	〃 〃 〃
عمیر	عُمَیْر	بہت سے صحابہ کا نام (عمر کی تصغیر)	〃 〃 〃
عمران	عِمْرَان	حضرت مریم علیہا السلام کے والد اور کئی صحابہ کا نام (غالباً عبرانی لفظ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عمیرہ	عَمِیْرَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ بڑا قبیلہ/شہد کا چھتہ (جمعہٗ عمائر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عنبس	عَنْبَس	صحابی کا نام، بمعنیٰ قابلِ تعریف شیر یعنی بہادر (بروزن جعفر من العبوس والنون زائدۃ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عنبسہ	عَنْبَسَه	بقول بعض صحابی کا نام، بمعنیٰ عنبس (عنبس کا مخصوص اسم)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عنترہ	عَنْتَرَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ لڑائی میں بہادری کرنا	〃 〃 〃
عوسجہ	عَوْسَجَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک کانٹے دار اور گول پھلدار درخت (جمعہٗ عوسج)	〃 〃 〃
عوف	عَوْف	صحابی کا نام، بمعنیٰ حال/شان/مہمان/خوشبودار پودا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عویف	عُوَیْف	صحابی کا نام، عوف کے ہم معنیٰ (عوف کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عون	عَوْن	صحابی کا نام، بمعنیٰ مدد کرنا (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃
عویم	عُوَیْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ دن/ سال (اسمِ تصغیر للعام)	〃 〃 〃
عیاض	عِیَاض	صحابی کا نام، بمعنیٰ بدلہ دینا (اسمِ مصدر عن العِوَض، والیاء مقلوبۃ عن الواو لکسرۃ ما قبلھا)	〃 〃 〃
عیاذ	عَیَّاذ	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہت زیادہ پناہ مانگنے والا (بفتح اولہ وتشدید ثانیہ، اسمِ مبالغہ)	〃 〃 〃
عیاش	عَیَّاش	صحابی کا نام، بمعنیٰ خبز فروش/ بہت بہتر حال والا/ خوش عیش	〃 〃 〃
عیینہ	عُیَیْنَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ پانی کا چشمہ/ آنکھ وغیرہ (عَین کی تصغیر، مؤنث سماعی تائے مقدرہ ظاہر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عوذ	عَوْذ	پناہ/ پناہ گاہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عیاذ	عِیَاذ	پناہ/ حفاظت (عین پر زیر اور یاء پر بغیر تشدید کے زبر ہے)	〃 〃 〃
عابد	عَابِد	عبادت گزار (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
عائش	عَائِش	اچھی حالت والا (اسم فاعل من العیش، عائشہ کی تذکیر)	〃 〃 〃
عادل	عَادِل	انصاف پسند	〃 〃 〃
عدیل	عَدِیْل	بہت منصف	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
عریف	عَرِیْف	واقف کار/ باخبر/ سردار/ منتظم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
عروف	عَرُوْف	مستقل مزاج	〃 〃 〃
عارف	عَارِف	پہچاننے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
عرفان	عِرْفَان	غور وفکر کے بعد کسی چیز کو پہچاننا (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃
عاکف	عَاکِف	پابند، ٹھہرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
عاطف	عَاطِف	مہربان/ ملانے والا (القاموس الوحید)	〃 〃 〃
عامل	عَامِل	عمل کرنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
عماد	عِمَاد	ستون	〃 〃 〃
عنایت	عِنَایَت	حفاظت و مہربانی کرنا (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃
عشرت	عِشْرَت	مخالطت، خوشحالی (بزبانِ عربی مخالطت، و بزبانِ فارسی خوشحالی)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
عدنان	عَدْنَان	ٹھہرنا و قیام کرنا (اسمِ مصدر، الف نون زائدتان)	〃 〃 〃
عمروس	عُمْرُوْس	مضبوط اور موٹا لڑکا	〃 〃 〃

حرف ''ع'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف "غ" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
غالب	غَالِب	صحابی کا نام، بمعنیٰ قوی/ فاتح (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
غرفہ	غَرَفَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک لمبی شاخ والا پودا (بفتح الغین والراء بحوالہ الحیل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
غزیہ	غَزِيَّه	صحابی کا نام، بمعنیٰ جہاد کرنے والی جماعت (اسمِ مشبہ بروزن فعیلۃ)	" " "
غسان	غَسَّان	صحابی کا نام، بمعنیٰ جوانی کی تیزی (اسمِ مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
غضیف	غُضَيْف	صحابی کا نام/ فراخ وکشادہ ہونا/ درخت خرما کے مشابہ درخت (غضف کی تصغیر)	" " "
غطیف	غُطَيْف	صحابی کا نام، بمعنیٰ فراخ وآسودہ/ خوشگوار (غطف کی تصغیر)	" " "
غنام	غَنَّام	صحابی کا نام، بمعنیٰ کثرت سے مالِ غنیمت حاصل کرنے والا (اسمِ مبالغہ)	" " "
غنی	غَنِيّ	صحابی کا نام، بمعنیٰ مالدار/ نیز اللہ تعالیٰ کا نام (اسمِ مشبہ)	" " "
غنیم	غُنَيْم	تابعی کا نام، بمعنیٰ مالِ غنیمت (غُنم کی تصغیر، بحوالہ الاشتقاق)	" " "
غیلان	غَيْلَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ آبِ رواں/ شاندار صحت مند لڑکا (من الغیل، بحوالہ الاشتقاق)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
غازی	غَازِی	فتح یاب (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
غانم	غَانِم	مالِ غنیمت پانے اور فائدہ اٹھانے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
غفران	غُفْرَان	درگزر/معافی/بخشش (اسمِ مصدر، الف نون زائدتان)	〃 〃 〃
غیور	غَیُوْر	بہت غیرت مند (یاء کی تشدید کے بغیر، اسمِ مبالغہ)	〃 〃 〃

حرفِ ''غ'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف "ف" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
فاتک	فَاتِک	صحابی کا نام، بمعنیٰ دلیر/ بہادر (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فاکہ	فَاکِہٗ	صحابی کا نام بمعنیٰ خوش طبع/ ہنس مکھ (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
فرات	فُرَات	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہت میٹھا/ عراق کا مشہور دریا	" " "
فرقد	فَرْقَد	صحابی کا نام/ قطب شمالی کے قریب ستارہ جس سے راستہ اور جہت پتہ چلتی ہے	" " "
فروہ	فَرْوَۃ	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ مالداری/ تونگری (بحوالہ، الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
فضالہ	فَضَالَۃ	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ فراغت وفرصت (بفتح الفاء بحوالہ، المصباح المنیر)	" " "
فضل	فَضْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ احسان ونیکی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فضیل	فُضَیْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ احسان ونیکی (فضل کی تصغیر)	" " "
فلتان	فَلَتَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ چست (بفتح الفاء واللام)	" " "
فیروز	فَیْرُوْز	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک قیمتی پتھر/ بصرہ کی ایک نہر	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
فاتح	فَاتِح	فتح پانے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فاروق	فَارُوْق	بہت امتیاز کرنے والا (اسمِ مبالغہ)	〃 〃 〃
فاضل	فَاضِل	صاحبِ فضیلت (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
فالح	فَالِح	کامیاب/کامران (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
فائز	فَائِز	مقام پر پہنچنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
فائض	فَائِض	فیض پہنچانے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
فائق	فَائِق	بلند (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
فیضان	فَیْضَان	بڑا فائدہ (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃
فرقان	فُرْقَان	فرق کرنے والا/ بڑی دلیل (اسمِ مصدر بمعنیٰ اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فرید	فَرِیْد	یکتا/بے مثل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
فصیح	فَصِیْح	خوش بیاں (اسمِ مشبہ)	〃 〃 〃
فقیر	فَقِیْر	درویش	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
فوز	فَوْز	کامیابی (اسمِ مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
فوزان	فَوْزَان	کامیاب/ فتح حاصل کرنا (اسمِ مصدر، الف نون زائدتان)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فہیم	فَہِیْم	بڑی فہم وسمجھ والا (اسمِ مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
فیاض	فَیَّاض	بہت سخی/ دریادل (اسمِ مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فیصل	فَیْصَل	منصِف، انصاف کنندہ	〃 〃 〃
فیض	فَیْض	فائدہ (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃
فلاح	فَــلَاح	کامیاب ہونا (مصدر از باب حسب ثلاثی)	〃 〃 〃
فردوس	فِرْدَوْس	باغ/ جنت (مذکر ومؤنث دونوں کے لئے)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
فسیح	فَسِیْح	کشادہ/ وسیع	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
فاطن	فَاطِن	سمجھدار/ عقلمند	〃 〃 〃
فنان	فَنَّان	ماہر/ فنی صلاحیت کا ماہر (اسمِ مبالغہ)	〃 〃 〃
فینان	فَیْنَان	لمبے اور خوبصورت بالوں والا	〃 〃 〃
فرحان	فَرْحَان	خوش	〃 〃 〃

حرف ''ق'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
قاسم	قَاسِم	نبی کا لقب اور بیٹے اور کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ تقسیم کرنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قارب	قَارِب	صحابی کا نام، بمعنیٰ قریب ہونے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
قباث	قَبَاث	صحابی کا نام، بمعنیٰ قبضہ کرنا/ ملانا (بحوالہ لسان العرب، والاشتقاق)	〃 〃 〃
قتادہ	قَتَادَہ	کئی صحابہ کا نام/ایک سخت درخت کا نام (قتادکا واحد)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
قدامہ	قُدَامَۃ	صحابی کا نام، بمعنیٰ کسی چیز پر اقدام کرنا (بروزن فُعالہ، بحوالہ الاشتقاق)	〃 〃 〃
قبیصۃ	قَبِيصَۃ	کئی صحابہ کا نام/چٹکی بھر (من قولھم :قبصتُ قبصۃً، الاشتقاق)	〃 〃 〃
قرظہ	قَرَظَۃ	صحابی کا نام/رنگ دار درخت کا نام (تصغیرہٗ قریظۃ، الاشتقاق)	〃 〃 〃
قرہ	قُرَّۃ	صحابی کا نام، بمعنیٰ ٹھنڈک	〃 〃 〃
قسامہ	قَسَامَۃ	صحابی کا نام، بمعنیٰ مصالحت/حُسن/خوبصورت	〃 〃 〃
قثم	قُثَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہت عطا کرنے والا/خیر کا جامع (قاثم سے معدول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
قشیر	قُشَیْر	صحابی یا محدّث کا نام، بمعنیٰ جسم کو چھپانے والا لباس (قشر کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قصی	قُصَیّ	صحابی کا نام، بمعنیٰ تھوڑا سا بعید، دور (قاص کی تصغیر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
قطن	قَطَن	صحابی کا نام، بمعنیٰ جائے اقامت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قعقاع	قَعْقَاع	صحابی کا نام، بمعنیٰ ہتھیار کی آواز	〃 〃 〃
قفیز	قَفِیْز	نبی ﷺ کے غلام کا نام، بمعنیٰ روئی/عرب کا مخصوص پیمانہ	〃 〃 〃
قہید	قُهَیْد	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنیٰ نرگس پھول کا گلدستہ (قہد کی تصغیر)	〃 〃 〃
قیس	قَیْس	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنیٰ تیز چلنا (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃
قیسبہ	قَیْسَبَه	صحابی کا نام/ایک درخت کا نام	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
قادم	قَادِم	آنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قاصد	قَاصِد	قصد کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
قائد	قَائِد	سردار، رہنما (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
قانع	قَانِع	قناعت کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
قسیم	قَسِیْم	تقسیم کرنے والا (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قمر	قَمَر	چاند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الاسلام لگایا جاسکتا ہے
قیم	قَیِّم	متولی ومنتظم	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
قویم	قَوِیْم	معتدل، اچھے قد وقامت والا (اسم مشبہ)	〃 〃 〃
قاریٔ	قَارِئٌ	پڑھنے والا (اسم فاعل، از باب فتح)	〃 〃 〃
قثوم	قَثُوْم	خیر ونیکیوں کو جمع کرنے والا	〃 〃 〃
قاثم	قَاثِم	خیر کو جمع کرنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃

حرفِ ”ق“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ''ک'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
کعب	کَعْب	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنیٰ ابھری ہوئی اور نمایاں چیز	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کرز	کُرْز	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ داخل ہونا/مخفی ہونا	〃 〃 〃
کریز	کُرَیْز	صحابی کا نام، بمعنیٰ داخل ہونا/مخفی ہونا (کُرز کی تصغیر)	〃 〃 〃
کثیر	کَثِیْر	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بہت، و زیادہ	〃 〃 〃
کباثہ	کَبَاثَہ	صحابی کا نام/ اراک درخت کا پھل	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
کبیش	کُبَیْش	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا سردار (کبش کی تصغیر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کریم	کَرِیْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہت سخی	〃 〃 〃
کنانہ	کِنَانَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ ترکش/سرزمینِ مصر	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
کہمس	کَھْمَس	صحابی کا نام، بمعنیٰ پاؤں قریب قریب رکھنا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کہیل	کُھَیْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ بڑی عمر	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفّظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
کاتب	کَاتِب	لکھنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
کادح	کَادِح	کوشش کرنیوالا، پہنچنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کاسب	کَاسِب	کسب کرنے والا، کمانے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
کاشف	کَاشِف	کھولنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
کامل	کَامِل	پورا، مکمل (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
کفایت	کِفَایَت	قابلیت/کافی ہونا/قناعت (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
کفیل	کَفِیْل	ذمہ دار (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کلیم	کَلِیْم	کلام کرنے والا/حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
کمال	کَمَال	خوبی (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
کوثر	کَوْثَر	بڑی بھلائی/خیر کثیر	〃 〃 〃
کاظم	کَاظِم	غصہ پی جانے والا	〃 〃 〃
کفل	کِفْل	حصہ	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
کمیل	کَمِیل	مکمل/پورا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
کیّس	کَیِّس	عقل مند/ذہین	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
کرام	کُرّام	فیاض/سخی (اسم مبالغہ)	〃 〃 〃
کیس	کَیْس	سخاوت/ذہانت/عقل ودانش	〃 〃 〃
کبش	کَبْش	سردار	〃 〃 〃

حرفِ ''ک'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف "ل" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
لوط	لُوط	ایک جلیل القدر نبی کا نام (مُنصَرِف مع السَّبَبَیْنِ لسُکون وسَطِه)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لقمان	لُقمَان	مشہور طبیب یا نبی، جن کے نام پر قرآن مجید کی ایک سورۃ ہے، اور صحابی کا نام	〃 〃 〃
لاحب	لَاحِب	صحابی کا نام، بمعنیٰ وسیع اور واضح	〃 〃 〃
لاحق	لَاحِق	صحابی کا نام، بمعنیٰ اگلا/ وابستہ/ پیچھے آنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
لبدہ	لُبْدَة	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنیٰ کثیر/ زیادہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
لبید	لَبِید	صحابی کا نام، بمعنیٰ گوشہ نشین، گھر میں مقیم (اسم مشبہ، بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لائق	لائِق	مناسب وقابل (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ لگایا جاسکتا ہے
لبیب	لَبِیْب	عقلمند	〃 〃 〃
لطف	لُطْف	اللہ کی توفیق/ مہربانی/ شفقت/ نرمی/ خوش مزاجی/ نزاکت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ الدین/ الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے
لطافت	لَطَافَت	نزاکت/ نرمی/ لچک (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لقاء	لِقَاء	پانا/ ملاقات کرنا (اسم مصدر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
لبق	لَبِق	ہوشیار/ ماہر	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
لبیق	لَبِیْق	ہوشیار/ ماہر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لبیب	لَبِیْب	عقلمند	〃 〃 〃
لؤلؤان	لُؤْ لُؤَان	سفیدی اور چمک میں موتی جیسا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
لقن	لَقِنْ	ذہین وفہیم (اسمِ مشبہ)	〃 〃 〃
لامع	لَامِع	چمکدار/ روشن (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
لائح	لَائِح	عقلمند/ چالاک (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
لامح	لَامِح	چمکدار ستارہ (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
لماح	لَمَّاح	بہت چمکدار (اسمِ مبالغہ)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
لماع	لَمَّاع	بہت روشن/ بہت چمکدار (اسمِ مبالغہ)	〃 〃 〃
لمعان	لَمْعَان	چمک/ آب وتاب	〃 〃 〃
لمدان	لَمْدَان	عاجزی وانکساری کرنے والا	〃 〃 〃
لیاقت	لِیَاقَت	مہذب طرز عمل/ حسنِ ذوق/ صلاحیت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے

حرف "م" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
محمد	مُحَمَّد	نبی ﷺ کا نام، بمعنیٰ بہت تعریف کیا ہوا	آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
موسیٰ	مُوْسیٰ	جلیل القدر نبی کا نام	〃 〃 〃
مسعود	مَسْعُوْد	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنیٰ نیک بخت (اسمِ مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
محمود	مَحْمُوْد	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ قابلِ تعریف (اسمِ مشبہ)	〃 〃 〃
ماعز	مَاعِز	صحابی کا نام جن کو نبی ﷺ نے جنت کی نہر میں غوطہ لگاتے ہوئے دیکھا	〃 〃 〃
مالک	مَالِک	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ صاحبِ ملکیت	〃 〃 〃
مبشر	مُبَشِّر	صحابی کا نام، بمعنیٰ خوش خبری دینے والا	〃 〃 〃
محسن	مُحَسِّن	حضرت علی و فاطمہ کے بیٹے کا نام، بمعنیٰ خوبصورت و عمدہ بنانے اور ترقی دینے والا	〃 〃 〃
متمم	مُتَمِّم	صحابی کا نام، بمعنیٰ مکمل کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
مشعب	مَشْعَب	صحابی کا نام، بمعنیٰ پانی گزرنے کی جگہ (اسمِ ظرف)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
مثنی	مُثَنّٰی	صحابی کا نام، بمعنیٰ دُہرا	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
محرز	مُحْرِز	صحابی کا نام، بمعنیٰ حفاظت کرنے والا (اسمِ فاعل)	" " "
مختار	مُخْتَار	صحابی کا نام، بمعنیٰ منتخب/ پسندیدہ/ چنیدہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مخلد	مُخْلِد	صحابی کا نام، بمعنیٰ زیادہ عمر کے باوجود بڑھاپا نہ آنے والا	" " "
مدرک	مُدْرِک	صحابی کا نام، بمعنیٰ پانے والا/ عاقل/ پختہ (اسمِ فاعل)	" " "
مدلوک	مَدْلُوک	صحابی کا نام، بمعنیٰ سفر کا ماہر	" " "
مذکور	مَذْکُور	صحابی کا نام، بمعنیٰ ذکر کیا ہوا (اسمِ مفعول)	" " "
مرثد	مَرْثَد	صحابی کا نام، بمعنیٰ شریف النفس آدمی (القاموس الوحید)	" " "
مرحب	مَرْحَب	بقول بعض صحابی کا نام، بمعنیٰ کشادگی	" " "
مرداس	مِرْدَاس	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ سر/ کنویں کے پانی کا اندازہ کرنے والا پتھر (اسمِ آلہ من الردس)	" " "
مرزبان	مَرْزُبَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ لشکر کا سردار	" " "
مرزوق	مَرْزُوق	صحابی کا نام، بمعنیٰ خوش نصیب	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرتب طریقہ
مسافع	مُسَافِع	صحابی کا نام، بمعنیٰ سینے سے لگانے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مستورد	مُسْتَوْرِد	صحابی کا نام، بمعنیٰ پانی تک رسائی پانے والا	// // //
مسرع	مُسْرِع	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنیٰ تیز رو	// // //
مسروح	مَسْرُوح	صحابی کا نام، بمعنیٰ سراب	// // //
مسروق	مَسْرُوْق	صحابی کا نام، بمعنیٰ خفیہ طریقہ سے لیا ہوا/ضعیف (اسمِ مفعول)	// // //
مسطح	مِسْطَح	صحابی کا لقب، بمعنیٰ سیدھا کرنے کا ذریعہ (اسمِ آلہ)	// // //
مسلم	مُسْلِم	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ مسلمان	// // //
مسور	مِسْوَر	صحابی کا نام، بمعنیٰ مضبوط تکیہ وسہارا (اسمِ آلہ)	// // //
مشرح	مِشْرَح	صحابی کا نام، بمعنیٰ کھولنے کا ذریعہ (اسمِ آلہ)	// // //
مشمرج	مُشْمَرِج	صحابی کا نام، بمعنیٰ باریک بناوٹ کا کپڑا (اسمِ جامد)	// // //
مصعب	مُصْعَب	صحابی کا نام، بمعنیٰ سردار (القاموس الوحید)	// // //
مطاع	مُطَاع	صحابی کا نام بمعنیٰ اتباع کیا ہوا (اسمِ مفعول)	// // //

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
مطر	مَطَر	صحابی کا نام بمعنیٰ بارش	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مطرف	مُطَرِّف	صحابی کا نام بمعنیٰ پسند کرنے والا	〃 〃 〃
مطعم	مُطْعِم	صحابی کا نام بمعنیٰ کھلانے والا	〃 〃 〃
مطلب	مُطَّلِب	صحابی کا نام، بمعنیٰ وقفہ وکوشش کے ساتھ طلب کرنے والا (اسم فاعل، از باب تفعیل)	〃 〃 〃
مطیع	مُطِیْع	صحابی کا نام، بمعنیٰ فرمانبردار (اسم فاعل)	〃 〃 〃
مظہر	مُظَهِّر	صحابی کا نام، بمعنیٰ ظہر کے وقت آنے والا (اسم فاعل بحوالہ الصحاح فی اللغۃ)	〃 〃 〃
معاذ	مُعَاذ	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ پناہ وحفاظت میں آیا ہوا (اسم مفعول)	〃 〃 〃
معاویہ	مُعَاوِيَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ ایک دوسرے کو دعوت دینا (من قولہم تعاوی القوم اذا تداعوا، الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
معبد	مَعْبَد	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ ایک جاننا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
معتب	مُعَتِّب	صحابی کا نام، بمعنیٰ ناز سے خطاب کرنے والا	〃 〃 〃
معتمر	مُعْتَمِر	صحابی کا نام، بمعنیٰ بیت اللہ کا زائر وعمرہ کرنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
معدان	مَعْدَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ تر وتازہ پھل	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
معقل	مَعْقِل	صحابی کا نام، بمعنیٰ جائے پناہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
معمر	مَعْمَر	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ شاداب وآباد اور خوشحال مقام	″ ″ ″
معن	مَعْن	صحابی کا نام، بمعنیٰ بھلائی/نیکی/نفع اُٹھانے کی چیز	″ ″ ″
معوذ	مُعَوِّذ	صحابی کا نام، بمعنیٰ حفاظت کرنے والا (اسم فاعل)	″ ″ ″
معیقیب	مُعَیْقِیْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ پیچھے آیا ہوا/ جانشین (معقوب کی تصغیر)	″ ″ ″
مغیث	مُغِیْث	صحابی کا نام، بمعنیٰ مددگار/فریادرس (اسم فاعل از غوث، بحوالہ المغرب)	″ ″ ″
مغیرہ	مُغِیْرَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ حملہ آور (مُفعِلة من الغارة، وكان أصله مُغْيِرة، الاشتقاق)	″ ″ ″
مقداد	مِقْدَاد	صحابی کا نام، بمعنیٰ جڑ سے کاٹنے کا آلہ (اسم آله من القِدد)	″ ″ ″
مقسم	مِقْسَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ تقسیم کرنے کا آلہ وذریعہ (اسم آلة من القَسم)	″ ″ ″
مکحول	مَکْحُوْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ سرمئی آنکھوں والا (اسم مفعول)	″ ″ ″
مکرم	مُکْرَم	نبی ﷺ کا منتخب کیا ہوا صحابی کا نام، بمعنیٰ تعظیم کیا ہوا (اسم مفعول)	″ ″ ″
ملحان	مِلْحَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ نمکین وپرکشش (فعلانٌ من المَلَح، الاشتقاق)	″ ″ ″

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ملیل	مُلَیْل	بدری صحابی کا نام، بمعنیٰ تھوڑا سا آزردہ (تصغیر من الملل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منبعث	مُنْبَعِث	صحابی کا نام، بمعنیٰ بیدار ہونے والا (اسم فاعل، از باب انفعال)	" " "
منبہ	مُنَبِّه	صحابی کا نام، بمعنیٰ غفلت سے آگاہ کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
منذر	مُنْذِر	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ آخرت سے ڈرانے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منیذر	مُنَیْذِر	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا آخرت سے ڈرانے والا (منذر کی تصغیر)	" " "
منصور	مَنْصُوْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ مدد کردہ (اسم مفعول)	" " "
منقذ	مُنْقِذ	صحابی کا نام، بمعنیٰ سلامتی دینے والا (اسم فاعل)	" " "
منفعہ	مَنْفَعَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ فائدہ (اسم مصدر)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
منقع	مُنْقَع	صحابی کا نام، بمعنیٰ مٹکا/پتھر کا پیالہ (منجد)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منیب	مُنِیب	صحابی کا نام، بمعنیٰ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا (اسم مشبہ)	" " "
مہاجر	مُهَاجِر	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ گناہوں کو چھوڑنے والا	" " "
مہجع	مِهْجَع	حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام، بمعنیٰ ہر ایک کا فرمانبردار	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
مہزم	مِہْزَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ قابلِ اطمینان	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مونس	مُوَنِّس	صحابی کا نام، بمعنیٰ اُنسیت پہنچانے والا (اسمِ فاعل از بابِ تفعیل)	〃 〃 〃
موہب	مَوْهَب	صحابی کا نام، بمعنیٰ تیار کیا ہوا (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃
میسرہ	مَيْسَرَة	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ فوج کا بایاں دستہ/سہولت/فراخی/تمول	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
میمون	مَيْمُوْن	صحابی کا نام، بمعنیٰ مبارک (اسمِ مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منہال	مِنْهَال	انتہائی سخی (اسمِ مبالغہ)	〃 〃 〃
مسطع	مِسْطَع	خوش بیان	〃 〃 〃
منیر	مُنِيْر	روشن/واضح/چمک دار	〃 〃 〃
مستنیر	مُسْتَنِيْر	روشنی کا طالب	〃 〃 〃
مُستنصَر	مُسْتَنْصَر	مدد یافتہ، فتح یاب (اسمِ مفعول از بابِ استفعال)	〃 〃 〃
مُستنصِر	مُسْتَنْصِر	مدد کا طالب (اسمِ فاعل از بابِ استفعال)	〃 〃 〃
مُستقیم	مُسْتَقِيْم	راست، سیدھا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
مادح	مَادِح	تعریف کرنے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مدیح	مَدِیْح	تعریف کرنے والا	// // //
ماموں	مَامُوْن	محفوظ و بے خطر (اسم مفعول)	// // //
ماہر	مَاہِر	تجربہ کار (اسم فاعل)	// // //
مبارک	مُبَارَک	برکت والا (اسم مفعول)	// // //
مبسوط	مَبْسُوْط	خوش عیش وفراخی والا (اسم مفعول)	// // //
مبصر	مُبَصِّر	صاحب بصیرت (اسم فاعل)	// // //
مبین	مُبِیْن	ظاہر کرنے والا، روشن کرنے والا (اسم فاعل از باب افعال)	// // //
متبع	مُتَّبِع	اتباع کرنے والا (اسم فاعل)	// // //
متقی	مُتَّقِی	پرہیزگار، پارسا (اسم فاعل)	// // //
مُجاہد	مُجَاہِد	جہاد کرنے والا (اسم فاعل)	// // //
محاید	مُحَایِد	غیر جانبدار/کنارہ کش	// // //

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
مُجتبیٰ	مُجْتَبیٰ	برگزیدہ/ پسندیدہ/ مقبول/ آنحضور ﷺ کا لقب (اسمِ مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُحاسب	مُحَاسِب	حساب کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
محتسب	مُحْتَسِب	احتساب کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
مُحافظ	مُحَافِظ	نگراں/ پاسباں (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
محب	مُحِبّ	محبت و پسند کرنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ لگایا جاسکتا ہے
محبوب	مَحْبُوْب	دوست/ پیارا/ پسندیدہ (اسمِ مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مُحسن	مُحْسِن	احسان کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
مرغوب	مَرْغُوْب	پسندیدہ/ رغبت کے لائق (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃
مسکین	مِسْکِیْن	عاجز/ متواضع	〃 〃 〃
مسیح	مَسِیْح	حضرت عیسیٰ کا لقب/ بمعنیٰ زمین میں چلنے والا (فعیل بمعنی فاعِل)	〃 〃 〃
مُشاہد	مُشَاھِد	دیکھنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
مُشتاق	مُشْتَاق	آرزومند (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
مُشرف	مُشَرَّف	شرافت والا (اسمِ مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مشفق	مُشْفِق	مہربان (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
مشکور	مَشْکُوْر	ممنون (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃
مِصباح	مِصْبَاح	چراغ (اسمِ آلہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
مصدق	مُصَدِّق	تصدیق کرنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مصطفیٰ	مُصْطَفیٰ	نبی ﷺ کا لقب، بمعنیٰ منتخب شدہ (اسمِ مفعول)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
مُصلح	مُصْلِح	اصلاح کرنے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مصیب	مُصِیْب	درست رائے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
مطلوب	مَطْلُوْب	طلب کیا ہوا (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃
مطہر	مُطَہِّر	پاک کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
مظہر	مَظْہَر	مقامِ اظہار/منظر (اسمِ ظرف)	〃 〃 〃
معاون	مُعَاوِن	اعانت کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
معتصم	مُعْتَصِم	پناہ لینے والا (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
معروف	مَعْرُوْف	مشہور/ بھلائی/ احسان/ حسنِ سلوک/ نیکی (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃
معین	مُعِیْن	مددگار (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
مقصود	مَقْصُوْد	مدعا/ مراد (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃
مکاتب	مُکَاتِب	خط و کتابت کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
مکرم	مُکْرِم	عزت کرنے والا (اسمِ فاعل از باب افعال)	〃 〃 〃
مکرم	مُکَرَّم	معزز (اسمِ مفعول از باب تفعیل)	〃 〃 〃
ممتاز	مُمْتَاز	امتیاز شدہ (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃
منبسط	مُنْبَسِط	خوش ہونے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
منتخب	مُنْتَخَب	انتخاب کیا ہوا (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃
منصف	مُنْصِف	انصاف کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
منظور	مَنْظُوْر	پسند کیا ہوا (اسمِ مفعول)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
منکشف	مُنکَشِف	کھلنے والا، ظاہر ہونے والا (اسم فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
منور	مُنَوَّر	روشن/تاباں (اسم مفعول)	〃 〃 〃
منہاج	مِنْهَاج	راستہ (اسم ظرف)	〃 〃 〃
موھوب	مَوْھُوْب	ذوموہبت (اسم مفعول)	〃 〃 〃
مہدی	مَهْدِی	ہدایت والا (اسم مفعول)	〃 〃 〃
مستفیض	مُسْتَفِیْض	فیض اٹھانے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
مستفید	مُسْتَفِیْد	فائدہ چاہنے والا (اسم فاعل)	〃 〃 〃
مستعین	مُسْتَعِیْن	مدد کا خواہاں (اسم فاعل)	〃 〃 〃
مسرور	مَسْرُوْر	خوش کیا ہوا (اسم مفعول)	〃 〃 〃
مسرت	مُسَرَّت	خوشی (اسم مصدر)	〃 〃 〃
مقرب	مُقَرَّب	قرب والا (اسم مفعول)	〃 〃 〃
مقیم	مُقِیْم	قیام کرنے اور ٹھہرنے والا (اسم فاعل از باب افعال)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ممد	مُمِدّ	مدد دینے والا (اسم فاعل، باب افعال)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ممد	مُمَدّ	مدد دیا ہوا (اسم مفعول، باب افعال)	〃 〃 〃
مستمد	مُسْتَمِدّ	مدد چاہنے والا (اسم فاعل، باب استفعال)	〃 〃 〃
مستمد	مُسْتَمَدّ	مدد چاہا ہوا (اسم مفعول، باب استفعال)	〃 〃 〃
مقرر	مُقَرِّر	ثابت کرنے والا (اسم فاعل، باب تفعیل)	〃 〃 〃
مقرر	مُقَرَّر	ثابت کیا ہوا (اسم مفعول، باب تفعیل)	〃 〃 〃
مامور	مَامُوْر	حکم دیا ہوا (اسم مفعول، از ثلاثی مجرد از باب نصر)	〃 〃 〃
مفتاح	مِفْتَاح	کھولنے کا ذریعہ (اسم آلہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
موسر	مُوْسِر	آسانی والا (اسم فاعل، از باب افعال)	〃 〃 〃
مکتسب	مُکْتَسِب	کمائی کرنے والا (اسم فاعل از باب افتعال)	〃 〃 〃
متمنی	مُتَمَنِّی	تمنا کرنے والا (اسم فاعل از باب تفعل)	〃 〃 〃
متدارک	مُتَدَارِک	تلافی کرنے والا (اسم فاعل از باب تفاعل)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
مصاحب	مُصَاحِب	ساتھ رہنے والا (اسمِ فاعل از باب مفاعلہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
مفلح	مُفْلَح	کامیاب شدہ مرد (اسمِ مفعول از باب افعال)	〃 〃 〃
مظفر	مُظَفَّر	کامیاب قرار دیا ہوا (اسمِ مفعول از باب تفعیل)	〃 〃 〃
مصاحَب	مُصَاحَب	ساتھ رہا ہوا (اسمِ مفعول از باب مفاعلہ)	〃 〃 〃
متدارَک	مُتَدَارَک	تلافی کیا ہوا (اسمِ مفعول از باب تفاعل)	〃 〃 〃
متبرَّک	مُتَبَرَّک	برکت حاصل کیا ہوا (اسمِ مفعول از باب تفعل)	〃 〃 〃
معتصَم	مُعْتَصَم	اپنے آپ کو محفوظ رکھنے والا (اسمِ مفعول، از باب افتعال)	〃 〃 〃
منبعَث	مُنْبَعَث	بیدار شدہ (اسمِ مفعول از باب انفعال)	〃 〃 〃
مبارکہ	مُبَارَکَہ	برکت والا ہونا (مصدر از باب مفاعلہ	〃 〃 〃
متقِن	مُتْقِن	ماہر و حاذق آدمی	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
متقَن	مُتْقَن	مستحکم و مضبوط بے عیب	〃 〃 〃
محتشم	مُحْتَشِم	باوقار/ باحیاء/ باوضع	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
مداخص	مُدَاخِص	مضبوط وطاقت ور آدمی	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
مغامر	مُغَامِر	جانباز/مہم جو	〃 〃 〃
مکاشر	مُکَاشِر	قریبی پڑوسی	〃 〃 〃
مکیس	مُکَیِّس	سمجھدار	〃 〃 〃
ملائم	مُلَائِم	مناسب/موزوں/مطابق	〃 〃 〃
ملاطف	مُلَاطِف	خوش طبع/مشفق	〃 〃 〃
ملطف	مُلَطِّف	تسکین بخش	〃 〃 〃
معوان	مِعْوَان	بڑا مددگار	〃 〃 〃
مَعاذ	مَعَاذ	پناہ گاہ (میم کے زبر کے ساتھ)	〃 〃 〃
میمم	مُیَمَّم	مقاصد میں کامیاب	〃 〃 〃
مشمر	مُشَمِّر	محنتی/مستعد/تجربہ کار	〃 〃 〃
مشرق	مُشْرِق	روشن/چمکدار	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
ممراح	مَمْرَاح	چست/پھرتیلا/خوش وخرم/زرخیز زمین	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ممدود	مَمْدُوْد	دراز/کشادہ/وسیع	〃 〃 〃
معراص	مِعْرَاص	نیا چاند	〃 〃 〃
موسر	مُوْسِر	مالدار/خوشحال	〃 〃 〃
میسر	مَیْسَر	سہولت رسانی	〃 〃 〃
میسره	مَیْسِرَه	سہولت/آسانی (مصدر میمی)	〃 〃 〃
میسور	مَیْسُوْر	آسانی/سہولت (مفعول کے وزن پر مصدر)	〃 〃 〃
مربوط	مَرْبُوْط	وابستہ/بندھا ہوا/جڑا ہوا	〃 〃 〃
ملتمع	مُلْتَمِع	چمکدار	〃 〃 〃
مرتفق	مُرْتَفِق	استفادہ کرنے والا	〃 〃 〃
مرتاح	مُرْتَاح	خوش وخرم/بحالت سکون وآرام/مطمئن	〃 〃 〃
ملیح	مَلِیْح	دلکش/جاذبِ صورت/حسین	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ملیح	مَلِیْح	باوقار آدمی	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
متناعم	مُتَنَاعِم	خوشحال اور دولتمند/سیدھا اور ہموار	" " "
متنعم	مُتَنَعِّم	آسودہ حال/خوش عیش	" " "
منعام	مِنْعَام	فیاض/کرم گستر	" " "
منیف	مُنِیْف	کسی کے مقابلہ میں اونچا/پرشکوہ/بلند	" " "
منتصر	مُنْتَصَر	کامیاب/فتح یاب	" " "
منتصر	مُنْتَصِر	مددگار	" " "
مناصر	مُنَاصِر	مددگار	" " "
مستحی	مُسْتَحِیْ	شرمیلا/غیرت مند	" " "
مکین	مَکِیْن	رتبہ والا/صاحب حیثیت	" " "
مخلص	مُخْلِص	وفادار/صاف دل/سچا/نیک نیت	" " "

حرف ''ن'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
نوح	نُوح	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام (غیر عربی لفظ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نعمان	نُعْمَان	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنیٰ خوشحال وآسودہ (فُعلان من نعم، الاشتقاق)	〃 〃 〃
نعیم	نُعَیْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ خوشحال (تصغیر النّعم و تصغیر نُعْم، بحواله الاشتقاق)	〃 〃 〃
نعیمان	نُعَیْمَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ خوشحال (نعمان کی تصغیر، بحواله جمهرة اللغة)	〃 〃 〃
نافع	نَافِع	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ فائدہ مند (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
نذیر	نَذِیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ آخرت وانجام سے ڈرانے والا/ رہبر (اسمِ مشبہ)	〃 〃 〃
نواس	نَوَّاس	صحابی کا نام، بمعنیٰ کثیر المتحرک (فعّال من ناس ینوس، اذا تحرک، الاشتقاق)	〃 〃 〃
نفیر	نُفَیْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹی سی جماعت (نفر کی تصغیر)	〃 〃 〃
نابل	نَابِل	صحابی کا نام، بمعنیٰ تیراندازی میں ماہر (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
ناجیہ	نَاجِیَہ	صحابی کا نام، بمعنیٰ نجات یافتہ/ تیز رفتار اونٹنی	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
نبہان	نَبْهَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ معزز وشریف اور نیک نام ہونا (من النباهة، الاشتقاق)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نبیط	نُبَيْط	صحابی کا نام، بمعنیٰ کنویں کا پہلا پانی (النبط کی تصغیر، الاشتقاق)	″ ″ ″
نبیہ	نَبِيْه	صحابی کا نام، بمعنیٰ معزز وشریف/سمجھدار (اسمِ مشبہ)	″ ″ ″
نبیہ	نُبَيْه	صحابی کا نام، بمعنیٰ سمجھ جانا/ بیدار ہونا/شریف ہونا (نبہ کی تصغیر)	″ ″ ″
نصر	نَصْر	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ مدد (اسمِ مصدر)	″ ″ ″
نصیر	نُصَيْر	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنیٰ مدد (نصر کی تصغیر)	″ ″ ″
نضر	نَضْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ جوہرِ خالص	″ ″ ″
نضیر	نَضِيْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ انتہائی خوبصورت (اسمِ مشبہ)	″ ″ ″
نضلہ	نَضْلَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ تیراندازی میں غالب	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
نمیر	نُمَيْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ بے داغ/صاف ستھرا پانی (نمر کی تصغیر، بحوالہ المنجد)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نہار	نَهَار	صحابی کا نام، بمعنیٰ دن/روشنی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
نہیر	نُهَيْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا دریا (نہر کی تصغیر)	″ ″ ″

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
نہیک	نَہِیک	صحابی کا نام، بمعنیٰ دلیر و مضبوط (اسمِ مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
نوفل	نَوفَل	صحابی کا نام، بمعنیٰ بڑا فیاض/خوبصورت جوان	〃 〃 〃
نقیب	نَقِیب	قوم کا سردار و ضامن (المنجد)	〃 〃 〃
نقاب	نِقَاب	بڑا عالم	〃 〃 〃
ناصر	نَاصِر	مددگار/نفع رساں (اسمِ فاعل)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ناضل	نَاضِل	تیراندازی میں غالب (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
ناجی	نَاجِی	نجات پانے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
نادر	نَادِر	نایاب (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
ناسک	نَاسِک	عابد/زاہد (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
ناطق	نَاطِق	بولنے والا/صاحبِ عقل (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
ناظر	نَاظِر	دیکھنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
نظام	نِظَام	انتظام/ترتیب/سلیقہ/نظم وضبط	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرتّب طریقہ
ناظم	نَاظِم	مرتّب/انتظام کرنے والا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
ناعم	نَاعِم	خوشگوار/خوشحال/ملائم/نرم ونازک	" " "
نظیم	نَظِیْم	بڑا منتظم/سلیقہ مند	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نائب	نَائِب	قائم مقام	" " "
نبیل	نَبِیْل	شریف ومعزز	" " "
نثار	نِثَار	نچھاور، فدا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الحق/لگایا جاسکتا ہے
نجم	نَجْم	ستارہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
نجیب	نِجِیْب	بمعنیٰ اعلیٰ نسب شخص/شریف	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/اللہ/الرحمٰن/لگایا جاسکتا ہے
ندیم	نَدِیْم	رفیق وساتھی	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نذر	نَذَر	نذرانہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الرحمٰن/لگایا جاسکتا ہے
نزیل	نَزِیْل	مہمان/مسافر	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نفاست	نَفَاسَت	نفیس ہونا (اسم مصدر)	" " "

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
نسیم	نَسِیْم	نرم ہَوا	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نشاط	نِشَاط	ہشاش بشاش ہونا (اسم مصدر)	" " "
ناشط	نَاشِطٌ	ہشاش بشاش (اسم فاعل)	" " "
نشیط	نَشِیْط	بہت چست اور پھرتیلا (اسم مشبہ)	" " "
نصرت	نُصْرَت	مدد/حمایت (اسم مصدر)	" " "
نصاح	نَصَّاح	بڑا ہمدرد/بڑا ناصح	" " "
نصوح	نَصُوْح	بالکل خالص	" " "
ناصح	نَاصِح	نصیحت کرنے والا (اسم فاعل)	" " "
نصیح	نَصِیْح	بہت نصیحت کرنے والا (اسم مشبہ)	" " "
نظیر	نَظِیْر	مانند/مثل	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/الحق/لگایا جاسکتا ہے
نظیف	نَظِیْف	صاف ستھرا/پاکیزہ (اسم مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نعمت	نِعْمَت	انعام/رزق/آسودگی/قابلِ قدر (اسم مصدر)	شروع میں محمد یا آخر میں اللہ/لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
نعیم	نَعِیم	آسودہ حال/خوش وخرم (اسمِ مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نفیس	نَفِیس	پاکیزہ (اسمِ مشبہ)	〃 〃 〃
نقی	نَقِیّ	صاف، خالص (اسمِ مشبہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/لگایا جاسکتا ہے
نور	نُوْر	روشنی/سفید پھول/کلی	〃 〃 〃
نیّر	نَیِّر	روشن/چمکدار/خوبصورت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نیاز	نِیَاز	عاجزی وحاجت	〃 〃 〃
نیاف	نِیَاف	لمبا/اونچا	〃 〃 〃
نظافت	نَظَافَت	صفائی ستھرائی (اسمِ مصدر از باب کَرُمَ یکرُمُ)	〃 〃 〃
نعمت	نَعْمَت	خوش عیش ہونا (اسمِ مصدر، نون کے زبر کے ساتھ)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
نخبہ	نُخْبَہ	منتخب کی ہوئی چیز (اسمِ مفعول)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نازہ	نَازِہ	بلند کردار وپاک دامنی	〃 〃 〃
نسبت	نِسْبَت	تعلق/رشتہ	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
نسیب	نَسِیْب	مناسب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
نسیق	نَسِیْق	باسلیقہ/ باقاعدہ/ باترتیب	〃 〃 〃
ناشذ	نَاشِذ	تلاش کرنے والا/ متلاشی	〃 〃 〃
نیّق	نَیِّق	بہت زیادہ نفاست پسند	〃 〃 〃
نوّاق	نَوَّاق	تجربہ کار/ ماہرِ معاملات	〃 〃 〃
نائل	نَائِل	عطیہ/ بخشش/ بھلائی	〃 〃 〃
نوال	نَوَال	بخشش/ حصہ	〃 〃 〃

حرفِ ''ن'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ''وَ'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکّب طریقہ
وابصہ	وَابِصَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ دہشت (برائے دشمنان)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
واثلہ	وَاثِلَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ کثرت وبخت (من الوثالۃ، بحوالہ، الاشتقاق)	〃 〃 〃
وازع	وَازِع	صحابی یا تابعی کا نام، بمعنیٰ فوج کا سردار	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
واقد	وَاقِد	صحابی کا نام، بمعنیٰ روشن	〃 〃 〃
وائل	وَائِل	صحابی کا نام، بمعنیٰ پناہ لینے والا	〃 〃 〃
وداعہ	وَدَاعَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ سکون ووقار	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
ودفہ	وَدْفَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ سبز	〃 〃 〃
ودیعہ	وَدِيْعَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ امانت	〃 〃 〃
ورد	وَرْد	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہادر/گلاب	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وردان	وَرْدَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ بہادر/گلاب (الف نون زائدتان)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
وزر	وَزَر	بقول بعض صحابی کا نام، بمعنیٰ جائے پناہ	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وعلہ	وَعْلَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ پہاڑ کا بلند مقام	〃 〃 〃
وھب	وَهْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ ھبہ	〃 〃 〃
وھبان	وُهْبَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ ھبہ (الف نون زائدتان)	〃 〃 〃
وھیب	وَهِيْب	بہت ھبہ کرنے والا	〃 〃 〃
واثق	وَاثِق	مضبوط واعتماد والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
وثیق	وَثِيْق	مضبوط/ قابلِ اعتماد (اسمِ مشبہ)	〃 〃 〃
وثاق	وَثَاق	مضبوطی/ استحکام/ باندھنے کی چیز رسی وغیرہ	〃 〃 〃
واجد	وَاجِد	پانے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
وارث	وَارِث	میراث لینے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
واصف	وَاصِف	تعریف کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃
واعظ	وَاعِظ	نصیحت کرنے والا (اسمِ فاعل)	〃 〃 〃

یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ	نسبت / معنیٰ	نام کا صحیح تلفظ	اصل نام
شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے	جاننے والا/ وقف کرنے والا (اسمِ فاعل)	وَاقِف	واقف
〃 〃 〃	ھبہ کرنے والا (اسمِ فاعل)	وَاهِب	واھب
〃 〃 〃	رعب ودبدبہ (اسمِ مصدر)	وَجَاهَت	وجاہت
〃 〃 〃	بااثر/ باصلاحیت/ صاحبِ قدر ومنزلت (اسمِ مشبہ)	وَجِیْه	وجیہ
〃 〃 〃	خوب صورت چہرے والا	وَسِیْم	وسیم
〃 〃 〃	خدمت کے قابل لڑکا	وَصِیْف	وصیف
〃 〃 〃	تابعی کا نام، بمعنیٰ مضبوط (اسمِ مشبہ)	وَکِیْع	وکیع
〃 〃 〃	سنجیدگی/ متانت/ بردباری/ پرشوکت آدمی	وَقَار	وقار
〃 〃 〃	قائم مقام/ کارندہ (اسمِ مشبہ)	وَکِیْل	وکیل
شروع میں محمد یا آخر میں احمد/ اللہ/ الرحمٰن/ لگایا جاسکتا ہے	دوست	وَلِیّ	ولی
شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے	روشن ستارہ	وَهَّاج	وھاج
〃 〃 〃	بہادر/ دلیر	وَارِد	وارد

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
وسیط	وَسِیْط	ثالث	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
وفاء	وَفَاء	پورا ادا کرنا (اسمِ مصدر)	″ ″ ″
وجدان	وِجْدَان	لطیف شعور	″ ″ ″
وصاف	وَصَّاف	اوصاف بیان کرنے کا ماہر/ تجربہ کار طبیب (اسمِ مبالغہ)	″ ″ ″
ودیع	وَدِیْع	خاموش طبع/ سنجیدہ/ پرسکون/ بردبار/ عاجزی پسند	″ ″ ″
وصیل	وَصِیْل	رفیق/ ہمدم/ ساتھ رہنے والا	″ ″ ″

حرفِ ''وْ'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف "ہ" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ہارون	هَارُوْن	جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ کے بھائی کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ہود	هُوْد	ایک برگزیدہ نبی کا نام	〃 〃 〃
ہمام	هَمَّام	نبی ﷺ کا پسندیدہ اور کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ بہت ارادہ کنندہ (اسمِ مبالغہ)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد/الدین/ لگایا جاسکتا ہے
ہشام	هِشَام	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ سخاوت	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ہاشم	هَاشِم	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ ماہرُ اللبن	〃 〃 〃
ہلال	هِلَال	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ نیا چاند	〃 〃 〃
ہالہ	هَالَه	صحابی کا نام، بمعنیٰ چاند کا مدار	〃 〃 〃
ہانی	هَانِي	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ خدمت گزار	〃 〃 〃
ہبیب	هُبَيْب	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص ہلکی ہوا	〃 〃 〃
ہذیم	هُذَيْم	صحابی کا نام، بمعنیٰ قطع کرنا (هَذم کی تصغیر، بحوالہ الاشتقاق)	〃 〃 〃

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
ہرم	هَرِم	صحابی کا نام، بمعنیٰ زیادہ عمر والا/عقل/ پختہ رائے	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
ہرماس	هِرْمَاس	صحابی کا نام، بمعنیٰ مضبوط اور حملہ آور (یعنی دشمنوں پر)	〃 〃 〃
ہزال	هَزَّال	صحابی کا نام، بمعنیٰ دُبلا پتلا	〃 〃 〃
ہزیل	هَزِيْل	تابعی کا نام، بمعنیٰ دُبلا	〃 〃 〃
ھشیم	هُشَيْم	محدث کا نام، بمعنیٰ سخی (ہشام کی تصغیر)	〃 〃 〃
ہلب	هَلِب	صحابی کا نام (جن کے سر پر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیرا، اوران کے سر پر کافی بال اُگ آئے)	〃 〃 〃
ہمیل	هُمَيْل	صحابی کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا عمر رسیدہ (اسمِ تصغیر)	〃 〃 〃
ہیثم	هَيْثَم	صحابی کا نام، بمعنیٰ ایک ذائقہ دار درخت (بحوالہ الاشتقاق)	〃 〃 〃
ھشم	هَشِم	سخی (اسمِ مشبہ)	〃 〃 〃
ہدایت	هِدَايَت	رہنمائی (اسمِ مصدر)	〃 〃 〃

حرفِ ”ھ“ سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

حرف ''ی'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
یحییٰ	یَحْییٰ	جلیل القدر نبی اور کئی صحابہ کا نام	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
یونس	یُونُس	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام	″ ″ ″
یعقوب	یَعْقُوْب	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام	″ ″ ″
یوسف	یُوْسُف	جلیل القدر نبی اور صحابی کا نام	″ ″ ″
یاسر	یَاسِر	صحابی کا نام، بمعنیٰ آسان (اسمِ فاعل، از ثلاثی مجرد)	″ ″ ″
یسار	یَسَار	کئی صحابہ کا نام، بمعنیٰ آسانی/ تونگری (اسمِ مصدر)	″ ″ ″
یسر	یُسْر	صحابی کا نام، بمعنیٰ آسانی/ سہولت/ مالی وسعت	″ ″ ″
ز	یُسَیر	صحابی کا نام، بمعنیٰ سہولت (یسر کی تصغیر)	″ ″ ″
یامین	یَامِیْن	صحابی کا نام (غیر عربی لفظ)	″ ″ ″
یزید	یَزِیْد	بہت سے صحابہ کا نام، بمعنیٰ کثرت (علیٰ وزن یبیع)	″ ″ ″

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ	یہ نام رکھنے کا مرکب طریقہ
یعلیٰ	یَعْلیٰ	صحابی کا نام، بمعنیٰ کامیاب (بحوالہ الاشتقاق)	شروع میں محمد لگایا جاسکتا ہے
یعمر	یَعْمَر / یَعْمُر	صحابی کا نام، بمعنیٰ لمبی عمر (بروزن یفعل، بفتح المیم وضمھا)	شروع میں محمد یا آخر میں احمد لگایا جاسکتا ہے
یعیش	یَعِیْش	صحابی کا نام، بمعنیٰ زندگی گزارنے والا (علیٰ وزن یبیع)	〃 〃 〃
یمان	یَمَان	صحابی کا نام، بمعنیٰ بابرکت ہونا (الف زائدہ در یمن)	〃 〃 〃
یامن	یَامِن	بابرکت/خوش بخت (بغیر یاء کے)	〃 〃 〃
یافع	یَافِع	بلند وبالا	〃 〃 〃
یفاع	یَفَاع	ہر بلند چیز جو بلند زمین پر ہو	〃 〃 〃
یقظان	یَقْظَان	سوجھ بوجھ کا آدمی/ بیدار مغز	〃 〃 〃

حرفِ ''ی'' سے شروع ہونے والے نام ختم ہوئے

﴿لڑکیوں کے اسلامی نام﴾

حرف ''الف'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
آسیہ	آسِیَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ بابرکت
آمنہ	آمِنَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ بے خوف/ امن والی (اسمِ فاعل)
اثیلہ	اَثِیْلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ اعلیٰ خاندان والی
اروی	اَرْوٰی	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ خوب رو
اسماء	اَسْمَاء	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ بلند
اسیرہ	اُسَیْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ خاندان/کنبہ/ برادری/مضبوط زرہ (أسرۃ کی تصغیر)
امامہ	اُمَامَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ راہ نما
امۃ اللہ	اَمَۃُ اللہ	صحابیہ یا نبی ﷺ کی بنتِ خادمہ، بمعنیٰ اللہ کی بندی
اُمیمہ	اُمَیْمَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ رہنمائی کرنے والی
انیسہ	اُنَیْسَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ اُنسیت والی
انیسہ	اَنِیْسَہ	اُنسیت والی
ایمن	اَیْمَن	دائیں/ درست و ٹھیک
امہ	اَمَہ	اللہ کی بندی
امّہ	اُمَّہ	جس کی اقتداء کی جائے
امیہ	اُمَیَّہ	اللہ کی چھوٹی سی بندی/قریش کا ایک قبیلہ (امۃ کی تصغیر)
امینہ	اَمِیْنَہ	امانت دار، وفادار
اریبہ	اَرِیْبَہ	وسعت والی، کشادہ

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
ازکیٰ	اَزْکٰی	پاکیزہ
انیقہ	اَنِیْقَه	محبت والی
آنقہ	آنِقَه	پسندیدہ
آمرہ	آمِرَه	حکم دینے والی (اسمِ فاعل)
ابرارالنساء	اِبْرَارُ النِّسَاء	خواتین میں نیکوکار/ پرہیزگار
ارشادالنساء	اِرْشَادُ النِّسَاء	خواتین میں ہدایت اور راہ دکھانے والی
امان النساء	اَمَانُ النِّسَاء	خواتین کی پناہ وحفاظت
اصلاح النساء	اِصْلَاحُ النِّسَاء	خواتین کی اصلاح کرنا
امۃ النساء	اُمَّةُ النِّسَاء	خواتین کی مقتداء
امۃ الرحمٰن	اَمَةُ الرَّحْمٰن	اللہ وحدہٗ رحمٰن کی بندی
امۃ القدوس	اَمَةُ الْقُدُّوْس	اللہ وحدہٗ قدوس کی بندی
امۃ الخالق	اَمَةُ الْخَالِق	اللہ وحدہٗ خالق کی بندی
امۃ الباری	اَمَةُ الْبَارِی	اللہ وحدہٗ باری کی بندی
امۃ الغفار	اَمَةُ الْغَفَّار	اللہ وحدہٗ غفار کی بندی
امۃ الوہاب	اَمَةُ الْوَهَّاب	اللہ وحدہٗ وہاب کی بندی
امۃ التواب	اَمَةُ التَّوَّاب	اللہ وحدہٗ تواب کی بندی
امۃ الرزاق	اَمَةُ الرَّزَّاق	اللہ وحدہٗ رزاق کی بندی
امۃ الغفور	اَمَةُ الْغَفُوْر	اللہ وحدہٗ غفور کی بندی
امۃ الشکور	اَمَةُ الشَّكُوْر	اللہ وحدہٗ شکور کی بندی
امۃ الصبور	اَمَةُ الصَّبُوْر	اللہ وحدہٗ صبور کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
امۃ القیوم	اَمَۃُ الْقَیُّوْم	اللہ وحدہٗ قیوم کی بندی
امۃ النور	اَمَۃُ النُّوْر	اللہ وحدہٗ نور کی بندی
امۃ الرحیم	اَمَۃُ الرَّحِیْم	اللہ وحدہٗ رحیم کی بندی
امۃ العزیز	اَمَۃُ الْعَزِیْز	اللہ وحدہٗ عزیز کی بندی
امۃ العلیم	اَمَۃُ الْعَلِیْم	اللہ وحدہٗ علیم کی بندی
امۃ الجلیل	اَمَۃُ الْجَلِیْل	اللہ وحدہٗ جلیل کی بندی
امۃ السمیع	اَمَۃُ السَّمِیْع	اللہ وحدہٗ سمیع کی بندی
امۃ الخبیر	اَمَۃُ الْخَبِیْر	اللہ وحدہٗ خبیر کی بندی
امۃ البصیر	اَمَۃُ الْبَصِیْر	اللہ وحدہٗ بصیر کی بندی
امۃ النصیر	اَمَۃُ النَّصِیْر	اللہ وحدہٗ نصیر کی بندی
امۃ القدیر	اَمَۃُ الْقَدِیْر	اللہ وحدہٗ قدیر کی بندی
امۃ القدیم	اَمَۃُ الْقَدِیْم	اللہ وحدہٗ قدیم کی بندی
امۃ اللطیف	اَمَۃُ اللَّطِیْف	اللہ وحدہٗ لطیف کی بندی
امۃ الحلیم	اَمَۃُ الْحَلِیْم	اللہ وحدہٗ حلیم کی بندی
امۃ العظیم	اَمَۃُ الْعَظِیْم	اللہ وحدہٗ عظیم کی بندی
امۃ الکبیر	اَمَۃُ الْکَبِیْر	اللہ وحدہٗ کبیر کی بندی
امۃ الحفیظ	اَمَۃُ الْحَفِیْظ	اللہ وحدہٗ حفیظ کی بندی
امۃ المقیت	اَمَۃُ الْمُقِیْت	اللہ وحدہٗ مقیت کی بندی
امۃ المحیط	اَمَۃُ الْمُحِیْط	اللہ وحدہٗ محیط کی بندی
امۃ المقسط	اَمَۃُ الْمُقْسِط	اللہ وحدہٗ مقسط کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
امۃ المدبر	اَمَۃُ الْمُدَبِّر	اللہ وحدہٗ مدبر کی بندی
امۃ المصور	اَمَۃُ الْمُصَوِّر	اللہ وحدہٗ مصور کی بندی
امۃ الحسیب	اَمَۃُ الْحَسِیْب	اللہ وحدہٗ حسیب کی بندی
امۃ الکریم	اَمَۃُ الْکَرِیْم	اللہ وحدہٗ کریم کی بندی
امۃ الرقیب	اَمَۃُ الرَّقِیْب	اللہ وحدہٗ رقیب کی بندی
امۃ المجیب	اَمَۃُ الْمُجِیْب	اللہ وحدہٗ مجیب کی بندی
امۃ الحکیم	اَمَۃُ الْحَکِیْم	اللہ وحدہٗ حکیم کی بندی
امۃ المجید	اَمَۃُ الْمَجِیْد	اللہ وحدہٗ مجید کی بندی
امۃ المتین	اَمَۃُ الْمَتِیْن	اللہ وحدہٗ متین کی بندی
امۃ الحمید	اَمَۃُ الْحَمِیْد	اللہ وحدہٗ حمید کی بندی
امۃ المعید	اَمَۃُ الْمُعِیْد	اللہ وحدہٗ معید کی بندی
امۃ الممیت	اَمَۃُ الْمُمِیْت	اللہ وحدہٗ ممیت کی بندی
امۃ الرشید	اَمَۃُ الرَّشِیْد	اللہ وحدہٗ رشید کی بندی
امۃ الودود	اَمَۃُ الْوَدُوْد	اللہ وحدہٗ ودود کی بندی
امۃ الملک	اَمَۃُ الْمَلِک	اللہ وحدہٗ ملک کی بندی
امۃ السلام	اَمَۃُ السَّلَام	اللہ وحدہٗ سلام کی بندی
امۃ المنان	اَمَۃُ الْمَنَّان	اللہ وحدہٗ منان کی بندی
امۃ الحنان	اَمَۃُ الْحَنَّان	اللہ وحدہٗ حنان کی بندی
امۃ المؤمن	اَمَۃُ الْمُؤْمِن	اللہ وحدہٗ مؤمن (امن دینے والے) کی بندی
امۃ المہیمن	اَمَۃُ الْمُھَیْمِن	اللہ وحدہٗ مہیمن کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
امۃ الجبار	اَمَۃُ الْجَبَّار	اللہ وحدہٗ جبار کی بندی
امۃ الفتاح	اَمَۃُ الْفَتَّاح	اللہ وحدہٗ فتاح کی بندی
امۃ الستار	اَمَۃُ السَّتَّار	اللہ وحدہٗ ستار کی بندی
امۃ الباسط	اَمَۃُ الْبَاسِط	اللہ وحدہٗ باسط کی بندی
امۃ المعز	اَمَۃُ الْمُعِزّ	اللہ وحدہٗ معز کی بندی
امۃ المذل	اَمَۃُ الْمُذِلّ	اللہ وحدہٗ مذل کی بندی
امۃ الحکم	اَمَۃُ الْحَکَم	اللہ وحدہٗ حکم کی بندی
امۃ الواسع	اَمَۃُ الْوَاسِع	اللہ وحدہٗ واسع کی بندی
امۃ الباعث	اَمَۃُ الْبَاعِث	اللہ وحدہٗ باعث کی بندی
امۃ الواجد	اَمَۃُ الْوَاجِد	اللہ وحدہٗ واجد کی بندی
امۃ الماجد	اَمَۃُ الْمَاجِد	اللہ وحدہٗ ماجد کی بندی
امۃ الواحد	اَمَۃُ الْوَاحِد	اللہ وحدہٗ واحد کی بندی
امۃ الفاطر	اَمَۃُ الْفَاطِر	اللہ وحدہٗ فاطر کی بندی
امۃ القادر	اَمَۃُ الْقَادِر	اللہ وحدہٗ قادر کی بندی
امۃ القاہر	اَمَۃُ الْقَاہِر	اللہ وحدہٗ قاہر کی بندی
امۃ القہار	اَمَۃُ الْقَہَّار	اللہ وحدہٗ قہار کی بندی
امۃ الخلاق	اَمَۃُ الْخَلَّاق	اللہ وحدہٗ خلاق کی بندی
امۃ الغافر	اَمَۃُ الْغَافِر	اللہ وحدہٗ غافر کی بندی
امۃ الظاہر	اَمَۃُ الظَّاہِر	اللہ وحدہٗ ظاہر کی بندی
امۃ النافع	اَمَۃُ النَّافِع	اللہ وحدہٗ نافع کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
امۃ الحق	اَمَۃُ الْحَق	اللہ وحدہٗ الحق کی بندی
امۃ المبدیٔ	اَمَۃُ الْمُبْدِیٔ	اللہ وحدہٗ مبدی کی بندی
امۃ المحیی	اَمَۃُ الْمُحْیِی	اللہ وحدہٗ محیی کی بندی
امۃ الحیی	اَمَۃُ الْحَیّی	اللہ وحدہٗ حی کی بندی
امۃ الاحد	اَمَۃُ الْاَحَد	اللہ وحدہٗ احد کی بندی
امۃ الصمد	اَمَۃُ الصَّمَد	اللہ وحدہٗ صمد کی بندی
امۃ الابد	اَمَۃُ الْاَبَد	اللہ وحدہٗ ابد کی بندی
امۃ المقتدر	اَمَۃُ الْمُقْتَدِر	اللہ وحدہٗ مقتدر کی بندی
امۃ الوالی	اَمَۃُ الْوَالِی	اللہ وحدہٗ والی کی بندی
امۃ الولی	اَمَۃُ الْوَلِی	اللہ وحدہٗ ولی کی بندی
امۃ المتعالی	اَمَۃُ الْمُتَعَالِی	اللہ وحدہٗ متعالی کی بندی
امۃ البر	اَمَۃُ الْبَرّ	اللہ وحدہٗ برّ کی بندی
امۃ الرب	اَمَۃُ الرَّبّ	اللہ وحدہٗ رب کی بندی
امۃ المنتقم	اَمَۃُ الْمُنْتَقِم	اللہ وحدہٗ منتقم کی بندی
امۃ العفو	اَمَۃُ الْعَفُو	اللہ وحدہٗ عفو کی بندی
امۃ الرؤف	اَمَۃُ الرَّؤُف	اللہ وحدہٗ رؤف کی بندی
امۃ الغنی	اَمَۃُ الْغَنِی	اللہ وحدہٗ غنی کی بندی
امۃ المغنی	اَمَۃُ الْمُغْنِی	اللہ وحدہٗ مغنی کی بندی
امۃ المعطی	اَمَۃُ الْمُعْطِی	اللہ وحدہٗ معطی کی بندی
امۃ الہادی	اَمَۃُ الْهَادِی	اللہ وحدہٗ ہادی کی بندی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
امۃ البدیع	اَمَۃُ الْبَدِیْع	اللہ وحدہٗ بدیع کی بندی
امۃ الباقی	اَمَۃُ الْبَاقِی	اللہ وحدہٗ باقی کی بندی
امۃ الواقی	اَمَۃُ الْوَاقِی	اللہ وحدہٗ واقی کی بندی
امۃ الدائم	اَمَۃُ الدَّائِم	اللہ وحدہٗ دائم کی بندی
امۃ ذی الفضل	اَمَۃُ ذی الْفَضْل	اللہ وحدہٗ ذی الفضل کی بندی
امۃ ذی القوۃ	اَمَۃُ ذِی الْقُوَّۃ	اللہ وحدہٗ ذی القوۃ کی بندی
امۃ ذی الجلال	اَمَۃُ ذِی الْجَلال	اللہ وحدہٗ ذی الجلال کی بندی

حرف ”ب“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
بَرِیْرَۃ	بَرِیرَۃ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص درخت کا پھل
بثینہ	بُثَیْنه	بقول بعض صحابیہ کا نام، بمعنیٰ عمدہ
بدیلہ	بُدَیْلَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ متبادل/عوض/شریف وکریم
برزہ	بَرْزَۃ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ بہادری میں پیش پیش
بَرَکَۃ	بَرَکَۃ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ برکت اور زیادتی
بَرْوَع	بَرْوَع	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ نیکی (من البراعة، الواو زائدۃ)
بادیہ	بَادِیَه	بقول بعض صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ظاہر وواضح
بریعہ	بَرِیْعَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ چمکیلی
بسرہ	بُسْرَۃ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ مضبوط وجوان
بشیرہ	بَشِیْرَۃ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ خوشخبری دینے والی
بقیرہ	بُقَیْرَۃ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ چھوٹی سی گائے (بقرۃ کی تصغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
بہیسہ	بُهَيْسَة	صحابیہ یا بنتِ صحابی، بمعنی دلیری
بہیہ	بُهَيَّة	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ کشادہ
بیضاء	بَيْضَاء	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ سفید وصاف
بریدہ	بَرِيْدَه	قاصدہ
بردہ	بُرْدَه	کالی چوکور چادر
بریدہ	بُرَيْدَه	بردہ کے ہم معنیٰ (بردہ کی تصغیر، بحوالہ المغرب)
بارعہ	بَارِعَه	شرف وفضیلت والی/ ماہر/ باکمال
بازغہ	بَازِغَه	چمک دار، روشن
بریعہ	بَرِيْعَه	عقل وجمال میں کامل
بسیطہ	بَسِيْطَه	وسیع
برکت	بَرَكَت	خیر وبھلائی
بلاغت	بَلَاغَت	فصیح وبلیغ ہونا
بشارت	بَشَارَت	حسن وجمال
بصارت	بَصَارَت	جاننا/ دیکھنا
بصرہ	بَصْرَه	سفیدی مائل نرم پتھر (باء پر زبر کے ساتھ)
بصرہ	بُصْرَه	سفیدی مائل نرم پتھر (باء پر پیش کے ساتھ)
بصرہ	بِصْرَه	سفیدی مائل نرم پتھر (باء پر زیر کے ساتھ)
باصرہ	بَاصِرَه	دیکھنے والی/ قوتِ باصرہ/ آنکھ/ نگاہ
باقرہ	بَاقِرَه	علم میں وسیع (باقر کی تانیث)
بارقہ	بَارِقَه	بجلی والا بادل/ کرن/ چمک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
باطشہ	بَاطِشَه	مضبوطی سے تھامنے والی
بشریٰ	بُشرىٰ	خوشخبری
بصیرت	بَصِيرَت	عقل مندی/فہم وفراست
بلقیس	بِلْقِيس	ملکۂ سبا کا نام
برجیس	بِرْجِيس	ایک ستارہ کا نام
بکرہ	بُكْرَه	صبح/سویرا
بکیرہ	بَكِيرَه	سب سے پہلا پھل
بکیلہ	بَكِيلَه	مالِ غنیمت
بکلہ	بِكْلَه	طبیعت
بلجہ	بُلْجَه	صبح کی روشنی
بلیلہ	بَلِيلَه	ٹھنڈی اور مرطوب ہوا
براعت	بَرَاعَت	کمال/مہارت/فوقیت
بدرالنساء	بَدْرُ النِّسَاء	عورتوں کا کامل چاند

حرف ''ت'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
تملک	تَمْلِك	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ مالک
تویلہ	تُوَيْلَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ چھوٹی جماعت
تابعہ	تَابِعَه	فرماں بردار، اطاعت گزار/خادمہ
تائبہ	تَائِبَه	توبہ کرنیوالی
تنزیلہ	تَنْزِيلَه	اتاری ہوئی، بھیجی ہوئی

اصل نام	نام کا صحیح تلفّظ	نسبت / معنیٰ
تسنیم	تَسْنِیْم	جنت کی ایک نہر
تسکین	تَسْکِیْن	سکون پہنچانا
تکریم	تَکْرِیْم	عزت دینا
تنزیہ	تَنْزِیْہ	برائی سے دور رکھنا
تقبیل	تَقْبِیْل	چومنا
تمرین	تَمْرِیْن	مشق کرنا
تنعیم	تَنْعِیْم	نعمت دینا
تبسم	تَبَسُّم	مسکرانا (اسمِ مصدر)
تیمن	تَیَمُّن	برکت حاصل کرنا (اسمِ مصدر)
تقانہ	تَقَانَہ	کمال/ہوشیاری/پختگی
تتمہ	تَتِمَّہ	تکملہ
تمامہ	تِمَامہ	تکملہ
تذکرہ	تَذْکِرَہ	یاددھیانی
تسویہ	تَسْوِیَہ	برابری
تشبیہ	تَشْبِیْہ	مشابہت
تکرمہ	تَکْرِمَہ	اعزازی نشست
تراضی	تَرَاضِیْ	ایک دوسرے سے راضی ہونا

حرف ''ث'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
ثبیتہ	ثُبَیْتَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ مضبوط/ٹھہرنا (بروزن جهينة، ثبت کی تصغیر)
ثویبہ	ثُوَیْبَه	چھوٹی سی جماعت (ثبة کی تصغیر کان اصلها ثوبة)
ثریا	ثُرَیَّا	ستاروں کا جھمکا
ثمیرہ	ثَمِیْرَه	کثیر پھلدار
ثمینہ	ثَمِیْنَه	آٹھویں
ثابتہ	ثَابِتَه	مضبوط (اسمِ فاعل)
ثقیبہ	ثَقِیْبَه	سرخ چہرے والی
ثقیفہ	ثَقِیْفَه	نہایت عقل مند وذہین (اسمِ مشبہ)
ثاقبہ	ثَاقِبَه	روشن، کامل
ثامرہ	ثَامِرَه	پھل والی (اسمِ فاعل)
ثمرہ	ثَمَرَه	پھل
ثمامہ	ثُمَامَه	ایک گنجان اور لمبی شاخ والا پودا

حرف ''ج'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
جویریہ	جُوَیْرِیَه	صحابیہ کا نام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا نام، بمعنیٰ چھوٹی سی لڑکی/ہوا (جارية کی تصغیر)
جمیلہ	جَمِیْلَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ حسین، خوب رو
جبلہ	جَبَلَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ فطرت/طبیعت
جدامہ	جُدَامَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ وہ بالیاں جو پہلی مرتبہ گاہنے میں نہ ٹوٹیں

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
جرباء	جَرْبَاء	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ تاروں بھرا آسمان (اجرب کا مؤنث)
جسرہ	جَسْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ بہادر و جری
جعدہ	جَعْدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ایک پودے کا نام/ گھنگریالے بالوں کی لٹ
جمانہ	جُمَانَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ موتی
جمیمہ	جُمَیْمَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ پیشانی کے گھنے بال (جُمّہ کی تصغیر)
جمامہ	جَمَامَہ	آرام
جیدہ	جَیِّدَہ	عمدہ
جفینہ	جُفَیْنَہ	فیاض اور مہربان (جفنة کی تصغیر)

حرف ''ح'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
حواء	حَوَّاء	ام البشر اور کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ سبزی یا سرخی مائل سیاہ (خوبصورتی)
حبیبہ	حَبِیْبَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ پسندیدہ
حرملہ	حَرْمَلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ایک مخصوص پودا
حفصہ	حَفْصَہ	ام المومنین کا نام، بمعنیٰ شیر یعنی بہادر کی بچی
حسانہ	حَسَّانَہ	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنیٰ بہت خوبصورت
حقہ	حَقَّہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ صحیح ہونا/ ثابت ہونا
حلیمہ	حَلِیْمَہ	نبی ﷺ کی رضاعی والدہ، بمعنیٰ بردبار/ نرم مزاج
حمیدہ	حَمِیْدَہ	قابلِ تعریف/ بہت تعریف کئے جانے والی
حامدہ	حَامِدَہ	حمد کرنیوالی
حاسبہ	حَاسِبَہ	حساب دان

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
حافظہ	حَافِظَه	حفاظت کرنے والی/نگران
حامزہ	حَامِزَه	خوش مزاج/خوش طبع
حارثہ	حَارِثَه	کمائی کرنے والی (یعنی آخرت کی) (اسم فاعل)
حسنہ	حَسَنَه	خوبصورت
حسنیٰ	حُسْنیٰ	بہت عمدہ (احسن کی تانیث)
حسناء	حَسْنَاء	خوبصورت (حسن کی تانیث)
حدیقہ	حَدِيْقَه	باغ/باغیچہ/پھلدار درختوں والی زمین/چار دیواری والا باغ
حشمہ	حُشْمَه	قرابت/رشتہ داری
حشمت	حِشْمَت	شرم وحیا/وقار
حصینہ	حَصِيْنَه	باعفت/مضبوط
حاصنہ	حَاصِنَه	پاک دامن عورت
حصناء	حَصْنَاء	پاک دامن عورت
حصیلہ	حَصِيْلَه	حاصل شدہ/نتیجہ/پیداوار
حکمت	حِكْمَت	دانائی/علم ومعرفت
حکیمہ	حَكِيْمه	دانش مند
حلیفہ	حَلِيْفَه	اتحادی/معاہد کار
حجرہ	حَجْرَه	گوشہ
حمدہ	حَمْدَه	قابلِ تعریف
حمراء	حَمْرَاء	سرخ رنگ والی
حنہ	حَنَّه	پسندیدگی/بیوی (حاء کے اوپر زبر ہے)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
حنہ	حِنَّہ	رحم دلی/ترس (حاء کے نیچے زیر ہے)
حوراء	حَوْرَاء	گورے رنگ کی عورت
حواشہ	حُوَاشَہ	قرابت/رشتہ داری/جس سے حیاء کی جائے
حراست	حِرَاسَت	حفاظت/پہرہ
حصانہ	حَصَانَہ	پاک دامن عورت
حمیّت	حَمِیَّت	غیرت/خودداری
حمایت	حِمَایَت	حفاظت/نگرانی
حُسن النساء	حُسْنُ النِّسَاء	عورتوں کا حسن وجمال
حیاء النساء	حَیَاءُ النِّسَاء	خواتین کی حیاء وغیرت

حرف "خ" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
خدیجہ	خَدِیْجَہ	ام المومنین صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ناقص ونا تمام (بطور تواضع وعاجزی)
خولہ	خَوْلَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ غزال/ہرنی
خنساء	خَنْسَاء	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ نیل گائے
خالدہ	خَالِدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ لمبی عمر اور دیر تک باقی رہنے والی (اسمِ فاعل)
خلیدہ	خُلَیْدَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ لمبی عمر والی (خالدہ کی تصغیرِ تحکیم)
خیرہ	خَیْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ پسندیدہ اور منتخب چیز
خزیمہ	خُزَیْمَہ	صحابیہ کا نام ایک مفید درخت
خدمت	خِدْمَت	خدمت/مدد
خادمہ	خَادِمَہ	خدمت گزار

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
خاشعہ	خَاشِعَه	خشوع والی
خاضعہ	خَاضِعَه	خضوع والی/متواضع
خالصہ	خَالِصَه	مخصوص/خالص کی ہوئی چیز
خلساء	خَلْسَاء	گندمی رنگ
خضرہ	خَضِرَه	سرسبز
خضرہ	خُضْرَه	ہرارنگ/تازگی/نرمی
خضراء	خَضْرَاء	سبز/ہری
خشیبہ	خَشِيْبَه	فطرت/طبیعت
خضیمہ	خَضِيْمَه	سبزہ/سرسبززمین
خضیلہ	خَضِيْلَه	ہرابھراباغ/خوشحال
خضلہ	خُضُلَّه	سرسبزی وشادابی/تروتازگی
خشونت	خُشُوْنَت	کرختگی (اجنبی لوگوں کے لئے،عورت کے لئے اچھی صفت)
خصیبہ	خَصِيْبَه	فیض رساں/زرخیز
خصیصہ	خَصِيْصَه	امتیازی وصف
خصوصہ	خُصُوْصَه	حالتِ خصوص
خریدہ	خَرِيْدَه	شرمیلی اورزیادہ خاموش رہنے والی لڑکی
خفیفہ	خَفِيْفَه	ہلکی پھلکی
خلیقہ	خَلِيْقَه	اللہ کی مخلوق/طبیعت/لائق/اچھے اخلاق والی
خملہ	خِمْلَه	چادر/خصلت
خمیلہ	خَمِيْلَه	چادر

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
خوضہ	خَوْضَه	موتی
خرباق	خِرْبَاق	تیز چلنے والی
خربصہ	خَرْبَصَه	جوان اور پر گوشت عورت
خلیلہ	خَلِيْلَه	دوست
خوثاء	خَوْثَاء	بھرے ہوئے بدن کی نرم ونازک نوعمر لڑکی
خلیلۃ الرحمٰن	خَلِيْلَةُ الرَّحْمٰن	رحمٰن کی دوست
خیرالنساء	خَيْرُ النِّسَاء	خواتین میں خیر ہے

حرف ''د'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
درہ	دُرَّه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ موتی
درایت	دِرَايَت	عقل وفہم / سمجھداری
دجمہ	دِجْمَه	طریقہ / ڈھنگ / عادت / مقرب دوست
دعامہ	دِعَامَه	ستون جس پر عمارت کھڑی کی جائے
دفینہ	دَفِيْنَه	مخفی و پوشیدہ رکھی ہوئی چیز
دانیہ	دَانِيَه	نزدیک / جھکی ہوئی
دہاسہ	دَهَاسَه	نرم خوئی / خوش اخلاقی
دیسہ	دِيْسَه	بہادر عورت
دیباج	دِيْبَاج	قیمتی ریشمین کپڑا
دیباجہ	دِيْبَاجَه	چہرے کے بشرہ کا حسن

حرف ''ذ'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
ذرہ	ذُرَّہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ مکئی کا دانہ
ذاکرہ	ذَاکِرَہ	ذکر کرنے والی
ذریرہ	ذَرِیْرَہ	ایک قسم کی خوشبو
ذکریٰ	ذِکْرٰی	یاد/یادگار/نصیحت
ذمارہ	ذَمَارَہ	بہادری
ذمامہ	ذَمَامَہ	شرم وحیا
ذنابہ	ذُنَابَہ	تابع
ذریعہ	ذَرِیْعَہ	واسطہ
ذکیہ	ذَکِیَّہ	ذہین

حرف ''ر'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
رقیہ	رُقَیَّہ	کئی صحابیات و نبی ﷺ کی بیٹی کا نام، بمعنیٰ تعویذ جس سے بیماری کا علاج کیا جائے (رقیۃ کی تصغیر)
رملہ	رَمْلَہ	ام المومنین اور کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ ریتیلا مقام
ریحانہ	رَیْحَانَہ	نبی ﷺ کی جاریہ کا نام، بمعنیٰ خوشبودار پودا/خوبصورت عورت
رزینہ	رَزِیْنَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ باوقار/بُردبار
رائطہ	رَائِطَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ چادر
ریطہ	رَیْطَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ چادر

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
رائعہ	رَائِعه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ انتہائی حسین
رفاعہ	رِفَاعه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ بلندی/ بلند مرتبہ
رفیدہ	رُفَیْدہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ایک چھوٹا سا گروہ (رِفدۃ کی تصغیر)
رقیقہ	رُقَیْقَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ نرم
روضہ	رَوْضَه	شاداب زمین/خوبصورت باغ
رمیصاء	رُمَیْصَاء	ایک ستارے کا نام
رجاء	رَجَاء	درخواست/کنارہ
رفاغہ	رَفَاغَه	خوش گواری
رافقہ	رَافِقَه	نرم/شفیق/مہربان
رفاہہ	رَفَاهَه	خوش حالی
رفاہیہ	رَفَاهِیَه	خوش حالی/رزق کی فراوانی
رفہہ	رَفَهَه	شفقت/مہربانی
ربابہ	رِبَابَه	سرداری
رِقابہ	رِقَابَه	نگرانی/حفاظت
رَقابت	رَقَابَت	پہرے دار
ربیعہ	رَبِیْعَه	باغ/موسم بہار
رَقمہ	رَقُمَه	باغ
رقبہ	رِقْبَه	نگرانی کی کیفیت
رہودیّہ	رَهُوْدِیَّه	مہربانی/نرمی
رہیفہ	رَهِیْفَه	باریک اور نازک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنی
راہنہ	رَاهِنَه	دائمی/تیار
راحہ	رَاحَه	مہربانی/رحم/لطیف ہوا
راضیہ	رَاضِيَه	پسندیدہ
رائعہ	رَائِعَه	اخلاقی اور فکر وفن کی امتیازی شان وخصوصیت
رَوقہ	رَوْقَه	پرکشش حسن وجمال
رُوقہ	رُوْقَه	انتہائی حسین
ریعہ	رَيْعَه	سرسبز زمین
رَیفہ	رَيْفَه	سرسبز زمین
رَیّہ	رَيَّه	سیرابی
راویہ	رَاوِيَه	روایت کرنے والی
ریدانہ	رَيْدَانَه	مقصد
ریشہ	رِيْشَه	قلم
ریاضت	رِيَاضَت	ورزش/مجاہدہ
رابعہ	رَابِعَه	چوتھی
رجیلہ	رَجِيْلَه	مضبوط وقوی
رحلت	رِحْلَت	سفر/کوچ کرنا
رحلہ	رُحْلَه	منزل/سفر/منتہائے سفر
رحمت	رَحْمَت	مہربانی/شفقت/ بھلائی
رقیقہ	رَقِيْقَه	پتلی
رغیبہ	رَغِيْبَه	آرزو/مرغوب چیز/ بڑا عطیہ

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
رابحہ	رَابِحَه	نفع بخش
راجعہ	رَاجِعَه	رجوع کرنیوالی
راجیہ	رَاجِيَه	امیدوار
راحت	رَاحَت	آرام/آسائش
رصافہ	رَصَافَه	مضبوطی اور پختگی
راسخہ	رَاسِخَه	پختہ/مضبوط
راشدہ	رَاشِدَه	ہدایت والی
راعیہ	رَاعِيَه	نگران/محافظ
راکبہ	رَاكِبَه	مسافرہ/سوار
رافعہ	رَافِعَه	بلند
رافقہ	رَافِقَه	مہربانی کرنے والی
رخیمہ	رَخِيمَه	نرم ونازک
رشیدہ	رَشِيدَه	ہدایت یافتہ
رشیقہ	رَشِيقَه	ہلکی اور تیز/خوش قامت/خوش طبع
رضیہ	رَضِيَّه	پسندیدہ/مرغوب
رطابہ	رِطَابَه	ترہونا
رطوبہ	رُطُوبَه	ترہونا/تازگی
رعلہ	رَعْلَه	ہراول دستہ/پیش رو جماعت
رفعت	رِفْعَت	شرف وقدر والی ہونا (اسم مصدر)
رفیقہ	رَفِيقَه	ساتھن/ہم سفر

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
رمشاء	رَمْشَاء	خوبصورت ساخت والی (ارمش کی تانیث)
ربیئہ	رَبِیئَه	ہراول دستہ
ربابہ	رِبَابَه	عہدو پیمان
رواء	رُوَاء	بہادر/رونق/ظاہری حسن وجمال
رحمۃ اللہ	رَحْمَةُ الله	اللہ کی رحمت

حرف ''ز'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
زینب	زَیْنَب	نبی ﷺ کی بیٹی اور بہت سی صحابیات کا نام، بمعنیٰ قوی
زائدہ	زَائِدَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ زیادہ/کثیر
زخرفہ	زَخْرَفَه	مزین کرنا
زبیدہ	زُبَیْدَه	چھوٹا سا مکھن (زبدۃ کی تصغیر)
زابوقہ	زَابُوقَه	گھر کا کونہ
زبیہ	زُبْیَه	اونچی جگہ
زحنہ	زَحْنَه	وادی کا موڑ
زجمہ	زَجْمَه	آہستہ بات
زرقہ	زُرْقَه	نیل گونی
زرنقہ	زَرْنَقَه	مکمل خوبصورتی
زاہدہ	زَاهِدَه	متقی/پرہیزگار
زہراء	زُهْرَاء	حسین عورت
زاہرہ	زَاهِرَه	چمکدار صاف رنگ والی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
زہرہ	زَهْرَه	ایک پھول/ چمک دمک/ بہار
زہرہ	زُهْرَه	چمک دار سفیدی
زہیرہ	زُهَيْرَه	چھوٹا سا پھول/ کلی
زعیمہ	زَعِيْمَه	سربراہ/ ذمہ دار
زکانہ	زَكَانَه	فہم وفراست/ سمجھ بوجھ
زکیّہ	زَكِيَّه	بہتر نشوونما پانے والی/ عمدہ
زُلفہ	زُلْفَه	قُرب/ نزدیکی/ مرتبہ
زینت	زِيْنَت	آراستگی/ زیبائش
زوعہ	زُوْعَه	تیز رفتار
زرعہ	زُرْعَه	بیج وکھیتی
زین	زَيْن	زیب دینے والی چیز
زیب النساء	زَيْبُ النِّسَاء	خواتین کی زیب وزینت
زین النساء	زَيْنُ النِّسَاء	خواتین کو زینت دینے والی

حرف "س" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
سارہ	سَارَه	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ
سودہ	سَوْدَه	ام المومنین وکئی صحابیات کا نام، بمعنی سیاہ پتھروں والا ہموار میدان (سود کی تانیث)
سبیعہ	سُبَيْعَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنی ساتویں
سدوس	سَدُوْس	صحابیہ کا نام، بمعنی چادر/ ہرے رنگ کی چادر
سعدی	سُعْدَى	صحابیہ کا نام، ایک پودا

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
سفانہ	سَفَّانَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ موتی
سکینہ	سُکَیْنَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ پھرتیلی اور خوش مزاج لڑکی
سلامہ	سَلَامَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ عیوب وآفات سے بَری ہونا
سمراء	سَمْرَاء	صحابیہ کا نام سفید بہ سیاہی مائل یعنی خوبصورت (اسمر کی تانیث)
سمیہ	سُمَیَّه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا آسمان (سماء کی تصغیر)
سناء	سَنَاء	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ اونچائی/ بلندی
سنبلہ	سُنْبُلَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ خوشہ/ ایک برج کا نام
سنینہ	سُنَیْنَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ دندانہ/ ہم عمر (سِن کی تصغیر)
سہلہ	سَهْلَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ نرم
سہیمہ	سُهَیْمَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ حصہ (سہم کی تصغیر)
سعادت	سَعَادَت	خوش نصیب، نیک بخت ہونا (اسم مصدر)
سعیدہ	سَعِیْدَه	خوش بخت
سکنہ	سُکْنَه	اطمینان وسکون
سکینہ	سَکِیْنَه	اطمینان/سکون/سنجیدگی
سلیقہ	سَلِیْقَه	فطرت/طبیعت/سلیقہ مندی
سلیلہ	سَلِیْلَه	نومولود لڑکی
سلمہ	سَلِمَه	نرم ونازک ہاتھ پیر والی عورت
سلیمہ	سَلِیْمَه	بے عیب/صحیح سالم
سلمیٰ	سَلْمیٰ	سلامتی (فعلی، من السّلم والسّلم ضد الحرب بحوالہ الاشتقاق)
سلوہ	سُلْوَه	تسلی بخش چیز

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
سنا	سَنَا	چاند کی روشنی/تیز روشنی
سنایہ	سِنَایَه	پوری مکمل چیز
سیدہ	سَیِّدَہ	محترمہ/سردار
ساریہ	سَارِیَه	رات کو آنے والا بادل/رات کی بارش
ساعدہ	سَاعِدَہ	نیک بختی
سدرہ	سِدْرَہ	بیری کا درخت
سُمرہ	سَمُرَہ	ببول کا خوبصورت درخت
ساجدہ	سَاجِدَہ	سجدہ کرنے والی
سالکہ	سَالِکَه	پابند شرع
سالمہ	سَالِمَه	ثابت، تندرست
سائحہ	سَائِحَه	روزہ دار یا ہجرت کرنے والی
سعودہ	سُعُوْدَہ	خوش بختی
سلمہ	سَلَمَه	سلامتی، تابعداری/ایک مخصوص درخت (لام پر زبر)
سیمہ	سِیْمَه	علامت/نشان
سومہ	سُوْمَه	علامت/نشان
سیما	سِیْمَا	علامت/خاص نشان
سویۃ	سَوِیَّه	ساتھ ساتھ/اعتدال
سبرہ	سَبْرَہ	ٹھنڈی صبح
سائفہ	سَائِفَه	ریت اور سخت زمین کے درمیان والی زمین

حرف "ش" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
شفاء	شِفَاء	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ دوا (اسمِ مصدر)
شمیلہ	شُمَیْلَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ جسم کو ڈھانپنے والی چادر (شملہ کی تصغیر)
شہیدہ	شَهِیْدَه	حضرت امِ ورقہ صحابیہ کا نام، بمعنیٰ گواہی میں امین
شراف	شُرَافْ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ باعظمت
شریرہ	شُرَیْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ چستی/تیزی (شرۃ کی تصغیر)
شیماء	شَیْمَاء	بدن پر تل والی ہونا
شیمہ	شِیْمَه	عادت/طبیعت
شقیقہ	شَقِیْقَه	سگی بہن/تیز بارش
شفقت	شَفْقَت	مہربان ہونا
شریفہ	شَرِیْفَه	شریف
شرافت	شَرَافَت	شریف ہونا (اسمِ مصدر)
شرفہ	شُرْفَه	شریف ہونا (اسمِ مصدر)
شبہ	شَبَّه	جوان لڑکی
شبرہ	شِبْرَه	عطیہ
شبورہ	شَبُوْرَه	صبح کے وقت کا کہر
شبیہ	شَبِیْه	مثل
شیبہ	شَیْبَه	کالے رنگ کے ساتھ سفیدی کا جمع ہونا یعنی پرکشش (بحوالہ الاشتقاق)
شجرہ	شَجَرَه	درخت/اصل الفصل
شجیرہ	شُجَیْرَه	ایک پودا (شجر کی تصغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
شجیعہ	شَجِیْعَه	انتہائی دلیر
شاہدہ	شَاهِدَه	گواہی دینے والی
شہادت	شَهَادَت	گواہی/گواہی دینا
شوکت	شَوْکَت	دبدبہ
شمیم	شَمِیْم	بلند وعمدہ خوشبو
شاہیہ	شَاهِيَه	خواہش
شہامہ	شَهَامَه	خودداری/وقار
شافعہ	شَافِعَه	شفاعت کرنے والی
شفیقہ	شَفِيْقَه	مشفق/مہربان
شبرمہ	شُبْرُمَه	ایک جڑی بوٹی
شرزمہ	شَرْذِمَه	چھوٹی سی جماعت
شکلہ	شُکْلَه	کئی رنگوں کا مجموعہ/شباہت
شکیلہ	شَکِیْلَه	مشابہ/خوبصورت
شارقہ	شَارِقَه	طلوع ہونے والی (شارق کی مؤنث)
شوفہ	شَوْفَه	نظر/منظر (القاموس الوحید)
شہبہ	شُهْبَه	وہ سفیدی جس میں سیاہی شامل ہو (القاموس الوحید)
شاکرہ	شَاكِرَه	شکر گزار/قناعت کرنیوالی
شمس النساء	شَمْسُ النِّسَاء	عورتوں کا سورج

حرف "ص" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
صفیہ	صَفِیَّہ	ام المومنین اور بہت سی صحابیات کا نام، بمعنیٰ مخصوص کی ہوئی چیز
صفورہ	صَفُوْرَہ	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کا نام
صادقہ	صَادِقَہ	سچی
صدیقہ	صِدِّیْقَہ	سچی/مخلص
صائمہ	صَائِمَہ	روزے دار
صابرہ	صَابِرَہ	صبر کرنے والی
صالحہ	صَالِحَہ	نیک صالح
صِمّہ	صِمَّہ	بہادر
صحبہ	صُحْبَہ	زردی جو سفیدی اور سرخی مائل ہو
صباحت	صَبَاحَت	چہرے کا چمکدار اور خوبصورت ہونا
صبیحہ	صَبِیْحَہ	خوبصورت
صائبہ	صَائِبَہ	درست/ٹھیک
صقلیٰ	صُقْلیٰ	دبلا پن
صغریٰ	صُغْریٰ	چھوٹی
صغرہ	صِغْرَہ	سب سے چھوٹی اولاد
صغیرہ	صَغِیْرَہ	چھوٹی
صفوہ	صَفْوَہ	خالص چیز
صنیعہ	صَنِیْعَہ	بھلائی/نیکی/احسان
صنوہ	صِنْوَہ	سگی بہن/بیٹی/پودا

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
صیانت	صِیَانَت	حفاظت
صائنہ	صَائِنَه	حفاظت کرنے والی/محافظ
صافیہ	صَافِیَه	صاف/خالص
صلہ	صِلَه	بدلہ/انعام/احسان
صداقت	صَدَاقَت	سچائی

حرف ''ض'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
ضابطہ	ضَابِطَه	قاعدہ/قانون/ضبط کرنے والی
ضجعہ	ضَجْعَه	راحت وآرام
ضراعہ	ضَرَاعَه	عاجزی/انکساری
ضفوہ	ضَفْوَه	خوشحالی
ضمانہ	ضَمَانَه	ضمانت/ذمہ داری
ضمرہ	ضَمْرَه	دبلی اور چست
ضمیرہ	ضُمَیْرَه	دبلی وچست (ضمرہ کی تصغیر)

حرف ''ط'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
طلیحہ	طُلَیْحَه	چھوٹا سا شگوفہ/ببول کا درخت (طلحہ کی تصغیر)
طبیبہ	طَبِیْبَه	علاج کرنے والی
طاہرہ	طَاهِرَه	پاک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
طبنہ	طِبْنَہ	ہوشیاری/سمجھ
طیبہ	طَیِّبَہ	پاکیزہ
طراوہ	طَرَاوَہ	تازگی/شادابی
طوبیٰ	طُوبیٰ	رشک/سعادت/خیر/بہتر
طرفہ	طُرْفَہ	نادر وعمدہ چیز
طریفہ	طُرَیْفَہ	نادر وعمدہ (طرفہ کی تصغیر)
طلعہ	طَلْعَہ	ظہور/جھلک/کھجور کے شگوفے کا ٹکڑا
طلہ	طَلَّہ	عورت/شبنم/خوشبودار چیز
طلاوہ	طِلَاوَہ	رونق وبہار/خوبصورتی/آب وتاب
طلوہ	طُلْوَہ	صبح کی سفیدی
طہفہ	طَھْفَہ	نرم/ایک مخصوص پودا
طعمہ	طُعْمَہ	کھانے کی چیز/خوراک
طہیہ	طُھَیَّہ	باریک وپتلا بادل (طہاۃ کی تصغیر)

حرف "ظ" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
ظبیہ	ظَبْیَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ہرنی
ظعینہ	ظَعِیْنَہ	عورت/بیوی/پالکی میں باپردہ بیٹھی ہوئی عورت
ظافرہ	ظَافِرَہ	کامیاب
ظہرہ	ظَھْرَہ	مدد/پشت پناہی
ظہرہ	ظُھْرَہ	مددگار
ظرافت	ظَرَافَت	عقل مند ودانا ہونا

حرف ''ع'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
عائشہ	عَائِشَه	ام المومنین اور کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ خوشگوار زندگی گزارنے والی
عفراء	عَفْرَاء	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ سفید زمین
عاتکہ	عاتِکَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ بہت خوشبو ملنے والی
عمارہ	عَمَارَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ سر ڈھانکنے اور چھت کی سجاوٹ کا کپڑا
عصمہ	عِصْمَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ خداداد ملکہ/ پاک دامنی
عالیہ	عَالِيَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ بلند
عبادہ	عُبَادَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ عبادت کرنا
عتبہ	عُتْبَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ سخت ومضبوط/ سرزنش کرنا (بحوالہ الاشتقاق)
عجماء	عَجْمَاء	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ریت کا ٹیلہ
عذبہ	عَذْبَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ میٹھا
عزہ	عَزَّه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ہرن کی بچی
عقرب	عَقْرَب	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ آسمان کے ایک برج کا نام
عقیلہ	عُقَيْلَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ چھوٹی سی عقل مند
عمرہ	عُمْرَه	بہت سی صحابیات کا نام، بمعنیٰ بیت اللہ کی مخصوص عبادت
عمیرہ	عُمَيْرَه	بہت سی صحابیات کا نام، بمعنیٰ چھوٹا سا تاج (عمرۃ کی تصغیر)
عنقودہ	عُنْقُوْدَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ انگور وغیرہ کا گچھا
عویمرہ	عُوَيْمِرَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ آباد/ پُر رونق (عامرہ کی تصغیر)
عبیدہ	عُبَيْدَه	عبادت کرنا (عبدہ کی تصغیر)
عذوبہ	عُذُوْبَه	مٹھاس

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
عذرہ	عُذْرَہ	دوشیزگی / پیشانی / بالوں کی لٹ
عذراء	عَذْرَاء	کنواری / سوراخ نہ کیا ہوا موتی
عقبیٰ	عُقْبیٰ	آخرت / دربارِ الٰہی / انجام / بدلہ / جزاء
عقیلہ	عَقِیْلَہ	شریف پردہ دار عورت
عیینہ	عُیَیْنَہ	پانی کا چشمہ / آنکھ وغیرہ (عَیْن کی تصغیر مؤنث سماعی تاء مقدرہ ظاہر)
عبدہ	عَبْدَہ	عبادت کرنا
عابدہ	عَابِدَہ	عبادت گزار
عادلہ	عَادِلَہ	انصاف کرنے والی
عارفہ	عَارِفَہ	معرفت رکھنے والی
عازمہ	عَازِمَہ	قصد کرنے والی
عاصمہ	عَاصِمَہ	پاک دامن عورت
عاقبہ	عَاقِبَہ	نیک بدلہ / نتیجہ / انجام
عقبہ	عُقْبَہ	انجام / بدَل / حسن وجمال کی نشانی / ہیبت
عطیہ	عَطِیَّہ	عطا / تحفہ / عطیہ / بخشش
عاطفہ	عَاطِفَہ	شفقت / رشتہ داری / تعلق / مہربانی
عاکفہ	عَاکِفَہ	پابند، ٹھہرنے والا (اسم فاعل)
عاقلہ	عَاقِلَہ	عقل مند (اسم فاعل)
عالمہ	عَالِمَہ	جاننے والی
عامرہ	عَامِرَہ	آباد / پر رونق
عشابہ	عِشَابَہ	ہریالی / سبزے کی کثرت

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
عشرت	عِشْرَت	مخالطت، خوشحالی (بزبانِ عربی مخالطت، وبزبانِ فارسی خوشحالی)
عصیمہ	عُصَیْمَه	پاک دامن (عصمة کی تصغیر)
علیمہ	عَلِیْمَه	علم والی
عفیفہ	عَفِیْفَه	پرہیزگار/پارسا
عفت	عِفَّت	عصمت/پارسائی
عرفجہ	عَرْفَجَه	ایک مخصوص درخت
عرفطہ	عُرْفُطَه	ایک مخصوص پودا
عروہ	عُرْوَه	قابلِ اعتماد چیز/حلقہ/ذریعۂ اتحاد
عکرمہ	عِكْرِمَه	کبوتری
عنبسہ	عَنْبَسَه	شیر یعنی بہادر

حرف ''غ'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
غزیلہ	غُزَیْلَه	صحابیہ کا نام؛ بمعنیٰ چھوٹی سی ہرنی/طلوع ہوتا ہوا سورج (غزالہ کی تصغیر)
غمیصاء	غُمَیْصَاء	صحابیہ کا نام؛ بمعنیٰ ایک ستارے کا نام (القاموس الوحید)
غزلہ	غَزَالَه	ہرنی
غزوہ	غِزْوَه	مطلوب چیز
غفیرہ	غَفِیْرَه	اصلاح کا ذریعہ/کثرت/زیادتی
غریبہ	غَرِیْبَه	عجیب چیز/حسین
غضرہ	غَضْرَه	خوشحالی وشادابی
غبیہ	غَبْیَه	بارش کا زبردست چھینٹا/پانی کی بڑی بوچھاڑ

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
غدیرہ	غَدِیْرَہ	گھاس اور پودوں والی زمین کا حصہ
غادہ	غَادَہ	نرم ونازک اندام لڑکی/تر وتازہ درخت
غیابہ	غَیَابَہ	ہر چیز کی تہہ
غانمہ	غَانِمَہ	مالِ غنیمت پانے والی
غادیہ	غَادِیَہ	صبح کی بارش
غزارہ	غَزَارَہ	کثرت/بہتات
غزازہ	غَزَازَہ	تازگی/نزاکت
غانیہ	غَانِیَہ	حسن وجمال کی وجہ سے زینت وآرائش سے بے نیاز
غامضہ	غَامِضَہ	پوشیدہ
غمازہ	غَمَّازَہ	حسین لڑکی (القاموس الوحید)
غیایہ	غَیَایَہ	ہر سایہ دار چیز
غایہ	غَایَہ	انتہا/مقصد/انجام

حرف "ف" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
فاطمہ	فَاطِمَہ	بہت سی صحابیات کا نام، بمعنیٰ دودھ یا (بری) عادت چھوڑنے والی
فاضلہ	فَاضِلَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ فضل میں بلند مرتبہ/ہبہ/نعمت
فاختہ	فَاخِتَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ ایک خوبصورت پرندہ
فارعہ	فَارِعَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ پہاڑ کا بلند مقام
فروہ	فَرْوَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ مالداری (المنجد)
فکیہہ	فُکَیْھَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ خوش طبع (فکِھَۃ کی تصغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
فکاہہ	فُکَاهَه	خوش طبعی
فاکہہ	فَاکِهَه	مزیدار پھل
فاتحہ	فَاتِحَه	فتح کرنے والی/ابتداء
فتحہ	فُتْحَه	کشادگی/وسعت
فخامہ	فَخَامَه	عظمت/شان وشوکت
فارہہ	فَارِهَه	خوبصورت لڑکی
فراہہ	فَرَاهَه	چستی/چالاکی/مہارت/خوبصورتی
فصیہ	فَصِيَه	موسم کا معتدل وقت دن/چھٹکارا/رہائی/خلاصی
فلجہ	فُلْجَه	کامیابی/مقصد برآری
فرح	فَرَح	خوشی
فرحت	فَرْحَت	خوشی/خوشخبری
فریدہ	فَرِيْدَه	نفیس اور بیش قیمت موتی
فردہ	فَرْدَه	اکیلی/تنہا/بے مثال
فردسہ	فَرْدَسَه	گنجائش/وسعت
فراء	فَرَّاء	حسین دانتوں والی عورت
فضیلت	فَضِيْلَت	حسن واخلاق کا بلند درجہ
فطرہ	فِطْرَه	فطری حالت/فطرت سلیمہ
فطانہ	فَطَانَه	سمجھ/قوت فہم/ذہنی استعداد
فاغیہ	فَاغِيَه	خوشبودار پودے کی کلی/خوشبو
فغمہ	فَغْمَه	خوشبو کی مہک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
قفاحہ	قُفَّاحَہ	شگوفہ کھلتے وقت کا پھول
فکرہ	فِکْرَہ	خاص خیال/سوچی ہوئی رائے/نظریہ
فائقہ	فَائِقَہ	بلند
فائزہ	فَائِزَہ	کامیابی کا ذریعہ/پسندیدہ چیز
فنواء	فَنْوَاء	گھنے بالوں والی عورت
فنیقہ	فَنِیْقَہ	ناز ونعم کی پروردہ عورت
فینانہ	فَیْنَانَہ	لمبے اور خوبصورت بالوں والی
فسیحہ	فَسِیْحَہ	وسیع/کشادہ
فصیحہ	فَصِیْحَہ	خوش بیان/خوش کلام
فردسہ	فَرْدَسَہ	گنجائش/وسعت
فردوس	فِرْدَوْس	مکمل لوازم والا باغ/جنت کا اعلیٰ مقام

حرف ''ق'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
قریبہ	قُرَیْبَہ	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ قربت والی
قرۃ العین	قُرَّۃُ الْعَیْن	حضرت عبادہ بن صامت کی والدہ کا نام، بمعنیٰ آنکھوں کی ٹھنڈک
قریرہ	قَرِیْرَہ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ ٹھنڈک فراہم کرنے والی
قفیرہ	قَفِیْرَہ	دبلی پتلی
قفیرہ	قُفَیْرَہ	دبلی پتلی (قفرۃ کی تصغیر، بحوالہ تاج العروس)
قرابت	قَرَابَت	آپس داری/رشتہ داری
قربت	قُرْبَت	مرتبے کے لحاظ سے نزدیکی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
قیمہ	قَیِّمَه	مضبوط
قوامہ	قِوَامَه	انتظام/ذمہ داری/کفالت
قریبہ	قَرِیْبَه	قربت والی
قاسمہ	قَاسِمَه	تقسیم کرنے والی
قاصدہ	قَاصِدَه	پیغام رساں
قانتہ	قَانِتَه	فرماں بردار
قانعہ	قَانِعَه	قناعت کرنے والی (اسمِ فاعل)
قائلہ	قَائِلَه	اقرار کرنے والی، ماننے والی
قارئہ	قَارِئَه	پڑھنے والی (اسمِ فاعل)
قنعہ	قِنْعَه	بلند مقام
قدامہ	قُدَامَه	کسی چیز پر اقدام کرنا
قرہ	قُرَّه	ٹھنڈک
قسامہ	قَسَامَه	حسن/خوبصورت/مصالحت
قمر	قَمَر	چاند
قمرالنساء	قَمَرُ النِّسَاء	خواتین کا چاند

حرف ”ک“ سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
کبشہ	كَبْشَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ کف گیر
کبیشہ	كُبَیْشَه	صحابیہ کا نام (کَبْشَہ کی تصغیر)
کبیرہ	كَبِیْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ بڑی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
کریمہ	کَرِیْمَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ سخاوت کرنے والی
کلثم	کُلْثَم	صحابیہ کا نام بمعنیٰ چہرے ور خسار پر زیادہ گوشت ہونا
کلثوم	کُلْثُوْم	بمعنیٰ کلثم (بحوالہ لسان العرب)
کثرہ	کَثُرَه	بہتات/مہربانی
کوثر	کَوْثَر	بڑی بھلائی/خیر کثیر/جنت کی ایک نہر کا نام
کثمہ	کُثْمَه	گلدستہ
کحلاء	کَحْلَاء	سرگیں آنکھوں والی
کاظمہ	کَاظِمَه	غصہ پی جانے والی
کاملہ	کَامِلَه	کامل
کمامہ	کِمَامَه	کھجور کے شگوفے کا غلاف/کلی کا غلاف
کلیمہ	کَلِیْمَه	کلام کرنے والی
کنایہ	کِنَایَه	اشارہ
کیاسہ	کِیَاسه	ذکاوت وذہانت/فہم وفراست/عقل ودانش
کیسہ	کَیِّسَه	عقل مند ہوشیار/ذہین/فہیم
کباثہ	کَبَاثَه	اراک درخت کا پھل

حرف "ل" سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
لبابہ	لُبَابَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ خالص
لبنیٰ	لُبْنٰی	صحابیہ کا نام/ایک درخت جس سے شہد کی طرح دودھ نکلتا ہے (المنجد)
لمیس	لَمِیس	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ نرم ونازک جسم والی عورت (المعجم الوسیط)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
لیلیٰ	لَیْلٰی	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ اندھیری رات (بمناسبت انتہائی خفیہ اور باپردہ) (اشتق من قولهم ليلة ليلاء)
لطیفہ	لَطِیْفَه	خوشگوار نکتہ/ دلچسپ بات
لطیمہ	لَطِیْمَه	مشک دان
لبیبہ	لَبِیْبَه	عقل مند
لہوہ	لُهْوَه	عطیہ/ اعلیٰ ترین تحفہ
لیونہ	لُیُوْنَه	نرم خوئی/ مہربانی
لامعہ	لَامِعَه	چمک دار/ روشن
لقانہ	لَقَانَه	ذہانت/ عقلمندی
لباقہ	لَبَاقَه	مہارت/ خوش اسلوبی/ لیاقت
لطافت	لَطَافَت	نزاکت/ سبک پن
لطفہ	لَطْفَه	ہدیہ/ تحفہ
لعطہ	لَعْطَه	سیاہی مائل سرخی
لعہ	لَعَّه	پاک دامن جاذب رو عورت
لاعیہ	لَاعِیَه	زرد پھول والا دامن کوہ کا پودا
لبیکہ	لَبِیْكَه	کھجور/ تازہ مکھن/ مالیدہ
لؤلؤ	لُؤْلُؤ	موتی
لبوہ	لَبُوَه	عقلمند ہونا
لبوءہ	لَبُوْءَه	عقلمند ہونا
لبیخہ	لَبِیْخَه	مشک کا نافہ

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
لیاقت	لِیَاقت	مہذب طرزِ عمل/حسنِ ذوق/صلاحیت
لبیقہ	لَبِیْقَه	نرم خو/نرم اخلاق والی/پاکیزہ اخلاق والی/ذہین/ذکی
لدہ	لِدَّه	ہم عمر
لبدہ	لُبْدَه	سر ڈھانکنے کا کپڑا

حرف ''م'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
ماریہ	مَارِيَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ نیل گائے (المنجد فی اللغۃ)
مریم	مَرْيَم	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور صحابیہ کا نام (غیر عربی لفظ، بحوالہ المصباح المنیر)
محبہ	مُحِبَّه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ محبت کرنے والی
مجنۃ	مِجَنَّه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ بیدا/سر خم والی چیز
مزیدہ	مَزِيْدَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ زیادہ کی ہوئی (اسم مفعول)
مسرۃ	مَسَرَّة	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنیٰ خوش کرنا (مصدر)
مسیکہ	مُسَيْكَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ سہارے و فائدے کی چیز (مُسْكَة کی تصغیر)
معاذہ	مُعَاذَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ پناہ و حفاظت میں آئی ہوئی (اسم مفعول)
مطیعہ	مُطِيْعَه	نبی ﷺ کا رکھا ہوا نام، بمعنیٰ اطاعت گزار
ملیکہ	مُلَيْكَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ چھوٹی سی ملکہ/صلاحیت/سلیقہ (مَلِكَة یا مَلَكَة کی تصغیر)
منیعہ	مَنِيْعَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ پاکدامن عورت (بحوالہ المنجد فی اللغۃ)
میمونہ	مَيْمُوْنَه	ام المومنین اور کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ مبارک
میمنہ	مَيْمَنَه	برکت/خوش بختی/فوج کا دایاں بازو
معونہ	مَعُوْنَه	مددگار

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
معاذہ	مَعَاذَہ	پناہ گاہ
مرضیہ	مَرْضِیَّہ	پسندیدہ
ملینہ	مَلْیَنَہ	نرم مزاجی/خوش خلقی
ماجدہ	مَاجِدَہ	بزرگی والی/خوش خلق (ماجد کی تانیث بحوالہ المنجد)
مادحہ	مَادِحَہ	تعریف کرنے والی (مادح کی تانیث)
ماہرہ	مَاہِرَہ	تجربہ کار/ماہرِ فن
مبارکہ	مُبَارَکَہ	بابرکت/خوش قسمت
مبشرہ	مُبَشَّرَہ	ہر لحاظ سے حسین
مبصرہ	مُبَصِّرَہ	صاحبِ بصیرت
ملائمہ	مُلَائَمَہ	مطابقت/مناسبت/موزونیت
منزلت	مَنْزِلَت	مقام ومرتبہ
محصنہ	مُحْصِنَہ	پاک دامن
محسنہ	مَحْسَنَہ	جمال وخوشنمائی کا ذریعہ
مختارہ	مُخْتَارَہ	منتخب/پسندیدہ/چنیدہ (مختار کی تانیث)
مدحت	مَدْحَت	تعریف
مسرت	مُسَرَّت	خوشی (میم پر پیش کے ساتھ)
مومنہ	مُؤْمِنَہ	ایمان والی
مسلمہ	مُسْلِمَہ	اسلام والی یعنی مسلمان
مصباح	مِصْبَاح	چراغ (اسمِ آلہ)
معرفت	مَعْرِفَت	غور وفکر کے بعد کسی چیز کو پہچاننا

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
معروفہ	مَعْرُوْفَہ	مشہور/ بھلائی/ احسان
مفیدہ	مُفِیْدَہ	فائدہ مند
مقصودہ	مَقْصُوْدَہ	مدعا/ مراد
مکرمہ	مَکْرُمَہ	قابلِ اکرام وقابلِ قدر
ملساء	مَلْسَاء	چکنی/ ہموار
مکنونہ	مَکْنُوْنَہ	پوشیدہ/ پردہ نشین
ملیحہ	مَلِیْحَہ	دلکش/ جاذبِ صورت/ حسین
ممدوحہ	مَمْدُوْحَہ	قابلِ تعریف
محمودہ	مَحْمُوْدَہ	قابلِ تعریف
منعمہ	مُنَعَّمَہ	خوشحال/ نعمتوں والی
منیبہ	مُنِیْبَہ	اللہ کی طرف رجوع کرنے والی
منیرہ	مُنِیْرَہ	روشن/ واضح/ چمک دار
منیفہ	مُنِیْفَہ	حسین وخوش قامت عورت
موعظہ	مَوْعِظَہ	نصیحت
مفتاح	مِفْتَاح	کھولنے کا ذریعہ/ کنجی
مزنہ	مُزْنَہ	پانی سے بھرا ہوا بادل
مازیہ	مَازِیَہ	فضیلت/ برتری/ فوقیت/ اکرم ومہربانی
مزیہ	مَزِیَّہ	کمال/ امتیازی وصف/ خصوصیت/ برتری
منفعہ	مَنْفَعَہ	فائدہ

حرف ''ن'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
نائلہ	نَائِلَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنیٰ عطیہ/ بخشش/ بھلائی (نائل کی تانیث)
نتیلہ	نُتَيْلَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ وسیلہ/ بخشش (نبلہ کی تصغیر)
نسیبہ	نُسَيْبَه	حضرت ام عطیہ صحابیہ کا نام، بمعنیٰ قرابت (نسبہ کی تصغیر)
نسیبہ	نَسِيْبَه	حضرت ام عمارہ صحابیہ کا نام، بمعنیٰ قریبی
نسیکہ	نَسِيْكَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ سونے چاندی کا ٹکڑا/ ذبیحہ
نعم	نُعْم	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ خوشحالی
نعمیٰ	نُعْمیٰ	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ آرام/ آسودہ حالی
نفیسہ	نَفِيْسَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ پاکیزہ
نوار	نَوَار	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ محتاط عورت
نوبہ	نَوْبَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ باری
نحیتہ	نِحِيْتَه	فطرت/ کریم الطبع
نحلہ	نِحْلَه	بخشش/ تحفہ
نخبہ	نُخْبَه	منتخب چیز
نزاہت	نَزَاهَت	برائی سے دوری/ پاکدامنی
نزدن	نَزْدِن	ایک خوشبودار پودا
نزہت	نُزْهَت	تفریح
نشرہ	نَشْرَه	ہلکی ہوا
نجمہ	نَجْمَه	ایک ستارہ
ناعمہ	نَاعِمَه	خوشگوار/ خوش وخرم/ نرم ونازک

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
نوقہ	نُوْقَه	ہر چیز کی مہارت
نیقہ	نِیْقَه	نفاست وعمدگی/ انتہائی لطافت ونزاکت
نوعہ	نَوْعَه	تر وتازہ پھل
نیلہ	نَیْلَه	عطیہ
نتیلہ	نَتِیْلَه	وسیلہ/ قرابت
نعمہ	نُعْمَه	خوشی/ آنکھ کی ٹھنڈک
نعمت	نِعْمَت	فائدہ/ فضل/ انعام
نعمت	نَعْمَت	خوشحالی/ آسودگی
نعماء	نَعْمَاء	راحت وآرام/ مال ودولت/ خوشحالی
ناجیہ	نَاجِیَه	نجات یافتہ/ تیز رفتار اونٹنی
نہیدہ	نَهِیْدَه	گاڑھا شاندار مکھن
نادرہ	نَادِرَه	نایاب/ انوکھی
ناسکہ	نَاسِکَه	عبادت گزار
ناصحہ	نَاصِحَه	نصیحت کرنے والی
ناصرہ	نَاصِرَه	مدد کرنے والی/ مددگار/ حامی
ناظمہ	نَاظِمَه	انتظام کرنے والی
نافعہ	نَافِعَه	نفع بخش
نائبہ	نَائِبَه	قائم مقام
نبیلہ	نَبِیْلَه	شریف ومعزز
نبالہ	نَبَالَه	شرافت ونجابت/ ذہانت/ عظمت ووقار
نباہت	نَبَاهَت	عزت وشرافت/ سمجھ ودانائی

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
نجیہ	نَجِیَّه	نجات پانے والی
نجیبہ	نَجِیْبَه	اعلیٰ نسب/شریف
ندیمہ	نَدِیْمَه	ہم نشین/رفیق/ہمدم
نذیرہ	نَذِیْرَه	انجام اور آخرت سے ڈرانے والی
نسیم	نَسِیْم	نرم ہَوا
نشیطہ	نَشِیْطَه	راستہ میں حاصل ہونے والا مالِ غنیمت
نصرت	نُصْرَت	مدد/حمایت
نصیحت	نَصِیْحَت	ہمدردانہ بات
نصیرہ	نَصِیْرَه	عطیہ/مددگار
نظیفہ	نَظِیْفَه	صاف ستھری/پاکیزہ
نفاست	نَفَاسَت	نفیس ہونا
نقیبہ	نَقِیْبَه	روح/دل/فطرت/مزاج/عقل/مشورہ
نقیہ	نَقِیَّه	صاف/خالص
نازیہ	نَازِیَه	تیزی/پھرتی/جوش
نجم النساء	نَجْمُ النِّسَاء	عورتوں کا ستارہ
نور النساء	نُوْرُ النِّسَاء	خواتین کا نور

حرف ''وَ'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
واجدہ	وَاجِدَه	پانے والی (واجد کی تانیث)
وجیہہ	وَجِیْهَه	وجاہت والی/نظرِ بد سے بچانے والا تعویذ
واعظہ	وَاعِظَه	نصیحت کرنے والی (واعظ کی تانیث)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
واعیہ	وَاعِيَه	حفاظت ونگرانی کرنے اور یادرکھنے والی
وسنیٰ	وَسْنىٰ	خوشحالی سے سرشار عورت
وسنانہ	وَسْنَانَه	نشیلی آنکھ والی عورت
وقایہ	وِقَايَه	بچاؤ کا ذریعہ
واقیہ	وَاقِيَه	بچاؤ کرنے والی
وثیقہ	وَثِيْقَه	دستاویز/تصدیق نامہ
واثقہ	وَاثِقَه	مضبوط واعتماد والی (واثق کی تانیث)
وارثہ	وَارِثَه	میراث لینے والی (وارث کی تانیث)
وصیفہ	وَصِيْفَه	خادمہ/نوعمر لڑکی
واھبہ	وَاهِبَه	عطا کرنیوالی
وجاہت	وَجَاهَت	رعب ودبدبہ
ودیعہ	وَدِيْعَه	امانت رکھی ہوئی چیز
وداعہ	وَدَاعَه	متانت ووقار/حلم وبردباری/عاجزی ومسکنت
ودیفہ	وَدِيْفَه	سرسبز باغ
وردہ	وَرْدَه	گلاب (الورد کی تانیث، بحوالہ المعجم الوسیط)
وردیہ	وَرْدِيَه	گلاب کا چمن یا کیاری
وسیمہ	وَسِيْمَه	خوبصورت چہرے والی

حرف ''ہ'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنیٰ
ہاجرہ	هَاجِرَه	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اور حضرت اسماعیل کی والدہ کا نام
ہُریرہ	هُرَيْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنیٰ چھوٹی سی بلی (ہرۃ کی تصغیر)

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنٰی
ہزیلہ	هُزَيْلَه	کئی صحابیات کا نام، بمعنٰی تھوڑی سی دُبلی (هزلة کی تصغیر)
ہند	هِنْد	کئی صحابیات کا نام، بمعنٰی برداشت کرنا/ اونٹوں کا ریوڑ (بحوالہ بلا اشتقاق)
ہادیہ	هَادِيَه	راہِ مستقیم دکھانے والی
ہانی	هَانِي	خدمت گزار
ہانم	هَانِم	معزز خاتون
ہالہ	هَالَه	چاند کا گھیرا (کنڈل)
ہدایت	هِدَايَت	راہ نمائی
ہینہ	هَيِّنَه	نرم/ آسان

حرف ''ی'' سے شروع ہونے والے اسلامی نام

اصل نام	نام کا صحیح تلفظ	نسبت / معنٰی
یسیرہ	يُسَيْرَه	صحابیہ کا نام، بمعنٰی آسان/ سہل
یسریٰ	يُسْرٰى	آسان/ سہل (ایسر کی تانیث)
یافعہ	يَافِعَه	بلند و بالا
یاسمین	يَاسِمِيْن	چنبیلی (معرب)
یمنہ	يَمْنَه	دائیں طرف
یمنیٰ	يُمْنٰى	دائیں طرف

فقط

محمد رضوان

مورخہ ۲۱/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ 04/ جولائی/ 2011ء بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی